وَإِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا

(الحدیث)

خطباتِ قاسمی

جلد دوم

جامعہ احمد شہید
لاہور پاکستان

حضرت مولانا محمد ضیاء القاسمی

مکتبہ قاسمیہ

اے بلاک ○ غلام محمد آباد ○ فیصل آباد

Marfat.com

وَاِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا

(الحدیث)

خطباتِ قاسمی

جلد دوم

(۲۴)

حضرت مولانا محمد ضیاء القاسمی

مکتبہ قاسمیہ

اے بلاک ○ غلام محمد آباد ○ فیصل آباد

Marfat.com

87325

طبع

نام کتاب : ——— خطباتِ قاسمی جلد دوم

مؤلف : ——— مولانا محمد ضیاء القاسمی

ناشر : ——— مکتبہ قاسمیہ اے بلاک

تاریخ اشاعت ——— جنوری ۱۹۹۰ء

مطبع : ——— زاہد بشیر پرنٹرز، لاہور

تعداد : ——— گیارہ سو

کتابت : ——— محمد یوسف اعجاز

قیمت مجلد : ——— [illegible] روپے

ملنے کا پتہ

ناظم مکتبہ قاسمیہ اے بلاک

غلام محمد آباد۔ فیصل آباد

لاہور میں ملنے کا پتہ!

مکتبہ قاسمیہ

۱۷۔ اردو بازار ○ لاہور

Marfat.com

انتساب

اپنی اہلیہ کے نام !

"خطبات قاسمی" دوسری جلد کا انتساب میں اپنی اہلیہ کے نام کرتا ہوں ــــ
جنہوں نے میری دکھ۔ سکھ کی زندگی اور مصائب و آلام میں بھی میرا ساتھ دیا۔
میں جیل میں تھا تو ! اور میں سفر میں تھا تو ! انہوں نے مجھے پریشان نہیں ہونے
دیا۔ سچی بات ہے کہ ان کی دعاؤں اور تعاون سے میں اپنی دینی سرگرمیاں جاری
رکھے ہوئے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے اور صحت عطا فرمائے۔

محمد ضیاء القاسمی

Marfat.com

Marfat.com

فہرست مضامین

ذخیرہ

		صفحہ
۱	گزارش احوال واقعی	۱۱
	دوسرا خطبہ جمعہ رجب	
۲	زکوٰۃ	۱۴
۳	میرے وہ ہیں جو میرے بندوں پر خرچ کرتے ہیں۔	۱۷
۴	زکوٰۃ مال میں برکت پیدا کرتی ہے	۲۱
۵	زکوٰۃ مال کو پاک کرتی ہے	۲۲
۶	زکوٰۃ کن کو دیں	۲۳
۷	زکوٰۃ کے آٹھ مصارف ہیں	۲۴
	تیسرا خطبہ جمعہ رجب	
۸	معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم،	۲۶
۹	انبیاء کے معجزات	۲۶
۱۰	معجزات امام الانبیاء	۲۸
۱۱	معراج کیا ہے	۲۹
۱۲	سوتے ہوئے کو جگایا	۲۹
۱۳	کیفیت معراج	۳۰
۱۴	قلب مبارک کا آپریشن یعنی شق صدر	۳۳
۱۵	زمزم سے کیوں دھویا	۳۴
۱۶	انبیاء سے ملاقات کا راز	۳۵
۱۷	حضرت آدم سے ملاقات کا راز	۳۶

		صفحہ
۱۸	حضرت عیسیٰ و یحییٰ سے ملاقات کا راز	۳۶
۱۹	یوسف علیہ السلام سے ملاقات کا راز	۳۷
۲۰	حضرت ادریس کی ملاقات کا راز	۳۷
۲۱	حضرت ہارون کی ملاقات کا راز	۳۷
۲۲	حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کا راز	۳۸
۲۳	حضرت ابراہیمؑ کی ملاقات کا راز	۳۸
۲۴	تحفے تحائف	۳۹
۲۵	معراج کی رات حضورؐ کے تین حلف	۳۹
۲۶	اللہ تعالیٰ کے تین تحفے	۴۰
۲۷	امت کی خوش بختی	۴۱
۲۸	نوری نے بشر کا کلمہ پڑھا	۴۲
۲۹	غالی چلاتا ہے	۴۴
۳۰	صلات تحفہ معراج	۴۵
۳۱	لطیفہ	۴۶
۳۲	معراج کے تین انعام	۴۶
۳۳	موحد کی بخشش	۴۸
۳۴	مصدق ادل معراج	۴۹
۳۵	چوتھا خطبہ جمعہ رجب	
۳۶	معراج مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم	۵۳
۳۷	نمازی کو ذرا دیکھیے	۵۶

Marfat.com

۳۸	سبحان سے معراج کا آغاز	۵۷	۶۰	نبوت کا تاریخی پیغام	۸۱
۳۹	سبحان الذی اسری	۵۸	۶۱	سورۃ مریم کا تحفہ	۸۲
۴۰	الذی اسرای بعبدہ	۵۹	۶۲	مشرکین کی مشاورت کمیٹی	۸۳
۴۱	دو روایتیں	۶۴	۶۳	مشرکین کا نمائندہ وفد حبشہ پہنچ گیا	۸۵
۴۲	تین سواریاں	۶۷	۶۴	وفد کی عجیب منطق	۸۶
۴۳	امامت انبیاء کا اعزاز	۶۸	۶۵	پیشی پڑ گئی	۸۷
۴۴	لطیفہ	۶۹	۶۶	پولیس پہنچ گئی	۸۸
۴۵	ختم نبوت	۷۰	۶۷	صحابہ نے طے کر لیا	۸۹
۴۶	میری اذان میری نماز	۷۰	۶۸	صحابہ کا دربار نجاشی میں موحدانہ داخلہ	۸۸
۴۷	مسجد اقصیٰ سے عند سدرہ المنتہیٰ	۷۱	۶۹	دربار میں کھلبلی مچ گئی	۸۹
۴۸	حمد ربانی موسیٰ کی زبانی	۷۱	۷۰	نجاشی نے سوال کیا	۹۰
۴۹	تحمید داودی	۷۱	۷۱	خطیب اسلام کی تاریخی تقریر	۹۰
۵۰	حمد الٰہی اور سلمان علیہ السلام	۷۲	۷۲	نجاشی بولا	۹۱
۵۱	حمد ربانی اور عیسیٰ علیہ السلام	۷۲	۷۳	حضرت جعفر اور سورہ مریم کی تلاوت	۹۱
۵۲	محمد الرسول اللہ کی حمد الٰہی	۷۳	۷۴	آخری ہتھیار	۹۴
۵۳	تائید ابراہیمی	۷۳	۷۵	نجاشی کے دربار میں آخری پیشی	۹۶
۵۴	عروج ہی عروج	۷۳	۷۶	نجاشی کو دربار رسالت کا اعزاز	۱۰۱
۵۵	عند سدرہ المنتہیٰ	۷۴	۷۷	پہلا خطبہ جمعہ شعبان	
۵۶	سدرۃ سے آگے	۷۵	۷۸	قرآن کی انقلابی تاثیر	۱۰۲
۵۷	نشانیاں کیا تھیں	۷۶	۷۹	تاثیر قرآن کے معجزاتی واقعات	۱۰۳
۵۸	معراج میں کیا تحفے ملے	۷۷	۸۰	قرآن کی تاثیر کام کر گئی	۱۰۶
	پانچواں خطبہ جمعہ رجب		۸۱	عمرؓ کو قرآن نے زیر کر لیا	۱۰۶
۵۹	صحابہ کی ہجرت حبشہ	۸۰	۸۲	طفیل دوسی پر قرآن غالب آ گیا	۱۰۹

Marfat.com

۸۳	جبیر ابن مطعم قرآنی تاثیر کے آسیر ہو گئے	۱۰۹
۸۴	حضرت عثمانؓ ابن مظعون پر قرآن کا اثر	۱۱۰
۸۵	مسلمانوں کی قرآن سے بے رغبتی	۱۱۲
	دوسرا خطبہ جمعہ شعبان	
۸۶	فضائل شب برات	۱۱۴
۸۷	بخشش کا سیزن	۱۱۵
۸۸	حضرت عائشہؓ نے فرمایا	۱۱۷
۸۹	چھ آدمیوں کی بخشش نہیں ہوگی	۱۲۰
۹۰	مشرک	۱۲۱
۹۱	شعبان میں حضورؐ کا عمل	۱۲۲
۹۲	شب برات میں امت کا عمل	۱۲۳
۹۳	فلسفہ آتش بازی	۱۲۴
۹۴	کاش یہ رقم ناداروں کے کام آتی	۱۲۵
۹۵	جلوے کی رات یا حلوے کی رات	۱۲۵
	تیسرا خطبہ جمعہ شعبان	
۹۶	فضائل رمضان	۱۲۷
۹۷	استقبال رمضان بزبان پیغمبر آخر الزمان	۱۳۰
۹۸	ثانی	۱۳۴
۹۹	ثالثاً	۱۳۴
۱۰۰	رابعاً	۱۳۴
۱۰۱	اول	۱۳۵
۱۰۲	ثانیاً	۱۳۵
۱۰۳	ثالثاً	۱۳۵
۱۰۴	روزہ کی قیمت اور صلہ	۱۳۶
۱۰۵	روزہ اور قرآن شفاعت کریں گے	۱۳۷
۱۰۶	روزے کا تقاضا	۱۳۸
	چوتھا خطبہ جمعہ شعبان	
۱۰۷	عظمت سیدہ عائشہ صدیقہؓ	۱۴۰
۱۰۸	سیدہ عائشہؓ رفیقہ نبوت تھیں	۱۴۳
۱۰۹	فتح ہی فتح	۱۴۳
۱۱۰	کمینگی کی انتہا	۱۴۴
۱۱۱	مدینہ سوگوار ہو گیا	۱۴۵
۱۱۲	مدینہ میں مشورے اور عفت	۱۴۸
۱۱۳	عائشہؓ پر ایمان افروز بیانات	
۱۱۴	نبی عائشہؓ کے ہاں	۱۴۹
۱۱۵	عمرؓ کا عطائی جواب	۱۴۹
۱۱۶	عائشہؓ کا گواہ خدا	۱۵۳
۱۱۷	عائشہؓ کی برکت سے پوری امت کو انعام	۱۵۶
۱۱۸	سیدہ عائشہؓ حضورؐ کی نظر میں	۱۵۹
۱۱۹	آخری مرکز نبوت حجرہ عائشہؓ بنایا گیا	۱۶۰
۱۲۰	عائشہؓ کا رشتہ خدا نے کرایا	۱۶۱
۱۲۱	عائشہؓ کے بستر پر وحی نازل ہوئی	۱۶۲
۱۲۲	ماں اور بیٹی کا مناظرہ	۱۶۳
	پہلا خطبہ جمعہ رمضان	
۱۲۳	غزوہ بدر	۱۶۶
۱۲۴	مہاجرین و انصار کا امتحان عظیم	۱۶۷

Marfat.com

۱۲۵	صحابہ جابیں لے کر حاضر ہو گئے	۱۶۷
۱۲۶	محبوب خدا کا صحابہ سے خطاب	۱۶۹
۱۲۷	صدیقؓ کا پہلا نمبر	۱۶۹
۱۲۸	حضرت سعد بن معاذؓ کی تاریخی تقریر	۱۷۰
۱۲۹	بدر کی شرمندگی اور دعا	۱۷۴
۱۳۰	بارش کا نزول	۱۷۵
۱۳۱	رسول خدا عریش میں	۱۷۶
۱۳۲	رسول خدا سجدے میں	۱۷۷
۱۳۳	نبی کے ہاتھ پھر دعا کے لیے اٹھ گئے	۱۸۱
۱۳۴	معرکہ بدر کی چند جھلکیاں	۱۸۲
۱۳۵	معوذ اور معاذ میدان میں	۱۸۳
	دوسرا خطبہ جمعہ رمضان	
۱۳۶	سیدنا علیؓ اور ان کی شہادت	۱۸۶
۱۳۷	حضرت علیؓ کا ایمان	۱۸۷
۱۳۸	ہجرت رسول اور حضرت علیؓ	۱۸۹
۱۳۹	علیؓ امتحان میں کامیاب ہوتے	۱۹۲
۱۴۰	حضرت علیؓ اور معرکہ بدر	۱۹۲
۱۴۱	نبی نے اپنی چہیتی بیٹی کا رشتہ علیؓ کو دیا	۱۹۴
۱۴۲	فاتحہ خیبر علیؓ	۱۹۵
۱۴۳	مرحب اور حضرت علیؓ	۱۹۸
۱۴۴	مدینہ کی امارت علیؓ کے سپرد	۱۹۹
۱۴۵	نبی کو غسل علیؓ نے دیا	۲۰۰
۱۴۶	شہادت علی مرتضیٰؓ	۲۰۲
۱۴۷	مریدوں کو بھی خبر تھی	۲۰۶
۱۴۸	صبح شہادت	۲۰۷
۱۴۹	قاتل اور مقتول آمنے سامنے	۲۰۹
۱۵۰	قاتل سے سلوک	۲۰۹
۱۵۱	رفقا کو خطاب	۲۱۱
۱۵۲	حضرت علیؓ کی وصیت	۲۱۱
۱۵۳	حضرت عائشہؓ کو شہادت علیؓ کا صدمہ	۲۱۴
	تیسرا خطبہ جمعہ رمضان	
۱۵۴	سیرت سیدہ خدیجہ طاہرہ رضؓ	۲۱۶
۱۵۵	امین اور طاہرہ	۲۱۷
۱۵۶	حضورؐ کو تجارت کی پیشکش	۲۱۷
۱۵۷	قافلہ کی روانگی کا رقت انگیز منظر	۲۱۸
۱۵۸	راستہ میں نبوت کی جھلکیاں	۲۲۰
۱۵۹	خدیجہ کی شادی	۲۲۲
۱۶۰	خدیجہ کے گھر محمدؐ کی بارات	۲۲۴
۱۶۱	سیدہ نبی کی نظر میں	۲۲۶
۱۶۲	خدیجہ کی آرزو	۲۲۸
۱۶۳	آغاز نبوت اور خدیجہ طاہرہ رضؓ	۲۳۰
۱۶۴	جبریلؑ تاج نبوت لے آئے	۲۳۳
۱۶۵	سیدہ طاہرہ نے حضورؐ کو تسلی دی	۲۳۴
۱۶۶	سیدہ کے گھر نبوت آگئی	۲۳۵
۱۶۷	سب سے پہلے ایمان لائیں	۲۳۶
۱۶۸	حضورؐ کو خدیجہ کا خیال	۲۳۷

Marfat.com

۱۶۹	خدا نے خدیجہ کو سلام بھیجا	۲۳۸
	چوتھا خطبہ جمعہ رمضان	
۱۷۰	فتح مکہ	۲۴۰
۱۷۱	ابی سفیان کی مدینہ میں آمد	۲۴۱
۱۷۲	ابی سفیان حیران ہو گیا	۲۴۱
۱۷۳	وہ دن بھی آ ہی گیا	۲۴۵
۱۷۴	ابوسفیان کا مقدر اسے پہلے لے آیا	۲۴۶
۱۷۵	دربار رسالت میں ابوسفیان کی پیشی	۲۴۷
۱۷۶	مکہ مکرمہ میں داخلہ	۲۵۰
۱۷۷	سورہ فتح کی تلاوت اور مکہ	۲۵۲
۱۷۸	حرم شریف میں داخلہ	۲۵۳
۱۷۹	در بیت اللہ کھل گیا	۲۵۴
۱۸۰	حرم کو شرک سے پاک کر دیا	۲۵۴
۱۸۱	خطبہ نبوت	۲۵۶
۱۸۲	عام معافی	۲۵۷
۱۸۳	بلالؓ کعبے کی چھت پر	۲۵۸
	پانچواں خطبہ جمعہ رمضان	
۱۸۴	لیلۃ القدر	۲۶۱
۱۸۵	فضائل شب قدر اور رمضان	۲۶۲
۱۸۶	شب قدر عبادت ۸۳ سال کے برابر ہے	۲۶۴
۱۸۷	تنزل الملائکہ	۲۶۵
۱۸۸	سید الملائکہؑ	۲۶۶
۱۸۹	زبان نبوت اور شب قدر	۲۶۷
۱۹۰	شب قدر طاق راتوں میں تلاش کرو	۲۶۹
۱۹۱	شب قدر ستائیسویں رات کو ہوگی	۲۷۰
۱۹۲	جبرئیلؑ دعائے رحمت کرتے ہیں	۲۷۲
۱۹۳	شب قدر کو کیا دعا مانگی جائے	۲۷۲
۱۹۴	صدیقہ طاہرہؓ کا احسان	۲۷۳
	پہلا خطبہ جمعہ شوال	
۱۹۵	عید الفطر (خدائی انعام کا دن)	۲۷۵
۱۹۶	غریب کی عید پہلے	۲۷۶
۱۹۷	صدقہ فطر روزے کی تطہیر	۲۷۸
۱۹۸	مسلمان کی صرف دو عیدیں ہیں۔	۲۷۹
۱۹۹	اسلام میں تیسری عید کا وجود نہیں ہے	۲۸۰
۲۰۰	عید میں حضورؐ کا معمول	۲۸۳
۲۰۱	خطبہ عید اور نماز	۲۸۳
۲۰۲	عیدگاہ اور فوجی چھاؤنی	۲۸۵
۲۰۳	عید کے تحفے	۲۸۶
۲۰۴	عید کے دن گناہگاروں کو عام معافی	۲۸۷
	دوسرا خطبہ جمعہ شوال	
۲۰۵	شہدائے احد ــــ اور غزوہ احد	
	میں صحابہ کرام کی بے مثال قربانی۔	۲۸۹
۲۰۶	جذبہ شہادت میں ڈوبی ہوئی تقریریں	۲۹۰
۲۰۷	حضرت نعمان نے فرمایا	۲۹۰
۲۰۸	چشم فلک نے آج تک یہ نظارہ	
	نہیں دیکھا۔	۲۹۱

Marfat.com

۲۰۹	ابو دجانہؓ نے حق ادا کر دیا	۲۹۴
۲۱۰	سیدنا امیر حمزہ کی شہادت اور شجاعت	۲۹۶
۲۱۱	حضرت حنظلہ کی شہادت اور جانثاری	۲۹۶
۲۱۲	غسیل ملائکہ	۲۹۷
۲۱۳	زیاد بن سکنؓ کی شہادت اور جانثاری	۲۹۸
	سعد بن ربیع کی شہادت اور	
۲۱۴	زبان نبوت سے اعزازی تمغات	۳۰۰
۲۱۵	محب کا محبوب کو پیغام	۳۰۱
۲۱۶	رسول اللہ کا جواب	۳۰۱
۲۱۷	سند وفاداری	۳۰۳
۲۱۸	عبداللہ بن جحشؓ کی بے مثال شہادت	۳۰۴
۲۱۹	حضرت عبداللہ بن جحشؓ کی دعا	۳۰۴
۲۲۰	عمرہ بن جموح کی شہادت	۳۰۷
۲۲۱	مدینہ سے رخصت ہوتے وقت دعا	۳۰۸
	تیسرا خطبہ جمعہ شوال	
۲۲۲	ختم نبوت	۳۱۰
۲۲۳	اعزاز ثانی	۳۱۶
۲۲۴	اعزاز ثالث	۳۱۸
۲۲۵	ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد	۳۱۸
۲۲۶	ختم نبوت ایک عجیب انداز سے	۳۲۵
۲۲۷	ایک اور نرالا انداز	۳۲۷
۲۲۸	سراجاً منیراً	۳۲۸
۲۲۹	مسئلہ حل ہو گیا	۳۲۹

۲۳۰	عالمین کا نبی	۳۳۰
۲۳۱	ختم نبوت کی عجیب مثال	۳۳۱
۲۳۲	فضیلتوں کے تاج	۳۳۲
۲۳۳	تاج ختم نبوت	۳۳۲
۲۳۴	آنا قائد المرسلین	۳۳۳
	چوتھا خطبہ جمعہ شوال	
۲۳۵	ذالك عیسیٰ ابن مریم	۳۳۵
۲۳۶	سیدنا مریم صدیقہ ایک انوکھی ماں	۳۳۶
۲۳۷	طہارت قدیم کا خدائی اعلان	۳۳۸
۲۳۸	ماں صدیقہ	۳۳۹
۲۳۹	عیسیٰؑ کی نرالی ولادت	۳۴۱
۲۴۰	آیۃ للناس	۳۴۶
۲۴۱	نرالا بچپن	۳۴۷
۲۴۲	بیٹے نے ماں کی صداقت کا ڈنکا بجا دیا	۳۴۹
۲۴۳	حضرت عیسیٰؑ زندہ آسمانوں پر اٹھا لیے گئے	۳۵۰
۲۴۴	تدبیر پر تقدیر غالب آگئی	۳۵۰
۲۴۵	عجیب منطق	۳۵۱
۲۴۶	قرآن کی ضرب شدید	۳۵۴
	پانچواں خطبہ جمعہ شوال	
۲۴۷	نزول مسیح	۳۵۶
۲۴۸	میثاق انبیاءؑ کی نمائندگی عیسیٰؑ کریں گے	۳۵۷
۲۴۹	قرآن کی دوسری گواہی	۳۵۹
۲۵۰	قرآن کی تیسری گواہی	۳۶۰

Marfat.com

۲۵۱	قرآن مجید کی چوتھی شہادت	۳۶۱	۲۷۲	ماں کی نافرمانی حرام ہے	۳۷۸
۲۵۲	پہلی حدیث	۳۶۱	۲۷۳	والدین کا فرمانبردار جنتی ہوگا	۳۷۸
۲۵۳	دوسری حدیث	۳۶۲	۲۷۴	رحمت کی نظر	۳۷۹
۲۵۴	تیسری حدیث	۳۶۳	۲۷۵	والدین کے لئے دعا	۳۸۰
۲۵۵	عیسیٰ علیہ السلام کا سراپا	۳۶۳	۲۷۶	ابراہیم علیہ السلام کی دعا	۳۸۰
۲۵۶	چوتھی حدیث	۳۶۴	۲۷۷	نوح علیہ السلام کی دعا	۳۸۰
۲۵۷	پانچویں حدیث	۳۶۴		دوسرا خطبہ جمعہ ذیقعد	
۲۵۸	عیسیٰ علیہ السلام روضہ رسول میں	۳۶۵	۲۷۸	توبہ کا دروازہ ہر وقت کھلا رہتا ہے	۳۸۲
	پہلا خطبہ جمعہ ذیقعد		۲۷۹	گناہ گارو چلے آؤ	۳۸۳
۲۵۹	حقوق والدین	۳۶۸	۲۸۰	توبہ کرنے والا خدا کا پسندیدہ ہے	۳۸۴
۲۶۰	آداب والدین کی دفعات	۳۷۰	۲۸۱	بخشش کی خوشخبری سنادو	۳۸۴
۲۶۱	اوّلاً	۳۷۰	۲۸۲	گناہ گارو مایوس نہ ہوں	۳۸۴
۲۶۲	ثانیاً	۳۷۰	۲۸۳	سچی توبہ کرنے والوں کے سچے واقعات	۳۸۵
۲۶۳	ثالثاً	۳۷۱	۲۸۴	سیّد الاستغفار	۳۸۷
۲۶۴	رابعاً	۳۷۱	۲۸۵	مثنوی کا واقعہ	۳۸۹
۲۶۵	خامساً	۳۷۱	۲۸۶	سجدہ میں گر گیا	۳۸۹
۲۶۶	سادساً	۳۷۲		تیسرا خطبہ جمعہ ذیقعد	
۲۶۷	والدین نے مصائب کے پہاڑ اٹھائے	۳۷۳	۲۸۷	بیعت رضوان	۳۹۲
۲۶۸	ماں کا احترام دو تاریخی	۳۷۵	۲۸۸	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب	۳۹۲
۲۶۹	خدائی آرڈی ننس	۳۷۵	۲۸۹	اونٹنی بیٹھ گئی	۳۹۳
۲۷۰	والدین کی عزت ضروری ہے	۳۷۶	۲۹۰	حدیبیہ میں قیام اور معجزہ	۳۹۴
۲۷۱	والدین سے حسن سلوک انبیاء کی صفت ہے۔	۳۷۷	۲۹۱	سفیر مصطفےٰ سیّدنا عثمان غنی رض	۳۹۵
			۲۹۲	ابوسفیان کی پیشکش اور عثمان غنی رض کا تاریخی جواب	۳۹۵

Marfat.com

۲۹۳	عشق عثمانؓ پر شیعہ مصنف کی گواہی	۳۹۷	
۲۹۴	مکہ کا قیدی	۳۹۹	
۲۹۵	خون عثمانؓ کی قدر و قیمت اللہ	۴۰۰	
۲۹۶	اور رسول کی نگاہ میں	۴۰۰	
۲۹۷	عثمانؓ کو ایک اور تمغہ	۴۰۲	
۲۹۸	بیعت رضوان اور علم غیب	۴۰۲	
۲۹۹	قریش کے سفیروں کی آمد	۴۰۳	
۳۰۰	عروہ یاران محمدؐ اور محمد مصطفیٰؐ کا جائزہ لیتے ہیں۔	۴۰۴	
۳۰۱	عروہ صحابہ کے والہانہ کردار کو بیان کرتا ہے۔	۴۰۵	
۳۰۲	خطیب قریش کی آمد	۴۰۷	
۳۰۳	علیؓ ڈٹ گئے	۴۰۸	
۳۰۴	قصہ قرطاس بھی حل ہو گیا	۴۰۸	
۳۰۵	صحابہ کا ایک اور امتحان	۴۰۹	
۳۰۶	قید خانہ مرکز تبلیغ بن گیا چوتھا خطبہ جمعہ ذیقعد	۴۱۲	
۷	زبان پر کنٹرول کرنا اور سچ بولنا بہت بڑی عبادت ہے۔	۴۱۶	
۳۰۸	زبان پر ہر وقت پہرہ دار ہوتا ہے	۴۱۷	
۳۰۹	زبان ہی صلاح و فساد کا مرکز ہے	۴۱۹	
۳۱۰	تمام اعضاء زبان کے حضور ہاتھ جوڑتے ہیں	۴۲۰	
۳۱۱	مسلمانوں کی سلامتی	۴۲۰	
۳۱۲	جنت و دوزخ کے فیصلے میں زبان کا دخل۔		۴۲۱
۳۱۳	زبان پر قابو رکھنے میں نجات ہے		۴۲۲
۳۱۴	جھوٹ بولنا سب سے بڑا فتنہ ہے		۴۲۲
۳۱۵	مومن جھوٹ نہیں بول سکتا۔		۴۲۳
۳۱۶	جھوٹ اور سچ کا انجام		۴۲۴
۳۱۷	جھوٹی شہادت		۴۲۵
۳۱۸	جھوٹ کی بدبو سے فرشتے دور ہو جاتے ہیں پانچواں خطبہ جمعہ ذیقعدہ		۴۲۶
۳۱۹	ایمان اور اعمال صالح		۴۲۹
۳۲۰	ایک غلط فہمی کا ازالہ		۴۳۳
۳۲۱	اعمال صالح		۴۳۴
۳۲۲	خدا کی دوستی		۴۳۵
۳۲۳	حیاۃ طیبہ عطا ہو گی		۴۳۷
۳۲۴	حسن نیت		۴۳۸
۳۲۵	اعمال صالح پیدا کرنے کے مراکز پہلا خطبہ جمعہ ذالحجہ		۴۴۰
۳۲۶	قربانی کی اہمیت		۴۴۱
۳۲۷	قرآن اور قربانی		۴۴۲
۳۲۸	آیت ثانی		۴۴۲
۳۲۹	عمل رسول اور قربانی		۴۴۳
۳۳۰	حدیث اوّل		۴۴۴
۳۳۱	دوسری حدیث		۴۴۵

Marfat.com

۳۳۲	تیسری حدیث	۴۴۵	
۳۳۳	حضرت انسؓ بن مالک کی قربانی	۴۴۶	
۳۳۴	سیدہ عائشہؓ کا معمول	۴۴۷	
۳۳۵	سیدنا فاروق اعظمؓ کا خطبہ	۴۴۷	
۳۳۶	ساتویں حدیث	۴۴۸	
۳۳۷	غریبوں کی طرف سے قربانی	۴۴۹	
۳۳۸	حضورؐ نے اپنے دست مبارک سے قربانی کی۔	۴۵۰	
۳۳۹	حضورؐ نے مدینہ میں دس سال قربانی کی	۴۵۱	
۳۴۰	قربانی نہ دینے والے کا عیدگاہ میں داخلہ بند۔	۴۵۱	
۳۴۱	آخری گزارش	۴۵۲	
	دوسرا خطبہ جمعہ ذالحجہ		
۳۴۲	حقیقتِ حج بیت اللہ	۴۵۵	
۳۴۳	حج کیا ہے	۴۵۶	
۳۴۴	احرام اور تلبیہ	۴۵۷	
۳۴۵	ایک ترانہ	۴۵۹	
۳۴۶	اکڑ کے چلو	۴۶۱	
۳۴۷	داتا کا دروازہ	۴۶۲	
۳۴۸	حجر اسود کا بوسہ	۴۶۴	
۳۴۹	فاروق اعظمؓ کا نعرہ توحید	۴۶۵	
۳۵۰	مقام ابراہیمؑ	۴۶۶	
۳۵۱	مقام ابراہیمؑ پر تعل	۴۶۷	
۳۵۲	صفا مروہ	۴۶۸	
۳۵۳	منیٰ و عرفات کو روانگی	۴۶۹	
۳۵۴	قربان گاہ	۴۷۰	
۳۵۵	قرآن اور حج	۴۷۲	
۳۵۶	آؤ مدینے چلیں	۴۷۶	
۳۵۷	مسجد نبوی کی چالیس نمازیں	۴۷۷	
۳۵۸	ریاض الجنتہ	۴۷۸	
۳۵۹	زیارت روضہ مطہرہ	۴۷۹	
	تیسرا خطبہ جمعہ ذالحجہ		
۳۶۰	حضرت اسماعیلؑ کی عظیم الشان قربانی	۴۸۲	
۳۶۱	ابراہیم علیہ السلام کی دعا	۴۸۲	
۳۶۲	بیٹا دیا اور ساتھ امتحان کا پرچہ دے دیا۔	۴۸۵	
۳۶۳	دعائے ابراہیمی حفیظؒ کی زبان میں	۴۸۸	
۳۶۴	سیدنا ہاجرہ اور سیدنا اسماعیلؑ	۴۸۸	
۳۶۵	حضرات گرامی	۴۹۰	
۳۶۶	ابراہیم علیہ السلام کا خواب	۴۹۱	
۳۶۷	باپ بیٹا دونوں روانہ ہوگئے	۴۹۲	
	چوتھا خطبہ جمعہ ذالحجہ		
۳۶۸	سیدنا ابراہیم علیہ السلام	۴۹۸	
۳۶۹	رشد کیا ہے	۴۹۹	
۳۷۰	ابراہیم علیہ السلام کا والد سے خطاب	۵۰۰	
۳۷۱	مشرکین کا جواب اور دلیل	۵۰۴	

Marfat.com

۳۷۲	کافر کمیلنے ہو گئے	۵۰۷	۳۸۹	حسینؓ کا عثمانی یونیورسٹی میں داخلہ	۵۳۴
۳۷۳	نمرود بول اٹھا	۵۰۸	۳۹۰	علیؓ اور حسینؓ	۵۳۷
۳۷۴	قوم کی واپسی اور حیرانگی	۵۱۲	۳۹۱	حضرت عثمانؓ کا تاریخی خطبہ	۵۳۸
۳۷۵	کفر شرمندہ ہو گیا	۵۱۵	۳۹۲	شہادت کی تیاری	۵۴۱
۳۷۶	ابراہیم علیہ السلام کا نعرہ توحید	۵۱۶	۳۹۳	المناک شہادت	۵۴۳
۳۷۷	ابراہیم علیہ السلام کو سزا دینے کا فیصلہ	۵۱۷	۳۹۴	مصحف ناطق کا خون مصحف ساکت پر	۵۴۴
۳۷۸	آتش نمرود	۵۱۹	۳۹۵	شہادت عثمانؓ کا گواہ قرآن ہوگا	۵۴۵
۳۷۹	ایک چڑیا اور چھپکلی کا کردار	۵۱۹	۳۹۶	کتاب اللہ کی توہین	۵۴۷
۳۸۰	خدا کی رحمت جوش میں آگئی	۵۲۱	۳۹۷	شہادت عثمانؓ سے صحابہ کے ہوش اڑ گئے	۵۴۸
	پانچواں خطبہ جمعہ ذوالحجہ		۳۹۸	علیؓ کی آمد اور حسینؓ پر غصہ	۵۴۸
۳۸۱	شہادت عثمان غنی رضی اللہ عنہ	۵۲۳	۳۹۹	شہید مظلوم کی لاش پر مظالم	۵۴۸
۳۸۲	مسجد نبوی کی توہین اور امام مظلوم پر حملہ	۵۲۴	۴۰۰	نعش کی بے حرمتی	۵۴۹
۳۸۳	مسجد میں نماز پڑھنے سے مخالفت	۵۲۶	۴۰۱	پسلی توڑ دی	۵۴۹
۳۸۴	قصر خلافت کا محاصرہ	۵۲۷	۴۰۲	منہ پر طمانچہ	۵۴۹
۳۸۵	میں مدینہ نہیں چھوڑ سکتا	۵۲۸	۴۰۳	سیدہ ام حبیبہؓ کا شدید احتجاج	۵۵۰
۳۸۶	دانا پانی بند	۵۳۰	۴۰۴	علیؓ و حسنؓ نے کندھا دیا	۵۵۲
۳۸۷	حضرت علیؓ پانی لے گئے	۵۳۱	۴۰۵	جنازہ پر سنگ باری	۵۵۲
۳۸۸	چالیس دن پانی بند رہا	۵۳۲	۴۰۶	جنت البقیع	۵۵۳

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

گذارش احوال واقعی

خطبات قاسمی کی دوسری جلد الحمد للہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ میں شکر گزار ہوں اپنے رب کا جس نے مجھے دونوں جلدوں کی تکمیل کی توفیق عطا فرمائی۔ اور میری دن رات کی محنت اور کاوش کو منزلِ مراد پہ پہنچایا۔ اس سلسلہ میں مجھے جن دشوار گزار مراحل سے گزرنا پڑا ان کو بھی میرے رب نے میرے لئے آسان سے آسان بنا دیا! میری تبلیغی مصروفیات اور دن رات کے سفر اس قدر زیادہ ہیں کہ ان کے تصور سے بھی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور ان کے ساتھ مدح صحابہ کی تحریک اور اس میں مسلسل جہاد نے کئی مرتبہ میرے لئے کتاب مکمل کرنے کے تمام راستے مسدود کر دیئے، مگر میرے رب نے اپنے ان قدوسی صفات بندوں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ترین اصحاب پاک کی برکات کا یہاں بھی ظہور فرمایا کہ میرے لئے میرے رب کی نصرت کے دروازے کھل گئے اور اب میں اپنے مولائے کریم کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اور اس کے انعامات اعزازات کے لئے ممنونیت کے جذبہ کے پیش نظر سجدہ شکر ادا کرتے ہوئے آپ کو دوسری جلد کا تحفہ پیش کر رہا ہوں۔!

گر قبول افتد زہے عز و شرف!

اس سلسلہ میں مجھے چند ضروری گزارشات پیش کرنا ہیں جن کا ہر خطیب، مقرر، واعظ علم دوست کے ذہن میں رہنا ضروری ہے۔!

الف۔ پہلی بات تو یہ ملحوظ خاطر رہنی چاہیئے کہ یہ کتاب تقریروں کا مجموعہ ہے اس لئے اس کو اسی انداز سے پڑھنا اور دیکھنا چاہیے، اس میں اگرچہ مواد تحقیقی ہوگا۔ مگر اس کا انداز بیان خطیبانہ ہوگا تاکہ خطیب کے لئے اس کا بیان کرنا آسان ہو جائے اس لئے جگہ جگہ پر حوالے

Marfat.com

اور لفظی ترجمہ کی بجائے اکثر مفہوم بیان کر دیا گیا تاکہ خطابت و فصاحت کا انداز بھی باقی رہے اور تحقیق و صداقت کا دامن بھی نہ چھوٹنے پائے ۔

ب ۔ خطباء علماء کو بالخصوص اور طلباء اور علم دوست احباب کو بالعموم اس کا ہر جمعہ پر گہرے سکون سے مطالعہ کر کے اس کے مضامین کو ذہن نشین کر کے یا ازبر کر کے بیان کرنا چاہیئے ——— اور فرصت کے اوقات میں دلائل کو زبان سے تنہائی میں بیان کر کے اس کی مشق کرنا چاہیئے ۔ انشاءاللہ چند دنوں میں اس کے مضامین پر آپ کی گرفت مضبوط ہو جائے گی اور پھر بے خوف بیان کیجئے ۔ انشاءاللہ آپ پر بیان و تقریر کے نئے نئے راستے کھلیں گے ۔

ف ۔ جس خطیب واعظ، عالم، یا مقرر کو میرے ساتھ یا میرے خطبات کے ساتھ مناسبت نہیں ہے ۔ لگاؤ نہیں ہے ۔ وہ بھی ازراہِ کرم چند دن بادل نخواستہ ہی ان کا مطالعہ کرے ——— اس کے لئے قرآن کی آیات احادیث کے جواہر پارے اس قدر مواد کی شکل میں موجود ہوں گے کہ وہ انشاءاللہ چند لمحے سکون کے ساتھ مطالعہ کر کے جمعہ پڑھا سکیں گے ! یا کسی کانفرنس اور اجتماع میں ایک مدلل تقریر کر سکیں گے !

میں پچیس برس سے مسلسل جمعہ پڑھا رہا ہوں اور میں گھنٹوں مطالعہ کر کے جمعہ کے لئے جاتا ہوں ۔ اگر کوئی بات ذہن میں نہیں اترتی تو اسے نوٹ کر کے ساتھ لے جاتا ہوں ۔ ایک دو دفعہ بیان کرنے سے وہ بات ہمیشہ کے لئے ذہن نشین ہو جاتی ہے ۔ آپ بھی ایک نوٹ بک بنا لیں اس پر اپنی پسند کے نوٹ لکھ کر لے جائیں اور جمعہ میں بلا تکلف بیان کرتے چلے جائیں ۔ یہی محنت آپ کو ملک کا عظیم خطیب بنا دے گی ۔ بشرطیکہ خدا کا فضل و کرم شامل حال رہے تو !

"خطبات قاسمی" آپ کے لئے سال بھر کا ذخیرہ ہے ۔ سال میں باون جمعے آئیں گے اور خطبات قاسمی کی دونوں جلدوں میں آپ کو باون تقریریں ایک جگہ مل جائیں گی ۔ چونکہ اس کی ترتیب میں مہینوں کا لحاظ رکھا گیا ہے اس لئے آپ ان تقریروں کو محرم سے پہلے جمعہ سے بیان کرنا شروع کریں اور ہر مہینہ میں سال بھر اسی کی مناسبت سے تقریریں کرتے چلے جائیں ۔ انشاءاللہ اب آپ کو سینکڑوں کتابوں کا مطالعہ نہیں کرنا پڑے گا ۔ بلکہ خطبات قاسمی آپ کی خدمت کرے گی ۔

Marfat.com

لئے ہر جمعہ کو موجود ہوگی۔

میری اس کوشش میں خدا کا خصوصی فضل و کرم اور والدہ کی دعائیں اور میری اہلیہ کا تعاون اور اخلاص بہت ہی کارفرما ہے۔ میں آپ حضرات سے خصوصی دعاؤں کے لئے درخواست کرتا ہوں کہ میرے لئے میرے اہل خانہ اور بچوں کے لئے خصوصی دعاؤں سے سرفراز فرمائیں۔ اور "خطبات قاسمی" کے لئے دعا فرمائیں کہ اسے عنداللہ اور عندالناس مقبولیت اور محبوبیت اور دینی اعتبار سے پوری دنیا کے لئے نافع بنائے۔ خداوند قدوس اخلاص کی دولت سے مالامال فرمائے، اور خاتمہ ایمان پر فرمائے۔

محمد ضیاء القاسمی

خطیب

Marfat.com

دوسرا خطبہ جمعہ

رجب

زکوٰۃ

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَاَقْرِضُوا اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا۔ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِکُمْ مِنْ خَیْرٍ تَجِدُوْہُ عِنْدَ اللّٰہِ ھُوَ خَیْرًا وَّاَعْظَمَ اَجْرًا ۝

نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور اللہ کو قرضہ حسنہ دو۔ جو کچھ اپنے لئے بھلائی کر کے آگے بھیجو گے۔ اللہ کے ہاں محفوظ پاؤ گے یہی بہتری اور بہت بڑا اجر ہوگا۔

حضرات گرامی! یہ رجب کا مہینہ ہے۔ اس مہینہ میں یا رمضان شریف میں اکثر لوگ زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور ان دو مہینوں میں اپنی سال بھر کی کمائی سے حسب توفیق زکوٰۃ کی ادائیگی کی جاتی ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ میں آپ حضرات کے سامنے فضائل زکوٰۃ اور انفاق فی سبیل اللہ کی برکات والنوارات کے متعلق کچھ بیان کر دوں تاکہ آپ حضرات اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنے کے منافع اور برکات سے باخبر ہو سکیں!

حضرات گرامی! بندے کے لئے خدا کا صحیح بندہ بننے کے لئے دو باتوں کا ہونا نہایت ضروری ہے!

پہلی بات تو یہ ہے کہ بندہ کا اپنے ربّ کے ساتھ گہرا تعلق ہو۔ دوسری بات یہ ہے کہ بندہ کا مخلوق خدا کے ساتھ بھی تعلق گہرا ہو۔

جہاں تک پہلی بات کا تعلق ہے وہ نماز سے حاصل ہوتی ہے۔ کیونکہ نماز ہی آدمی کو

Marfat.com

بندے کو اپنے ربّ کا حقیقی قرب عطا فرماتی ہے جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے کہ
وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ! سجدہ کر اور قرب حاصل کر لے۔ گویا کہ سجدہ اپنے معبود سے بندے کو انتہائی قریب کر دیتا ہے۔ اس لئے نماز بندے اور مولیٰ کے درمیان حقیقی دوستی اور محبت کا ذریعہ ہے۔ جب نماز میں پختگی ہو گئی اور اس کے ذریعے اپنے خالق سے صحیح تعلق ہو گیا تو اب یہی خالق کا تعلق اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ خالق کے تعلق کے ساتھ ساتھ اس کی مخلوق سے بھی تعلق استوار کیا جائے اور جس طرح مولائے کریم کے حقوق ادا کرنے کے لئے بندے نے اپنی تمام صلاحیتیں اور نیاز مندیاں صرف کر دی ہیں اسی طرح اب اس کی مخلوق کے ساتھ بھی اپنی ہمدردی اور پوری صلاحیتیں صرف کر کے اس کے حقوق کو ادا کیا جائے۔

یہ کام زکوٰۃ کے ذریعہ اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں مال خرچ کرنے کے ذریعے حاصل ہوتا ہے۔ قرآن و حدیث جس طرح نماز پر بار بار زور دیتے ہیں۔ اسی طرح زکوٰۃ دینے پر اور اللہ کے راستے میں مال خرچ کرنے پر بھی زور دیتے ہیں۔ یہی فلسفہ ہے بار بار اقیموا الصلوٰۃ و اٰتوا الزکوٰۃ کو متعدد مقامات پر اکٹھا لانے کا اور بتکرار اس کے ذکر کرنے کا ! جس سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز ہی سبب بنتی ہے۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرانے کا کیونکہ جب تک اللہ تعالیٰ کی ذات سے تعلق خاطر نہیں ہوگا۔ مخلوقِ خدا سے بھی لگاؤ نہیں ہو سکتا۔ اسی لئے قرآن حکیم نے یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ ـــــ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ کے بعد ـــــ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ ـــــ خرچ کرنے والوں کو پرہیزگاروں کی صف میں کھڑا کیا ہے۔ کیونکہ وہ اپنے مولیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے اپنا مال صرف کرتے ہیں۔ قرآن حکیم نے مختلف انداز میں راہ خدا میں خرچ کرنے کی ترغیب دلائی ہے۔ میں آپ کے سامنے ارشاداتِ ربانی کو بہ نہج بیان کر کے سمجھانے کی کوشش کروں گا تاکہ آپ کے قلب و جگر میں قرآن کی صحیح مٹھاس اتر جائے اور دل میں خدا کی راہ پر خرچ کرنے کا جذبہ ابھر آئے۔

پہلا ارشاد ! اَقْرِضُوا اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا۔ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِکُمْ مِّنْ خَیْرٍ تَجِدُوْہُ عِنْدَ اللّٰہِ۔

Marfat.com

اے لوگو اللہ تعالیٰ کو قرضہ حسنہ دو۔ اور جو کچھ اس کے ہاں جمع کرا دو گے۔ وہ بھلائی اور نیکی کا ذخیرہ اس سے حاصل کر لو گے!

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ مسلمانوں سے قرض مانگتے ہیں۔ بھلا آپ ہی بتائیں؟ اللہ کو قرض مانگنے کی کیا ضرورت ہے؟

زمین اس کی آسمان اس کا
عرش اس کا فرش اس کا
لوح اس کا قلم اس کا
چاند اس کا سورج اس کا
زمین کے خزانوں کا وہ مالک
آسمان کی دولت کا وہ مالک
مالک ارض وسما
مالک کن فیکون

تو اسے قرضے کی کیا ضرورت ـــــ وہ تو غنی ہے!

مگر قربان جائیں اس اندازِ بیان کے
اور قربان جائیں اس کے بندوں پر احسان کے
وہ فرماتے ہیں کہ مجھے قرضہ دو!
اپنے لئے نہیں!
میرے فقیر بندوں کے لئے
میرے مسکین بندوں کے لئے
میرے مفلس بندوں کے لئے
میرے نادار بندوں کے لئے
میرے معذور بندوں کے لئے
میرے یتیم بندوں کے لئے

Marfat.com

میرے مفلوج بندوں کے لئے
دیکھو تم جمع ان کے ہاں کرا دو !
تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ ——— قیامت کے دن مجھ سے لے لینا کیونکہ اِن غریبوں کو دینا گویا کہ مجھے دینا ہے۔
ان کی خدمت کرنا مجھے خوش کرنا ہے۔
میرے بندوں پر رحم کرنا میری رحمت کو لوٹنا ہے۔
ان کو کپڑے پہنانا میری مسرتوں کا باعث ہے۔
ان کے بال بچوں کی حفاظت و نگہداشت کرنا
میری رحمتوں اور شفقتوں کو لوٹنا ہے
تم زمین والوں پر رحم کرو گے
عرش والا تم پر رحم کرے گا

میرے وہ ہیں جو میرے بندوں پر خرچ کرتے ہیں

دوسرا ارشاد! اللہ تعالیٰ اسی بات کو مزید کھل کر بیان فرماتے ہیں کہ وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا۔ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ۔ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا ۝

کھانا کھلاتے ہیں محض (اللہ) کی محبت کے لئے مسکین کو اور یتیم کو اور قیدی کو یہ کھانا ہم تمہیں (صرف اور صرف) رضائے خدا کے لئے کھلاتے ہیں۔ ہم تمہاری طرف سے کسی جزا اور شکریہ کا تصور تک نہیں رکھتے !

اس آیتِ کریمہ میں ارشاد فرمایا گیا۔ جو لوگ میری رضا کے لئے اور صرف میری خوشنودی کے لئے خرچ کرتے ہیں یتیموں پر۔ مسکینوں پر۔ قیدیوں پر اور ان سے کسی داد و تحسین کی توقع رکھے بغیر خدا بھی ان کے لیے اپنی رحمت کے خزانے کھول دے گا اور ان کو ایسے راستوں سے رزق دے گا کہ ان کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہو گا۔ !
حضراتِ محترم ! اللہ تعالیٰ ان ارشادات میں اپنے بندوں کو اپنے بندوں پر رحم کرنے

Marfat.com

کی اور ان کی غربت اور افلاس میں ہاتھ بٹانے کی ترغیب دے رہے ہیں تاکہ معاشرے کے کھاتے پیتے افراد اپنی ان نعمتوں میں خدا کے غریب بندوں کو بھی شریک کریں۔

خطیب کہتا ہے

یہی اسلام اور کمیونزم کا فرق ہے
یہی اسلام اور سوشلزم کا فرق ہے
یہی اسلام اور کیپٹلزم کا فرق ہے
سوشلزم صرف نعرہ ہے
کمیونزم صرف نعرہ ہے
کیپٹلزم صرف نعرہ ہے
اسلام ایک حقیقت ہے
اسلام ایک عمل ہے

اسلام امیر اور غریب میں ایک معاشی ربط پیدا کرتا ہے۔ اسلام قانون کے نفاذ سے پہلے

سرمایہ دار کے دل میں اپنے غریب بھائی سے محبت پیدا کرتا ہے!
پھر اسلام امیر کو اور اپنے غریب بھائی کا ہاتھ بٹانے کی ترغیب دیتا ہے!
جب تک قانونِ زکوٰۃ نے نافذ ہونا ہوتا ہے

اس سے پیشتر

امیر اپنے سرمائے کا ایک کثیر حصّہ اپنے غریب بھائی پر خرچ کر چکا ہوتا ہے!
یہی وجہ ہے جن ممالک میں کمیونزم کا نفاذ ہے وہاں دولت کے ہاتھوں غربت اب بھی پس رہی ہے۔ وہاں یہ ازم اب تک انسانیت کے دکھی دلوں کا مداوا نہیں کر سکے!

قربان جاؤں اسلام ——— تیری سخاوت کے! تیری دولت حقیقی اور روحانی سکون ہے۔ انسان کے لئے۔ آدمی کے لئے۔ غریب کے لئے۔ مفلس کے لئے۔ بیمار کے لئے! اور معاشی مفلوک الحال کے لئے!

Marfat.com

تیسرا ارشاد! مقربین بارگاہِ خداوندی کون ہیں ؟

خدا کے لاڈلے کون ہیں ؟

اَلَّذِیْنَ ھُمْ عَلٰی صَلَاتِھِمْ دَآئِمُوْنَ وَالَّذِیْنَ فِیْ اَمْوَالِھِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ۔

جو لوگ اپنی نمازوں پر مداومت کرنے والے ہیں اور وہ لوگ جن کے مالوں میں ایک متعین حصّہ ہے سائل اور محروم کے !

اس آیت کریمہ میں نماز کی مداومت کے ساتھ ساتھ فرمایا کہ دولت مند کے مال میں غریبوں اور محروموں کے لئے ایک متعین حصّہ ہونا چاہیئے۔ تاکہ معاشرے کا یہ طبقہ بھی بے آسرا زندگی نہ گزارے، وہ بھی اپنی زندگی کو خوش حالی سے بسر کریں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو نہایت تاکید فرمادی ہے کہ سائل اور محروم ان لوگوں کے لئے توجہ کے مستحق ہیں۔

خطیب کہتا ہے

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ غریبوں کا وکیل ہے

اللہ تعالیٰ غریبوں کے لئے خود اپیلیں کرتا ہے

اللہ تعالیٰ غریبوں کے لئے امیروں کو امداد کرنے کے لئے کہتا ہے اور جب اسلام ایک ریاست کی حیثیت اختیار کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے ان ارشادات کی روشنی میں ہینڈ اف دی سٹیٹ ان غریبوں کے لئے ایک مالیاتی نظام تشکیل دیتا ہے۔ جس میں سب سے بڑی آمدنی کی مد زکوٰۃ ہوتی ہے۔ اس مد سے پھر غریبوں اور ناداروں کو معاشرے کا ایک خوبصورت فرد بنایا جاتا ہے۔ جو اپنے پاؤں پر کھڑا ہو کر اسلامی ریاست کے حسن کو دوبالا کر دیتے ہیں۔ زکوٰۃ معاذ اللہ فقیروں اور سائلوں کے گروہ جنم نہیں دیتی بلکہ زکوٰۃ سے ناداروں اور غریبوں کے گروہ ختم ہوتے ہیں اور پھر اپنے حسن کردار سے معاشرے کو ایک مثالی معاشرہ بناتے ہیں !

اس لئے زکوٰۃ ۔ امیر ۔ غریب ۔ اور خدا و رسولؐ کے درمیان بندے کے رابطے کی حسین کڑیاں قائم کرتی ہے۔ ماشاء اللہ۔ سبحان اللہ

Marfat.com

چوتھا ارشاد! يَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ (البقرہ) قُلِ الْعَفْوَ - وہ پوچھتے ہیں کہ وہ کیا خیرات کریں۔ کہہ دو (اے پیغمبر) کہ تمہاری ضرورت سے جو کچھ بچ رہے (اس کو خیرات کر دو)

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام نے اپنے پیروکاروں کو اس بات کے لئے ہمیشہ تیار کیا کہ جو کچھ تمہاری ضروریات سے بچ رہے۔ اس کو ذخیرہ کرنے کی بجائے غریبوں اور مفلسوں میں تقسیم کر دیا جائے، کیونکہ اسلام اپنے معاشرے میں کسی دکھیا کو نہیں دیکھنا چاہتا جس کی درد بھری آہوں سے پورا معاشرہ لرز اٹھے۔ اس لئے حکم ہوتا ہے کہ ایمان والے جب آپ سے سوال کریں کہ کیا خرچ کیا جائے تو ان کو فرمایا جائے کہ جو کچھ تمہارے پاس اپنی ضروریات سے بچ رہے اسے خدا کی راہ میں تقسیم کر دیا جائے!

خطیب کہتا ہے

یہ دنیا بھر کے معاشی نظاموں کو چیلنج ہے کیا آپ دکھا سکتے ہیں کہ کسی نظام میں بھی یہ حکم ہو کہ جو کچھ تمہاری ضروریات سے بچ رہے۔ اسے غریبوں میں تقسیم کر دو۔

• یہ صرف زبانی جمع خرچ نہیں تھا بلکہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس دور میں اس کی مثالیں ملتی ہیں۔

مثلاً۔ ایک دفعہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کی ضروریات کے لئے چندے کی اپیل کی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پورے گھر کا سامان لا کر پیش کر دیا۔ اسی طرح حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آدھے گھر کا سامان سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا۔ اسی طرح صحابہ کرامؓ نے ایثار و قربانی کی بے نظیر مثالیں پیش کر دیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کے نظام زکوٰۃ اور صدقات نے مسلمانوں میں جہاں مال خرچ کرنے کا جذبہ پیدا فرمایا تھا وہیں اس حقیقت کو بھی ان کے دلوں میں راسخ کر دیا تھا کہ دنیاوی مال و جاہ چند روزہ ہے یہ دل لگانے کی چیز نہیں ہے دل اسی سے لگایا جائے جو حی و قیوم ہے جس کے قبضہ قدرت میں دنیا و آخرت کی ہر چیز ہے۔

پانچواں ارشاد! يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ

Marfat.com

وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِنَ الْاَرْضِ ـــــــ (بقرہ)

اے مسلمانوں اپنی کمائی میں سے کچھ اچھی چیزیں اور جو ہم تمہارے لئے زمین سے پیدا کریں۔ اس میں سے کچھ خیرات کر دو!

مسلمانوں نے اس کی تعمیل میں خرچ کیا تو اللہ تعالیٰ کو ان کی یہ ادا اس قدر پسند آئی کہ خود اپنی زبان مبارک سے خرچ کرنے والوں کی تعریف فرمائی کہ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ اور ہم نے ان کو جو روزی دی ہے اس میں سے وہ کچھ (خیرات) کرتے ہیں۔

حضرات گرامی! میں نے آپ حضرات کے سامنے قرآن مجید کی پانچ آیات بینات سے زکوٰۃ کی اہمیت اور حقیقت بیان کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ زکوٰۃ اسلام کا ایک رکن اعظم ہے جس کی ادائیگی ہر مسلمان کے ذمے فرض ہے اب میں آپ حضرات کو قرآن حکیم کی ان آیات بینات کی طرف لئے چلتا ہوں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ زکوٰۃ ادا کرنے سے یا صدقہ و خیرات کرنے سے مال کم نہیں ہوتا بلکہ زکوٰۃ صدقات کی برکت سے اللہ تعالیٰ مال میں برکت عطا فرماتے ہیں اور بندے کے لئے رزق کے دروازے کھول دیتے جاتے ہیں چنانچہ ارشاد ربانی ہے!

زکوٰۃ مال میں برکت پیدا کرتی ہے

فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى ۝ پس جس نے دیا اور خدا سے ڈرا اور اچھے انجام کو سچ مانا اس کے لئے ہم راہ کھولیں گے آسانی کی!

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝

ان لوگوں کی مثال جو اللہ کے راستے میں اپنے مال خرچ کرتے ہیں ایسی ہے جیسے ایک دانہ ہو جو اگائے سات بالیاں جس کی ہر بالی میں سو دانے ہوں اور اللہ جس کے لئے چاہتا ہے بڑھاتا ہے! اور اللہ بڑی سمائی رکھنے والا اور علم والا ہے۔

ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

Marfat.com

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَتَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ ۔

ان لوگوں کی مثال جو اپنے مال خرچ کرتے ہیں۔ اللہ کی رضا جوئی اور اپنے دل کو جمانے کے لئے

اپنے دل کو جمانے کے لئے کا مطلب یہ ہے کہ اپنے دل کی خواہشات کے علی الرغم وہ اپنے مال اس لئے خرچ کرتے ہیں کہ ان کے لئے خدا کے احکام کی تعمیل اور اس راہ میں ہر قربانی آسان ہو جائے جو لوگ اس مقصد کے لئے مال خرچ کرتے ہیں۔ ان کا صلہ اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمایا ہے کہ وہ ان کو اپنی مغفرت اور فضل سے نوازتا ہے اور ساتھ ہی ان کو حکمت کا وہ خزانہ بھی عطا فرماتا ہے جو کبھی ختم ہونے والا نہیں ہے۔ !

زکوٰۃ مال کو پاک کرتی ہے

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کو ارشاد فرماتے ہیں کہ

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا (توبہ)

(اے محبوب) ان کے مال میں سے صدقہ (زکوٰۃ) وصول کرو کہ اس کے ذریعہ سے تم ان کو پاک صاف کر سکو !

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ کی ادائیگی سے مال پاک صاف ہو جاتا ہے۔

(سبحان اللہ)

خطیب کہتا ہے

پہلے پیغمبر نے عقیدہ پاک کیا۔
پھر ماحول پاک کیا
پھر بادوں کو پاک کیا
پھر ازواج مطہرات کو پاک کیا
پھر مکہ مکرمہ کو (بتوں) سے پاک کیا
پھر فضائے مدینہ کو پاک کیا

87325

Marfat.com

اب حکم ہوتا ہے کہ ان کے مال بھی پاک کر دیئے جائیں۔ کیونکہ پاکیزہ مال ہی عبادت میں حلاوت پیدا کرتا ہے۔

سبحان اللہ

حضرات گرامی! اب آپ حضرات کے سامنے مستحقین زکوٰۃ کی ایک فہرست پیش کرتا ہوں تاکہ زکوٰۃ دیتے وقت آپ حضرات کے سامنے وہ فہرست رہے اور آپ اپنی زکوٰۃ صحیح مصرف پر خرچ کر سکیں!

زکوٰۃ کن کو دیں

اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ط فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝

زکوٰۃ کا مال تو غریبوں[1] مسکینوں[2] اور زکوٰۃ[3] کے صیغہ میں کام کرنے والوں اور ان کے لئے ہے جن کے دلوں کو اسلام کی طرف ملانا ہے[4]۔ اور گردنیں[5] چھڑانے میں اور جو تاوان[6] بھریں اور خدا کی راہ میں اور مسافر[7] کے بارہ میں یہ خدا کی طرف سے ٹھہرایا ہوا ہے[8]۔ وہ خدا جاننے والا حکمت والا ہے۔ (اس لئے اس کی یہ تقسیم حکمت و علم پر مبنی ہے)

فقرا میں ان خود دار اور مستور الحال شرفا کو ترجیح دی ہے جو دین اور مسلمانوں کے لئے کسی کام میں مصروف ہونے کی وجہ سے کوئی نوکری چاکری یا ملازمت یا بیوپار نہیں کر سکتے۔ اور حاجت مند ہونے کے باوجود کسی کے آگے ہاتھ نہیں پھیلاتے اور اپنی آبرو اور خودداری کو ہر حال میں قائم رکھتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے۔

لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ لَا يَسْئَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا ط

ان مفلسوں کو دینا جو اللہ کی راہ میں اٹک رہے ہیں اور زمین میں روزی حاصل کرنے کے لئے چل پھر نہیں سکتے۔ ناواقف ان کے نہ مانگنے کی وجہ سے ان کو بے احتیاج سمجھتے ہیں تم ان کو ان کے چہرہ سے پہچانتے ہو کہ وہ حاجت مند ہیں وہ لوگوں سے لپٹ کر نہیں مانگتے۔

Marfat.com

یہاں پر اس بات کو بھی خوب سمجھ لینا چاہیے کہ فقراء اور مساکین میں سے ان لوگوں پر جو بے حیائی کے ساتھ در بدر بھیک نہیں مانگتے پھرتے۔ ان کو ترجیح دی گئی ہے جو فقر و فاقہ کی ہر قسم کی تکلیف گوارا کرتے ہیں، لیکن اپنی عزت و آبرو اور خودداری کو ہاتھ سے نہیں جانے دیتے اور لوگوں کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلاتے ہیں یہ تعلیم خود قرآن پاک نے دی ہے! جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے!

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کی تاکید فرمائی ہے آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ مسکین وہ نہیں ہے جس کو ایک دو لقمے در در پھرایا کرتے ہیں۔ صحابہؓ نے دریافت کیا پھر کون مسکین ہے؟

ارشاد ہوا وہ جس کو حاجت ہے، لیکن اس کو پتہ نہیں چلتا اور وہ کسی سے مانگتا نہیں

(ابو داؤد)

زکوٰۃ کے آٹھ مصارف ہیں

حضرات گرامی! قرآن مجید کی آیت کریمہ میں جو آٹھ مصارف بیان کیے گئے ہیں۔ یہ آٹھوں مصارف نیکی بھلائی اور خیر و فلاح کی ہر قسم اور ہر صنف کو محیط ہیں۔ فقراء اور مساکین میں وہ تمام اہل حاجت داخل ہیں جو اپنی محنت و کوشش سے اپنی روزی کمانے کی صلاحیت نہیں رکھتے! جیسے بوڑھے لولے۔ لنگڑے۔ مفلوج کوڑھی یا وہ محنت تو کر سکتے ہیں، مگر موجودہ حالت میں دین و ملت کی کسی ایسی ضروری خدمت میں مصروف ہیں کہ وہ اپنی روزی کمانے کی فرصت نہیں پاتے!

وَالْعَامِلِيْنَ عَلَيْهَا! یعنی امام کی طرف سے صدقہ کی رقم وصول کرنے کا کام کرنے والے بھی اس میں سے اپنے کام کی اجرت پا سکتے ہیں۔

والمؤلفة قلوبهم۔ (جن کی تالیف قلوب کی جائے)

اس میں وہ لوگ داخل ہیں جن کو ابھی اسلام کی طرف مائل کرنا ہے یا جن کو اسلام پر مضبوط کرنا ہے!

وَفِي الرِّقَابِ (گردن چھڑانے میں) اس سے مقصود وہ غلام ہیں جن کی گردنیں دوسروں کے قبضہ میں ہیں اور ان کو خرید کر آزاد کرنا ہے! اور وہ مقروض ہیں جو اپنا قرض آپ کسی

Marfat.com

طرح ادا نہیں کر سکتے!

والغارمین! (تاوان اٹھانے والے) اس سے مراد وہ نیک لوگ ہیں جنہوں نے دوسرے لوگوں اور قبیلوں میں مصالحت کرانے کے لئے کسی مالی ضمانت کی ذمہ داری اپنے اوپر لے لی ہے۔ یہ مالی ضمانت ایک قومی نظام کی حیثیت سے زکوٰۃ کے بیت المال سے ادا کی جا سکتی ہے۔

وَفِی سَبِیْلِ اللّٰہِ ——— (خدا کی راہ میں) اس کا وسیع مفہوم ہے جو ہر قسم کے نیک کاموں کو شامل ہے!

وَابْنِ السَّبِیْل۔ (مسافر) یہ زکوٰۃ کے آٹھ مصارف ہیں جن کو زکوٰۃ دینے سے زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔

حضرات گرامی! میں نے آپ حضرات کے سامنے نہایت تفصیل سے ارشاداتِ ربانی کی روشنی میں زکوٰۃ کے فضائل اور مناقب اور مصارف بیان فرما دیتے ہیں۔ آخر میں آپ سے نہایت دردمندانہ اپیل کروں گا کہ آپ اللہ کے دیتے ہوئے مال سے زکوٰۃ اور صدقات ضرور ادا کرتے رہیں۔ اس سے انشاء اللہ آپ کے مال و دولت میں بھی اضافہ ہوگا اور خدا رسولؐ کی رضا و خوشنودی بھی حاصل ہوگی۔ آخر میں شاعر مشرق کے پیغام پر اپنے بیان کو ختم کرتا ہوں جو انہوں نے زکوٰۃ کے مسئلے پر مسلمانوں کو دیا ہے۔ اقبالؒ کہتے ہیں کہ

جب دولت را فنا سازد زکوٰۃ
ہم مساوات آشنا سازد زکوٰۃ
دل ز حبِّ تنفقُوا محکم کند
زر فزاید الفت زر کم کند
ایں ہمہ اسباب استحکام تست
پختہ محکم اگر اسلام تست

وآخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العلمین

Marfat.com

تیسرا خطبہ جمعہ

رجب

معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم - بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَی الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْر (پ۱۵)

(ترجمہ) پاک ہے وہ خدا جو اپنے بندے کو رات کے وقت مسجد حرام (کعبہ) سے اس مسجد اقصیٰ (بیت المقدس) تک لے گیا جس کے اردگرد ہم نے برکت نازل کی ہے تاکہ ہم اپنے بندہ کو اپنی نشانیاں دکھائیں وہی سننے والا اور دیکھنے والا ہے!

حضرات گرامی! یہ رجب کا مہینہ ہے۔ اس مہینہ میں جہاں اور بہت سی برکات وانوارات کے خزانے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائے ہیں وہیں پر معراج جیسے بے مثال معجزہ سے بھی آپ کو سرفراز فرمایا ہے۔ خدا کی شان ہے کہ جس طرح سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو بے مثال بنایا ہے۔ اسی طرح آپ کے معجزات کو بھی تمام انبیاء علیہم السلام کے معجزات سے بے مثال وبے نظیر بنایا ہے!

انبیاء کے معجزات

حضرات انبیاء علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ نے دلائل وبراہین کی دولت سے مالا مال فرما کر دنیا میں مبعوث فرمایا تھا۔ انہی دلائل کو معجزات کہتے ہیں —— چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے کہ

وَلَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُنَا بِالْبَیِّنَاتِ (مائدہ)

(ترجمہ) اور ہمارے پیغمبر لوگوں کے پاس کھلی نشانیاں لے کر آئے تھے

Marfat.com

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ مَا مِنَ الْاَنْبِیَاءِ نَبِیٌّ اِلَّا اُعْطِیَ مِنَ الْاٰیَاتِ مَا مِثْلُہٗ اٰمَنَ عَلَیْہِ الْبَشَرُ (بخاری)
نبی کو کچھ ایسی باتیں دی گئی ہیں جس کو دیکھ کر لوگ اس پر ایمان لائے !

حضرت ابراہیمؑ کو اللہ تعالیٰ نے بے شمار معجزات عطا فرماتے تھے۔ ان میں آتشِ نمرود کا آپ پر گلزار ہو جانا ایک ایسا معجزہ تھا جس کی صدا اب تک گونج رہی ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے کہ قَالُوْا حَرِّقُوْہُ وَانْصُرُوْٓا اٰلِھَتَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ فٰعِلِیْنَ ۝ قُلْنَا یٰنَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ ۝ وَاَرَادُوْا بِہٖ کَیْدًا فَجَعَلْنٰھُمُ الْاَخْسَرِیْنَ۔ وہ سب کہنے لگے اس (ابراہیم) کو جلا ڈالو اور اپنے دیوتاؤں کی مدد کرو اگر تم کرنا چاہتے ہو۔ ہم نے حکم دیا اے آگ تو ابراہیم کے حق میں سرد اور سلامتی والی بن جا اور انہوں نے ابراہیمؑ کے ساتھ مکر کا ارادہ کیا اور ہم نے ان کو ان کے ارادہ میں ناکام بنا دیا !

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کئی معجزات عطا فرمائے گئے جن میں دو معجزے آپ حضرات کے سامنے پیش کرتا ہوں وَاِذِ اسْتَسْقٰی مُوْسٰی لِقَوْمِہٖ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاکَ الْحَجَرَ فَانْفَجَرَتْ مِنْہُ اثْنَتَا عَشْرَۃَ عَیْنًا (بقرہ) اور جب موسیٰ نے اپنی قوم کے لئے پانی طلب کیا تو ہم نے کہا (اے موسیٰ) تو پتھر پر اپنی لاٹھی مار پس اُبل پڑے اس سے بارہ چشمے !

عصائے موسیٰ بھی ایک معجزہ تھا۔ یوں ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عصا کو پتھر پر مارا اس سے پانی کے چشمے جاری ہو گئے ! کہاں پتھر اور کہاں پانی ؟

کسی سخت دل کو اسی لئے پتھر سے تشبیہ دی جاتی ہے کہ اس کی سختی پتھر جیسی ہے اس لئے پتھر سے پانی کا جاری ہو جانا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ایک عظیم معجزہ تھا !

اسی طرح قرآن مجید نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ایک دوسرے عظیم الشان معجزہ کا ذکر کیا ہے کہ ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا۔

اَلْقِ عَصَاکَ یٰمُوْسٰی — موسیٰ ! اپنی اس لاٹھی کو زمین پر ڈال دو !

اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس ارشاد کی تعمیل کرتے ہوئے اپنے عصا کو زمین پر ڈال دیا — !

Marfat.com

فَاَلْقٰهَا فَاِذَا هِیَ حَیَّةٌ تَسْعٰی ۝ موسیٰ نے لاٹھی کو زمین پر ڈال دیا پس ناگاہ وہ اژدہا بن کر دوڑنے لگا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب یہ حیرت زدہ واقعہ دیکھا تو گھبرا گئے اور بشریت کے تقاضہ سے متاثر ہو کر بھاگنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان کی اس حالت کو دیکھ کر آواز دی!

قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ سَنُعِیْدُهَا سِیْرَتَهَا الْاُوْلٰی ۝

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ موسیٰ اس کو پکڑ لو اور خوف نہ کھاؤ ہم اس کو اس کی اصل حالت پر لوٹا دیں گے!

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا کے ذریعہ آپ کو اس قدر عظیم الشان معجزات دکھلائے کہ دنیا میں ایک عجیب تہلکہ مچ گیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس کی وجہ سے عظیم فتوحات نصیب ہوئیں۔

اس طرح اگر انبیاء علیہم السلام کے معجزات کا ذکر کیا جائے تو ایک مستقل فہرست بنتی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر پیغمبر اور ہر رسول کو صداقت نبوت کے دوسرے دلائل کے ساتھ ساتھ معجزات بھی عطا فرمائے تھے جن سے عقلیں حیران ہو گئیں اور مخاطب حیران و ششدر ہو گئے!

معجزات امام الانبیاء

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی چونکہ تمام انبیاء علیہم السلام سے افضل ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو وہ تمام محاسن اور عظمتیں عطا فرمائیں جو آپ کی ذات گرامی اور منصب نبوت سے شایانِ شان تھیں۔ اسی کو ایک شاعر نے نہایت خوبصورت انداز میں بیان کیا ہے کہ ؎

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات بے شمار ہیں اور آپ کے معجزات اس قدر عظیم ہیں کہ ان کی مثال ڈھونڈے سے بھی نہیں ملتی۔

Marfat.com

آپ کے معجزات کی چند جھلکیاں آپ حضرات کے سامنے پیش کی جاتی ہیں جن سے آپ کو اندازہ ہوگا کہ جس طرح آپ کی ذات تمام انبیاء علیہم السلام کی ذات سے افضل باکمال ہے اسی طرح آپ کے معجزات بھی تمام انبیاء کے معجزات سے افضل و اکمل ہیں۔

معجزہ قرآن
معجزہ شق قمر
معجزہ معراج
ستون کا رونا
منبر کا ہلنے لگنا
چٹان کا پارہ پارہ ہونا
پہاڑ کا ہلنا
درختوں کا چلنا
کھانے سے تسبیح کی آواز
انگلیوں سے پانی اُبلنا

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات یوں تو تمام کے تمام بے مثال و بے نظیر ہیں مگر آپ کا معجزہ معراج ان سب میں انوکھا اچھوتا اور نرالا ہے جس سے آپ کی عظمتیں اور رفعتیں زمین و آسمان پر نقش ہوگئیں!

معراج کیا ہے؟ حضرات گرامی! معراج شریف دراصل محبوب و محب۔ ساجد و مسجود۔ عابد و معبود کی داستان محبت اور اسرار شریعت کا وہ عظیم الشان خزانہ ہے جس سے جواہرات و انوارات کے چشمے اُبل پڑے اور حقیقت محمدی اور عظمت محمدی کے چار دانگ عالم میں ڈنکے بج گئے!

سوئے ہوئے کو جگایا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ
بَیْنَا اَنَا عِنْدَ الْبَیْتِ بَیْنَ النَّائِمِ وَالْیَقْظَانِ ۝
میں بیداری اور نیند کی درمیانی حالت میں تھا اور ایک دوسری روایت میں آتا ہے کہ

Marfat.com

اَنَا بَیْنَ النَّائِمِ وَالْیَقْظَانِ اَتَانِیَ الْمَلَکُ

(فتح الباری۔عمدۃ القاری)

میں سونے اور جاگنے کی درمیانی حالت میں تھا کہ میرے پاس جبرائیلؑ آئے۔

اس سے معلوم ہوا کہ جو سوتا ہے وہ خدا نہیں!

اور جو خدا ہے وہ سوتا نہیں!

اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ!

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ (ایسا ہے کہ) اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں زندہ ہے سنبھالنے والا ہے (تمام عالم کا) نہ اس کو اونگھ آ سکتی ہے اور نہ نیند

نیند اور اونگھ دونوں چیزیں معبودیّت کے منافی ہیں جو کور باطن لوگ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام معبودیت پر فائز کرنے میں مصروف ہیں انہیں کتاب اللہ کی تصریحات کے بعد اپنے عقائد پر نظر ثانی کرنی چاہیے!

حضورؐ کا شب معراج سونا ــــ

آپ کے معبود ہونے کی نفی کرتا ہے

کیونکہ جو سوتا ہے وہ عبد تو ہو سکتا ہے

معبود نہیں ہو سکتا!

کیفیت معراج حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکّہ میں تھے آپ کے گھر کی چھت کھلی اور جبریل علیہ السلام نازل ہوئے۔ انہوں نے پہلے آپ کا سینہ مبارک چاک کیا۔

قَالَ فُرِجَ عَنِّیْ سَقْفُ بَیْتِیْ وَاَنَا بِمَکَّۃَ فَنَزَلَ جِبْرِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَفَرَجَ صَدْرِیْ ثُمَّ غَسَلَہٗ بِمَآءِ زَمْزَمَ ثُمَّ جَآءَ بِطَسْتٍ مِنْ ذَھَبٍ مُمْتَلِئٍ حِکْمَۃً وَّاِیْمَانًا فَاَفْرَغَہٗ فِیْ صَدْرِیْ ثُمَّ اَطْبَقَہٗ

پہلے گھر کی چھت کھلی اور جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے انہوں نے آپ کا سینہ مبارک چاک کیا پھر اس کو آبِ زمزم سے دھویا۔ اس کے بعد سونے کا ایک طشت ایمان و حکمت سے

Marfat.com

بھر لائے اور ان کو سینہ مبارک میں ڈال کر بند کر دیا۔ پھر آپ کا ہاتھ پکڑ کر آسمان پر لے گئے جب آپ آسمان پر پہنچے تو جبریل علیہ السلام نے آسمان کے داروغہ سے کہا کہ "کھولو" اس نے کہا ــــ کہ من ؟ (کون) انہوں نے جواب دیا جبرائیل ــــ ! اس نے کہا کہ هَلْ مَعَكَ اَحَدٌ قَالَ نَعَمْ مَعِیَ مُحَمَّدٌ قَالَ ءَ اُرْسِلَ اِلَیْهِ قَالَ نَعَمْ ــــــــ اس نے پوچھا تمہارے ساتھ کوئی اور بھی ہے ؟ انہوں نے کہا ہاں میرے ساتھ محمدؐ ہیں۔ اس نے سوال کیا ؟ کیا وہ بلائے گئے ہیں۔ انہوں نے اثبات میں جواب دیا ! بہرحال آپ جب پہلے آسمان پر چڑھے تو آپ کو ایک شخص بیٹھا ہوا نظر آیا جس کے دائیں بائیں بہت سی پرچھائیاں تھیں۔ جب وہ دائیں جانب دیکھتا تھا تو ہنستا تھا اور جب بائیں جانب نگاہ جاتی تھی تو روتا تھا !

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر اس نے کہا !

فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِیِّ الصَّالِحِ۔ وَالِابْنِ الصَّالِحِ ۔قُلْتُ لِجِبْرَئِیْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا اٰدَمُ ۔

مرحبا اے نبی صالح اور اے فرزند صالح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا یہ کون ہیں ؟ انہوں نے کہا یہ آدم ہیں ــــ اور ان کے دائیں بائیں کی پرچھائیاں ان کی اولاد کی روحیں ہیں۔

دائیں جانب والے جنتی اور بائیں جانب والے دوزخی ہیں اس لئے وہ دائیں جانب دیکھتے ہیں تو ہنستے ہیں اور جب بائیں جانب نگاہ کرتے ہیں تو روتے ہیں۔ اس کے بعد آپ دوسرے آسمان پر پہنچے تو اسی قسم کا سوال و جواب ہوا۔ اور ہر آسمان پر کسی نہ کسی پیغمبر سے ملاقات ہوئی پہلے آسمان پر آدمؑ اور ساتویں پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے (حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ حضرت ابوذرؓ نے مجھ سے پیغمبروں کے منازل کی تعیین نہیں بیان کی) بہرحال حضرت جبریل علیہ السلام آپ کو ادریس علیہ السلام کے پاس سے لے کر گزرے انہوں نے آپ کو دیکھ کر کہا مرحبا اے نبی صالح اور برادر صالح آپ نے نام پوچھا۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے نام بتایا۔ پھر یہی واقعہ حضرت موسیٰ حضرت عیسیٰ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ پیش آیا۔ حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے نبی صالح اور برادر صالح کہہ کر اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے

Marfat.com

بنی صالح اور فرزند صالح کا کہہ کر آپ کا خیر مقدم کیا!

اس کے بعد حضرت جبریلؑ آپ کو اور اوپر لے گئے اور آپ اس مقام پر پہنچے جہاں قلم (قدرت) کے چلنے کی آواز آتی تھی۔ اس موقع پر پچاس وقت کی نماز فرض ہوئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس عطیہ الٰہی کو لے کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے تو انہوں نے پوچھا کہ خدا نے آپ کی امت کے لئے کیا فرض کیا ہے! آپ نے فرمایا ـــ پچاس وقت کی نماز ـــ انہوں نے کہا کہ خدا کے پاس دوبارہ جایئے کہ آپ کی اُمّت اس کی متحمل نہیں ہو سکتی! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گئے اور خدا نے ایک حصہ کم کر دیا۔ آپ واپس آئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ دوبارہ خدا کے پاس جایئے آپ کی اُمّت اس کی بھی طاقت نہیں رکھتی۔ آپ گئے تو خدا نے ایک حصّہ کی پھر تخفیف کر دی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پھر کہا کہ آپ کی امت میں اس کی بھی قوت نہیں آپ پھر گئے تو خدا نے اس تعداد کو گھٹا کر پانچ وقت کر دیا اور ارشاد ہوا کہ وَهِيَ خَمْسُوْنَ لَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ ـــــــ پڑھی پانچ جائیں، مگر ثواب پچاس کا ملے گا کیونکہ میرے قول میں تغیر تبدل نہیں ہو سکتا! حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تخفیف مزید کی غرض سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پھر خدا کے پاس مراجعت کا مشورہ دیا، لیکن آپ نے فرمایا کہ اب تو مجھے شرم آتی ہے۔ اس کے بعد آپ کو سدرۃ المنتہیٰ کی سیر کرائی گئی جو مختلف رنگوں سے ڈھکا ہوا تھا جن کو آپ جان نہ سکے! حَتّٰى انْتَهٰى بِيْ اِلَى السِّدْرَةِ الْمُنْتَهٰى وَغَشِيَهَا اَلْوَانٌ لَا اَدْرِيْ مَا هِيَ (بخاری)

کتب حدیث میں واقعہ معراج کے متعلق یہ مقدم ترین اور معتبر ترین روایت ہے۔ اس کے بعد حضرت مالک بن صعصعہؓ کی روایت ہے اور اس میں پہلی روایت سے زیادہ تفصیل ہے اور دوسری روایت نے واقعہ معراج کی تفصیل اور زیادہ وضاحت سے سامنے آتی ہے جن سے کیفیت معراج اور تفصیلات معراج سامنے آتی ہیں۔ اس تفصیلی روایت سے چند حقائق سامنے آتے ہیں۔ اسی طرح دوسری روایات سے

- آپ کا براق پر سوار ہونا
- براق کا شوخی کرنا

Marfat.com

- بیت المقدس میں براق کو پتھر کے ساتھ باندھنا۔
- آنحضرت کا بیت المقدس میں انبیاء علیہم السلام کی امامت فرمانا
- بیت المقدس سے آسمانوں کی طرف تشریف لے جانا۔

ان تمام امور کی تفصیلات موجود ہیں۔جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نادر اور عجیب وغریب معجزانہ سفر میں آپ کو اس قدر عجیب بے مثال مشاہدات کرائے گئے جو صرف اور صرف آپ کی ذاتِ گرامی کے ساتھ مخصوص تھے جن سے آپ کی عظمت اور بلندی اور رفعت شان کی عظیم الشان جھلکیاں نظر آتی ہیں۔

خطیب کہتا ہے

سفر کا آغاز چھت کے اٹھانے سے ہوا !

اس میں یہ نکتہ اور راز تھا کہ اے محبوب یہ سفر تمام سفروں سے انوکھا ہے ! کیونکہ تمام سفر شروع کرتے ہوئے دروازہ کو استعمال کیا جاتا ہے، مگر معراج میں جبرائیل علیہ السلام کا چھت پھاڑ کر تشریف لانا اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ اس سفر میں عجیب وغریب نوادرات کا آپ کو مشاہدہ کرایا جائے گا اور اسی طرح آپ کے ساتھ ایسے ایسے نادر واقعات پیش آئیں گے جن کا آپ کے لئے باعث تعجب ہونا تو ممکن ہے، مگر ان کا وقوع پذیر ہونا ناممکن نہیں بلکہ اس سے آپ کی عظمتوں کا پھریرا چار دانگ عالم میں لہرا دیا جائے گا !

قلب مبارک کا اپریشن یعنی شق صدر

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک کو سفر معراج سے پہلے زمزم کے پانی سے دھویا گیا اور اس میں سونے کے طشت میں انوارات و برکات الٰہیہ کے بے بہا موتی اور جواہرات لاکر قلب مبارک میں رکھ دیئے گئے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے قلب مبارک کو ان تمام مشاہدات کے لئے تیار کر دیا گیا جو آپ کو اس سفر میں پیش آنے تھے ! کیونکہ بعض ایسے واقعات پیش آنے والے تھے جن کی وجہ سے بتقاضائے بشریت آپ پر خوف کی سی حالت طاری ہو سکتی تھی۔ جیسی موسیٰ علیہ السلام کو اژدھا دیکھ کر پیدا ہوئی تھی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کے قلب مبارک میں وہ تمام انوارات وجواہرات جمع فرما دیئے۔ تاکہ آنے والے واقعات کا اطمینان اور سکون

Marfat.com

سے مشاہدہ اور معائنہ فرماسکیں! معلوم ہوا کہ انبیاء کے پاس ایسے "دل" ہوتے ہیں جو تمام مخلوق کے قلوب سے بلند و بالا ہوتے ہیں۔ اسی لئے ان کی بلند حوصلگی کا کوئی بشر مقابلہ نہیں کر سکتا۔

یہی فرق ہے قلب بشر

اور قلب ملک میں

علمائے کرام نے شق صدر اور شرح صدر دونوں سے الگ الگ محل بھی بیان کئے ہیں دونوں صورتوں میں کسی کو مراد لیا جا سکتا ہے۔

زمزم سے کیوں دھویا

زمزم آپ کے سلسلۃ الذہب کے پیغمبر جلیل حضرت اسماعیل علیہ السلام کا معجزانہ چشمہ تھا۔ اس لئے اس کو قیامت تک جاری رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے زمزم کی نسبت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اطہر کی طرف فرمادی تاکہ یہ چشمہ اُمتِ محمدیہ کے لئے بھی تا قیامت جاری رہے۔

اور نسبت اسماعیلی نسبت محمدی کی طرف منتقل ہو جائے۔

یعنی ——— پہلے اس چشمہ کا سوئچ اسماعیلؑ کے ساتھ تھا!

اب دوسرا سوئچ ——— قلب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ لگا دیا گیا۔ اب زمزم شفا اور برکات کا نادر و بے مثال چشمہ بن گیا!

آسمانوں پر پہنچے تو پہلے آسمان کے انچارج نے پوچھا کہ

مَنْ مَعَكَ ؟

ءَاُرْسِلَ اِلَيْهِ

کیا آپ کو بلایا گیا ہے!

معلوم ہوا کہ آسمانوں پر جانے کے لئے بلایا جانا ضروری ہے!

اگر آسمانوں پر اللہ تعالیٰ بلائیں گے ——— محمد رسول اللہ تشریف لے جائیں گے!

- آپ کے جانے کے لئے دعوت خداوندی کا ہونا ضروری ہے۔
- میلاد کی مجالس اور عرس کی محافل میں نہ ہی اللہ تعالیٰ آپ کو بلاتے ہیں اور نہ حضورؐ تشریف لے جاتے ہیں!

Marfat.com

انبیاء سے ملاقات کا راز

حضرات گرامی! آپ نے سن لیا ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب معراج کے لئے تشریف لے جاتے ہیں، تو آپ کی چند برگزیدہ انبیاء (علیہم السلام) سے ملاقات ہوتی ہے۔ حضراتِ انبیاء (علیہم السلام) سے جو تاریخی اور خوشگوار ملاقات ہوئی ہے۔ اس کا نقشہ کچھ یوں بنتا ہے۔

- آسمان اوّل — حضرت آدم علیہ السلام
- آسمان دوم — حضرت یحییٰ و عیسیٰ علیہما السلام
- آسمان سوم — حضرت یوسف علیہ السلام
- آسمان چہارم — حضرت ادریس علیہ السلام
- آسمان پنجم — حضرت ہارون علیہ السلام
- آسمان ششم — حضرت موسیٰ علیہ السلام
- آسمان ہفتم — حضرت ابراہیم علیہ السلام

تمام اکابر انبیاء کی ملاقات میں بھی سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بہت سے علوم و معارف کے دریا بہا دیئے گئے۔ اور انبیاء علیہم السلام نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو جس پیار اور محبت سے نوازا اس کی مٹھاس اب بھی ان کے الفاظ میں پائی جاتی ہے۔ مثلاً حضرت آدم علیہ السلام سے جب ملاقات ہوئی تو آپ نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ

مَرْحَبًا یا ابْنَ الصَّالِحِ ——— اے نیک فرزند مبارک ہو!

حضرت آدم علیہ السلام اپنے فرزند ارجمند کی اس بالاتری اور شکوہ سے اس قدر متاثر ہوئے کہ داد و تحسین اور تبریک مرحبا کے محبت بھرے انداز سے آپ کا استقبال فرمایا۔ ان محبت بھرے الفاظ سے جہاں پہلے اور آخری نبی کی باہمگی محبت و پیار کی چاشنی کی خبر ملتی ہے وہیں پر یہ بھی ثابت ہوا کہ

محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)

اولادِ آدم کے معزز ترین فرد ہیں۔

فردِ اکمل۔ فردِ اعلیٰ۔ فردِ اشرف۔ فردِ اطیب

Marfat.com

تو اصل وجود آمدی از نخست
دگر ہر چہ موجود شد فرع تست

لیکن ان تمام صفات حمیدہ کے باوجود آپ کو جنس بشریت سے خارج کرنا کسی کور باطن اور دشمن کتاب وسنت کا ہی کام ہو سکتا ہے۔ (احافونا اللہ)

حضرت آدمؑ سے ملاقات کا راز

حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے آسمان پر اس لئے ملاقات کرائی گئی کہ اس ملاقات میں ہجرت کی طرف اشارہ تھا کہ جس طرح حضرت آدمؑ نے ایک دشمن کی وجہ سے آسمان اور جنت سے زمین کی طرف ہجرت فرمائی اسی طرح آپ بھی مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت فرما جائیں گے! اور حضرت آدمؑ کی طرح آپ کو بھی وطن مالوف کی جدائی سے طبعاً صدمہ ہوگا۔

حضرت عیسیٰؑ ویحییٰؑ سے ملاقات کا راز

دوسرے آسمان پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور یحییٰ علیہ السلام کی ملاقات کرائی گئی۔ اس ملاقات کا راز یہ تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمانہ کے اعتبار سے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچے۔ اچنانچہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اَنَا اَقْرَبُ النَّاسِ بِعِیْسَی بْنِ مَرْیَمَ لَیْسَ بَیْنِیْ وَبَیْنَہٗ نَبِیٌّ۔

میں تمام انبیاء میں عیسیٰ بن مریم کے ساتھ سب سے زیادہ قریب ہوں میرے اور ان کے درمیان کوئی نبی نہیں۔ نیز حضرت عیسیٰ علیہ السلام اخیر زمانہ میں دجال کے قتل کے لئے آسمان سے نازل ہوں گے اور دین محمدی کی نصرت فرمائیں گے اور قیامت کے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام تمام اولین وآخرین کو لے کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور شفاعت کبریٰ کی درخواست کریں گے! ان وجوہات کی بنا پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کرائی گئی۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام چونکہ آپ سے قرابت نسبی رکھتے تھے۔ اس لئے ان کو بھی شرف ملاقی بخشا گیا۔ اس ملاقات میں یہود کی تکالیف اور مصائب پہنچانے کی طرف بھی اشارہ تھا کہ یہود آپ کو رنج اور تکالیف پہنچانے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کریں گے اور آپ کو شہید کرنے کے لئے طرح طرح سے مکر وفریب کریں گے، مگر اے محبوب جس طرح اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام

Marfat.com

کو یہود کے شر سے محفوظ رکھا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ آپ کو بھی ان کے شر سے محفوظ رکھے گا۔

یوسف علیہ السلام سے ملاقات کا راز

حضرت یوسف علیہ السلام کی ملاقات سے اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ یوسف علیہ السلام کی طرح آپ بھی اپنے برادرانِ قریش سے مصائب اور تکلیفیں اٹھائیں گے۔ بالآخر آپ فتح پائیں گے اور آپ کے حاسد و معاند شکست عظیم سے دوچار ہوں گے! پھر جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنی جان کے دشمنوں کو معاف فرما دیا تھا۔ آپ بھی اسی طرح فتح مکہ کے بعد اپنے دشمنوں کو معاف فرماتے ہوئے ارشاد فرمائیں گے!

لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ
اِذْهَبُوْا فَاَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ۔

آج تم پر کوئی ملامت نہیں ہے اور تم کو معاف کرے وہ ارحم الراحمین ہے اور جاؤ تم سب آزاد ہو!

حضرت ادریس علیہ السلام کی ملاقات کا راز

حضرت ادریس علیہ السلام کی ملاقات میں اس طرف اشارہ تھا کہ آپ سلاطین کو خط و کتابت کے ذریعہ دعوت اسلام دیں گے! حضرت ادریس علیہ السلام فن کتابت کے اوّلین موجد ہیں۔ نیز حضرت ادریس علیہ السلام کو وَرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا ــــ کے مقام بلند سے بھی سرفراز فرمایا گیا تھا۔ اس میں اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ اے محبوب جس طرح حضرت ادریس علیہ السلام کو مقام بلند عطا فرمایا گیا تھا اسی طرح آپ کی ذاتِ گرامی کو بھی اس بلند و بالا مقام اور رفعت شان سے سرفراز فرمایا جائے گا!

حضرت ہارون علیہ السلام کی ملاقات کا راز

حضرت ہارون علیہ السلام کی ملاقات میں اس طرف اشارہ مقصود تھا کہ جس طرح حضرت ہارون علیہ السلام کے روکنے کے باوجود ان کی قوم گوسالہ پرستی سے باز نہ آئی اور آخر کار ہلاکت کا شکار ہو گئی ــــ اسی طرح اے محبوب یہ سرداران قریش بھی آپ کی نافرمانی اور بغاوت کے سبب تباہ و برباد ہوں گے اور ان کو ذلّت و رسوائی سے دنیا کی کوئی طاقت نہیں

Marfat.com

بچا سکے گی! چنانچہ جنگ بدر میں قریش کو ذلت آمیز شکست اور رسوائی ہوئی!

حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کا راز

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ملاقات میں تو بہت ہی اسرار و رموز پائے جاتے ہیں ان میں سے ایک اشارہ اس بات کی طرف بھی ہے کہ جس طرح موسیٰ علیہ السلام ملک شام میں جبارین سے جہاد و قتال کے لئے گئے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو فتح دی۔ اسی طرح اے محبوب آپ بھی ملک شام میں جہاد کے لئے داخل ہوں گے۔ چنانچہ آپ غزوہ تبوک کے لئے تشریف لے گئے اور دومۃ الجندل کے رئیس نے جذیہ دے کر صلح کی درخواست کی۔ آپ نے اس کی صلح کی درخواست کو قبول فرمایا اور جس طرح ملک و شام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد حضرت یوشع کے ہاتھ پر فتح ہوا اسی طرح سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے ہاتھ ملک شام فتح ہوا اور اسلامی عظمت کے پرچم پورے شام پر لہرانے لگے موسیٰ علیہ السلام سے طور پر کلام فرمائی اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو قاب قوسین کی منزلیں طے کرا کے شرفِ باریابی بخشا!

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملاقات کا راز

حضرت ابراہیم علیہ السلام چونکہ جد الانبیاء ہیں اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ آپ کی دعاؤں کا ثمرہ ہیں اس طرح آپ کو اس طرف اشارہ کر دیا گیا کہ اب آپ کے ذریعہ بنائے ابراہیمی بیت اللہ شریف کی بہاروں کو ایک نیا جوبن بخشا جائے گا اور آپ کو بیت المقدس اور بیت اللہ دونوں قبلوں کا نبی بنا دیا جائے گا۔

حضرات گرامی! سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ساتوں آسمانوں کی ان نہایت ہی عظیم الشان پر از انوارات ملاقاتوں اور جنت کے معائنہ کے بعد سدرۃ المنتہیٰ سے ہوتے ہوئے جبریلؑ سے مقام سدرہ پر الوداع ہوتے ہوئے اس مقام قرب میں پہنچتے ہیں۔ جہاں پر۔

ایک عبد تھا — ایک معبود تھا
ایک ساجد تھا — ایک مسجود تھا
ایک محب تھا — ایک محبوب تھا

Marfat.com

فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰی

تحفے تحائف

محبوب میرے لئے کیا لاتے ہو ؟

عرض کیا باری تعالیٰ تجھے کس چیز کی ضرورت ہے ؟

آپ مختار مطلق ہیں۔ اور عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْر ہیں۔ آپ کو بھلا کس چیز کی ضرورت ہے ؟

فرمایا محبوب ـــــ کوئی چیز تو مقام و محبت و ناز میں پیش کرو ؟

عرض کیا کہ مولیٰ ـــــــ تین تحفے دربار خداوندی کے لئے لایا ہوں۔ وہ پیشِ خدمت ہیں۔

اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ

وَالصَّلَوٰتُ

وَالطَّیِّبَاتُ

قولی عبادتیں تیرے لئے

بدنی عبادتیں تیرے لئے

مالی عبادتیں تیرے لئے

معراج کی رات حضور کے تین حلف

میرے مولیٰ آج اس راز و نیاز محبت و عظمت کی رات میں تیرے دربار میں تین حلف اٹھاتا ہوں ؟

کہ میری زبانی عبادتیں تیرے لئے ہوں گی

میری بدنی عبادتیں تیرے لئے ہوں گی

میری مالی عبادتیں تیرے لئے ہوں گی

خطیب کہتا ہے

معراج کی رات یوں معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو بلا کر تین حلف لئے کہ اے محبوب مجھے آکر بتاؤ کہ آپ مجھے کیا سمجھتے ہیں۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا

Marfat.com

کے حضور نہایت نیاز مندی سے عرض کیا کہ

زبانی عبادت صرف اور صرف تیری کروں گا
بدنی عبادت صرف اور صرف تیری کروں گا
مالی عبادت صرف اور صرف تیری کروں گا

گویا کہ

زبان تیری
جان تیری
مال تیرا

توحید خداوندی کا یہ اقرار و اعتراف معراج کا اس قدر عظیم عہد و پیمان ہے جو پوری امت کے لئے مشعل راہ ہے۔ باعث نجات ہے اور عقیدہ توحید پر استقامت کی عظیم دستاویز ہے!

زبان سے غیر اللہ کے وظیفے چھوڑنا
جان سے غیر اللہ کے سجدے چھوڑنا

مال سے غیر اللہ کے نذر و نیاز چڑھاوے چھوڑنا یہ معراج کی حقیقی روح ہے اور معراج کا حقیقی فلسفہ ہے!

اس گروہ کو معراج کی محافل اور مجالس منعقد کرنے کا کوئی حق نہیں پہنچتا جو غیر اللہ کے وظیفے پڑھتے ہیں۔

غیر اللہ کے چڑھاوے چڑھاتے ہیں
غیر اللہ کے سجدے کرتے ہیں

اللہ تعالیٰ کے تین تحفے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب خدا کے حضور نہایت محبت و نیاز مندی کے عالم میں تین تحفے پیش کئے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوبؐ کو تین تحفے عطا فرمائے۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ
وَرَحْمَةُ اللّٰهِ ـــــ وَبَرَكَاتُهٗ

Marfat.com

اے نبی آپ پر سلامتی ہو
اور اللہ کی رحمت ہو
اور اللہ کی برکتیں ہوں !
معلوم ہوا جب عقیدہ توحید پر پختگی کا عہد ہو گا
اور اس پر استقامت کا یقین ہو گا تو
اللہ کی سلامتی نازل ہو گی
اللہ کی رحمتیں نازل ہوں گی
اللہ کی برکتیں نازل ہوں گی

عرض کیا کہ مولا کریم ؟ صرف مجھے ہی نہیں بلکہ میری اُمّت کو بھی ان رحمتوں اور برکتوں میں شامل فرما۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا
وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ

ہم پر سلامتی ہو
اور اللہ (تیرے) نیک بندوں پر سلامتی ہو !

معلوم ہوا کہ یہ سلامتی امت کے لئے اور صالحین کے لئے بھی معراج کی رات کو مانگی گئی تاکہ اُمّتِ محمدؐیہ کو بھی اس تحفہ معراج میں شامل کر لیا جائے

امت کی خوش بختی اے اُمّتِ محمدیہ کے فرزندو تمہیں بھی اس بات کا احساس ہے یا نہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں معراج کے خصوصی سفر میں بھی فراموش نہیں فرمایا بلکہ خداوند قدوس کی بارگاہِ اقدس میں بھی تمہیں یاد رکھا گیا، کیا اس سے بڑھ کر تمہارے لئے کوئی اور خوش بختی ہو سکتی ہے، مگر افسوس تم نے اس کی بھی پرواہ نہیں کی ـــ تمہارے عقائد اور تمہارے اعمال جوں کے توں رہے اور تم نے کبھی احساس نہیں کیا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا کس قدر احسان ہے کہ وہ تمہیں ہر وقت یاد رکھتے اور تم ہو کہ غفلت اور تساہل کا شکار ہو یا اَسفٰی

Marfat.com

آیئے آج عہد کریں کہ ہم بھی توحید و سنّت اور اعمال و کردار میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کی اطاعت و فرمانبرداری کو حرزِ جاں بنائیں گے۔

بمصطفٰےؐ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر باو نرسیدی تمام بولہبی است
کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

جبریل امین جو کہ سدرۃ المنتہٰی پر رہ گئے تھے۔ انہوں نے بارگاہ قدس میں عرض کیا کہ

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اللہ کے بندے اور رسول ہیں!

جبریلؑ نے بات مکمل کر دی!

خدا اور رسولؐ کے اس قدر عظیم قرب کو دیکھتے ہوئے کوئی گمراہ یوں نہ کہہ دے کہ

وہی ہے اوّل وہی آخر وہی ہے ظاہر وہی ہے باطن
اسی کے جلوے اسی سے ملنے اسی سے اس کی طرف گئے تھے

(حدائق بخشش مصنفہ احمد رضا خان۔ ج ۱)

اس لئے جبرائیلؑ علیہ السلام نے اشہدان لا الٰہ الا اللہ کہہ کر خدا کے وحدہ لاشریک لہ، ہونے کی گواہی دے کر پوری دنیا کو عقیدہ توحید پر قائم و دائم رہنے کا اعلان کر دیا؟

نوری نے بشر کا کلمہ پڑھا

جبریل علیہ السلام نوریوں کے سردار ہیں معراج کی رات سیّد البشر امام الانبیاء حضرت محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عبدیت و رسالت کا اقرار کرتے ہوئے کہا کہ

وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کے بندے اور رسولؐ ہیں۔

Marfat.com

خطیب کہتا ہے

عبدہ پہلے رسولہ بعد میں۔

عبدیت کا اقرار پہلے رسالت کا اقرار بعد میں۔

کیونکہ وصف نبوّت کے لئے ظرف بشریت کا ہونا ضروری ہے۔

نبوّت چونکہ بے مثال دولت تھی۔

اس کے بشریّت کا بے مثال ظرف بنایا۔

- لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ

(ہم نے انسانوں کو پیدا کیا۔ بہترین صورت میں)

- وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْ آدَمَ

(ہم نے بنی آدم کو فضیلت دی)

جو عبد ہوگا ——— وہی رسول ہوگا

جو عبد نہیں ہوگا ——— وہ رسول بھی نہیں ہوگا

اسی لئے قرآن مجید نے واقعہ معراج بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ

سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ

بِعَبْدِہٖ کہا

رَسُوْلِہٖ نہیں کہا

بِعَبْدِہٖ کہا

بِنَبِیِّہٖ نہیں کہا

بِعَبْدِہٖ کہا

بِحَبِیْبِہٖ نہیں

تاکہ دنیا کو معلوم ہو جائے کہ عبدیّت کا اقرار پہلے کرو اور رسالت کا اقرار بعد میں کیونکہ معراج عبد اور بشر کو ہی ہو سکتا ہے۔ نور ——— اور نورانی کو معراج نہیں ہو سکتا!

اقبالؒ مرحوم فرماتے ہیں کہ

Marfat.com

سبق ملا ہے یہ معراجِ مصطفٰے سے مجھے
کہ عالمِ بشریت کی زد میں ہے گردوں

غالی چلاتا ہے

جب قرآن وسنت کی روشنی میں سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عبدیت اور بشریت کا تذکرہ کیا جاتا ہے تاکہ غالی اپنی کج فطرتی کی وجہ سے منصب نبوت کو منصب الوہیت کے برابر نہ سمجھنے لگ جائے تو غالی چیختا اور چلانا شروع کر دیتا ہے کہ ——— اوہو حضورؐ کو بشر کہہ دیا ——— اپنے جیسا کہہ دیا (معاذ اللہ) بڑے بھائی جیسا بنالیا ——— استغفر اللہ

حضرات گرامی! یہ محض جھوٹ اور افترا ہے حالانکہ علمائے حق کا یہ عقیدہ ہے کہ تمام کائنات ایک طرف ہو اور سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ایک طرف ہو تو تمام کائنات مل کر بھی سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبے اور مقام کو نہیں پہنچ سکتی!

خدا سے تو کم ہیں اور سب سے زیادہ
دو عالم سے اعلیٰ ہمارے محمدؐ

ہمارا عقیدہ ہے کہ جو حضورؐ کو بڑے بھائی جتنا سمجھے وہ کافر ہے اور یہ بھی سن لیجئے کہ حضورؐ کو خدا جیسا کہتا ہے وہ بھی کافر ہے۔

نہ بڑے بھائی جیسا ہے
نہ خدا جیسا ہے
خدا اپنی خدائی میں وحدہ لاشریک ہے

اور

مصطفٰےؐ اپنی مصطفائی میں وحدہ لاشریک ہے
میرے مصطفٰےؐ (صلی اللہ علیہ وسلم)
میرے خدا کی تخلیقات کا شاہکار ہیں ——— اور توحید کی آخری اور مکمل دلیل ہیں

خطیب کہتا ہے

خلاصہ یہ نکلا۔

Marfat.com

التحیات نے ——— صحیح عقیدہ توحید دیا
التحیات نے ——— صحیح عقیدہ اسلام دیا
التحیات نے ——— صحیح عقیدہ بشریت دیا

اے فرقہ ضالّہ

لڑنا ہے تو خدا سے لڑو
بدلنا ہے تو تو التحیات کو بدلو

کیونکہ التحیات کے ہوتے ہوئے تمہارے فاسد اور غلط عقائد کا سکہ نہیں چل سکتا!
معلوم ہوا کہ التحیات صحت مند عقائد کا گلدستہ ہے اسی لئے اس کی خوشبو ہر نماز میں بار بار سونگھی گئی۔

التحیات روح صلوٰۃ ہے
التحیات روح معراج ہے
التحیات روح عقیدہ توحید ہے
التحیات روح عقیدہ رسالت ہے
التحیات روح عقیدہ بشریت ہے
التحیات گلدستہ عبادات ہے

سبحان اللہ

صلوٰۃ تحفہ معراج

حضرات گرامی! معراج شریف میں جہاں اور بہت سے نوادرات اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو عطا فرماتے ہیں۔ وہیں نماز کا تحفہ بھی دیا گیا۔ پہلے پچاس نمازیں فرض کی گئیں، مگر جب واپسی پر موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے فرمایا کہ حضورؐ! آپ خداوند قدوس کے حضورؐ دوبارہ جایئے یہ آپ کی اُمت کے لئے متحمل نہیں ہوں گی۔ چنانچہ آپ بار بار گئے تخفیف ہوتے ہوتے پانچ نمازیں رہ گئیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے محبوب آپ کی امت کی ادا تو پانچ نمازیں ہوں گی، مگر ثواب پچاس نمازوں کا دیا جائے گا۔! سبحان اللہ

Marfat.com

محنت تھوڑی اور مزدوری زیادہ۔

لطیفہ ! میں ایک مقام پر تقریر کر رہا تھا کہ حضورؐ کو معراج میں پچاس نمازیں دی گئیں تھی۔ مگر موسیٰ علیہ السلام کے بار بار کہنے پر حضورؐ تشریف لے جاتے رہے تو پانچ نمازیں باقی رہ گئیں۔ اس پر بھی موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ حضورؐ ایک مرتبہ اور تشریف لے جائیں یہ بھی آپ کی امت کے لئے دشوار ہوگا، تو ایک آدمی کہنے لگا۔

اللہ بھلا کرے موسیٰ علیہ السلام کا اگر ایک چکر اور لگوا دیتے تو جان چھوٹ جاتی۔!

اس بے چارے کو کیا معلوم کہ

الصلوٰۃ عماد الدین۔ نماز دین کا ستون ہے۔ اس کے چھوٹنے سے اسلام کا ستون گر جاتا ہے۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ قرۃ عینی فی الصلوٰۃ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے اور ارشاد نبوت ہے کہ الصلوٰۃ معراج المومنین نماز مومنوں کی معراج ہے!

نماز سے انسان کو خدا کا قرب نصیب ہوتا ہے۔ نماز سے انسان کو روحانی بلندی اور بالیدگی حاصل ہوتی ہے۔ نماز اس قدر پاکیزہ اور مقدس عبادت ہے جو حضورؐ کو عرش پر عطا کی گئی جتنی نماز خود بلند تھی۔

اتنی ہی بلند مقام سے عطا کی گئی۔

نماز کو دوست بنانے والا

دنیا اور آخرت میں بلند رہے گا۔

معراج کے تین انعام

حضرات گرامی! سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج شریف میں انوارات و برکات کے وہ خزینے عطا فرماتے گئے جن کی مہک سے آج پوری دنیا معطر ہے۔ حضورؐ کی ذاتِ گرامی تو مرکز عنایات تھی! مگر آپ کی امت پر بھی اس رات رحمت خداوندی کے خزانے کھول دیئے گئے تاکہ امتِ محمدیہ کو بھی اس سفر مبارک کی دولت سے مالا مال کر دیا جائے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شرف نسبت سے جو اعزاز

Marfat.com

اس امت کو ملا ہے انہیں بھی خدا کے دربار سے ایسے انعامات وکرامات سے نوازا گیا کہ جریدہ عالم پر ان کی بالادستی ہمیشہ کے لئے ثبت کردی گئی چنانچہ بارگاہِ ایزدی سے ارشاد ہوتا ہے کہ اے محبوب جہاں آپ معراج کی نعمتوں اور برکتوں سے مالامال ہوکر جارہے ہیں وہیں اپنے ساتھ اپنی امت کے لئے بھی تیس تحفے اور تین انعام لے جائیں تاکہ امتِ محمدیہ بھی ان نعمتوں سے مالامال ہوجائے۔

فَاُعْطِیَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَلٰثًا اُعْطِیَ الصَّلٰوتُ الْخَمْسَ وَاُعْطِیَ خَوَاتِیْمَ سُوْرَۃِ الْبَقَرِۃِ وَغُفِرَ لِمَنْ لَّا یُشْرِکُ بِاللّٰہِ مِنْ اُمَّتِہٖ شَیْئًا (مشکوٰۃ باب فی المعراج)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین چیزیں عطا فرمائی گئیں۔

- پانچ نمازیں
- سورۃ بقرہ کی آخری آیتیں۔
- شرک نہ کرنے والا موحد جنتی ہوگا۔

سورۃ بقرہ کی آخری آیتیں جو معراج کی رات عطا فرمائی گئیں۔ ان میں خدا سے مانگنے کا طریقہ اور سلیقہ بتایا گیا ہے۔ حتیٰ کہ درخواست کے الفاظ اور مضمون بھی خداوند قدوس نے خود ہی بتا دیا۔ کیا کوئی ایسا مالک بھی ملے گا جو اپنے چاہنے والوں کو بتائے کہ میرے پرستارو! مجھے اس انداز سے اور ان الفاظ سے پکارو گے تو میں تمہاری دعا کو قبول کروں گا اور تمہارے گناہوں کو معاف کردوں گا۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ ــــــ

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِیْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَیْنَا اِصْرًا کَمَا حَمَلْتَہٗ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِنَا۔ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَۃَ لَنَا بِہٖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ۔ (بقرہ)

ہمارے پروردگار اگر بھول جائیں یا چوک جائیں تو ان کی باز پرس ہم سے نہ کر۔ اے ہمارے پروردگار اور ہم پر اس طرح کا بوجھ نہ ڈال جس طرح ہم سے پہلوں پر تُو نے ڈالا اور

Marfat.com

اے پروردگار اور اتنا بوجھ جس کے اٹھانے کی ہم میں طاقت نہیں ہے! ہم سے نہ اٹھوا!
اور ہمارے قصوروں سے درگزر اور ہمارے قصوروں کو معاف فرما۔ اور ہم پر رحم فرما تو ہی ہمارا مددگار ہے تو ان لوگوں کے مقابلہ میں جو تیرے منکر ہیں ہماری مدد فرما!

ان آیات میں تمام دعاؤں اور اپیلوں کے بعد رحم کی اپیل ہے جو خداوند قدوس اپنے رحم وکرم سے ضرور منظور فرمائیں گے۔!

موحد کی بخشش

حضرات گرامی! شرک ایک بنیادی ناسور ہے جو انسان کی تمام عبادتوں اور ریاضتوں کی جڑ کاٹ کر رکھ دیتا ہے۔ اس لئے قرآن حکیم میں آیا ہے کہ

اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِهٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَاءُ۔

یقیناً اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی بخشش نہیں فرماتے جو اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراتے! اس کے علاوہ جس کو چاہیں بخش دیں۔ معلوم ہوا کہ شرک کرنے والے کی بخشش نہیں ہوگی اور شرک سے اعتراض کرنے والے کو بخش دیا جائے گا۔ یہ بشارت عظیم عطیہ الٰہی ہے جو امتِ محمدیہ کو عطا فرمایا گیا ہے۔

خطیب کہتا ہے

معلوم ہوتا ہے سفر معراج کی وجہ سے بہت سے لوگ احد اور احمد کو ایک سمجھنے لگ جائیں گے۔ یہ بات علم الٰہی میں تھی۔

اس لئے اس امت کو بتا دیا گیا خبردار۔ خبردار۔ خبردار شرک سے بچنا۔ ورنہ بخشش نہیں ہوگی۔

یٰبُنَیَّ لَا تُشْرِکْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ۔

معلوم ہوا کہ مشرک کو سفر معراج کی برکات سے حصہ نہیں ملے گا۔
معلوم ہوا مشرک سفر معراج کے انوارات سے محروم رہے گا۔
معلوم ہوا مشرک کو معراج کے انعامات سے سرفراز نہیں فرمایا جائے گا۔

Marfat.com

مصدّق اول معراج

حضرات گرامی! سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر معراج سے واپس مکہ مکرمہ تشریف لائے اور آپ نے اس معجزہ عظیم کا ذکر قریش مکہ کے سامنے کیا تو سرزمین مکہ میں ایک کہرام برپا ہو گیا اور ہر طرف سے انکار و استہزا کے آوازے بلند ہونے لگ گئے۔ کوئی کچھ کہتا تھا۔ سب تعجب اور حیرانگی سے کہتے تھے کہ ــــــ

یہ نہیں ہو سکتا!
کیونکہ
آمنہ کا لال — آسمان پر نہیں جا سکتا
عبداللہ کا بیٹا — آسمان پر نہیں جا سکتا
خدیجہ کا خاوند — آسمان پر نہیں جا سکتا

اور پھر سب کا مشترکہ ترانہ بن گیا۔

کہ بشر ہو کے عرشاں تے جا کوئی نہیں سکدا۔

(یعنی بشر ہو کر کوئی شخص آسمانوں پر نہیں جا سکتا!

یہ دعوٰی تھا اہلِ مکہ کا
یہ دعوٰی تھا قریشِ مکہ کا
یہ دعویٰ تھا لات و عزیٰ کے پجاریوں کا
یہ دعویٰ تھا ہبل کے پجاریوں کا

کہ

بشر ہو کے عرشاں تے جا کوئی نہیں سکدا۔

یہی دعوٰی لے کر صدیق اکبرؓ کے پاس گئے

اور بغلیں بجا کر پوچھنے لگے؟

ابوبکرؓ یہ بتاؤ؟
کوئی راتوں رات آسمانوں پر جا سکتا ہے؟

Marfat.com

فرمایا نہیں ؟
اچھا یہ بتاؤ ؟
کوئی راتوں رات ساتوں آسمانوں کی سیر کر سکتا ہے۔
فرمایا نہیں !
اچھا یہ بتاؤ ؟
کوئی راتوں رات ان تمام آسمانوں کی سیر کر کے واپس آسکتا ہے ؟
فرمایا نہیں ؟
قریش بغلیں بجانے لگ گئے !
کیونکہ کفار مکہ کی سب سے بڑی خواہش یہ تھی کہ کسی نہ کسی طرح رسولؐ اور صدیق رضؓ کو جدا کر دیا جائے !
مگر کفار توڑتے تھے
اور خدا جوڑتے تھے
کفار نے پوری قوت صرف کر دی، مگر صدیق رضؓ کو رسولؐ سے جدا نہ کر سکے۔ خدا نے رسولؐ اور صدیق رضؓ کو ایسا جوڑا ——
کہ —— فاران کا ساتھی
ایمان کا ساتھی
ایقان کا ساتھی
سفر کا ساتھی
حضر کا ساتھی
بدر کا ساتھی
غار کا ساتھی
مزار کا ساتھی
ثانی اثنین کی آواز پوری کائنات میں گونج اٹھی ——

Marfat.com

اس لئے آج بھی کفار صدیق اکبرؓ کو اپنے محبوب سے جدا نہ کر سکے۔

سیدنا صدیق اکبرؓ نے پوچھا ؟

یہ تو بتاؤ ایسی باتیں کون کہتا ہے ؟

کفار جھٹ سے بولے کہ تیرا محمدؐ !

صدیق اکبرؓ نے فوراً فرمایا !

سن لو ـــــ اور کان کھول کر سن لو، اگر یہ باتیں میرے محبوب حضرت محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمائی ہیں تو خدا کی قسم۔

زمین اپنی جگہ سے ہٹ سکتی

آسمان اپنی جگہ بدل سکتا ہے

آفتاب اپنی روشنی چھوڑ سکتا

چاند اپنی چاندنی چھوڑ سکتا ہے

مگر میرے محمدؐ کا قول غلط نہیں ہو سکتا۔

سبحان اللہ

کفار کہتے ہیں کہ ابوبکرؓ بھلا سوچ تو سہی کہ کیا ؟

بشر ہو کے عرشاں تے جا کوئی نہیں سکدا

کفار کا فلسفہ ہی یہی تھا

کفار کا عقیدہ ہی یہی تھا

انہوں نے صدیق اکبرؓ کو بھی یہی فلسفہ سنایا

آپ نے بزبان حال کہا کہ

بشر ہو کے عرشاں تے جاوے محمدؐ

ملک ہو کے عرشاں تے جا کوئی نہیں سکدا

خطیب کہتا ہے

آسمانوں پر سدرہ سے آگے جا ہی بشر سکتا ہے !

Marfat.com

معراج بشر کے جانے سے ہی ہوگا۔
نوری جائے گا تو یہ جانا اس کی عادت ہوگا
نوری آئے گا تو یہ آنا اس کی عادت ہوگا
بشر جائے گا تو یہ جانا اس کا کمال ہوگا
بشر آئے گا تو یہ آنا اس کا کمال ہوگا
بشر کا جانا بھی کمال
بشر کا آنا بھی کمال
بشر کا جانا بھی معراج
بشر کا آنا بھی معراج

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ کے ایمان کی اس قوت و استقامت دیکھ کر ارشاد فرمایا ــــــ کہ

اَنْتَ الصِّدِّیق ــ اَنْتَ الصِّدِّیق

گویا کہ آج کے بعد آپ کو صِدّیق کا سرکاری لقب عطا فرمایا گیا۔
محمد صلی اللہ علیہ وسلم مُصَدِّق ہیں
تو
ابوبکر ــــــــ صدیق
محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) مُصدِّق انبیاء۔
ابوبکرؓ (رضی اللہ عنہ) مُصَدِّق مصطفےٰ ہیں۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین ــــــ

Marfat.com

رجب کا چوتھا خطبہ

معراج مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ امابعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَی الَّذِیْ بَارَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْر۔

ترجمہ: پاک ذات ہے جو اپنے بندہ کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصےٰ تک لے گیا! جس کے اردگرد کو ہم نے بابرکت بنا رکھا ہے تاکہ ان (بندہ) کو ہم بعض اپنے عجائب (قدرت) دکھائیں۔ بے شک سمیع و بصیر وہی اللہ ہے!

حضرات گرامی! اس وقت جو آیت کریمہ میں نے آپ کے سامنے پڑھی ہے اس میں اللہ تعالیٰ جل شانہ نے مسئلہ معراج اپنی زبان مبارک سے بیان فرمایا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آج کی مجلس میں قرآن مجید کے ان الفاظ کے موتی اور جواہرات آپ کے سامنے پیش کروں جو اس آیت کریمہ میں پاتے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے معجزہ معراج کو بیان فرمانے کے لئے لفظ سبحان سے آغاز فرمایا ہے۔ سُبْحٰن ـــــ کا معنی ـــ "پاک ہے"۔ عموماً بیان کیا جاتا ہے۔ اس مقام پر ہم نے اس بات کا بغور جائزہ لینا ہے کہ سُبْحٰنَ کس معنی اور مفہوم میں آتا ہے تاکہ مضمون کی مناسبت سے اس عنوان جلی کا حقیقی مفہوم سامنے آسکے! چنانچہ قرآن حکیم کے سمندر میں غوطہ زن ہو کر لفظ سبحٰن کے مفہوم کو جب سمجھنے کی کوشش کی جائے گی تو معلوم ہو گا کہ سبحٰن اس ذات کو کہا جاتا ہے جہاں بندہ اپنی عاجزی کا اعتراف کرے اور اللہ تعالیٰ کے غلبہ کامل کا معترف ہو جائے۔ سبحٰن ـــــ یعنی بندہ اللہ تعالیٰ کے حضور اس حقیقت کو تسلیم کر

Marfat.com

جائے کہ میں عاجز وہ غالب ہے!

سبحٰن بندہ اور تمام کائنات کی جس مقام پر طاقت ختم ہو جاتے اس مقام سے جس کی طاقت اور غلبے کا آغاز ہو اسے سبحٰن کہتے ہیں، لیکن عام فہم زبان میں اس کے مفہوم کو اس طرح بیان کیا جاسکتا ہے کہ

میں عاجز اور وہ قادر

یہ ہے ذات سبحان

آیئے قرآن مجید سے لفظ سبحان کے حقیقی مفہوم کو سمجھیں تاکہ اس کی شیرینی اور حلاوت سے بہرہ ور ہو سکیں۔ حضرت یونس علیہ السلام کا ذکر قرآن مجید میں ہے کہ جب آپ اپنی قوم سے ناراض ہو کر تشریف لے گئے تو آپ نے جس منزل پر تشریف لے جانے کا ارادہ فرمایا تھا اس کے راستہ میں ایک دریا کو عبور کرنا پڑتا تھا۔ آپ جب اس دریا کے کنارے پر پہنچتے ہیں تو ملاح نے انہیں نیک سیرت اور پاکیزہ شخصیت دیکھ کر اپنی کشتی میں سوار کر لیا۔ قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے۔

وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ۔ فَنَادٰى فِى الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ۔

اور مچھلی والے (یونس علیہ السلام کا معاملہ یاد کرو) جب ایسا ہوا تھا کہ وہ راہِ حق میں خشمناک ہو کر چلا گیا۔ پھر اس نے خیال کیا کہ ہم اس کو تنگی (آزمائش) میں نہیں ڈالیں گے۔ پھر (جب اس کو آزمائش کی تنگی نے آگھیرا) تو اس نے مچھلی کے پیٹ میں اور دریا کی گہرائی کی تاریکیوں میں پکارا خدایا تیرے سوا کوئی بچانے والا قادر نہیں) تیرے لئے ہر طرح کی پاکی ہو۔ سُبْحٰنَكَ — تو قادر میں عاجز — اس لئے اس مچھلی کے پیٹ سے تیرے سوا کوئی نہیں نجات دے سکتا۔

خطیب کہتا ہے

مچھلی کے پیٹ کا اندھیرا الگ

پانی کی موجوں کا اندھیرا الگ

Marfat.com

رات کی تاریکی کا اندھیرا الگ

ان تمام اندھیروں میں حضرت یونس علیہ السلام نے عرض کیا کہ سُبحَانَکَ یا اللہ ـــــ تو قادر اور میں عاجز اب تو یہی ہے اس گھٹا ٹوپ اندھیرے میں میری فریاد کو سن کر مجھے پار لگانے والا معلوم ہوا کہ اس مقام پر حضرت یونس علیہ السلام کی زبان مبارک سے سبحان کا مفہوم متعین کرا دیا کہ جس مقام پر بندہ کی طاقتیں جواب دے جائیں اس مقام سے جس ذات اقدس کی قوت و طاقت کا آغاز ہوتا ہے۔ اسے سبحان کہا جاتا ہے!

آیئے قرآن مجید کے دوسرے مقام پر غوطہ زن ہوں اور وہاں سے لفظ سبحان کے اسی مفہوم کے موتیوں سے اپنے دامن کو بھریں تاکہ انوارِ قرآنی سے ہمارے قلب و جگر روشن ہو جائیں اور قرآن کی روشنی میں سبحان کا مفہوم ہمارے دل و دماغ میں راسخ ہو جائے! چنانچہ ارشاد ربانی ہے!

وَ عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِیْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَكِیْمُ ۝

(بقرہ)

(پھر جب ایسا ہوا کہ مشیت الٰہی نے جو کچھ چاہا تھا ظہور میں آگیا اور آدم نے (یہاں تک معنوی ترقی کی) تعلیم الٰہی سے تمام چیزوں کے نام معلوم کر لئے تو فرشتوں کے سامنے وہ تمام حقائق پیش کر دیئے اور فرمایا اگر تم (اپنے شبہ میں) درشتی پر ہو تو بتلاؤ ان (حقائق) کے نام کیا ہیں۔ فرشتوں نے عرض کیا خداوندا! ساری پاکیاں اور بڑائیاں تیرے ہی لئے ہیں ہم تو اتنا ہی جانتے ہیں جتنا تو نے ہمیں سکھلا دیا! علم تیرا علم ہے۔ حکمت تیری حکمت ہے!

خطیب کہتا ہے

مَلَآئِکَۃُ اللہ نے اپنے اعترافِ عجز کو جس لفظ سے خداوند قدوس کے سامنے تعبیر کیا وہ لفظ سبحان ہے۔ سُبحَانَکَ لَا عِلْمَ لَنَا۔

Marfat.com

اے ذات ـــــ والا تو قادر ہم عاجز ـــــــ تیری ذات ہر عجز اور عیب سے پاک ہے۔

معلوم ہوا کہ سبحان اس مقام پر بولا جاتا ہے۔ جہاں خدا کی عظمتوں اور قوتِ غالبہ کا اعتراف کرنا مقصود ہوتا ہے اور دنیا کو یہ بتلانا ہوتا ہے کہ تم سب خدا کی قوت اور طاقت کے سامنے عاجز ہو! سبحانک

ملائکہ کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ خداوند کی قوت و شوکت سب پر غالب ہے۔

نمازی کو ذرا دیکھئے ؟

جب نماز سے باہر ہوتا ہے۔

تو علامہ صاحب

مولانا صاحب

محدّث

مفسر

حکمران

تاجر

لینڈ لارڈ

قطب - ابدال

پریذیڈنٹ

وزیر اعظم

بادشاہ

مگر جونہی نماز میں شامل ہونے کے لئے جاتا ہے تو مکبّر تکبیر کہتا ہے اور امام آواز بلند کرتے ہوئے کہتا ہے۔ اللہ اکبر

تو نمازی دونوں ہاتھ بلند کرتے ہوئے نیّت باندھ کر سب سے پہلا جو جملہ زبان پر لاتا ہے وہ یہی ہوتا ہے کہ ـــــ سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ

Marfat.com

اے اللہ۔ ہم عاجز اور تو قادر

اے اللہ عظمت تیری

اے اللہ رفعت تیری

اے اللہ قدرت تیری

اے اللہ طاقت تیری

اے اللہ الوہیّت تیری۔

اس لئے اب

چوکھٹ تیری ـــــ اور گردن میری

سُبحانکَ اللّٰھُمَّ

حضراتِ گرامی! ان تمام دلائل سے معلوم ہوا کہ لفظ سبحان اس مقام پر بولا جاتا ہے جہاں پر یہ بتلانا مقصود ہو کہ اب اس کی عظمتوں کا اعتراف کیجئے جو سب سے عظمت والا ہے اور اس کی طاقت کے سامنے سرِ نیاز خم کیجئے جو تمام قوتوں کا مالک ہے۔

سبحان سے معراج کا آغاز

لفظ سبحان سے معراج کے بیان کا آغاز کرنے میں یہی حکمت ہے کہ منکرین معراج کو یہ بتلانا مقصود ہے کہ تم جس وجہ سے سمجھتے ہو کہ انسان معراج پر نہیں جا سکتا۔

عبداللہ کا چاند معراج پر نہیں جا سکتا تو (معاذ اللہ) خوب خوب سمجھ لیجئے کہ ان کو معراج پر لے جانے والا محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو معراج کی رفعتوں سے مالا مال کرنے والا اور اپنے محبوب کو معراج کے انوارات سے سرفراز کرنے والا کوئی معمولی طاقت کا مالک نہیں ہے، بلکہ جس ذاتِ اقدس نے اپنے محبوب کو معراج کرایا ہے اس کو سبحان کہتے ہیں ـــــ اور سبحان اس ذات کو کہا جاتا ہے کہ جو کام کوئی نہ کر سکتا ہو وہ اس کو چشم زدن میں کر دکھائے جس مقام پر تمام کائنات عاجز آجائے اس کام کو کرنے والے ہی کو تو سبحان کہا جاتا ہے۔ اس لئے فرمایا ہے ـــــ سبحان الّذی اسریٰ۔

مفسرین نے لفظ سبحان کا مفہوم بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ سُبْحٰن وہ ذات

Marfat.com

ہے جو ہر نقص اور کمی سے پاک ہے، ہر عجز سے منزہ، ہر قید اور حد بندی سے بالاتر ہے تسبیح کا لفظ لایا ہی ایسے موقعہ پر جاتا ہے جہاں کسی امر اہم اور عظیم الشان کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہوتا ہے۔ فَالتَّسْبِيْحُ اِنَّمَا يَكُوْنُ عِنْدَ الْاُمُوْرِ الْعِظَامِ (ابن کثیر)

سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی

جب آپ حضرات کو معلوم ہو گیا کہ سبحٰن کا حقیقی مفہوم کیا ہے تو اب آپ پر بات روزِ روشن کی طرح واضح ہو گئی کہ اس سفر کے آغاز میں ہی بتلا دیا گیا کہ معراج مقدس کے معجزہ کو عقل و خرد کی روشنی میں جانچنے کی بجائے خدا کی قدرت اور اس کی طاقت کے آئینے میں دیکھنے کی کوشش کرتا، تاکہ تمہیں کوئی اشکال باقی نہ رہے کیونکہ لفظ سبحان نے پہلے جانے والے کی بجائے لے جانے پر غور و فکر کی دعوت دی ہے کہ پہلے اعتراض نہ کیجئے۔ پہلے بحث نہ کیجئے۔ پہلے انکار نہ کیجئے۔ پہلے دیکھئے کہ جو ذاتِ باری لے جانے والی ہے، وہ اس قابل بھی ہے کہ وہ یہ کام سرانجام دے سکے!

چنانچہ ——— لفظ سبحٰن ——— نے پہلے ذات باری کے غلبہ، قوت، طاقت اور شوکت کا تعارف کرایا کہ لے جانے والا سبحٰن ہے ——— اور سبحان ہوتا ہی وہ ہے کہ جس کام کو کوئی نہ کر سکے وہ ذاتِ اقدس اس کو پل بھر میں کر دکھلائے!

اس لئے ارشاد ہوتا ہے کہ سبحٰن الَّذِیْ اَسْرٰی ——— پاک ہے وہ ذات طاقت والا وہ اللہ جس نے اپنے محبوب کو یہ عظیم الشان سیر کرائی اور ان کا سکہ دونوں عالم پر بٹھا دیا۔

(سبحان اللہ)

لے جانے والا	محب
جانے والا	محبوب
لے جانے والا	مسجود
جانے والا	ساجد
لے جانے والا	معبود

Marfat.com

جاننے والا — عابد
لے جانے والا — سبحٰن
اور جاننے والا — عبدِ سبحٰن

بسحان اللہ
خطیب کہتا ہے
سبحٰن کو پہلے مانا جائے گا
سبحٰن کا عقیدہ میں پہلا نمبر ہوگا
اور عبد سبحٰن کا دوسرا نمبر ہوگا
توحید کا پہلا نمبر ہوگا
اور رسالت کا دوسرا نمبر ہوگا
اسی لئے کلمہ میں
لا الہ الا اللہ پہلے پڑھا جائے گا
محمد رسول اللہ دوسرے نمبر پر پڑھا جائے گا

نمبر نہ بدلئے ——— نمبر بدل جانے سے
کال نہیں ملے گی

الّذی اسریٰ بعبدہ

جو راتوں رات اپنے
بندے کو لے گیا !

عبد ——— عبدیّت انسان کا وہ خصوصی جوہر ہے جو اسے تمام اوصاف سے بلند و بالا کرتا ہے ! عبد اور معبود کا تعلق جب سلسلہ انتہا کو پہنچ جائے تو عبد عبدہٗ بن جاتا ہے۔ اسی کو علامہ اقبال کی زبان میں اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ

عبد دیگر عبدہ چیزے دگر
او سراپا انتظار این منتظر

Marfat.com

یہاں پر عبدہ کے جملہ مقدسہ سے یہ بتلانا مقصود ہے کہ معراج عبدہٗ کو ہوا ہے اس لئے دیکھنا کہیں اپنی جہالت کی وجہ سے عبدیت مصطفٰے کا انکار نہ کر دینا۔ کیونکہ عبدیت مصطفٰے کا انکار دراصل انکار معراج بھی ہوگا اور انکار رسالت بھی ہوگا۔

جانے والا عبد کامل

اور

لے جانے والا معبود کامل

نور۔ نوری۔ فرشتہ۔ ان کا آنا جانا تو ہوتا ہی رہتا ہے۔ ان کا آنا جانا عبادت ہے اور عبد کا آنا جانا معجزہ ہے اور کمال عبدیّت ہے۔ اس لئے بعبدہ کے مقدس جملہ سے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت اور عبدیّتِ کاملہ کو بھی بیان کر دیا گیا تاکہ معراج کے اس عظیم واقعہ اور معجزہ سے سبحٰن اور عبد کا فرق بھی واضح ہو جائے۔

• ۔ مسجد حرام سے مسجد اقصٰی میں جانا اور مسجد اقصٰی سے پہلے آسمان پر جانا اور پہلے آسمان سے سدرہ تک جانا اور سدرہ سے قاب قوسین کی منزلوں تک جانا اور پھر اس قدر جلد واپس آنا کہ صبح کو پھر آفتاب رسالت کی شعاؤں سے سرزمین مکہ کو منور کرنا یہ اس قدر عجیب و غریب اور حیران کن بات تھی جو لوگوں میں شبہ پیدا کر سکتی تھی کہ جانے والا کہیں خدائی صفات کا ہی حامل نہ ہو! اس میں وہ اختیارات اور قوتیں ہی موجود نہ ہوں جو ایک اِلٰہ اور معبود کا خاصا ہوا کرتی ہیں۔ اس لئے ان شبہات اور وساوس کے ازالہ کے لئے بِعَبْدِہٖ فرما کر تمام شبہات کا ازالہ کر دیا اور سوچنے والوں کو بتا دیا گیا کہ "عبد" خواہ سدرہ پر چلا جائے۔ عبد خواہ قاب قوسین کی وادیوں سے گزر جائے مگر عبد اور معبود کے فاصلے پھر بھی قائم رہتے ہیں۔ عبد، عبد ہی ہوتا ہے معبود معبود ہی ہوتا ہے عبد معبود نہیں ہو سکتا اور معبود عبد نہیں ہو سکتا!

بِعَبْدِہٖ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ معراج جسمانی تھا۔ روح اور جسم دونوں اس سفر کی کیفیات اور انوارات سے بہرہ ور ہوئے، کیونکہ قرآن مجید کی آیات کثیرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ عبد روح اور جسم دونوں کے مجموعے پر بولا جاتا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا فَاَسْرِ بِعِبَادِیْ لَیْلًا (پ ۳۵)
اے موسیٰ (علیہ السلام) میرے بندوں کو رات میں لے جاؤ!

اس آیت کریمہ میں فَاَسْرِ بِعِبَادِیْ سے مراد ان کی روحوں کو لے جانا نہیں ہے بلکہ ان بندوں کو روح مع الجسد لے جانا ہے اسی طرح اسریٰ لعبدہ میں بھی روح مع الجسد لے جانا ہے تاکہ عظمت کاملہ کا اظہار ہو جائے۔

اسی طرح قرآن مجید میں ایک دوسرے مقام پر فرمایا گیا ہے کہ
اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یَنْهٰی عَبْدًا اِذَا صَلّٰی ۔ کیا دیکھا تو نے اس کو جو روکتا ہے۔ بندے کو جب وہ نماز پڑھتا ہے۔

نماز روح نہیں پڑھا کرتی، بلکہ نماز پڑھنا بھی روح مع الجسد کے ساتھ ہی ہوا کرتا ہے! اس آیت کریمہ سے بھی معلوم ہوا کہ عبد روح اور جسم کے مجموعے کا نام ہے قرآن مجید میں ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا ہے کہ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ یَدْعُوْهُ

جب کھڑا ہوا اللہ کا بندہ (حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) اس حال میں کہ اللہ کو پکارتا ہے۔ اس آیت کریمہ میں عبداللہ کا اطلاق روح اور جسم پر ہی ہوتا ہے ان تین آیات کریمہ سے معلوم ہوا کہ "عبد" کا اطلاق روح اور جسم دونوں کے مجموعے پر ہوتا ہے اس لئے بعبدہ میں اسی بات کو بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا اور وہ بندہ صرف روحانی عالم میں خواب ہی نہیں دیکھتا رہا، بلکہ اس کی روح اور جسم دونوں اس معجزہ معراج کے انوارات و برکات سے بہرہ ور ہوتے۔ اس لفظ میں جسمانی معراج کا انکار کرنے والے نام نہاد فلسفیوں کا بھی قلع قمع کر دیا گیا۔

معجزہ اور معراج بھی تبھی بنے گا کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جسم و روح سمیت جائیں اور اگر صرف روح کو تمام چیزیں دکھائی گئیں تو یہ معجزہ معراج نہیں ہو سکے گا۔
اس لئے منکرین معراج جسمانی کو ان دلائل پر غور کر کے اپنے نظریے کی اصلاح کرنی چاہیے!

لَیْلًا۔ آیت کریمہ میں لَیْلًا کے لفظ لا کر اس نکتہ کو بیان فرمایا گیا کہ رات ایک ایسا وقت ہوتا ہے جس میں سکون ہی سکون ہوتا ہے اور خداوند قدوس کی رحمت کے خزانے

Marfat.com

رات کو ہی لٹاتے جاتے ہیں۔ خداوند قدوس نے اپنے اکثر تحفے اپنے محبوب بندوں کو رات ہی میں عطا کیئے ہیں۔ مثلاً موسیٰ علیہ السلام کو اَرْبَعِیْن لَیْلَۃً چالیس راتوں میں اس قدر انعامات نوازشات سے مکرم فرمایا کہ کلیم اللہ بن گئے۔

اپنے حبیب لبیب پر توجہ فرمائی تو ارشاد فرمایا کہ یٰاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ قُمِ الَّیْلَ
اے کملی اوڑھنے والے رات کو اٹھا کرو۔
کیونکہ اِنَّ نَاشِئَۃَ الَّیْلِ ھِیَ اَشَدُّ وَطْاً وَّاَقْوَمُ قِیْلاً ۝
بے شک رات کے وقت اٹھنے میں (دل و دماغ کا) خوب میل رہتا ہے اور بات خوب ٹھیک نکلتی ہے!

خطیب کہتا ہے

میرے محبوب آپ میرے دروازے پر رات کو آیا کریں۔ عبادت و ریاضت کیا کریں۔

آپ بھی رات کو آئیں

میں بھی آپ کو اپنی نشانیاں دکھانے کے لئے رات کو ہی بلاؤں گا۔!
قرآن کا تحفہ بھی رات کو دوں گا۔

اِنَّآ اَنْزَلْنٰہُ فِیْ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ

ہجرت کا سرور بھی رات کو عطا کروں گا۔
صدیقؓ کی سنگت بھی رات کو دوں گا

معلوم ہوا

قرآن ملا	رات کو
معراج ملا	رات کو
ہجرت ملی	رات کو
تہجد ملی	رات کو
سوز و تڑپ ملی	رات کو

Marfat.com

امامت انبیاء علی رات کو
مسجد اقصیٰ دیکھی رات کو
ساتوں آسمان دیکھے رات کو
سدرہ دیکھی رات کو
جنّت دیکھی رات کو

اور

آیاتِ ربانی دیکھیں ـــــ رات کو

رات کو اور رات کے بھی ایک تھوڑے حصّے میں التنوین للتقلیل۔
دن کو جاتے تو ـــــ جانے والے کو دیکھ لیا جاتا۔ وہ جا رہا ہے۔ جانے والا جا رہا ہے اور دیکھنے والا دیکھ رہا ہے۔ اس لئے رات میں لے گئے تاکہ نہ کوئی جاتے ہوئے دیکھے اور نہ کوئی آتے ہوئے دیکھے!

مگر ماننے پہ آئے تو ایمان بالغیب کا وہ مظاہرہ کر دے کہ دنیا اس کے ایمان پر رشک کرنے لگ جائے۔ اس لئے ابوبکرؓ نے کہا ـــــ کہ میں تو اس سے بھی زیادہ عجیب بات کو مان رہا ہوں تم مجھے کس وسوسے میں ڈالنا چاہتے ہو۔ اگر میرے محبوب فرماتے ہیں کہ میں رات کو گیا ہوں تو مجھے تحقیق کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں ان کے جانے کو بھی مانتا ہوں اور میں ان کے آنے کو بھی مانتا ہوں!

ان کا جانا بھی معراج اور ان کا آنا بھی معراج ـــــ

تیری معراج کہ تو لوح و قلم تک پہنچا
میری معراج کہ میں تیرے قدم تک پہنچا

رات نے ایک کو صدیقؓ بنا دیا

اور

رات نے ہی ایک کو زندیق بنا دیا

Marfat.com

جو تاریکی میں رہا
وہ زندیق ہو گیا
اور جو روشنی میں آگیا
وہ صدیقؓ بن گیا سبحان اللہ

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ
معراج جانے کا بھی نام ہے
معراج آنے کا بھی نام ہے

جو موجود اور ہر جگہ موجود اور ہر آن موجود کا نظریہ رکھتے ہیں۔ وہ دراصل معراج مصطفےٰؐ کے منکر ہیں کیونکہ آنا جانا وہی ہے جو ہر جگہ موجود نہ ہو اور جو ہر جگہ موجود ہو وہ نہ تو آیا کرتا ہے اور نہ کہیں جایا کرتا ہے!

خطیب کہتا ہے

دو راتیں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں دو راتیں ایسی آئی ہیں۔ جن کی دھوم ساری خدائی میں مچ گئی۔

ایک معراج کی رات

اور

ایک ہجرت کی رات

ان دونوں راتوں میں رفیق سفر بھی ایسے دیئے گئے جن کی دھوم پوری خدائی میں مچ گئی۔

معراج کا رفیق سفر جبرائیلؑ ہوا
ہجرت کا رفیق سفر صدیقؓ ہوا
معراج کے رفیق سفر کو سیّد الملائکہ بنا دیا گیا

اور

ہجرت کے رفیق سفر کو سیّد الصحابہ بنا دیا گیا

Marfat.com

معراج کا رفیق سفر　　سدرہ تک گیا
ہجرت کا رفیق سفر　　حجرہ تک گیا
معراج کا رفیق سفر　　امین بن گیا
ہجرت کا رفیق سفر　　صدیق بن گیا

ذَالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ

اقبال نے کیا خوب کہا ہے کہ

آں امن الناس بر مولائے ما
آں کلیم اول سیناتے ما
ہمت او کشت ملت را چوں ابر
ثانی اسلام غار و بدر و قبر

مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى

مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک !

کہاں سے آغاز سفر ہوا ——— مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ
کہاں تک ہوا ——— اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى
بیت المقدس کا داخلہ !

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم براق پر سوار ہو کر بیت المقدس روانہ ہوئے تمام انبیاء علیہم اسلام کی ارواح مقدسہ کو پہلے سے حکم مل گیا تھا کہ میرے محبوب کی سواری پہنچنے سے پہلے آپ سب بیت المقدس پہنچ جائیں تاکہ میرے محبوب کا شاہانہ استقبال ہو سکے ! اور دوسرے بلانے والوں کے لئے بھی ضابطہ بن جاتے کہ جو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بلانا چاہے گا۔ پہلے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام کی استقبالیہ کمیٹی بناتے اور پھر میرے محبوب کو بلاتے ! کیونکہ جب خود مالک ارض و سماء اپنے محبوب کو بلاتے ہیں تو جب تک تمام انبیاء علیہم السلام سے استقبال نہیں کراتے اپنے محبوب کو

Marfat.com

نہیں بُلاتے !

ایک دفعہ بلایا تو اس قدر اعزاز سے بلایا۔ اس بلانے کی دھوم مچ گئی !
تم کون ہوتے ہو میرے محبوب کو اس طرح بلانے والے ۔ نہ تم قیامت تک انبیاء کی استقبالیہ کمیٹی بنا سکو گے اور نہ سرکار کو بلا سکو گے !

براق نوری تھی ——— سوار سیدالبشر تھا۔ معلوم ہوا کہ نوری مخلوق تو سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلام اور خادم کی حیثیت رکھتی ہے۔ بشر کو نور پر فضیلت حاصل ہے نور کو بشر پر فضیلت نہیں ہے۔ کیونکہ تمام مخلوقات میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو برگزیدہ اور افضل المخلوقات بنایا ہے۔ خدا کی کوئی مخلوق بھی انسان کا مقابلہ نہیں کر سکتی !

وَالتِّيْنِ - وَالزَّيْتُوْنِ - وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ - وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ -
لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ -

قسم ہے انجیر اور زیتون کی اور طور سینا کی اور اس امن والے شہر کی کہ ہم نے انسان کو بہترین انداز کے ساتھ پیدا کیا ہے !

اللہ تعالیٰ نے چار چیزوں کی قسمیں کھا کر فرمایا کہ انسان سب سے بہترین مخلوق ہے معلوم ہوا کہ جب انسان تمام مخلوقات سے افضل ہے تو پھر نبوت بھی اس مخلوق کو عطا فرمائی جائے گی جو تمام مخلوقات پر افضلیت کا درجہ رکھتی ہو۔ اس لئے عظمت نبوت کا تقاضا تھا کہ ظرف نبوت بھی عظیم الشان ہو اور وہ وجود انسان اور وجود بشریت ہی ہو سکتا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے تاج نبوت پہنانے کے لئے خالق بشر امن طین وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً -

انسان کو ہی نبوت و رسالت عطا کرنے کے لئے پیدا فرمایا گیا اور تمام مخلوقات کو انسان کی عظمت کا اعتراف کرنا پڑا۔ اس لئے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو نوری سواری عطا فرما کر آپ کی شوکت و عظمت کا نوریوں پر بھی سکہ بٹھا دیا گیا۔ تاکہ دنیا کو معلوم ہو جائے کہ

تو مردِ میداں تو میر لشکر
نوری حضوری ہیں تیرے سپاہی

Marfat.com

کچھ قدر تو نے اپنی نہ جانی
یہ کم نگاہی اور یہ بے سواری

فرشتوں سے بہتر ہے انسان بننا
مگر اس میں ہوتی ہے محنت زیادہ

تین سواریاں

خطیب کہتا ہے

امت کو دو ـــــ سواریاں اور ایک سوار کبھی نہیں بھولیں گے!

سواری حلیمہ کی اور حضور سوار
سواری معراج کی اور حضور سوار
سواری ہجرت کی اور حضور سوار

میرے آقا ـــــ حلیمہ کی سواری پر سوار ہوئے تو حلیمہ کی سواری سب سواریوں سے آگے۔

میرے آقا ! معراج کی براق پر سوار ہوئے تو براق سب براقوں سے آگے!
میرے آقا ! ہجرت کی رات صدیقؓ کے کندھوں پر سوار ہوئے تو صدیقؓ سب صحابہؓ سے آگے۔

(سبحان اللہ)

نہ دو سواریاں بھول سکتی ہیں اور نہ ہی ایک شان والا سوار بھول سکتا ہے

نوری براق باندھ دیا گیا

بیت المقدس کے دروازے پہ نوری براق کو ایک پتھر کے ساتھ باندھ دیا گیا اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ اس کے بھاگنے کا خدشہ تھا۔ نہیں نہیں ہرگز نہیں! اصلی نوری کبھی نہیں بھاگا کرتے یہ تدبیر تھی جو ہر وقت بندے کو اختیار کرنی چاہیئے۔ تدبیر کے بعد بھروسہ تقدیر پر کرنا چاہیئے۔

کیونکہ ـــــ تدبیر اللہ کے ذمہ ہے
تکمیل اللہ کے ذمہ ہے

Marfat.com

وَاللّٰہُ غَالِبٌ عَلٰی اَمْرِہٖ وَلٰکِنَّ
اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ

امامت انبیاء کا اعزاز

بیت المقدس میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے تو تمام انبیاء علیہم السلام نے والہانہ استقبال کیا۔ ایک اذان دینے والے نے اذان دی۔

جب اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہ پر پہنچتا ہے تو سوچ میں ڈوب جاتا ہے کہ اب میں کس کے نام کا تذکرہ کروں اور کس کا کلمہ پڑھوں! آواز آتی ہے۔ سوچتے کیا ہو جس کا کلمہ پڑھنے کے لئے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام جمع ہوتے ہیں اسی کا کلمہ آپ بھی پڑھ لیں۔ تاکہ آج یومِ میثاق کا وعدہ بھی پورا ہو جائے جو تمام انبیاء علیہم السلام سے لیا گیا تھا کہ

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّحِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ!

خطیب کہتا ہے

تمام انبیاء علیہم السلام عام امتوں کے نبی ہیں۔
مگر میں قربان جاؤں
سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی پر کہ آپ تمام نبیوں کے نبی تھے!
تمام امتوں نے اپنے اپنے انبیاء کا کلمہ پڑھا اور تمام نبیوں نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ کا کلمہ پڑھا۔

اذان ختم ہوئی تو جماعت کی باری آئی۔
جماعت کون کرائے گا ؟

آدم علیہ السلام	فرمایا نہیں
نوح علیہ السلام	فرمایا نہیں

Marfat.com

ابراہیم علیہ السلام فرمایا نہیں
موسیٰ علیہ السلام فرمایا نہیں
عیسیٰ علیہ السلام فرمایا نہیں
دیگر انبیاء علیہم السلام فرمایا نہیں
آخر کون پڑھائے گا آواز آتی ہے

جہاں میرا محمدؐ موجود ہوگا
کوئی نبی بھی مصلّے پر کھڑا ہو کر نماز نہیں پڑھا سکتا۔

جہاں میرا مصطفےٰؐ موجود ہوگا
امامت انہی کی ہوگی مصلّے انہی کا ہوگا
خطیب کہتا ہے
مُلّا سے کہو یا عقیدہ چھوڑ

یا

مصلّے چھوڑ

کیونکہ اگر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں کوئی نبی مصلے پر کھڑا ہو کر نماز نہیں پڑھا سکتا تو پھر حضورؐ کی موجودگی میں کوئی مولوی بھی مصلے پر امامت نہیں کرا سکتا۔!

یا عقیدہ چھوڑنا ہوگا
یا مصلّے چھوڑنا ہوگا

لطیفہ میں نے ایک مقام پر اسی مسئلہ کو زور دے کر بیان کیا تو ایک مولوی صاحب نے جواب میں فرمایا کہ خدا بھی تو ہر جگہ موجود ہوتا ہے اگر خدا کی موجودگی میں قاسمی نماز پڑھا سکتا ہے تو حضورؐ کی موجودگی میں ہم نماز کیوں نہیں پڑھا سکتے۔ میں نے کہا حضورؐ! مجھے یہ سودا بھی منظور ہے۔ خدا کا نماز پڑھنا تم ثابت کر دو مصلّے میں چھوڑ دوں گا کہ تم قیامت تک خدا کا نماز پڑھنا ثابت کر سکتے ہو اور نہ مصلّے چھوڑا جا سکتا ہے۔

Marfat.com

یہی تو فرق ہے عابد اور معبود میں۔ سجن اور عبد میں۔ سجن کو سجدہ کیا جاتا ہے اور عبد سجدہ کیا کرتا ہے۔ حاضر و ناظر کا مسئلہ معراج کے مسئلہ سے حل ہو گیا۔ اگر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم حاضر و ناظر ہیں تو مسجدیں خالی کر دو اور امامت کی بجائے کسی اور مشغلے کو اختیار کیا جائے! کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں تمہاری امامت کا سکہ نہیں چل سکتا!

امام رسل پیشوائے سبیل
امین خدا مہبط جبرائیلؑ

ختمِ نبوّت

ذرا دیکھئے! حاضرین کرام! ذرا تصوّرات کی دنیا میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے صفوں کا جائزہ لیجئے۔ تمام انبیاء علیہم السلام آپ کی اقتدا کئے ہوئے ہیں۔ جو نبی ہے وہ آج حضور کی امامت میں بیت المقدس میں نماز ادا کر رہا ہے اور جو نبی نہیں ہے اس کا میرے مصلے کے پیچھے نام و نشان تک نہیں ہے۔ اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر مسیلمہ پنجاب غلام احمد قادیانی نبی ہوتا تو وہ معراج کی رات حضورؐ کے پیچھے نماز پڑھتا اس کا معراج کی رات موجود نہ ہونا اور میرے آقا کی اقتدا میں نماز نہ پڑھنا اس بات کا بین ثبوت ہے کہ یہ قادیانی دجال تو ہو سکتا ہے، مگر نبوّت کے ساتھ اس کا دور کا بھی واسطہ نہیں ہو سکتا۔ امام رسل پیشوائے سبیل
امین خدا مہبط جبرائیل

میری اذان میری نماز

محترم سامعین! میں تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں۔ میری نماز بھی وہی ہو گی جو میرے حضورؐ کی تھی اور میری اذان بھی وہی ہو گی جو میرے آقا سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی۔ میں نہ تو اس نماز میں ترمیم کروں گا اور نہ ہی اس اذان میں اضافہ کروں گا۔ جو میرے محبوب کے سامنے پڑھی اور کہی جا سکتی تھی!

آیئے جائزہ لے لیں کون نماز رسول سے ہٹا ہوا ہے۔ میری نماز اور میری اذان انہی درخشندہ سنّتوں کے مطابق ہو گی جو میرے آقا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بطور

Marfat.com

نمونہ چھوڑ گئے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔ دین کی روح بھی یہی ہے اور نجات کا راستہ بھی یہی ہے!

مسجد اقصیٰ سے عند سدرۃ المنتہیٰ

حمد الٰہی کانفرنس! تمام انبیاء علیہم السلام نے بیت المقدس میں اپنی زبان مبارک سے حمد الٰہی کا اس انداز سے تذکرہ کیا کہ فضا ذکر الٰہی اور حمد ربانی سے گونج اٹھی ـــــ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حمد الٰہی کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اِتَّخَذَنِیْ خَلِیْلًا وَّاَعْطَانِیْ مُلْكًا عَظِیْمًا وَّجَعَلَنِیْ اُمَّةً قَانِتًا یُّوْتَمُّ بِیْ وَاَنْقَذَنِیْ مِنَ النَّارِ وَجَعَلَهَا عَلَیَّ بَرْدًا وَّسَلَامًا

(زرقانی ج ۶)

ترجمہ: حمد ہے اس ذات پاک کی جس نے مجھ کو اپنا خلیل بنایا اور مجھ کو ملک عظیم عطا فرمایا اور امام اور پیشوا بنایا! اور آگ کو میرے حق میں برد و سلام بنایا۔

حمد ربانی موسیٰ علیہ السلام کی زبانی

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حمد ربانی کا خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ كَلَّمَنِیْ تَكْلِیْمًا وَجَعَلَ هَلَاكَ اٰلِ فِرْعَوْنَ وَنَجَاةَ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ عَلٰی یَدَیَّ وَجَعَلَ مِنْ اُمَّتِیْ قَوْمًا یَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ یَعْدِلُوْنَ۔

ترجمہ: حمد ہے اس ذات پاک کی جس نے مجھ سے بلا واسطہ کلام فرمایا اور قوم فرعون کی ہلاکت اور تباہی اور بنی اسرائیل کی رست گاری میرے ہاتھ پر ظاہر فرمائی اور میری امت میں ایسی قوم بنائی کہ جو حق کے مطابق ہدایت اور انصاف کرتے ہیں۔

تحمید داؤدی

حضرت داؤد علیہ السلام حمد ربانی کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ لِیْ مُلْكًا عَظِیْمًا وَّعَلَّمَنِیَ الزَّبُوْرَ وَاَلَانَ لِیَ

Marfat.com

اَلْحَدِیْدَ وَسَخَّرَ لِیَ الْجِبَالَ یُسَبِّحْنَ وَالطَّیْرَ وَاَعْطَانِیَ الْحِکْمَۃَ وَفَصْلَ الخطاب۔

ترجمہ: حمد ہے اس ذات پاک کی جس نے مجھ کو ملک عظیم عطا فرمایا اور زبور سکھلائی اور لوہے کو میرے لئے نرم کیا اور پہاڑوں اور پرندوں کو میرے لئے مسخر کیا کہ میرے ساتھ تسبیح پڑھیں اور مجھ کو علم و حکمت اور تقریر دل پذیر مجھ کو عطا کی۔

حمد الٰہی اور سلیمان علیہ السلام

حضرت سلیمان علیہ السلام کی زبان سے حمد الٰہی کا تذکرہ اس انداز سے ہوا کہ بیت المقدس کی فضا میں ذکر و حمد کا رس گھول گیا۔!

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ سَخَّرَ لِیَ الرِّیَاحَ وَسَخَّرَ لِیَ الشَّیَاطِیْنَ یَعْمَلُوْنَ مَا شِئْتُ مِنْ مَحَارِیْبَ وَتَمَاثِیْلَ وَجِفَانٍ کَالْجَوَابِ وَعَلَّمَنِیْ مَنْطِقَ الطَّیْرِ وَاٰتَانِیْ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ فَضْلًا وَسَخَّرَ لِیْ جُنُوْدَ الشَّیَاطِیْنِ وَالْاِنْسِ۔ وَالطَّیْرِ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی کَثِیْرٍ مِنْ عِبَادِہِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاٰتَانِیْ مُلْکًا عَظِیْمًا۔ لَا یَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ مِنْ بَعْدِیْ وَجَعَلَ مُلْکِیْ مُلْکًا طَیِّبًا لَیْسَ فِیْہِ حِسَابٌ۔

ترجمہ: حمد ہے اس ذات پاک کی جس نے ہوا اور شیاطین اور جنات کو میرے مسخر کیا۔ اور ایسی سلطنت عطا کی کہ میرے بعد کسی کے لئے مناسب نہ ہوگی اور نہ مجھ سے اس پر کوئی حساب و کتاب ہوگا۔

حمد ربانی اور عیسیٰ علیہ السلام

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَنِیْ کَلِمَۃً وَجَعَلَ مَثَلِیْ مَثَلَ اٰدَمَ خَلَقَہٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنَ وَعَلَّمَنِیَ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَۃَ وَالتَّوْرَاۃَ وَالْاِنْجِیْلَ۔ وَجَعَلَنِیْ اَخْلُقُ مِنَ الطِّیْنِ کَھَیْئَۃِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْہِ فَیَکُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِ اللّٰہِ وَجَعَلَنِیْ اُبْرِیُ الْاَکْمَہَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِی الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰہِ وَرَفَعَنِیْ وَطَہَّرَنِیْ وَاَعَاذَنِیْ وَاُمِّیْ

Marfat.com

مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ فَلَمْ يَكُنْ شَيْطَانٌ عَلَيْنَا سَبِيْلٌ ــــ

ترجمہ: حمد ہے اس ذات پاک کی کہ جس نے مجھ کو کلمہ بنایا اور حضرت آدمؑ کی طرح مجھ کو بغیر باپ کے پیدا کیا اور پرندوں کو بنانے اور مردوں کو زندہ کرنے اور کوڑھی اور مادرزاد اندھے کو اچھا کرنے کا معجزہ مجھ کو دیا اور توراۃ اور انجیل کا علم دیا اور مجھ کو اور میری ماں کو شیطان کے اثر سے محفوظ کیا اور مجھ کو آسمان پر اٹھایا اور کافروں کی صحبت سے پاک کیا۔

محمد رسول اللہ کی حمد الٰہی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَرْسَلَنِیْ رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ وَكَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا وَّاَنْزَلَ عَلَیَّ الْفُرْقَانَ فِیْهِ بَیَانٌ لِّكُلِّ شَیْءٍ وَّجَعَلَ اُمَّتِیْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ وَجَعَلَ اُمَّتِیْ هُمُ الْاَوَّلِیْنَ وَشَرَحَ لِیْ صَدْرِیْ وَوَضَعَ عَنِّیْ وِزْرِیْ وَرَفَعَ لِیْ ذِكْرِیْ ۔ وَجَعَلَنِیْ فَاتِحًا وَّخَاتِمًا ۔ (زرقانی ج ۶)

ترجمہ: حمد ہے اس ذات کی جس نے مجھ کو رحمۃ اللعالمین بنا کر بھیجا اور تمام عالم کے لئے بشیر و نذیر بنایا اور مجھ پر قرآن کریم اتارا جس میں تمام امور دینیہ کا صراحۃً یا کنایۃً بیان ہے اور میری امت کو بہترین امت بنایا اور میری امت کو اولین اور آخرین بنایا۔ یعنی ظہور میں آخری امت اور مرتبہ میں اوّل بنایا اور میرے سینہ کو کھولا اور میرے ذکر کو بلند کیا اور مجھ کو فاتح اور خاتم بنایا۔

تائید ابراہیمی

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب خطبہ تحمید سے فارغ ہوئے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تمام انبیاء علیہم السلام سے فرمایا کہ بِهٰذَا فَضَّلَكُمْ محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ یعنی انہی فضائل کی وجہ سے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ سب پر فضیلت پا گئے

عروج ہی عروج

بیت المقدس سے فارغ ہو کر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمانوں کی طرف عروج فرمایا۔ یہ عروج بذریعہ سیڑھی تھا جو سپیشل آپ کے معراج کے لئے بنائی گئی یا براق پر تھا۔ جبریل امین ساتھ ساتھ تھے! پہلے آسمان پر

Marfat.com

فرشتہ نے سوال کیا کہ کون ؟

جبرائیل نے کہا ـــــ انا جبرائیل

مَنْ مَعَكَ ! آپ کے ساتھ کون ؟

فرمایا ـــــ محمد رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) دروازہ کھلتا ہے۔ !

دوسرا آسمان آیا تو اسی طرح سوال وجواب ہوا، اسی طرح ساتوں آسمانوں سے گزرتے ہوتے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم جبریل امین کی قیام گاہ تک یعنی سدرۃ المنتہیٰ تک تشریف لے گئے اور یوں مکہ مکرمہ سے ساتھ جانے والا جبریل سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت میں سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچ گیا !

عند سدرۃ المنتہیٰ

جبریل رک گئے۔ نوری رک گیا۔ سید البشر آگے بڑھ گیا حضورؐ نے فرمایا ـــــ جبریل آگے چلیں ؟ مگر جبریل کی کیا مجال کہ آگے بڑھے، کیونکہ اس مقام پر نوری کا روٹ ختم ہو چکا تھا اور آگے ۔

نوریوں کا داخلہ ممنوع تھا ! اس لئے ترجمان اہلِ سنت حضرت سعدی شیرازیؒ کی زبان میں !

بدو گفت سالار بیت الحرام
کہ اے حامل وحی برتر خرام

چوں در دوستی مخلصم یافتی
عنانم ز صحبت چرا تافتی

بگفتا فراتر مجالم نہ ماند
بماندم کہ نیروئے بالم نماند
اگر یکسر موئے برتر پرم
فروغ تجلی بسوزد پرم

Marfat.com

تجلی ربانی آئے گی تو نوری سے تحمل سے باہر ہو گی ——— یہ سیدالبشر کا سینہ ہو گا جو اس کی تجلیات کو برداشت کر سکے گا۔ شیشہ سورج کے سامنے کر دیا جائے تو اس کی روشنی کی شعاعیں اس سے آرپار ہو جائیں گی مگر آئینہ سورج کے سامنے کیا جائے تو اس کی شعاعیں آرپار نہیں ہو سکتیں، بلکہ اس میں جذب ہو کر وہیں رُک جائیں گی، کیونکہ اس کا مسالہ ان کو آرپار نہیں جانے دے گا۔ اسی طرح تجلیات ربانی کا متحمل نور کا سینہ نہیں ہو سکتا، بلکہ ان انوارات اور تجلیات کو برداشت کرنے کے لئے سیدالبشر کا سینہ ہونا چاہیئے تاکہ تجلیات الٰہی کا مرکز بن جائے! یہی فرق ہے نور اور بشر کا۔ نور تجلیات ربانی میں جل جاتا ہے۔

بشر تجلیات ربانی میں پل جاتا ہے۔

خطیب کہتا ہے

سدرۃ پر فیصلہ ہو گیا!

نور ——— افضل ——— یا بشر افضل

نور سدرۃ پر رہ گیا

سیدالبشر سدرۃ سے آگے بڑھ گیا!

نوری کا آخری سٹاپ سدرۃ

بشر کا آخری سٹاپ فکان قاب قوسین او ادنیٰ۔

سدرۃ المنتہیٰ ——— سے عروج محمدی کا آغاز ہوتا ہے! اور عظمتوں اور رفعتوں کا نکتہ انتہا۔

سدرۃ سے آگے

سدرۃؓ سے آگے کیا ہوا اور اس کی کیفیات و واردات کیا تھیں۔ اس کو خطیب کی زبان بیان نہیں کر سکتی! یہ راز و نیاز محبت و یقین کا ایک ایسا مرحلہ تھا جسے لے جانے والا اور پا جانے والا ہی سمجھ سکتا ہے اور وہی اس کو بیان کر سکتا ہے۔ چنانچہ سورۂ نجم میں اس کا عجیب رنگ میں نقشہ کھینچا گیا ہے۔

Marfat.com

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰی ۝
مَاضَلَّ صَاحِبُکُمْ وَمَا غَوٰی ۝
وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی ۝
اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی
عَلَّمَهٗ شَدِیْدُ الْقُوٰی
ذُوْ مِرَّةٍ فَاسْتَوٰی
وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰی
ثُمَّ دَنٰی فَتَدَلّٰی
فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی
فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰی

(سورۃ والنجم)

ترجمہ: قسم ہے ستارہ کی جب وہ گرے کہ تمہارا رفیق (محمد) نہ تو بھٹکا ہے اور نہ بہکا ہے اور نہ یہ باتیں اپنے دل سے بنا کر کہتا ہے، بلکہ وہ تو وحی ہے جو اس کو بتایا جاتا ہے اس کو تو بڑی طاقتوں والا اور بڑی عقل والا تعلیم دیتا ہے۔ وہ آسمان کے اونچے کنارے میں سیدھا ہو کر نمودار ہوا پھر قریب آیا اور جھکا تو دو کمانوں کا فاصلہ رہ گیا۔ اس سے بھی کم، پھر اس نے بندے سے جو باتیں کیں!

لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّهِ الْکُبْرٰی

اس نے اپنے پروردگار کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں!

نشانیاں کیا تھیں یہ نشانیاں کیا تھیں کیا ان کی تفصیل کے لئے عاجز و درماندہ انسان کی زبان میں کچھ الفاظ ہیں۔ ہاں، ہیں، مگر ناتمام! ہماری فہم ہمارا علم ہمارا خیال ہمارا قیاس غرض جو کچھ ہمارے پاس ہے۔ اس کا دائرہ ہمارے محسوسات اور ہمارے تعلقات سے آگے نہیں بڑھ سکتا! اور ہمارے ذخیرہ لغت میں صرف انہی کے لئے کچھ الفاظ ہیں۔ اس بنا پر وہ معانی جو نہ عالم محسوسات انسانی کی حدود میں داخل

Marfat.com

ہیں اور نہ ہی تصور کے احاطہ میں آسکتے ہیں۔ وہ الفاظ و کلمات میں کیونکر سما سکتے ہیں۔ اسی لئے سورۃ والنجم میں جہاں ان اسرار کے چہرہ سے کچھ پردہ ہٹایا گیا ہے۔ ایسی تفصیل ہے جو تمام تر اجمال ہے اور ایسی توضیح ہے جو سرتاپا ابہام ہے۔ دو لفظ کے فقرے میں ضمیریں محذوف ہیں۔ فاعل کا ذکر ہے تو مفعول کا نہیں ہے مفعول بیان ہوا تو فاعل نہیں ـــــ متعلقات فعل کی تشریح نہیں ضمیروں کے مرجعوں کی تفصیل نہیں کیوں ؟ اس لئے کہ اس مقام کا مقتضیٰ یہی ہے !

خطیب کہتا ہے

اگر نشانیاں گنا ہی چاہتے ہو تو آیئے ؟

گنیں ؟

جنت

دوزخ

سدرہ

صریف الاقلام

صحابہؓ کے محلات

رفرف

عرش

اور نہ معلوم کیا کیا ؟

سبق ملا ہے یہ معراج مصطفےٰؐ سے مجھے

کہ عالم بشریت کی زد میں ہے گردوں

معراج میں کیا تحفے ملے

(۱) التحیات لِلّٰہِ - والصلوٰت والطیبات

(۲) نماز پنج گانہ

(۳) شرک سے اجتناب

Marfat.com

(۴) اولاد کو قتل نہ کرو

(۵) زنا کے قریب نہ جانا

(۶) ناحق کسی کی جان نہ مارنا

(۷) یتیم سے بہتر سلوک کرنا

(۸) ایفائے عہد

(۹) ناپ تول صحیح کرنا

(۱۰) زمین پر مغرور بن کر نہ چلنا

(۱۱) نبی القبلتین بنایا

فکان قاب قوسین او ادنیٰ

فاوحیٰ الیٰ عبدہ ما اوحیٰ

خطیب کہتا ہے

اس قدر قرب کے باوجود

خدا ——— خدا رہا

مصطفیٰ ——— مصطفیٰ رہا

عبد ——— عبد رہا

معبود ——— معبود رہا

خدا کو مصطفیٰ بنانا

اور

مصطفیٰ کو خدا بنانا

اس فاسد عقیدہ کی شب معراج نے جڑیں اکھاڑ دیں!

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم معراج کی شب تجلیات ربانی سے بہرہ ور ہو کر واپس تشریف لے آئے اور مکہ مکرمہ میں آکر بتایا کہ راستہ میں نے اس قدر تاریخی اور بے مثال سفر کیا ہے تو اس پر کفار مکہ ہنسنے لگے اور سرزمین مکہ میں ایک ہنگامہ برپا

Marfat.com

ہو گیا۔ مگر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جانثار اول اور مزاج شناس رسول سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے یہ فرما کر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر اس سے بھی کوئی انوکھی بات فرمائیں گے تو ہم اس کی بھی تصدیق کریں گے۔ تمام ہنگامہ ٹھنڈا پڑ گیا اور قریش مکہ کے حوصلے ٹوٹ گئے۔

ادھر ——— عروج ہی عروج
اور صف دشمناں میں
زوال ہی زوال ہے

معراج مصطفےٰ سے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کا ایک اور روشن باب کھل گیا جس سے پورا عالم روشن ہو گیا۔

وما علینا الا البلاغ

Marfat.com

رجب کا پانچواں خطبہ جمعہ

صحابہؓ کی ہجرت حبشہ

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ اَرْضِیْ وَاسِعَۃٌ فَاِیَّایَ فَاعْبُدُوْنِ ۝

(عنکبوت)

(ترجمہ) اے میرے بندو جو ایمان لائے ہو میری زمین وسیع ہے۔ پس تم میری ہی بندگی بجالاؤ !

حضرات گرامی ! رجب کے مہینہ میں جہاں اور تاریخی واقعات رونما ہوئے ہیں۔ وہیں پر اسی مہینہ میں اصحاب رسولؐ کا سرزمین مکہ سے مشرکین مکہ کے مظالم سے تنگ آکر حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کا تاریخی واقعہ بھی ہے۔ اس لئے آج کے خطبہ میں آپ حضرات کے سامنے اس عظیم الشان واقعہ کے تاریخی نتائج اور ثمرات بیان کروں گا تاکہ تاریخ اسلام کے اس پہلو سے بھی آپ کو شناسائی حاصل ہو سکے ! اور آپ کا دامن اصحاب رسولؐ کی عزیمت و استقلال کی زندگی کے انمول موتیوں سے بھر جائے !

محترم سامعین ! یہ تو آپ بارہا سماعت فرما چکے ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سرزمین مکہ کو توحید و سنت کی روشنی سے جوں جوں مستنیر فرما رہے تھے توں توں قریش مکہ کا پارا چڑھتا جارہا تھا اور مسلمانوں پر مظالم کے بے پناہ پہاڑ ڈھائے جارہے تھے۔ بھڑکتی آگ کے شعلوں پر لٹایا جارہا تھا۔ جلتے اور ابلتے ہوئے تیل میں ڈالا جارہا تھا چمڑی ادھیڑی جارہی تھی۔ مشکیں باندھی جارہی تھیں۔ گرم ریت پر لٹایا جارہا تھا۔ پسلیاں توڑی جارہی تھیں ۔ اونٹوں کے پاؤں سے باندھا جارہا تھا غرضیکہ کوئی ایسی اذیت نہیں تھی جو قریش مکہ نے

Marfat.com

مانوں کو اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیوانوں اور شیدائیوں کو نہ پہنچائی ہوگی
ی کے مظالم اور ان کے ظلم و ستم صحابہ کے عشق توحید و سنّت کو کم نہیں کر سکے ! بلکہ ؎

مریض عشق پر رحمت خدا کی
مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

صحابہ کرام دیوانہ وار مشق ستم بن رہے تھے اور زبان حال سے جاری تھا ! ؎

جفا جو عشق میں ہوتی ہے وہ جفا ہی نہیں
ستم نہ ہو تو محبت کا کچھ مزا ہی نہیں

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جیالوں اور جانثاروں پر ظلم و ستم کے پہاڑ ٹوٹتے دیکھتے تو دل ہی دل میں خون کے آنسو روتے۔ اپنے صحابہ کی جانثاری اور جان فروشی دیکھ کر آپ کا دل بھر آتا آپ سوچتے کہ ان کو ان مظالم سے کیسے رہائی دلائی جائے اور ان کے صدمات کو کس طرح کم کیا جائے۔ !

آخر ایک دن جب پانی سر سے گزر گیا تو آپ نے صحابہ کرام کو بلا کر ہجرت حبشہ تاریخی پیغام دیا !

ہجرت کا تاریخی پیغام سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ

لَوْ خَرَجْتُمْ اِلٰی اَرْضِ حَبْشَةَ فَاِنَّ بِهَا مَلِكًا لَا یُظْلَمُ عِنْدَهٗ اَحَدٌ وَهِیَ اَرْضُ صِدْقٍ حَتّٰی یَجْعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ فَرَجًا مِمَّا اَنْتُمْ فِیْهِ۔

اچھا ہو کہ تم لوگ نکل کر حبش چلے جاؤ ! وہاں ایک ایسا بادشاہ ہے جس کے ہاں کسی پر ظلم نہیں ہوتا اور وہ بھلائی کی سرزمین ہے جب تک اللہ تعالیٰ تمہاری اس مصیبت کو دفع کرنے کی کوئی صورت پیدا نہ کرے تم لوگ وہاں ٹھہرے رہو !

اصحاب رسول نے سب کچھ پیغمبر کے حکم سے کیا تھا۔ ان کی آبرو اور ان کی زندگی کی بہاریں انہی سے وابستہ تھیں۔ اس لئے انہی کے حکم سے اپنا وطن، اپنا گھر بار اپنے اعزا

Marfat.com

اور اقربا کو چھوڑ کر حبشہ کی ہجرت کے لئے تیار ہو گئے!

خطیب کہتا ہے

اپنا وطن بھی بہت پیارا ہوتا ہے

اپنا خویش قبیلہ بھی بہت پیارا ہوتا ہے۔

اپنا گھر بار بھی بہت پیارا ہوتا ہے۔

لیکن

ان سب سے بڑھ کر مسلمان کو اپنا عقیدہ پیارا ہوتا ہے۔

عقیدہ کے لئے وطن چھوڑا جا سکتا ہے

عقیدہ کے لئے خویش و اقارب چھوڑے جا سکتے ہیں

عقیدہ کے لئے رشتے دار چھوڑے جا سکتے ہیں

عقیدہ کے لئے بیوی بچے چھوڑے جا سکتے ہیں

عقیدہ کے لئے والدین کو چھوڑا جا سکتا ہے

مگر عقیدہ کسی کے لئے نہیں چھوڑا جا سکتا

عقیدہ پر سب کچھ قربان

مگر عقیدہ کسی پر قربان نہیں کیا جا سکتا

اس لئے مسلمانوں نے مکہ جیسے مقدس شہر کی گلیوں سے ہجرت کرنا تو گوارا کر لیا مگر توحید و رسالت کی وہ شمع جو ان کے قلب و جگر میں روشن ہو چکی تھی اس کو گل نہ کیا! عقیدہ کی روشنی ساتھ لے کر مکہ سے روانگی کا فیصلہ کر لیا۔

سورہ مریم کا تحفہ

مظلوم مسلمانوں کا یہ گروہ جب مکہ مکرمہ سے حبشہ کی طرف روانہ ہوا تو حضورؐ نے بھیگی ہوئی پلکوں سے ان کو رخصت کرتے ہوئے سورہ مریم کا تحفہ انہیں عطا کیا۔ تاکہ اس کی روشنی سے ارضِ حبشہ کو منور کیا جا سکے اور عیسائیت کے اصول کو اسلام کی دولت سے مالا مال کیا جا سکے۔ سورہ مریم ایک نسخہ تھا جس نے مسلمانوں کو ہر قدم پر حوصلہ اور رہنمائی دی اور ارضِ حبشہ میں ایک ایسا انقلاب برپا کر دیا جو پوری دنیا

Marfat.com

لئے مثال بن گیا تھا! سورہ مریم کی تاثیر ساتھ لئے اور سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم
ور دبھری دعائیں لئے صحابہؓ کا یہ قافلہ ارض حبشہ کو روانہ ہوگیا جس تقدیر سے ساحل سمندر
انہیں کوئی دشواری پیش نہ آئی اور وہ نہایت آسانی سے حبشہ روانہ ہوگئے۔ اس طرح حبشہ
ی ہجرت اول اور ہجرت ثانیہ پایۂ تکمیل کو پہنچ گئی اور مسلمان حبشہ پہنچ کر نہایت آزادی سے
پنی عبادت اور روحانی زندگی کی بہاریں بلا روک ٹوک قائم کرنے میں کامیاب ہوگئے!

مشرکین کی مشاورت کمیٹی

قریش مکہ سچائی کی قوت سے باخبر ہو چکے تھے اور مسلمانوں
کے عقیدہ کی پختگی اور عزم و استقلال کے کوہ گراں ہونے
سے بھی باخبر تھے۔ انہیں یقین تھا کہ اسلام کی یہ روشنی اگر بیرونی دنیا میں پہنچ گئی تو وہ کسی
وقت بھی شعلہ جوالہ بن کر مشرکین کے شرک و بدعت کے کھلیان کو بھسم کر کے رکھ دے گی
س لئے انہیں مسلمانوں کا حبشہ کی طرف ہجرت کر کے جانا ایک آنکھ نہ بھایا اور فوراً امیر جنسی
توں کے پجاریوں، ملنگوں، گدی نشینوں، چڑھاوے کا مال کھانے والوں اور نذر و نیاز کے
سبا مہنتوں کی میٹنگ بلائی۔ اور اس میں دھوئیں دار تقریریں کیں۔ جن کا خلاصہ یہ تھا کہ اگر
سلمانوں کو اسی طرح باہر جانے کے موقعے دیئے گئے تو یہ کسی وقت بھی ہمارے لئے ہمارے
قیدے کے لئے، ہمارے رسم و رواج کے لئے اور ہمارے چڑھاوؤں اور اللوں کے لئے خطرہ
ن سکتے ہیں۔ ان کا ابھی سے کوئی تدارک کیا جائے اور ان کا ہر محاذ پر ہر اعتبار سے ڈٹ کر
قابلہ کیا جائے!

قرآن جہاں بھی جائے گا
اپنا ہی جہان بنائے گا

چنانچہ متفقہ طور پر ایک قرارداد مرتب کی گئی جس کا خلاصہ کچھ یوں تھا۔

کہ توحید پرستوں کا ہر مقام پر مقابلہ کیا جائے گا
توحید پرستوں پر خدا کی زمین تنگ کر دی جائے
توحید پرستوں کو حبشہ سے مکہ واپس لا کر عبرت ناک سزا دی جائے۔
توحید پرستوں کو واپس لانے کے لئے ایک وفد بھیجا جائے۔

Marfat.com

○ اس وفد کا لیڈر عمرو بن عاص ہو گا اور ڈپٹی لیڈر عبداللہ بن ابی ربیعہ ہو گا۔

○ اس وفد کو دنیا کے سامان سے لیس کر کے بھیجا جائے تاکہ دولت کے خزانے لٹا کر صحابہؓ کو مکہ مکرمہ واپس لا کر سخت ترین سزا دی جائے۔

○ وفد کو اختیار دیا گیا کہ جو دولت بھی خرچ ہو جائے پرواہ نہ کرنا جس طرح ہو سکے۔ محمدؐ کے یاروں کو واپس لایا جائے!

اس قرارداد کی روشنی میں قریش کا ایک وفد حبشہ روانہ ہو گیا

کس لئے ——— مظلوموں کے تعاقب کے لئے

مظلوموں کو کچلنے کے لئے

مظلوموں کو تختۂ مشق بنانے کے لئے

خطیب کہتا ہے

جانے والوں کو کیا معلوم!

تدبیر ان کے ساتھ تھی ——— اور تقدیر صحابہؓ کے ساتھ تھی!

اوہام ان کے ساتھ تھے ——— اور الہام صحابہؓ کے ساتھ تھے!

دولت کی بلا ان کے ساتھ تھی ——— اور محمدؐ کی دعا صحابہؓ کے ساتھ تھی

ضلالت ان کے ساتھ تھی ——— اور صداقت صحابہؓ کے ساتھ تھی

جھوٹے خدا ان کے ساتھ تھے ——— اور سچا خدا صحابہؓ کے ساتھ تھا

بھلا سوچو تو سہی ؟

غور تو کرو یارو ؟

صحابہؓ سینکڑوں میل دور چلے گئے۔ صحابہؓ وطن سے دور چلے گئے۔ ان سے میل ملاپ ختم ہو گیا۔ ان کے خطے میں آنا جانا بند ہو گیا۔

مگر یہ مشرک خوف زدہ کیوں ہیں ؟

یہ مشرک لرزہ بر اندام کیوں ہیں ؟

ان کو چین کیوں نہیں ہے ؟

Marfat.com

ان کا سکون کیوں لٹ گیا ہے ؟
ان کی نیندیں کیوں حرام ہو گئی ہیں ؟

معلوم ہوتا ہے کہ عقیدے کی سچائی دھرتی کے فاصلے نہیں دیکھتی
عقیدے کی سچائی سرحدوں کی دیواریں نہیں دیکھتی

وہ جب بھی آتی ہے پوری قوت سے آتی ہے اور راستے کی چٹانوں کو دیواروں کو پامال کرتے ہوئے آتی ہے !

اور تمام فاصلے ختم کر کے دل کی گہرائیوں میں ڈیرے ڈال دیتی ہے ۔

مشرکین کو دھڑکا اس بات کا تھا ! کہ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دیوانے
ایک نہ ایک دن طوفان بن کر آئیں گے
اور شرک و بدعت کی جڑوں کو اکھاڑ پھینکیں گے
ان کے طرے سرنگوں ہو جائیں گے
ان کی توندیں ختم ہو جائیں گی
ان کا عقیدہ ریت کے محل کی طرح پیوند زمین ہو جائے گا

قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۔ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا

مگر اس کا علاج ان کے پاس یہی تھا کہ وفد بن کر جاؤ ۔ دولت لٹاؤ اور صحابہ کو واپس لے آؤ ۔ مگر خدا جن کا نگہبان ہو ، دنیا کی کوئی طاقت ان کو مغلوب نہیں کر سکتی ۔ ؟

اسلام کی فطرت میں قدرت نے لچک دی ہے
اتنا ہی یہ ابھرے گا جتنا کہ دبا دیں گے !

مشرکین کا نمائندہ وفد حبشہ پہنچ گیا

عمرو بن عاص جو آگے چل کر فاتح مصر ہوئے جنہوں نے اسلامی سپہ سالار ہونے کی حیثیت سے بے مثال شہرت حاصل کی وہ اس وفد کے لیڈر تھے ۔ انہوں نے اپنی پوری صلاحیتیں صحابہؓ کو واپس لانے کے لئے صرف کر دیں ۔ دولت سے خزانے لٹا دیئے ۔ پوری نوکر شاہی اور افسر شاہی کو نذرانے دیئے ۔ رشوت دے کر اس بات پر آمادہ کر لیا کہ ان مسلمانوں کو جو

Marfat.com

ہمارے بھگوڑے ہیں۔ واپس کیا جائے، ان کا مذہب تم سے جدا ان کا مذہب ہم سے جدا اور یہ کسی وقت بھی تمہارے اور ہمارے لئے وبال جان بن سکتے ہیں۔ نوکر شاہی کو نظریات سے کیا سروکار افسر شاہی کو عقیدے سے کیا واسطہ انہیں تو دولت چاہیئے ضمیر بیچ کر ملے تو عزت بیچ کر ملے تو۔ کردار بیچ کر ملے تو؟ اور وطن فروشی کر کے ملے تو ——— !

نوکر شاہی ہمنوا ہو جائے تو صاحب بہادر کو زیر کرنا آسان وزیر اعظم کو منوانا آسان اور ہیڈ آف دی سٹیٹ پر ڈورے ڈالنا آسان ——— بس نوکر شاہی کو ہاتھ میں لیا اور افسر شاہی پر نذرانوں کا مال لٹا کر انہیں ساتھ ملایا ——— اور ان مظلوموں کی شکایت کے لئے بادشاہ حبشہ نجاشی سے وقت لے لیا۔

وفد کی عجیب منطق وفد نے اس بات کی سر توڑ کوشش کی کہ مسلمانوں کو نجاشی کے دربار میں پیش کئے بغیر یک طرفہ فیصلہ لے لیا جائے۔ نجاشی کے سامنے صحابہ کو پیش نہ کیا جائے۔ صرف ہم جائیں اور اپنا موقف بیان کریں اور صحابہ کو واپس لے کر وطن لوٹ جائیں۔ اس طرح دولت جیت جائے گی اور غربت ہار جائے گی۔

شرک جیت جائے گا اور توحید ہار جائے گی۔

ہائے کیا فلسفہ ہے ؟

پیشی پڑ گئی وفد کے لیڈر عمرو بن عاص کی سر توڑ کوششوں سے وفد کو نجاشی کی ملاقات کا وقت مل گیا اور قریش کا یہ وفد نہایت کروفر سے نجاشی کے دربار میں وقت مقررہ پر پہنچ گیا۔ دربار میں پہنچتے ہی قائد وفد ——— سجدے میں گر کر آداب بجا لایا۔

غیر اللہ کے آگے گردن جھک گئی
گردن کیا جھکی عقیدہ جھک گیا !

نجاشی نے سر اٹھا کر کہا ——— بتلایئے کیسے آتے ہو ؟

عمرو بن عاص گویا ہوئے کہ ——— شاہ ذی وقار !

Marfat.com

ہمارے شہر کے چند نادان اپنا آبائی دین چھوڑ کر آپ کے شہر میں پناہ گزیں ہوئے ہیں۔ انہوں نے اپنا آبائی دین چھوڑ کر آپ کا دین بھی اختیار کیا۔ نہ وہ آبائی ہیں اور نہ ہی عیسائی ہیں۔ وہ تخریب کار ہیں، بد مذہب ہیں۔ اگر وہ عالی جاہ کے ملک میں پناہ گزین رہے تو کسی وقت بھی آپ کے خلاف مذہبی اور سیاسی بحران پیدا کر دیں گے! ہمارے روسا اور مکہ کے اشراف نے ہمیں آپ کی خدمت میں بھیجا ہے کہ ان بھگوڑوں کو ہمارے حوالے کر دیا جائے تاکہ ہم انہیں واپس مکہ لے جائیں۔ آپ اور آپ کی رعایا ان کی ریشہ دوانیوں سے محفوظ رہ سکے!

عمرو بن عاص نے جونہی تقریر ختم کی پورے ہاؤس نے بلند آواز سے عمرو بن عاص کی تائید کی اور پورے ہاؤس نے بلند آواز سے کہا کہ ان تخریب کاروں کو وفد کے حوالے کر دیا جائے، ہمیں ان کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں ہے!

نجاشی عمرو بن عاص کی تقریر اور نوکر شاہی کی تائید سے برافروختہ ہو کر بولا کہ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ جو لوگ دور دراز کا سفر کر کے میرے ملک میں پناہ گزیں ہوئے ہوں اور انہوں نے مجھ پر اعتماد کیا ہو، میں ان کے اعتماد کو ٹھیس نہیں پہنچا سکتا۔ میں حکم دیتا ہوں کہ ان مسلمانوں کو میرے سامنے ابھی پیش کیا جائے۔ میں ان کا بھی موقف سنوں گا۔ اور بغیر تحقیق کے کوئی یکطرفہ فیصلہ نہیں کروں گا۔

یہ کہتے ہوئے نجاشی نے اپنے افسر اعلیٰ کو فوراً مسلمانوں کو پیش کرنے کا حکم دیا۔

پولیس پہنچ گئی

پولیس فوراً مسلمانوں کے وارنٹ لے کر پہنچ گئی اور انہیں فوراً بادشاہ کے دربار میں پیش ہونے کا آرڈر دیا۔ صحابہؓ کرام یہ حکم سنتے ہی فوراً بیدار ہوئے اور بچوں اور مستورات کو دعا کے لئے چھوڑ آئے اور خود راستے میں چلتے چلتے مشورہ کر لیا کہ

اگر بادشاہ نے سجدہ پر مجبور کیا تو؟
اگر بادشاہ نے عقیدہ چھوڑنے پر مجبور کیا تو؟
اگر بادشاہ نے ملک چھوڑنے پر مجبور کیا تو؟

Marfat.com

صحابہؓ نے طے کرلیا

جو ہوتا ہے ہونے دو !
نہ تو سجدہ کریں گے اور نہ ہی عقیدہ چھوڑیں گے۔ اگر ملک بدر کر دیا اور وفد قریش کے حوالے کر دیا تو شہادت کو ضلالت پر ترجیح دیں گے! دنیا ناراض ہو۔ مگر مولیٰ کریم کی ناراضگی ناقابل برداشت ہے۔

توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے
یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لئے ہے

صحابہؓ کا دربار نجاشی میں موحدانہ داخلہ

حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کو صحابہ کرام نے اپنا قائد بنالیا اور ان کے اشارے پر چلنا اور مرمٹنا اپنی زندگی کا منشور بنالیا۔ صحابہؓ کی قدسی صفات جماعت یونہی نجاشی کے دربار میں داخل ہوتی ہے۔ ایک سناٹا سا طاری ہوگیا ـــــ اس سناٹے میں حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی آواز گونجتی ہے والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ
خدا کے حضور جھکنے والی گردن ـــــ نجاشی کے دربار میں نہ جھک سکی ـــــ نہ سجدہ عبادت ـــــ اور نہ سجدہ تعظیمی

خطیب کہتا ہے

موحد ماحول کو بدلتا ہے۔
ماحول کے ساتھ خود نہیں بدلتا۔
محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی یونیورسٹی کا طالب علم غیر اللہ کے سامنے سربسجود نہ ہوا۔
نہ رواداری، نہ لچک، نہ رعایت! نہ مصلحت
مومن کی گردن کٹ سکتی ہے، مگر غیر اللہ کے سامنے جھک نہیں سکتی، کیونکہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے یاروں کو یہی سکھایا تھا!

کیوں قبر کے پجاریو؟
اگر سجدہ تعظیمی بھی کوئی اصطلاح تھی؟
تو آج جعفر طیارؓ کو اس کا فائدہ اٹھانا چاہیے تھا

Marfat.com

مگر دنیا کو جعفر طیارؓ یہ بتا گئے۔
کہ سجدہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔ اس کے سوا ہر کسی کو سجدہ حرام ہے!

؎ وہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات

لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَاءِهِمْ مَسَاجِدَ۔

دربار میں کھلبلی مچ گئی

صحابہؓ کرام نے نجاشی کو سجدہ نہ کیا تو ایک طوفان بدتمیزی برپا ہو گیا۔ دیکھا تاجی۔

ہم نہ کہتے تھے ان کو بڑوں کا احترام نہیں ہے۔
ہم نہ کہتے تھے ان کو آداب شہنشاہی کا علم نہیں ہے۔

ان کا مذہب یہی ہے۔ یہ گستاخ ہیں۔ یہ مغرور ہیں۔ یہ خودسر ہیں۔ جو کسی کے منہ میں آیا بکتا چلا گیا! مگر صحابہؓ کرام کے چہروں پر طمانیت تھی اور سکون تھا۔ ان کا دل مطمئن تھا۔ انہوں نے وہی کچھ کیا تھا جو ان کے محبوبؐ نے اور جو ان کے رسولؐ نے ان کو سکھایا تھا!

نجاشی نے ہاتھ کے اشارے سے سب کو خاموش ہونے کے لئے کہا!
جب دربار میں خاموشی چھا گئی تو!
نجاشی نے جعفر طیارؓ کو مخاطب ہو کر پوچھا؟
تم نے مجھے سجدہ کیوں نہیں کیا؟

حضرت جعفر طیارؓ نے فرمایا! کہ ہم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو سجدہ نہیں کیا کرتے حتیٰ کہ اپنے محبوبؐ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی سجدہ نہیں کیا کرتے اس لئے آپ کو بھی سجدہ نہیں کیا کیونکہ ہمارے دین اسلام میں غیر اللہ کو سجدہ کرنا حرام ہے! اس کلمہ حق کو سن کر نجاشی خاموش ہو گیا۔ باطل دب گیا اور حق کا بول بالا ہو گیا!

Marfat.com

نجاشی نے سوال کیا؟

یہ تم نے کیا کیا کہ اپنی قوم کا دین بھی چھوڑا اور میرے دین میں بھی شامل نہیں ہوئے اور نہ دنیا کے دوسرے ادیان ہی میں سے کسی کو اختیار کیا۔ آخر یہ تمہارا اپنا دین ہے کیا؟

اس پر حضرت جعفر طیارؓ نے ایک جامع تاریخی تقریر فرمائی۔

خطیب اسلام کی تاریخی تقریر

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت جعفر طیارؓ رضی اللہ عنہ نے نجاشی کے دربار میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ ـــــ ایھا الملک ـــــ اے بادشاہ ہم ایک جاہلیت میں پڑی ہوئی قوم تھے۔ بت پوجتے تھے۔ مردار کھاتے تھے، فحش کام کرتے تھے، قطع رحمی کرتے تھے۔ ہمسائیگی اور عہد و امان کا پاس کرنے میں برا رویہ رکھتے تھے اور ہم میں سے طاقتور کمزور کو کھائے جاتا تھا! ہم اسی حال پر تھے کہ اللہ نے ہماری طرف خود ہم ہی میں سے ایک رسولؐ بھیجا جس کے نسب جس کی صداقت جس کی امانت اور جس کی پاک دامنی کو ہم جانتے تھے۔ اس نے ہمیں اللہ کی طرف بلایا کہ ہم اس کی توحید کے قائل ہوں اور اسی کی عبادت کریں اور ان پتھروں اور بتوں کو چھوڑ دیں۔ جن کی عبادت ہم اور ہمارے باپ دادا کرتے تھے۔ اس نے ہمیں راست گوئی امانت داری، صلہ رحمی ہمسائیگی اور عہد و امان کی پاسداری کا اور حرام افعال اور خونریزی سے باز رہنے کا حکم دیا۔ ہم کو فواحش سے جھوٹ سے مال یتیم کھانے سے پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانے سے روکا۔

ہمیں صرف اللہ واحد کی عبادت کرنے سے اور کسی چیز کو اس کے ساتھ شریک نہ کرنے کی تلقین کی اور ہمیں نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے روزہ رکھنے کی ہدایت کی ـــ پس ہم نے اس کی تصدیق کی اور اس پر ایمان لائے اور جو کچھ وہ اللہ کی طرف سے لایا تھا اس میں اس کی پیروی کی ہم نے صرف اللہ کی عبادت کی اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا۔ جس چیز کو اس نے ہم پر حرام کر دیا اور جس کو اس نے ہمارے لئے حلال کر دیا اسے ہم نے حلال کیا۔ اس پر ہماری قوم ہم پر ٹوٹ پڑی۔ اس نے ہم کو عذاب دیئے اور دین کے معاملہ میں ہم پر ظلم توڑے تاکہ ہمیں اللہ تعالیٰ کی عبادت سے بتوں کی طرف پھیر دے

Marfat.com

اور ہم ان تمام خباثت کو پھر سے حلال کر لیں جنہیں پہلے حلال کئے ہوئے تھے۔ آخر کار جب انہوں نے ہم پر سختی کی! اور ظلم ڈھایا اور ہماری زندگی تنگ کر دی اور ہمارے دین کے راستے میں حائل ہو گئے تو ہم آپ کے ملک کی طرف نکل آئے اور دوسروں کی بجائے آپ کے ہاں آنا پسند کیا اور آپ کی پناہ لینی چاہی اس امید پر کہ ــــ اے بادشاہ ؟ آپ کے ہاں ہم پر ظلم نہ ہوگا ؟

نجاشی بولا

نجاشی نے حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی تقریر سن کر کہا کہ اچھا ذرا وہ کلام تو سناؤ جو تم کہتے ہو کہ خدا کی طرف سے تمہارے نبی پر اترا ہے حضرت جعفر طیارؓ نے جواب میں سورہ مریم کا ابتدائی حصہ تلاوت کرنا شروع فرمایا۔ تلاوت کیا تھی دل ہل گئے۔ در و دیوار پر گریہ طاری ہو گیا۔ نجاشی کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہو گئی۔ آنسوؤں کا سیلاب تھا جو نہ رک سکا اور نہ ہی روکا جا سکا۔ اہل دربار کے پادریوں کی ہچکی بندھ گئی دربار میں کوئی فرد ایسا نہیں تھا جس پر اس الہامی کتاب کی تلاوت سے گریہ طاری نہ ہو عمرو بن عاص اور اس کے وفد کی گردنیں جھک گئیں۔ رنگ فق ہو گئے۔ چہرے اڑ گئے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی۔ کئے کرائے پر پانی پھر گیا۔

فَقَالَ النَّجَاشِیُّ لِجَعْفَرٍ هَلْ عِنْدَكَ مِمَّا جَاءَ بِهٖ عَنِ اللّٰهِ تَعَالٰی شَیْءٌ فَقَالَ جَعْفَرٌ نَعَمْ۔ فَقَالَ فَاقْرَاْهُ عَلَیَّ۔ فَقَرَاْتُ عَلَیْهِ صَدْرًا مِنْ كٓهٰیٰعٓصٓ وَبَكَتْ اَسَاقِفَتُهٗ (سیرت حلبیہ ثانی)

حضرت جعفرؓ اور سورہ مریم کی تلاوت

حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ نے نجاشی کی خواہش پر سورہ مریم کا ابتدائی حصہ تلاوت فرمایا۔

كٓهٰیٰعٓصٓ۔ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِیَّا اِذْ نَادٰی رَبَّهٗ نِدَاءً خَفِیًّا ۝ قَالَ رَبِّ اِنِّیْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّیْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَیْبًا وَّلَمْ اَكُنْ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِیًّا۔ وَاِنِّیْ خِفْتُ الْمَوَالِیَ مِنْ وَّرَآءِیْ وَكَانَتِ امْرَاَتِیْ عَاقِرًا فَهَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِیًّا ۝

Marfat.com

يَرِثُنِيْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ۝ يٰزَكَرِيَّا
اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ نِ اسْمُهٗ يَحْيٰى لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ
سَمِيًّا قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّكَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا
وَّقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا ۝ قَالَ كَذٰلِكَ قَالَ رَبُّكَ
هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَّقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَكُ شَيْئًا ۝

یہ ذکر ہے تیرے رب کی رحمت کا اپنے بندے زکریا پر۔ جب پکارا اس نے اپنے رب کو آہستہ آواز سے۔ بولا اے میرے رب بوڑھی ہو گئیں میری ہڈیاں اور شعلہ نکلا سر سے بڑھاپے کا اور تجھ سے مانگ کر، اے رب میں کبھی محروم نہیں رہا اور میں ڈرتا ہوں بھائی بندوں سے اپنے پیچھے اور عورت میری بانجھ ہے سو بخش تو مجھ کو اپنے پاس سے ایک کام اٹھانے والا جو میری جگہ بیٹھے اور یعقوب کی اولاد کی اور کر اس کو اے رب پسندیدہ اے زکریا ہم تجھ کو خوشخبری سناتے ہیں ایک لڑکے کی جس کا نام ہے یحییٰ نہیں کیا ہم نے پہلے اس نام کا کوئی۔ بولا اے رب کہاں سے ہوگا مجھ کو لڑکا اور میری عورت بانجھ ہے اور میں بوڑھا ہو گیا ہوں یہاں تک اکڑ گیا۔ کہا یونہی ہوگا فرمادیا تیرے رب نے وہ مجھ پر آسان ہے۔ اور تجھ کو پیدا کیا میں نے پہلے سے اور نہ تھا تو کوئی چیز۔

خطیب کہتا ہے

زکریا علیہ السلام نے بیٹا اللہ تعالیٰ سے مانگا۔

معلوم ہوا کہ بیٹے دینے کا ڈپو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔

جب انبیاء علیہم السلام بھی اللہ تعالیٰ سے اولاد مانگتے ہیں تو ہمیں بھی اولاد اللہ تعالیٰ سے مانگنی چاہیئے۔!

معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام بھی اللہ ہی کے محتاج ہیں۔

حضرت زکریا علیہ السلام نے آہستہ آہستہ دعا اس لیئے بھی مانگی کہ کہیں سننے والے مذاق نہ کریں کہ اس عمر میں اولاد مانگتا ہے!

Marfat.com

میرے خدا اگرچہ میں بوڑھا ہوں۔ بال سفید ہو گئے ہیں۔ ہڈیاں کمزور ہو گئی ہیں اور امید کے تمام دروازے بند ہو گئے ہیں۔ مگر تیرا دروازہ تو کھلا ہے۔

تیرے کرم سے اے کریم کونسی شے ملی نہیں
جھولی ہی میری تنگ ہے تیرے جہاں کمی نہیں
آواز آتی ہے اے زکریا ـــــ گھبرا نہیں
مانگنا تیرا کام ہے ـــــ اور بیٹا دینا میرا کام ہے
بیٹا بھی ایسا شان والا دوں گا کہ
بیٹا تیرا ہو گا اور نبی میرا ہو گا
دنیا بیٹے کا نام فرش پر رکھتی ہے
میں نے تیرے بیٹے کا نام عرش پر رکھا ہے۔

نجاشی اور اہل دربار پر سورہ مریم کی تلاوت سے اس قدر رقت طاری ہوئی کہ

فقال النجاشی لجعفر هل عندک مما جاء به عن اللهِ تعالیٰ شیئ فقال جعفر نعم۔ قال فاقراءہُ علیّ۔ فقرأت علیه صدراً مِن کهٰیٰعٓصٓ فبکیٰ والنجاشی وَاللهِ حتّٰی اخضل وَبکتْ اساقفته

(سیرت حلبیہ ج ثانی)

نجاشی نے حضرت جعفر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے کہا کہ کیا تمہارے پاس وہ کلام ہے جو تمہارا نبی اللہ کی طرف سے لایا ہے۔ حضرت جعفر نے فرمایا ہاں ہے! نجاشی نے کہا کہ مجھے پڑھ کر سناؤ۔ گو میں نے سورہ مریم کا ابتدائی حصّہ پڑھ کر سنایا۔ خدا کی قسم نجاشی رو پڑا۔ حتّٰی کہ اس کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہو گئی اور اس کے دربار کے پادری بھی رو پڑے۔

سامعین محترم! نجاشی اور اس کے درباریوں پر قرآن اپنا اثر قائم کر چکا تھا۔ قرآن کی تاثیر سے قریش کا وفد بہت ہی پریشان ہوا اور رسوائی کی حد ہو گئی۔ جب نجاشی نے یہ کہہ کر دربار برخواست کر دیا کہ ان مسلمانوں کو میں تمہارے حوالے نہیں کر سکتا۔ یہ میرے ملک کے رہنے والے ہیں۔ ہم ان کو ہر قسم کی عزت بخشیں گے!

Marfat.com

آخری ہتھیار

وفد قریش انتہائی ذلّت و رسوائی سے دربار سے اٹھ آیا مگر عمرو بن عاص نے حوصلہ نہیں ہارا بلکہ عبداللہ ابن ابی ربیعہ سے کہا کہ اب میں ان کے لئے ایک ایسی تدبیر کروں گا کہ ان کو نجاشی اور اس کے درباریوں سے ہی نیست و نابود کرا دوں گا۔ عبداللہ بن ربیعہ نے عمرو بن عاص کو بہت سمجھایا کہ ہم نے اچھی خاصی محنت کر لی ہے، مگر ہمیں کامیابی نصیب نہیں ہوئی اب اور کچھ نہیں کرنا چاہیئے، کیونکہ یہ ہمارے ہی رشتے دار ہیں اور ہمارے ہی خون کا ایک حصّہ ہیں۔ اگر ان کو اس سرزمین میں کوئی صدمہ پہنچتا ہے تو یہ ہمارا اپنا ہی نقصان ہے اس لئے اب ہمیں مزید کسی کارروائی کے بغیر واپس مکہ چلا جانا چاہیئے۔ مگر عمرو بن عاص نے ایک نہ مانی اور از سرِ نو صحابہؓ کے خلاف ایک مہم کا آغاز کر دیا۔ ایک ایک افسر سے ملاقات کی اور ایک ایک وزیر کو مل کر ایک نیا ہتھیار استعمال کیا کہ اِنَّا ھُمْ یَشْتِمُوْنَ عِیْسٰی وَ اُمَّہٗ۔ یہ لوگ عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ کو گالیاں دیتے ہیں (معاذ اللہ)

افسر شاہی اور نوکر شاہی پہلے بھی عمرو بن عاص کا ساتھ دے چکی تھی، مگر اپنی شکست پر نادم تھی یہ نیا الزام ان کے لئے بہت ہی موثر ہو سکتا تھا۔ اس لئے سب نے مل کر فیصلہ کیا کہ ایک مرتبہ پھر نجاشی سے وقت لے کر اس کے سامنے اس الزام کو رکھا جائے۔ اس بات کو سن کر یقیناً نجاشی برافروختہ ہوگا اور ان کے خلاف فوری کارروائی کا حکم دے گا۔ اس کے بعد ہماری فتح یقینی ہے۔ چنانچہ افسر شاہی کی کوششوں سے نجاشی نے ایک مرتبہ پھر وفد قریش کو وقت دے دیا اور ساتھ ہی حکم دیا کہ فریقین کو ایک ساتھ پیش کیا جائے تاکہ وقت ضائع کئے بغیر دونوں کا موقف سن لیا جائے اور کسی پر زیادتی نہ ہو سکے!

خطیب کہتا ہے

مشرکین کا یہ موثر ہتھیار ہے کہ فلاں شخص بزرگوں کو گالیاں دیتا ہے!

جب مشرکین کا دامن دلائل سے خالی ہو جاتا ہے تو وہ یہ ہتھیار استعمال کرتے ہیں کہ یہ گستاخ ہے ہمارے بزرگوں کو گالیاں دیتا ہے۔

آخر یہی ہتھیار مشرکین کے وفد نے نجاشی کے ہاں استعمال کیا۔

Marfat.com

کل اور آج

کل کا ہتھیار آج بھی علمائے حق کے خلاف استعمال ہو رہا ہے آج کا مشرک بھی علمائے حق کو یہی کہتا ہے کہ یہ انبیاء اور اولیاء کے گستاخ ہیں، بلکہ معاذ اللہ گالیاں دیتے ہیں۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی مشرکین مکہ نے یہی الزام دیا تھا کہ یَسُبُّ اٰلِھَتَنَا۔ یہ ہمارے معبودوں کو گالیاں دیتا ہے!

مشرکین نے ہمیشہ قرآن کی تقریر کو گالیوں سے تعبیر کیا ہے۔ قرآنی دلائل کو گالیوں سے تعبیر کرنے والے خود ایک گندی گالی ہیں!

اِنَّمَا الْمُشْرِکُوْنَ نَجَسٌ ——— یقیناً مشرکین غلاظت کا ڈھیر ہیں۔

گالی دینے کا الزام ——— ان لوگوں پر ہمیشہ لگتا رہا ہے، جنہوں نے حق و صداقت کے چراغ جلائے ہیں۔

علمائے حق کے خلاف علمائے سوء نے جو تھوڑی بہت فضا مکدر کر رکھی ہے اس کے پس منظر یہی الزام کام کر رہا ہے۔!

کون مسلمان ہے جو یہ سن کر فلاں طبقہ انبیاء و اولیاء کا گستاخ ہے اس طبقہ سے محبت کرے!

یہ ملاں کا۔ اور کافر گر واعظ اور پیٹ کے بندے کا پروپیگنڈہ ہے۔ محض جھوٹا پروپیگنڈہ اور فریب اور دجل پر مشتمل پروپیگنڈہ علمائے حق اس الزام سے اسی طرح بری ہیں جس طرح نجاشی کے دربار میں حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے رفقاء اس گھناؤنے الزام سے بری تھے!

جس طرح صحابہ کرامؓ عظمتِ مصطفیٰؐ اور عظمتِ انبیاءؑ اور مسیح علیہ السلام اور ان کی والدہ محترمہ کی عظمت و رفعت کے دل و جان سے قائل تھے۔ اسی طرح علمائے حق (علمائے دیوبند) بھی عظمت مصطفیٰؐ اور عظمتِ انبیاءؑ و اولیاء کے دل و جان سے قائل ہیں، بلکہ ہمارے ایمان کی اساس یہی ہے۔ الحمدللہ۔

شاید کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات

Marfat.com

نجاشی کے دربار میں آخری پیشی

نجاشی کے حکم کے مطابق فریقین پھر پیش ہوئے اصحاب رسول طے کر کے آئے تھے کہ نجاشی جو بھی سوال کرے گا اس کا وہی جواب دیا جائے گا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سکھلایا ہے اس سے سرمو انحراف نہیں کیا جائے گا !

آج پہل حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے فرمائی اور نجاشی سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ جناب والا ! عمرو بن عاص سے میرے تین سوالات ہیں ان کا جواب دلایا جائے۔

نجاشی نے کہا کہ فرمایئے ! حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ

سَلْهُمَا ـــ اَعَبِيْدٌ نَحْنُ اَمْ اَحْرَار ؟ فَاِنْ كُنَّا عَبِيْداً اَبَقْنَا مِنْ اَرْبَابِنَا فَارُدُّنَا اِلَيْهِمْ۔

ان دونوں سے پوچھیے کہ ہم کسی کے بھاگے ہوئے غلام ہیں یا آزاد لوگ ہیں۔ اگر ہم بھاگے ہوئے غلام ہیں تو ہمیں ابھی ان کے سپرد کر دیں ہم جانے کو تیار ہیں۔ اگر غلام نہیں ہیں تو پھر ان کا کس بنیاد پر ہماری واپسی کا مطالبہ ہے ؟

قَالَ عَمْرو ـــ بَلْ اَحْرَارٌ ـــ عمرو نے کہا کہ غلام نہیں ہیں، بلکہ آزاد ہیں

فَقَالَ جَعْفَرْ ـــ سَلْهُمَا هَلْ اَهْرَقْنَا دِمَاءً بِغَيْرِ حَقٍّ فَيُقْتَصَّ مِنَّا ـــ هَلْ اَخَذْنَا اَمْوَالَ النَّاسِ بِغَيْرِ حَقٍّ فَعَلَيْنَا قَضَاءُهُ ؟

حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ان سے سوال کیا جائے کیا ہم نے ان کے کسی فرد کو قتل کیا ہے کہ اس کے بدلے میں ہمیں لے جانا چاہتے ہیں یا ہم نے ان کا مال چرایا ہے کہ اس کی ادائیگی ہمارے ذمہ ہے اور یہ اس کی وجہ سے ہمیں واپس لے جانا چاہتے ہیں۔

فَقَالَ عَمْرُوْ ـــ لَا ـــ عمرو بن عاص نے کہا کہ بالکل نہیں ایسی بات کوئی نہیں ہے۔

پھر نجاشی خود بولا۔

فَقَالَ النَّجَاشِی لِعَمْرٍو وَعَمَّارَةَ ۔ هَلْ لَكُمَا عَلَيْهِمَا دَيْنٌ قَالَا ـــ لَا ـــ قَالَ اِنْطَلِقَا ـ فَوَاللّٰهِ لَا اُسْلِمُهُمْ اِلَيْكُمَا اَبَداً

Marfat.com

وَلٰکِنْ اَعْطَیْتُمُوْنِیْ دِیْرًا مِنْ ذَھَبٍ

نجاشی نے کہا اے عمرو بن عاص اور عمارۃ۔ کیا انہوں نے تمہارا کوئی قرضہ دینا ہے
انہوں نے کہا نہیں !
پھر نجاشی نے غصے سے کہا کہ خدا کی قسم چلے جاؤ اگر تم مجھے ان کے بدلے سونے کا
پہاڑ بھی دو تب بھی میں انہیں تمہارے حوالے نہیں کروں گا۔

خطیب کہتا ہے

نجاشی کے دل میں صحابہ کی عظمت کا سمندر امنڈ آیا۔
صحابہؓ کی منڈی میں قیمت لگا دی۔
سونے کا پہاڑ ایک طرف اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ ایک طرف
سونے کا پہاڑ صحابہ کے نعلین کے تسمے کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ صحابہؓ کی محبت کی
وجہ سے نجاشی کو ایمان نصیب ہو گیا جو عظمت صحابہ دل میں نہیں رکھتا وہ ایمان کی دولت
سے محروم رہے گا۔
اللہ اللہ کیا شان ہے صحابہ کی۔ ان کے نورانی چہرے بادشاہی کو بھی متاثر کر گئے !
مصطفےٰ کے فقیر شہنشاہوں سے بھی اونچے۔

ان کی زلفوں کے جو اسیر ہوتے ہیں
آدمی بے نظیر ہوتے ہیں

حضراتِ گرامی ! عمرو بن عاص نے جب بادشاہ کا پارا چڑھتے دیکھا اور یہ یقین کر لیا
کہ نجاشی پھر صحابہ سے متاثر ہو رہا ہے تو اس نے فوراً اپنا وہی ہتھیار استعمال کیا جو
دنیا کے مشرکین کا مشترکہ ہتھیار ہے کہ

اِنَّھُمْ یَشْتِمُوْنَ عِیْسٰی وَاُمَّہٗ

جناب والا ـــــ یہ عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ کو گالیاں دیتے ہیں۔ یہ
بات سن کر نجاشی کا ماتھا ٹھنکا۔
اِنَّھُمْ یَقُوْلُوْنَ فِیْ عِیْسٰی قَوْلًا عَظِیْمًا اَیْ یَقُوْلُوْنَ اِنَّہٗ عَبْدُ اللّٰہِ

Marfat.com

اَنِّیْ وَاَنَّہٗ لَیْسَ اِبْنُ اللّٰہِ۔

یہ عیسیٰ علیہ السلام کے بارے بہت بُرے خیالات و نظریات رکھتے ہیں، کیونکہ ان کا عقیدہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے تھے! اللہ کے بیٹے نہیں تھے!

نجاشی نے حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ

قَالَ فَمَا تَقُوْلُوْنَ فِیْ اِبْنِ مَرْیَمَ وَاُمِّہٖ ـــ قَالَ نَقُوْلُ کَمَا قَالَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ رُوْحُ اللّٰہِ وَکَلِمَتُہٗ اَلْقَاھَا اِلٰی مَرْیَمَ الْعَذْرَاءِ اَیَ الْبِکْرِ الْبَتُوْلِ اَیُ الْمُنْقَطِعَۃِ عَنِ الْاَزْوَاجِ۔

(سیرت حلبیہ ثانی)

حضرت جعفرؓ نے سورہ مریم کی آیات تلاوت فرمائیں جن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کا تفصیل سے تذکرہ ہے۔

فرمایا!

فَاَتَتْ بِہٖ قَوْمَھَا تَحْمِلُہٗ ط قَالُوْا یٰمَرْیَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَیْئًا فَرِیًّا ہ یٰاُخْتَ ھٰرُوْنَ مَا کَانَ اَبُوْکِ امْرَاَسَوْءٍ وَّمَا کَانَتْ اُمُّکِ بَغِیًّا ہ فَاَشَارَتْ اِلَیْہِ ط قَالُوْا کَیْفَ نُکَلِّمُ مَنْ کَانَ فِی الْمَھْدِ صَبِیًّا ہ قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰہِ ط اٰتٰنِیَ الْکِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ مُبٰرَکًا اَیْنَ مَا کُنْتُ وَاَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ مَا دُمْتُ حَیًّا ہ وَّبَرًّا بِوَالِدَتِیْ وَلَمْ یَجْعَلْنِیْ جَبَّارًا شَقِیًّا ہ وَالسَّلَامُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُّ وَیَوْمَ اَمُوْتُ وَیَوْمَ اُبْعَثُ حَیًّا ہ

ذٰلِکَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ۔ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِیْ فِیْہِ یَمْتَرُوْنَ ہ مَا کَانَ لِلّٰہِ اَنْ یَّتَّخِذَ مِنْ وَّلَدٍ سُبْحٰنَہٗ ط اِذَا قَضٰی اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ ط

پھر لائی اس کو اپنے لوگوں کے پاس گود میں وہ اس کو کہنے لگے اے مریم تو نے کیا یہ چیز طوفان کی! اے بہن ہارون کی نہ تھا تیرا باپ برا آدمی۔ اور نہ تھی تیری ماں بدکار، پھر

Marfat.com

اشارہ کیا اس لڑکے کو۔ بولے ہم کیونکر بات کریں اس شخص سے کہ وہ ہے گود میں بچہ۔ وہ بولا میں بندہ ہوں۔ اللہ کا مجھ کو اس نے کتاب دی ہے اور مجھ کو اس نے نبی کیا ہے اور بنایا مجھ کو برکت والا جس جگہ میں ہوں اور تاکید کی مجھ کو نماز کی اور زکوٰۃ کی جب تک رہوں میں زندہ اور سلوک کرنے والا اپنی ماں سے اور نہیں بنایا مجھ کو زبردست بدبخت اور سلام ہے مجھ پر جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن مروں اور جس دن اٹھ کھڑا ہوں زندہ ہو کر۔

یہ ہے عیسیٰ مریم کا بیٹا سچی بات جس میں لوگ جھگڑتے ہیں۔

خطیب کہتا ہے

حضرت عیسیٰ نے بچپن میں اپنی والدہ بی بی مریم کی گواہی دی وہ بیٹے کی گواہی سے صدیقہ بن گئیں۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کی صداقت کی گواہی دی تو وہ اللہ کی گواہی سے عائشہ صدیقہ بن گئیں!

جس سورۃ میں حضرت عیسیٰ کی والدہ کی صداقت کا ذکر ہے وہ سورہ مریم بن گئی۔

جس سورۃ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاک دامنی کا ذکر ہے وہ سورہ نور بن گئی۔

مریم علیہ السلام کی صداقت کی دونوں جہان میں سورہ مریم نے دھوم مچادی۔

عائشہؓ کی صداقت کی دونوں جہان میں سورہ نور نے دھوم مچادی۔

بچے کبھی نہیں بولتے مگر جب بلانے والا چاہے تو ایسا بولتے ہیں کہ ان کی گفتار صداقتوں کی امین بن جاتی ہے!

اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰہِ ـــــ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پہلے روز ہی اپنی عبدیت کا اقرار کر لیا۔ معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام خدا کے بندے ہوا کرتے ہیں!

کُنْتُ مُبٰرَکًا اَیْنَ مَا کُنْتُ۔

معلوم ہوا کہ ـــ عیسیٰ علیہ السلام	پیدا ہوئے تو مبارک
عیسیٰ علیہ السلام	ماں کی گود میں گئے تو مبارک

Marfat.com

عیسیٰ علیہ السلام — والدہ کے گھر میں گئے تو مبارک

عیسیٰ علیہ السلام — آسمانوں پر زندہ اٹھائے گئے تو مبارک

عیسیٰ علیہ السلام — واپس بیت المقدس آئیں گے تو مبارک

عیسیٰ علیہ السلام — حضورؐ کے روضہ میں دفن ہوں گے تو مبارک

عیسیٰ علیہ السلام کو جو مقام جو جگہ جو مسجد جو مصلےٰ جو محراب جو منبر جو روضہ ملے گا وہ مبارک ہی مبارک ہوگا۔

قربان جاؤں صدیقؓ و عمرؓ آپ کے آپ کو بھی وہی مدفن ملا جو عیسیٰ علیہ السلام کو ملے گا۔ وَجَعَلَنِیْ مُبٰرَکًا اَیْنَ مَا کُنْتُ

حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑے سوز اور درد بھری آواز سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیاتِ طیبہ پر قرآنی آیات تلاوت فرمائیں تو نجاشی تڑپ اٹھا اور اس نے بے ساختہ اعلان کر دیا کہ

مَرْحَبًا بِکُمْ وَبِمَنْ جِئْتُمْ مِنْ عِنْدِہٖ اَشْھَدُ اَنَّہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ وَاَنَّہُ الَّذِیْ بَشَّرَ بِہٖ عِیْسٰی وَلَوْلَا مَا اَنَا فِیْہِ مِنَ الْمُلْکِ لَاَتَیْتُہٗ فَاَکُوْنَ اَنَا الَّذِیْ اَحْمِلُ نَعْلَہٗ۔ (سیوت حلبیہ)

وَقَالَ لِلْمُسْلِمِیْنَ اَنْزِلُوْا حَیْثُ شِئْتُمْ سَیُوْمٌ بِاَرْضِیْ اٰمِنُوْنَ بِھَا۔ وَاَمَرَ لَھُمْ بِمَا یُصْلِحُھُمْ مِنَ الرِّزْقِ وَقَالَ مَنْ نَظَرَ اِلٰی ھٰؤُلَاءِ الرَّھْطِ نَظْرَۃً تُؤْذِیْھِمْ فَقَدْ عَصَانِیْ

خوش خبری ہو تمہیں اور ان کو بھی جن کے ہاں سے تم آئے ہو میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد اللہ کے رسولؐ ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان کو بشارت دی ہے۔ اگر میں امور سلطنت میں مصروف نہ ہوتا تو میں خود حاضر ہوتا اور آپ کے نعلین اٹھاتا۔ اور مسلمانوں سے کہا کہ جاؤ یہ میرا ملک تمہارا ملک ہے اور حکام کو حکم دیا کہ ان کی رہائش اور خوراک کا سرکاری انتظام کیا جائے اور اعلان کر دو جس نے ان کو تکلیف دی اس کو میرا باغی تصور کیا جائے گا۔

Marfat.com

خطیب کہتا ہے

مشرک لوٹنے آئے تھے لُٹ کے واپس آ گئے ۔ مسلمان پناہ لینے آئے تھے فقیری میں بادشاہی کرنے لگے۔ توحید کے شیدائیوں کو ہر مقام پر نصرت خداوندی سے سرفراز کیا جاتا ہے کلمہ حق کہنے والا کبھی خسارے میں نہیں رہتا۔ خلوص ہو تو توحید و سنت سے سلطنتوں میں نظریاتی انقلاب لا سکتے ہیں۔

صحابہؓ جہاں بھی گئے خدا اور رسولؐ کے نمائندے بن کر گئے۔

نجاشی کو دربار رسالتؐ کا اعزاز

نجاشی کی صحابہؓ کے ساتھ محبت اور حسن سلوک کا تذکرہ جب حضرت جعفرؓ نے واپسی پر خیبر پہنچ کر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ آبدیدہ ہو گئے اور آپ نے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلنَّجَاشِیْ ——— اے اللہ نجاشی کی مغفرت فرما دے اور آخر میں تو بالکل ہی حد کر دی کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نجاشی کی وفات کی خبر پہنچی تو آپ نے نجاشی کا غائبانہ جنازہ پڑھایا جس میں نہایت رقت آمیز لہجے میں نجاشی کے لئے دعائے مغفرت فرمائی گئی۔

سامعین کرام! ہجرت حبشہ کے واقعات کو نہایت تفصیل سے آپ حضرات کے سامنے بیان کیا گیا ہے تاکہ اس سمندر کی تہ میں عظمت رسالت اور عظمت یاران رسالت کے انوارات اور موتیوں سے ہم لوگ مالا مال ہو سکیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور مجھے سیرت رسولؐ کے ہر پہلو کے محاسن سے روشنی حاصل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

Marfat.com

شعبان کا پہلا خطبہ

قرآن کی انقلابی تاثیر

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم امابعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰی جَبَلٍ لَّرَاَیْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ ط وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ یَتَفَكَّرُوْنَ (الحشر)

اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر اتارتے تو اسے ضرور دیکھتا جھکا ہوا اور پاش پاش ہوتا اللہ کے خوف سے اور مثالیں لوگوں کے لئے ہم بیان فرماتے ہیں کہ وہ سوچیں۔

حضرات گرامی! چونکہ رمضان کی آمد آمد ہے اور قرآن مجید کو رمضان سے ایک خاص تعلق ہے اس لئے رمضان کی آمد سے پہلے ہی آپ حضرات کے سامنے قرآن مجید کے فضائل پر گزارشات کرنا چاہتا ہوں! لیکن مجھے معاف رکھیئے میں قرآن مجید کو صرف تعویذ دھاگے کے لیے یا برکت حاصل کرنے کے لئے بلاسوچے سمجھے پڑھنے کو ہی زندگی کا ماحصل قرار نہیں دیتا میرے نزدیک قرآن مجید ایک ایسی انقلابی کتاب ہے جس نے دلوں کی کایا پلٹ دی اور جو دل برسہا برس سے زنگ آلود ہو چکے تھے ان کو اس طرح قلعی کر دیا کہ پھر کوئی میل کچیل ان کے قریب نہ آسکی! اس لئے مجھے آج کی مجلس میں آپ حضرات کو یہ بتانا ہے کہ قرآن مجید ایسی مؤثر اور دلوں میں حیرت انگیز انقلاب برپا کرنے والی کتاب ہے کہ اس کی تاثیر کو آج بھی آزمایا جاسکتا ہے اور ضرورت ہے کہ ہمارے خطیب اور واعظ قرآن کے وعظوں سے دنیا میں پھر ایک انقلابی اور صالح معاشرہ پیدا کر دیں۔ کیونکہ قرآن میں آج بھی وہی معجزہ نما تاثیر موجود ہے جو آج سے پندرہ سو سال پہلے موجود تھی!

Marfat.com

تاثیر قرآن کے معجزاتی واقعات

حضراتِ گرامی! ایک مرتبہ حرم میں سرداران قریش کی محفل جمی ہوئی تھی۔ عتبہ۔ ابوجہل۔ ابولہب جیسے لوگ شریک تھے۔ عام دنوں کی طرح مسرت و شادمانی کی بجائے ان کے چہروں سے پریشانی اور تردّد کے آثار نمایاں تھے۔ موضوع سخن نہ تجارت تھی نہ جنگ ــــ صرف اور صرف محمد رسول اللہ موضوع سخن تھے۔ ان کی دعوت ان کے ساتھی ان کی تبلیغ۔ نئے دین کو ماننے والے اپنے اباؤ اجداد کے مذہب کے باغی! وہ سوچ رہے تھے کہ ان کو دبانے کے لئے ہم نے کیا کچھ نہیں کیا۔ نئے دین سے پھیرنے کے لئے کیسی کچھ کوششیں نہ کرلیں اور دھونس اور دھاندلی کا کون سا حربہ ہے جو ہم آزما نہیں چکے! ظلم و زیادتی کی ہر تدبیر آزما کر دیکھ لی! مگر کیا مجال اس کو ہوش آئے۔ اس کی لگائی ہوئی آگ بڑھتی ہی جارہی ہے! جو ایک دفعہ اس کا ہو جاتا ہے کسی طرح ہمارا نہیں بنتا۔ اب تو اس کو سیدھی راہ دکھانے کی صرف ایک ہی صورت رہ گئی ہے کہ اسے لالچ دے کے دام میں پھانسا جائے! سبز باغ دکھائے جائیں۔ کیونکہ یہ ترکیب بھی بڑی مؤثر ہوتی ہے۔ بڑے بڑوں کے پیر پھسل جاتے ہیں۔ دولت عزت، عورت، شہرت آرام و آسائش کون نہیں چاہتا اور یہ سب کچھ بڑی مشکل سے ملا کرتا ہے، لیکن کسی کی جھولی میں بلا محنت پڑے تو؟ ــــ ہاں یہ ترکیب ٹھیک ہے۔ سب نے کہا!

عتبہ نے کہا کہ میں محمدؐ کے پاس جاتا ہوں اور اس مؤثر ہتھیار کو میں ہی آزماتا ہوں۔ میں دیکھتا ہوں کہ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کس طرح ہمارے جال سے نکلتے ہیں۔!

سب مسرت اور خوشی سے جھوم اٹھے کہ عتبہ معمولی آدمی نہیں ہے۔ چرب زبان فصیح اللسان ذہین آدمی ہے۔ اس میدان میں اس کے حریف کم ہیں یہ تھوڑی ہی دیر میں محمدؐ کو زیر کرلے گا! سب نے کہا عتبہ شاباش! آپ جائیں اور محمدؐ سے کھل کر بات کریں اور آج شام سے پہلے آپ کی گفتگو کے ساحرانہ انداز کے نتائج کو ہم دیکھنا چاہتے ہیں۔ عتبہ شاداں شاداں چلتا ہے اور حضورؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں حاضر ہوگیا! سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرتا ہے کہ اے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کیا چاہتے ہیں؟

Marfat.com

ابھی آپ نے جواب نہیں دیا تھا کہ خود بول اٹھا کہ کیا آپ مکہ کی ریاست چاہتے ہیں ؟
سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں!
تو کیا کسی بڑے گھرانے میں شادی چاہتے ہو!
سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں !
تو کیا دولت کا ڈھیر چاہتے ہو ؟
آپ نے فرمایا نہیں !

عتبہ یہ سن کر سٹپٹا گیا اور کہنے لگا یقین مانیئے ہمیں آپ سے بڑی ہمدردی ہے۔ اگر آپ یہ کچھ بھی نہیں چاہتے تو آپ پر جنات کا اثر ہو گیا ہے ! اگر آپ چاہیں تو ہم آپ کا علاج کراتے ہیں اور تمام اخراجات ہم خود برداشت کریں گے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عتبہ کی تمام باتیں نہایت حوصلہ سے سن کر ارشاد فرمایا کہ اے عتبہ تم نے تو اپنی تمام باتیں کر لیں اب اگر مجھے اجازت ہو تو میں بھی کچھ باتیں آپ سے گوش گزار کروں ؟

عتبہ نے بڑی خوشی سے کہا ضرور ضرور !

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے میٹھی زبان سے سورہ حم کی تلاوت شروع فرمائی۔ تلاوت قرآن اور پھر محمدؐ کی زبانی۔ سبحان اللہ۔ ایک سماں بندھ گیا عتبہ ہاتھ زمین پر ٹکاتے ہوئے سبوت ہو کر سن رہا ہے اور آپ تلاوت فرما رہے ہیں فرمایا

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
حم۔ تَنْزِيلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ۝ وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِيْٓ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ وَ فِيْٓ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّمِنْ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ ۝ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاسْتَقِيْمُوْٓا اِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ ۝

Marfat.com

حٰمٓ ۔ یہ کلام رحمٰن و رحیم کی طرف سے نازل ہوا ہے ۔ یہ ایک کتاب ہے جس کی آیتیں کھول کر بیان کر دی گئیں ہیں۔ یعنی فصیح قرآن جو نافع ہے۔ دانش مند لوگوں کے لئے انہیں بشارت دینے والا اور ڈرانے والا، لیکن ان میں سے اکثر نے روگردانی کی، سو وہ سنتے ہی نہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے دل پردوں کے اندر ہیں۔ اس بات سے جس کی طرف آپ ہمیں بلاتے ہیں اور ہمارے کانوں میں ڈاٹ ہے اور ہمارے اور آپ کے درمیان ایک حجاب ہے سو آپ اپنا کام کئے جائیں اور ہم اپنا کام کر رہے ہیں۔ آپ کہہ دیجئے! میں بھی تم جیسا بشر ہوں البتہ مجھ پر وحی نازل ہوئی ہے کہ بس تمہارا خدا تو ایک ہی خدا ہے!

اسی کی طرف سیدھ باندھے رہو اور اسی کی طرف سے معافی مانگو!

محترم سامعین! سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح تلاوت کرتے رہے اور عتبہ اپنے دونوں ہاتھ زمین پر لٹکاتے ہوئے غور سے سنتا رہا۔ اتنے میں آیت سجدہ آئی اور آپ سجدہ میں پڑ گئے عتبہ غور سے دیکھتا رہا جب سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ سے سر اٹھایا تو آپ نے فرمایا کہ عتبہ تم نے میرا جواب سن لیا؟ اب تم جانو اور تمہارا کام عتبہ جو طاقت لسانی کے زعم میں حضورؐ کو فتح کرنے آیا تھا خود مفتوح ہو گیا۔ منہ سادھے ہوئے سرداران قریش کی طرف چل نکلا۔ سرداران قریش نے جب عتبہ کو منہ لٹکاتے آتے ہوئے دیکھا تو وہ سب بول پڑے!

خدا کی قسم عتبہ کا چہرہ بدلا ہوا ہے!

یہ وہ صورت نہیں ہے جسے لے کر گیا تھا۔ انہوں نے عتبہ سے پوچھا کہ کیا جواب لے کر آئے ہو۔ عتبہ نے کہا کہ بخدا میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ایک ایسا کلام سُنا ہے جو اس سے پہلے کبھی نہیں سنا تھا! خدا کی قسم نہ تو یہ شعر ہے اور نہ سحر ہے اور نہ ہی کہانت ہے۔

اے سرداران قریش؟ میری بات مانو تو اس کو اس کے حال پر چھوڑ دو۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ کلام رنگ لا کر رہے گا! فرض کرو اگر عرب پر غالب آ گئے تو اپنے بھائی کے خلاف ہاتھ اٹھانے سے تم بچ جاؤ گے! اور دوسرے اس سے نبٹ لیں گے! لیکن اگر وہ عرب

Marfat.com

پر غالب آگیا تو اس کی بادشاہی تمہاری بادشاہی ہوگی ! اور اس کی عزت تمہاری عزت ہوگی ! عتبہ کی یہ باتیں سیدھی سادھی تھیں، مگر سرداران قریش انہیں کیوں مانتے ؟ کہنے لگے لو جی محمد کا جادو عتبہ پر بھی چل گیا۔

قرآن کی تاثیر کام کر گئی

عتبہ کو قرآن نے متاثر کر لیا۔ عتبہ کی اپنے مشن میں ناکامی کوئی معمولی بات نہ تھی۔ سرداران قریش کی ناکامی تھی۔ کافروں کی ہار تھی۔ ذرا غور کیجئے ! عتبہ کس رنگ میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا تھا اور پھر اس کا یہ رنگ کیسے اڑ گیا۔ عتبہ کی پیش کش پر آپ نے کوئی لمبی چوڑی تقریر نہیں فرمائی۔ بلکہ قرآن مجید کی آیات کو نہایت درد میں ڈوبی ہوئی آواز سے تلاوت فرمایا۔ بس پھر کیا تھا قرآن نے اپنا رنگ دکھایا۔ کیونکہ یہ شاہوں کے شہنشاہ کا کلام تھا۔ اہل دنیا کے جادو سے بالکل مختلف لیکن دل و دماغ کی کایا پلٹ دینے والا کلام اس میں مقناطیسیت ہے جو دلوں کو کھینچتی ہے ! اس میں وہ کیف ہے کہ سن کر آدمی تو آدمی شجر و حجر بھی جھومنے لگتے ہیں، وہ حلاوت ہے جو دل کے سارے تار جوڑ دیتی ہے ! وہ نغمہ ہے جو روح کو سرشار کر دیتا ہے وہ آگ ہے جو اندر کی تاریکی کو منور کر دیتی ہے ! وہ طاقت ہے جو ایک نئے انسان کو جنم دیتی ہے !

اسی لئے ارشاد فرمایا گیا ہے کہ لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ۔

عمرؓ کو قرآن نے زیر کر لیا

حضرات گرامی ! عمر بن خطاب قریش کا جوشیلا اور بانکا نوجوان جس مجلس میں پہنچ جاتا سب سے ممتاز رہتا۔ جس کی شجاعت زور آوری شہسواری تیراندازی اور بہادری کے ڈنکے پورے مکہ میں بجتے تھے ! جو جسم اور دل دونوں کا مضبوط تھا لیکن جو واقعہ میں عرض کر رہا ہوں وہ ان دنوں کا ہے جب وہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت میں پیش پیش تھا۔

ایک روز عمرؓ سرداران قریش کی میٹنگ میں اپنا یہ فیصلہ سناتا ہے کہ میں تمہیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا سر کاٹ کر لاتے دیتا ہوں۔ اس ارادے سے گھر سے چل نکلا تو عجب

Marfat.com

اتفاق ہوا کہ راستہ ہی میں خبر ملی کہ تمہاری بہن اور بہنوئی دونوں اسلام کی دولت سے مالامال ہو چکے ہیں۔ اسی غصّہ کے عالم میں بہن کے گھر پہنچے اور ان دونوں کو اس قدر شدید مارا کہ لہولہان کر دیا۔ مارتے مارتے تھک گئے مگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پروانوں کے دلوں سے توحید و رسالت کا خمار نہ نکال سکے! آخر حیرانگی سے کہا کہ اچھا اگر باز نہیں آتے تو وہ کلام سناؤ جو پڑھ رہے تھے۔ حضرت سعیدؓ نے سورہ طٰہٰ کی ابتدائی آیات کی تلاوت شروع فرمائی کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

طٰہٰ۔ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ۙ تَنْزِيْلًا مِّمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰى ۝ اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰى وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفَى۔ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ۔ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى۔

(ترجمہ) طٰہٰ۔ ہم نے آپ پر قرآن اس لئے نہیں اتارا کہ آپ تکلیف اٹھائیں، بلکہ یہ تو نصیحت ہے اس کے لئے جو ڈرتا ہے۔ نازل اس کی طرف سے ہوا ہے جس نے پیدا کیا۔ زمین اور بلند آسمانوں کو وہ خدائے رحمٰن عرش پر قائم ہے۔ اس کی ملکیت ہے جو کچھ بھی آسمانوں اور زمین میں اور ان دونوں کے درمیان میں ہے اور جو کچھ بھی زمین کے نیچے ہے! اور اگر تو پکار کر بات کہے تو وہ چپکے سے کہی ہوئی بات اور اس سے زیادہ چھپی ہوئی کو جانتا ہے! وہ اللہ ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اچھے اچھے نام اسی کے ہیں۔

بس قرآن کا سننا تھا دل موم ہو گیا قرآن دل میں اتر گیا۔ قرآن کی تاثیر اپنا کام کر گئی ساری شقاوت دور ہو گئی اور یوں دامن اسلام میں آگرے جیسے پکا پھل ٹوٹ کر گود میں آپڑتا ہے! کلام الٰہی سنتے ہیں تو چیخ پڑتے ہیں اور بچوں کی طرح بلک بلک کر رونے لگتے ہیں اور سیلاب اشک سے دل میں کفر کی جو بھٹی دہک رہی تھی سرد پڑ گئی۔ قلب نور ایمان سے منور ہو جاتا ہے اور سیدھے آستانہ نبوت پر جا کر حلقہ بگوش اسلام ہو جاتے ہیں اور قرآن اپنی معجزانہ تاثیر سے عمر جیسے بہادر اور جرأت کے کوہ گراں کو زیر کر لیتا ہے۔ سچ فرمایا

Marfat.com

خداوند قدوس نے ہوانزلنا ھٰذَا القرآن علیٰ جبلٍ لّرایتہٗ خاشعًا متصدعًا من خشیۃ اللّٰہ۔

طفیل دوسی پر قرآن غالب آگیا

حضرات گرامی! میں آپ حضرات کے سامنے ان تاریخ ساز شخصیتوں کا ذکر کر رہا ہوں جو ایک دفعہ قرآن سن کر اس کی جادو بیانی اور اثر انگیزی کا مقابلہ نہ کر سکے۔ اسی طرح طفیل دوسی جو اپنے قبیلے کے سربرآوردہ شخص تھے۔ شعر و ادب سے لگاؤ تھا۔ نئے دین کا شہرہ سنا تو تماشا دیکھنے کے لئے مکہ چلے آئے۔ مکہ مکرمہ پہنچے تو وہاں کے لوگ چمٹ گئے اور کہنے لگے تم ہمارے شہر میں مہمان آئے ہو اس لئے ہم تمہیں آگاہ کرتے ہیں کہ یہاں ایک شخص محمدؐ نامی رہتے ہیں۔ ان کے قریب نہ جانا۔ اس شخص نے ہماری جماعت میں پھوٹ ڈال کر ہمارا شیرازہ منتشر کر دیا ہے اور ہم لوگوں کو بہت تنگ کر رکھا ہے۔ نامعلوم اس کی زبان میں کیا جادو ہے جس کے ذریعے بیٹے کو باپ سے اور بھائی کو بھائی سے اور بیوی کو شوہر سے چھڑا دیتا ہے۔ ہمیں خوف ہے کہ کہیں تم اور تمہاری قوم ہم لوگوں کی طرح اس کے دام میں نہ آجائے۔ اس لئے تم اس سے نہ ملو اور نہ ہی اس کی بات سنو پہلے تو یہ قریش کی باتوں میں آگئے اور کانوں میں روئی ٹھونستے پھرتے تھے کہ مبادا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آواز کانوں میں پڑ جائے!

لیکن تدبیر کند بندہ تقدیر زند خندہ

خدا کا کرنا یوں ہوا کہ ایک دن حرم شریف میں چلے گئے تو وہاں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے ہیں اور قرآن مجید کی تلاوت فرما رہے تھے۔ قرآن کی آواز یونہی طفیل دوسی کے کانوں میں پڑی وہ دم بخود ہو کر جہاں کھڑے وہیں کھڑے رہ گئے۔ دیر تک قرآن سنتے رہے۔ قرآن کے الفاظ کیا تھے۔ بجلیاں تھیں۔ جنہوں نے دل کے خرمن کفر کو بھسم کر کے رکھ دیا تھا!

دیکھا تو حضورؐ نماز ختم کر کے جا رہے ہیں۔ یہ بھی ساتھ ہو لئے۔ آپ کے ساتھ آپ کی قیام گاہ تک پہنچے۔

Marfat.com

اور اپنے آپ کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دامن رسالت کے ساتھ وابستہ کر لیا۔ بعد میں آپ فرمایا کرتے تھے کہ خدا کی قسم آج تک اس سے بہتر کلام نہ میرے کانوں نے سنا اور نہ اس سے زیادہ عادلانہ مذہب میں نے کوئی دیکھا!

جس سردار قبیلہ کو اپنی عظمت و وقار پر ناز تھا قرآن کی ایک ہی بجلی نے اسے ختم کر کے دامن نبوت سے وابستہ کر دیا۔ سچ ہے۔ لو انزلنا ھذا القرآن علی جبل لرایتہ خاشعا متصدعا من خشیۃ اللہ۔

جبیر ابن مطعم قرآنی تاثیر کے اسیر ہو گئے

حضرات گرامی! آپ مسلسل ان واقعات کو سن رہے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن حکیم ایک انقلابی کتاب ہے اس کی تاثیر اور دلوں میں گھر کرنے والے مضامین ایک مستقل حلقہ اثر پیدا کرتے ہیں۔ مقرر اور خطیب کے لئے لازم ہے کہ قرآنی احکامات و ارشادات کو خود بھی سمجھے اور اپنے سامنے بیٹھنے والے سامعین کو بھی اور ان مطالب اور مقاصد سے آگاہ کرے جو قرآن مجید نے عقائد۔ اخلاق اور آخرت کی زندگی کے لئے بیان فرمائے ہیں۔ اس سے انشاء اللہ وہ بہاریں پیدا ہوں گی جو معاشرہ اور ماحول کو مثالی بنا دیں گی!

حضرات محترم! جس طرح قرآن کے موثر ہونے کے اس سے قبل میں نے واقعات بیان کئے ہیں اسی طرح چند اور واقعات کا تذکرہ کروں گا جن سے آپ کے ایمان کو روشنی ملے گی۔ جبیر ابن مطعم کا نام بھی تاریخ میں شہرت رکھتا ہے۔ آپ ایک سلیم الطبع اور ہر ظالمانہ اقدام کے خلاف آواز اٹھانے والے شخص تھے! ان کے والد بھی نرم دل اور نیک طینت آدمی تھے۔ ان سب باتوں کے باوجود عصبیت جاہلیت قبول حق کے راستے میں مانع تھی۔ جبیر جنگ بدر کے بعد اپنے قیدی کو چھڑانے کے لئے مدینہ منورہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچتے ہیں۔ تو اتفاق سے آپ اس وقت نماز میں مصروف تھے اور سورہ طور کی یہ آیات تلاوت فرما رہے تھے! بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ والطور وکتٰب مسطورہ فی رق منشور ہ والبیت المعمور ہ والسقف المرفوع ہ والبحر المسجور ان عذاب ربک لواقع مالہ من دافع ہ

Marfat.com

قسم ہے پہاڑ کی اور اس کتاب کی جو لکھی ہوئی ہے کھلے کاغذ میں اور بیت معمور کی! اور اونچی چھت کی اور پانی سے لبریز سمندر کی کہ بے شک آپ کے پروردگار کا عذاب ضرور ہو کر رہے گا۔ کوئی بھی اسے ٹال نہیں سکتا۔!

خطیب کہتا ہے

جبیر اس آیت کا بوجھ نہ برداشت کر سکا یا یوں کہہ لیجئے جبیر اس آیت کا چیلنج برداشت نہ کر سکا۔

اِنَّ عَذَابَ رَبِّکَ لَوَاقِعٌ مَالَهٗ مِنْ دَافِعٍ ۔ کس قدر زور بیان ہے!
کس قدر اپنے مخاطب کو جھنجھوڑ کے رکھ دیا!
اس میں دھمکی ہے تو ساتھ ہی سوچنے پر مجبور کر دیا کہ

اَمْ خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بَلْ لَّا یُوْقِنُوْنَ اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ رَبِّکَ اَمْ هُمُ الْمُصَیْطِرُوْنَ ۝

یا انہوں نے آسمان اور زمین کو پیدا کر لیا۔ اصل یہ ہے کہ ان میں یقین ہی نہیں ہے۔ کیا ان لوگوں کے پاس آپ کے پروردگار کے خزانے ہیں۔ یا یہ لوگ حاکم مجاز ہیں۔

جبیر ابن مطعم سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھڑے ہو کر یہ آیات سن رہے تھے۔ تھوڑی دیر میں انہیں ایسا معلوم ہوا کہ ان کا جگر پھٹنے لگا ہے۔ جب آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی کہ اِن عَذَاب ربک لواقع ماله من دافع تو ان پر کپکپی طاری ہو گئی اور خوف ہوا کہ کہیں اسی وقت اللہ کا عذاب نازل نہ ہو جائے۔ اس لئے قرآن کی تاثیر اپنا کام کر گئی اور قرآن آپ کے قلب و جگر میں اتر گیا اور آپ فوراً دل کی گہرائیوں سے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو قبول کر کے اسلام کی حقانیت کے ساتھ وابستہ ہو گئے۔

لو انزلنا هٰذا القرآن علیٰ جبل لرایته خاشعا متصدعا من خشیة الله۔

حضرت عثمان ابن مظعون پر قرآن کا اثر

حضرت عثمان ابن مظعون جو پہلے ہی سے سادہ طبیعت نیک نفس اور پاک باز تھے دل لگداز رکھتے

Marfat.com

ے۔ اُنہوں نے جب یہ آیت کریمہ سنی تو قرآن سے گرویدہ ہو گئے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ ۝

بے شک اللہ تعالیٰ عدل کا اور حسن سلوک کا اور اہلِ قرابت کو دیتے رہنے کا حکم دیتا ہے اور کھلی برائی سے اور مطلق برائی سے اور ظلم سے ممانعت کرتا ہے! وہ تمہیں یہ نصیحت دیتا ہے اس لئے کہ تم نصیحت قبول کرو!

خطیب کہتا ہے

عدل، احسان، قرابتداروں کی اعانت۔ کھلی اور مطلق برائی سے روکنا۔ ظلم اور سرکشی کی ممانعت کرنا ——— یہ اس قدر اساسی اور بنیادی قدریں ہیں جو ایک حسین اور صالح معاشرہ قائم کرتی ہیں!

○ قرآن نے اس قدر موثر پیرائے سے اپنے ماننے والوں کو اس کا پابند کر دیا کہ حضرت عثمان بن مظعون اس کی اثر انگیزی سے متاثر ہوتے بغیر نہ رہ سکے!

دنیا کا بہترین معاشرہ اسلام ہی پیش کرتا ہے۔ اس لئے حضرت عثمان بن مظعون نے ان آیات سے متاثر ہو کر فوراً اسلام قبول کر لیا اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دامنِ رحمت سے وابستہ ہو گئے! کیوں نہ ہوتے آخر قرآن حکیم کی اثر انگیزی بھی تو بے مثال ہے۔

وانزلنا ھٰذا القرآن علیٰ جبل لرایتہ خاشعا متصدعا من خشیۃ اللّٰہ۔

حضرات گرامی! نمونے کے چند واقعات اس وقت میں نے آپ حضرات کے سامنے پیش کئے ہیں جن سے قرآن کی معجز نما تاثیر اور دل کو منہ لینے والے اثرات کا پتہ چلتا ہے۔ ورنہ صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کی جماعت کی جماعت کو قرآن حکیم ہی نے اپنی طرف کھینچا تھا اور قرآن حکیم کی کشش میں قرآن پیش کرنے والے کی کشش بھی قدرتی طور پر شامل تھی۔ کیونکہ ان کا کردار بھی تو آئینہ دار قرآن تھا۔ قرآن کو خوب اچھی طرح معلوم تھا کہ قرآن مجید

Marfat.com

اپنے اندر کس بلا کی تاثیر رکھتا ہے اور اس کو سنانے والا کس پائے کا انسان ہے! اور اس کے ساتھ ہی اس کا طرزِ ادا کس درجہ مؤثر ہے وہ سمجھتے تھے کہ ایسے عالی مرتبہ شخص کی زبان سے اس دل کش انداز میں اس بے نظیر کلام کو جو سنے گا وہ بالآخر گھائل ہو کر ہی رہے گا۔ اس لئے وہ اپنے بچوں اور عورتوں تک کو قرآن سننے سے روکتے تھے! مشہور واقعہ یہ ہے کہ انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو عبادت کرنے کی اجازت صرف اس شرط پر دی تھی کہ وہ قرآن بلند آواز سے نہ پڑھا کریں۔ کفار لوگوں سے کہتے تھے کہ جب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) قرآن سنائیں تو تم خوب شور مچایا کرو۔

لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ ۔ (حم سجدہ)

اس قرآن کو نہ سننا بلکہ اس میں شور مچایا کرو تاکہ تم غالب آجاؤ۔

حضراتِ گرامی! کلام اللہ کی اس تاثیر کو حق تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں بیان فرمایا ہے جو میں نے شروع میں تلاوت کی تھی کہ لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ۔

اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر اتارتے تو اسے ضرور دیکھتا جھکا ہوا اور پاش پاش ہوتا اللہ کے خوف سے اور یہ مثالیں لوگوں کے لئے ہم بیان فرماتے ہیں کہ وہ سوچیں!

البتہ اس کا اثر وہی لوگ قبول کرتے ہیں۔ جن کے پاس سوچنے والا دماغ سمجھنے والا دل اور دیکھنے والی آنکھیں موجود ہوں اس طرح جس طرح روشنی میں صرف وہ آنکھیں دیکھتی ہیں جن میں بینائی ہو۔ اگر آنکھ ہی بینا نہ ہو تو آفتاب کی روشنی بھی چراغ راہ نہیں بن سکتی!

مسلمانوں کی قرآن سے بے رغبتی

اس وقت مسلمانوں کا قرآن مجید سے جو تعلق ہے اسے شاعر نے عجیب انداز سے بیان کیا ہے۔

طاقوں میں سجایا جاتا ہوں آنکھوں سے لگایا جاتا ہوں
تعویز بنایا جاتا ہوں دھو دھو کے پلایا جاتا ہوں
جزدان حریر و ریشم کے اور پھول ستارے چاندی کے
پھر عطر کی بارش ہوتی ہے خوشبو میں بسایا جاتا ہوں

Marfat.com

جس طرح طوطا مینا کو کچھ بول سکھائے جاتے ہیں
اس طرح پڑھایا جاتا ہوں اس طرح سکھایا جاتا ہوں
جب قول و قسم لینے کے لئے تکرار کی نوبت آتی ہے
پھر میری ضرورت پڑتی ہے ہاتھوں میں اٹھایا جاتا ہوں
دل سوز سے خالی رہتے ہیں آنکھیں ہیں کہ نم ہوتی ہی نہیں
کہنے کو میں اِک اِک جلسہ میں پڑھ پڑھ کر سنایا جاتا ہوں
یہ مجھ سے عقیدت کے دعوے قانون پہ راضی غیروں کے
یوں بھی مجھے رسوا کرتے ہیں ایسے بھی سنایا جاتا ہوں
کس بزم میں مجھ کو بار نہیں کس عرس میں میری دھوم نہیں
پھر بھی میں اکیلا رہتا ہوں مجھ سا بھی کوئی مظلوم نہیں

اقبال مرحوم نے مسلمانوں کی زندگی کو قرآن کے بغیر نامکمل قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ

؎ گر تو مے خواہی مسلماں زیستن
نیست ممکن جز بقرآں زیستن

Marfat.com

دوسرا خطبہ شعبان

فضائل شب برات

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم - بسم اللہ الرحمن الرحیم حٰمٓ ۝ وَالْكِتَابِ الْمُبِيْنِ ۝ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ ۝ اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ۝ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝

(ترجمہ) قسم ہے اس وضاحت والی کتاب کی یقیناً ہم نے بابرکت رات میں اسے اتارا ہے۔ ہم ڈرانے والے ہیں۔ اس رات میں ایک مضبوط کام کا فیصلہ کیا جاتا ہے ہمارے پاس سے حکم ہو کر ہم ہی رسول بنا کر بھیجنے والے ہیں۔ رب کی مہربانی سے وہ ہے سننے والا اور جاننے والا ہے۔

حضرات گرامی! یہ شعبان کا مہینہ ہے اس مہینہ کی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم بے شمار فضیلتیں بیان فرمائی ہیں اس لئے میں ضروری سمجھتا ہوں کہ آج کے خطبہ میں آپ حضرات کے سامنے شعبان کے فضائل پر بیان ہو جائے تاکہ آپ کو اس ماہ کی عظمت اور اس کی اہمیت کا اندازہ ہو سکے۔ جو آیت کریمہ میں نے اس وقت آپ حضرات سے سامنے تلاوت کی ہے اس کے متعلق بعض مفسرین کی رائے ہے کہ یہ رمضان شریف کی لیلۃ القدر کی فضیلت میں نازل ہوئی ہے اور بعض مفسرین کی رائے یہ ہے کہ یہ آیت کریمہ شعبان کی رات کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ اس لئے اس آیت کریمہ سے اگر شعبان کی پندرھویں رات کو مراد لے لیا جائے تو مفسرین کی رائے کے مطابق اس کو صحیح تصور کیا جائے گا۔

Marfat.com

بخشش کا سیزن

حضرات گرامی! اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی برکت سے اس امت پر جہاں اور بہت سے احسان فرمائے ہیں۔ وہیں شعبان کا مہینہ اور اس ماہ کی پندرھویں شب بھی امت محمدیہ کے لئے رحمت۔ مغفرت اور بخشش کا سیزن بنا کر بھیجی ہے۔

گناہ گاروں کو بخشنا

گناہ گاروں کے گناہ پر پردہ ڈالنا

گناہ گاروں کو رحمت کی طرف آنے کی دعوت دینا۔

یوں تو سارا سال ہی چلتا ہے مگر کچھ خاص اوقات اور خاص دن اور خاص مہینے اللہ تعالیٰ نے ہم گنہگاروں کے لئے ریزرو کر دیتے ہیں تاکہ یہ گناہ گار لوگ جو میرے محبوب کے امتی ہیں۔ وہ سیزن کے دنوں میں اپنے تمام تر گناہوں سے پاک ہو جائیں۔ اور اللہ کے حضور اپنے ندامت کے آنسوؤں سے اس کی رحمت کے خزانے لوٹ لیں۔

چنانچہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ!

اِذَا كَانَتْ لَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَقُوْمُوْا لَيْلَهَا وَصُوْمُوْا يَوْمَهَا فَاِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يُنْزِلُ فِيْهَا لِغُرُوْبِ الشَّمْسِ اِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا. فَيَقُوْلُ اَلَا مِنْ مُسْتَغْفِرٍ فَاَغْفِرَ لَهٗ اَلَا مِنْ مُسْتَرْزِقٍ فَاَرْزُقَهٗ اَلَا مِنْ مُبْتَلًى فَاُعَافِيَهٗ اَلَا كَذَا اَلَا كَذَا حَتّٰى يَطْلُعَ الْفَجْرُ (ابن ماجه)

(ترجمہ) شعبان کی پندرھویں شب کو قیام کر اور دن کا روزہ رکھو (پندرھویں تاریخ دن کا) اللہ تعالیٰ پندرھویں شب کے غروب آفتاب کے بعد آسمان دنیا کی طرف تمام رحمتوں کو متوجہ فرما کر یہ آواز دیتے ہیں۔ کوئی معافی چاہنے والا ہے جو مجھ سے معافی مانگے اور میں اس کو معاف کر دوں۔ کوئی روزی چاہنے والا ہے۔ کوئی مصیبت زدہ ہے کہ جو مجھ سے مصیبت دور کرنے کے لئے کہے اور میں اس کی مصیبت کو دور کر دوں۔ اسی طرح صبح صادق تک آوازیں دیتا ہے!

Marfat.com

خطیب کہتا ہے

گناہ گارو
خدا خود
ہے کوئی گناہ گار
ہے کوئی سیاہ کار
ہے کوئی مفلس و نادار
ہے کوئی مصیبت زدہ
ہے تو آئے ۔ جلدی آئے
سال بھر گناہ گار مجھے پکارتے ہیں۔
آج میری رحمت گناہ گاروں کو بلا رہی ہے۔
میری رحمت گناہ گاروں کے دروازوں پر دستک دے رہی ہے !

دوڑو
آواز دے رہا ہے

گناہ لے کے آؤ گے — تو معاف کر دیا جائے گا
رزق لینے آؤ گے — تو دے دیا جائے گا
اولاد لینے آؤ گے — تو دے دی جائے گی
جنت لینے آؤ گے — تو عطا کر دی جائے گی

کس چیز کی کمی ہے مولا تیری گلی میں
دنیا تیری گلی میں اور عقبیٰ تیری گلی میں

پر چون مانگو گے — تو ملے گا
تھوک مانگو گے — تو ملے گا

اور لطف کی بات یہ ہے
سب کچھ دیا جائے گا —— اور کچھ نہیں لیا جائے گا
مفت میں رحمتیں لوٹو ۔

Marfat.com

تیرے کرم سے اے کریم کون سی شے ملی نہیں
جھولی ہی میری تنگ ہے تیرے یہاں کمی نہیں
داتا سب کا داتا !

اس رات کو

حضورؐ — خدا کے دروازے پر
صدیق رضؓ — خدا کے دروازے پر
عمر رضؓ — خدا کے دروازے پر
علی رضؓ — خدا کے دروازے پر

مگر افسوس کہ امتی کہلانے والے آتشباز کے دروازے پر یَا اَسَفٰی

حضرت عائشہ نے فرمایا ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس رات کی مبارک ساعتوں کا تذکرہ ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے کہ

قَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنَ اللَّیْلِ فَصَلّٰی فَاَطَالَ السُّجُوْدَ حَتّٰی ظَنَنْتُ اَنَّہٗ قَدْ قُبِضَ فَلَمَّا رَاَیْتُ ذٰلِکَ قُمْتُ حَتّٰی حَرَّکْتُ اِبْھَامَہٗ فَتَحَرَّکَ فَرَجَعْتُ فَسَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ فِیْ سُجُوْدِہٖ اَعُوْذُ بِعَفْوِکَ مِنْ عِقَابِکَ بِرِضَاکَ مِنْ سَخَطِکَ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْکَ اِلَیْکَ لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْکَ اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ فَلَمَّا رَفَعَ رَاْسَہٗ مِنَ السُّجُوْدِ وَفَرَغَ مِنْ صَلٰوتِہٖ قَالَ یَا عَائِشَۃُ اَوْ یَا حُمَیْرَاءُ اَظَنَنْتِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ خَانَ بِکِ قُلْتُ لَا وَاللّٰہِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَلٰکِنِّیْ ظَنَنْتُ اَنَّکَ قُبِضْتَ بِطُوْلِ سُجُوْدِکَ فَقَالَ اَتَدْرِیْنَ اَیُّ لَیْلَۃٍ ھٰذِہٖ قُلْتُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ قَالَ ھٰذِہٖ لَیْلَۃُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَیَغْفِرُ لِلْمُسْتَغْفِرِیْنَ وَیَرْحَمُ لِلْمُسْتَرْحِمِیْنَ وَیُؤَخِّرُ اَھْلَ الْحِقْدِ کَمَا ھُمْ (بیہقی)

Marfat.com

(ترجمہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کو کھڑے ہو کر نماز پڑھنی شروع کی جس میں اتنا لمبا سجدہ کیا کہ میں نے یہ خیال کیا کہ آپ کا انتقال ہو گیا۔ جب میں نے یہ دیکھا تو کھڑی ہو کر حاضر خدمت ہوئی اور آپ کے پیر کے انگوٹھے کو ہلایا وہ ہل گیا تو میں سمجھ گئی کہ آپ ٹھیک ہیں۔ پھر کان لگا کر میں نے سنا تو آپ سجدے میں یہ دعا پڑھ رہے تھے کہ اے اللہ میں پناہ مانگتا ہوں تیری معافی کے ساتھ تیرے عذاب سے اور میں پناہ مانگتا ہوں تیری خوشنودی کے ذریعے سے تیرے غصہ سے اور میں پناہ چاہتا ہوں تیرے عذاب و قہر سے اور تیری معافی کے ذریعہ سے تیرے عذاب سے پناہ چاہتا ہوں اور تو اتنی خوبیوں والا ہے کہ میں ان کو گن نہیں سکتا اور اتنی تعریفیں ہیں تیری کہ تو خود ہی ان کو جانتا ہے۔ تو ایسا ہی ہے کہ جیسے کہ تو نے اپنی تعریف کی ہے۔ جب آپ نے سجدے سے سر اٹھایا اور نماز سے فارغ ہوئے تو مجھ سے فرمایا کہ اے عائشہ کیا تو نے یہ خیال کیا ہے کہ اللہ کے رسول تیرا حق تلفی کریں گے!

میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ۔ خدا کی قسم نہیں لیکن میں نے آپ کے سجدہ کے طویل ہونے کی وجہ سے خیال کیا تھا کہ شاید آپ کا انتقال ہو گیا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے عائشہ کیا تم جانتی ہو کہ یہ کون سی رات ہے؟ میں نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ آج شعبان کی پندرھویں رات ہے۔ اس شب میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی طرف نظر رحمت سے دیکھتا ہے اور معافی چاہنے والوں کو معاف کرتا ہے اور رحم چاہنے والوں پر رحم فرماتا ہے۔ اور بغض رکھنے والوں کو ان کے حال پر چھوڑ دیتا ہے

اس حدیث پاک سے چند امور ثابت ہوئے!

- حضورؐ نے اس رات کو طویل قیام فرمایا۔
- حضورؐ نے اپنے سجود حقیقی کو سجدے میں راضی کیا۔
- حضورؐ نے خدا کے غضب سے پناہ مانگی۔
- حضورؐ نے خدا کی رحمت کو طلب کیا۔

آپ نے فرمایا

Marfat.com

- اس رات کو رحمت طلب کرنے والے کو رحمت دی جائے گی۔
- اس رات کو مغفرت طلب کرنے والوں کو بخش دیا جائے گا۔
- کینہ رکھنے والے کی اس رات بھی بخشش نہیں ہو گی۔

خطیب کہتا ہے

اس رات کو خدا کے حضور رویا کرو
اس رات کو رحمت کے پانی سے گناہوں کو دھویا کرو
اس رات کو ماضی کے گناہوں سے توبہ کرو
اس رات کو رحمت خداوندی کے خزانے لوٹا کرو
اور عذاب و غضب خداوندی سے چھوٹا کرو
گناہوں سے رہائی ملے گی

سیدہ عائشہ کی عظمت کا ڈنکا بج گیا

تیرے سجدوں کی گواہ — زمین
تیرے سجدوں کی گواہ — جبین
تیرے سجدوں کا گواہ — بدر
تیرے سجدوں کا گواہ — احد

لیکن قربان جاؤں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی صداقت پر کہ محمد کے سجدوں کی گواہ عائشہ رضؓ۔

محبوب خدا نے عائشہ رضؓ کو تسلی دی
کہ
جو ہے تیرا وجود محمد کا
ان میں جدائی نہیں ہو سکتی!

شب معراج — صدیقؓ کا ڈنکا بج گیا
شب برات — صدیقہؓ کا ڈنکا بج گیا

Marfat.com

ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا
ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں

چھ آدمیوں کی بخشش نہیں ہوگی

حضرات گرامی! آپ نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے یہ اندازہ کر لیا ہوگا کہ یہ رات بخشش کی رات ہے اور یہ رات رحمت کی رات ہے اور یہ رات گناہوں سے نجات کی رات ہے۔ اس رات کو رحمتِ خداوندی خود گناہ گاروں کے دروازے کھٹکھٹا کر انہیں اپنے دروازے پر لاتی ہے۔ لیکن بعض بدنصیب اور ازلی بدبخت ایسے بھی ہوں گے جن کو اس رات بھی بخشش اور رحمت سے نہیں نوازا جاتا۔ یہ ان کے مقدر کا کھیل ہے یا ان کی کرتوتوں کی وجہ سے ان پر غضبِ الٰہی اس قدر ہو چکا ہے کہ وہ سیزن میں رحمتِ خداوندی کی بہاروں کے مزے نہ لوٹ سکے! چنانچہ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ۔

اَتَانِیْ جِبْرَائِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَام فَقَالَ ھٰذِہٖ لَیْلَۃُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ وَلِلّٰہِ فِیْھَا عُتَقَاءُ مِنَ النَّارِ بِعَدَدِ شَعْرِ غَنَمِ کَلْبٍ وَلَا یَنْظُرُ اللّٰہُ اِلٰی مُشْرِکٍ وَلَا اِلٰی مُسْبِلٍ وَلَا اِلٰی عَاقٍّ لِوَالِدَیْہِ وَلَا اِلٰی مُدْمِنِ خَمْرٍ۔ (بیہقی)

(ترجمہ) میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے اور فرمایا آج کی رات شعبان کی پندرھویں رات ہے اس رات میں اللہ تعالیٰ قبیلہ کلب کی بکریوں کے بالوں کے شمار کے برابر دوزخ سے بندوں کو آزاد کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس رات کو مشرک کی طرف نظرِ رحمت سے نہیں دیکھتا اور نہ ہی کینہ پرور کی طرف دیکھتا ہے اور نہ رشتہ کاٹنے والوں کی طرف دیکھتا ہے اور نہ ٹخنے سے نیچے پاجامہ لٹکانے والے کی طرف دیکھتا ہے! اور نہ ماں باپ کے نافرمان کی طرف دیکھتا ہے!
اور نہ شراب پینے والے کی طرف دیکھتا ہے۔

Marfat.com

نظرِ کرم سے محروم
مشرک
کینہ پرور
صلح رحمی سے عاری
متکبر۔ پاجامہ لٹکانے والا
والدین کا نافرمان
شرابی

مشرک

آپ کو معلوم ہے کہ سب سے بدتر گناہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا ہے۔ شرک کسی جانور کا نام نہیں ہے۔ شرک نام ہے اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات میں کسی کو شریک ٹھہرانا۔ ایسے گناہ کا مرتکب کبھی بخشش خداوندی کا مستحق نہیں ہو سکتا، کیونکہ جب کوئی آدمی خدا کے ساتھ شریک بناتا ہے تو اس کا یہ عقیدہ ہوتا ہے کہ یہ کام کرنے کی اس ہستی میں طاقت ہے اس لئے اس کو پکارتا ہے اور اسی سے حاجتیں طلب کرتا ہے اور اسے مشکل کشا اور حاجت روا گردانتا ہے۔ خدا پر اس سے بڑا اور کوئی بہتان نہیں ہو سکتا کہ اسی کا بندہ اسی کی ذات پاک کی موجودگی میں اس کے بندوں کو اس کے اختیارات میں شریک ٹھہرائے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ

اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ

یقیناً شرک سب سے بڑا گناہ ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ۔

یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شریک ٹھہرانے والے کو معاف نہیں فرماتے۔ اس کے علاوہ دوسرے گناہوں کو جس طرح چاہے معاف کر دے!

خدا کی خدائی میں سب سے گندہ اور نجس وجود مشرکین کا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔ اِنَّمَا الْمُشْرِکُوْنَ نَجَسٌ

Marfat.com

یقیناً مشرکوں کا وجود ناپاک ہے اس لئے اس رحمت اور برکت والی رات میں مشرک کی نجات نہیں ہوسکتی۔

اسی طرح

کینہ پرور

صلہ رحمی سے عاری

متکبر

والدین کا نافرمان

شرابی

مشرک جس طرح اپنے پیدا کرنے والے کے ساتھ غداری کرتا ہے۔ اسی طرح یہ پانچ افراد خدا کی مخلوق کے ساتھ ظلم وستم ڈھا کر معاشرے کو گندہ کرتے ہیں جس کی وجہ سے شب برات کو بھی یہ چھ وجود رحمتِ خداوندی سے محروم ہو جائیں گے۔

اس لئے ہمارے ہر فرد کو اپنے گریبان میں منہ ڈال کر اپنا محاسبہ کرنا چاہیے کہ کہیں ان بیماریوں کا ہم تو شکار نہیں ہو چکے۔ اگر آپ بھی مریض ہیں تو آیئے جلدی سے توبہ کیجئے اور خدا کی رحمتیں لوٹنے کے لئے ایک نئی زندگی کی داغ بیل ڈالیں تاکہ خدا کی عنایات سے خوب خوب بہرہ ور ہو سکیں۔

شعبان میں حضورؐ کا عمل

حضرات گرامی! سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا شعبان میں روزہ رکھنے کا معمول تھا۔ چنانچہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ

مَارَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَصُوْمُ شَہْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ اِلَّا شَعْبَانَ وَرَمَضَانَ۔

(ترجمہ) کہ میں نے حضورؐ کو متواتر دو مہینے روزہ رکھتے نہیں دیکھا ہوا سوائے شعبان اور رمضان کے!

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم شعبان میں کثرت سے

Marfat.com

روزے رکھتے تھے!

حضرت اسامہ بن زید فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ

یَارَسُوْلَ اللّٰہِ لَمْ اَرَکَ تَصُوْمُ مِنْ شَھْرٍ مِنَ الشُّھُوْرِ مَا تَصُوْمُ مِنْ شَعْبَانَ قَالَ ذَالِکَ شَھْرٌ یَغْفَلُ النَّاسُ عَنْہُ بَیْنَ رَجَبَ وَرَمَضَانَ وَھُوَ شَھْرٌ تُرْفَعُ فِیْہِ الْاَعْمَالُ اِلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَاُحِبُّ اَنْ یُّرْفَعَ عَمَلِیْ وَاَنَا صَائِمٌ۔

(ابوداؤد ونسائی)

(ترجمہ) اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) میں نے آپ کو سوائے رمضان کے اتنے روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا جس قدر روزے آپ شعبان میں رکھتے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ لوگ اس رجب اور رمضان کے درمیان والے مہینے کی فضیلت سے غافل ہیں حالانکہ اس مہینے میں لوگوں کے اعمال اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں۔ میری خواہش ہے کہ میرے اعمال اللہ تعالیٰ کے سامنے میرے روزے کی حالت میں پیش ہوں!

اعمال کی پیشی ایک بہت ہی نازک مرحلہ ہے اس لئے پیشی کے وقت روزہ دار ہونے سے بارگاہ خداوندی سے ضرور بندے کے اعمال کو حسن سند عطا فرمائی جائے گی اور بارگاہِ ایزدی میں ضرور اعمال کو شرفِ قبولیت عطا فرمایا جائے گا۔

وَمَا ذَالِکَ عَلَی اللّٰہِ بِعَزِیْزٍ

شبِ برات میں امت کا عمل

حضراتِ گرامی! آپ نے شعبان کے فضائل اور مناقب کو بھی سن لیا اور یہ بھی آپ سن چکے ہیں کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم اس مہینہ میں کثرت سے روزے رکھا کرتے تھے، کیونکہ اس ماہ کی پندرھویں شب کو بندوں کے اعمال اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہوتے ہیں۔ اس لئے اس رات کو شب بیداری اور دن میں روزے کا عمل مسنون ہے، مگر بُرا ہو پیٹ کے پجاریوں کا جس طرح ان کی دست برد سے سنت کا گلشن محفوظ نہیں رہا اسی طرح شعبان کی سنتیں بھی ان کی ہوس اور خواہش زر کی نذر ہو گئیں! یَا اَسَفٰی

Marfat.com

شب برات میں امت کا عمل وہی ہونا چاہیئے تھا جو اس کے محبوب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق ہوتا، مگر آپ کے نام لیواؤں نے اور نام نہاد عشاق نے دو باتوں پر خصوصیت سے اس مہینہ میں زور دیا۔

ایک آتشبازی

دوسرے حلوہ کھانا پکانا

گویا کہ اس مبارک رات کو عبادت کرنے کی بجائے آتش بازی چلانا اس قدر ضروری ہو گیا کہ کوئی گھر اور کوئی محلہ اور شہر اس بری اور انتہائی خطرناک رسم سے خالی نہیں ہے۔ بچے بوڑھے جوان پڑھے لکھے اور ان پڑھ سب کا یہی شغل ہوگا کہ زیادہ سے زیادہ آتشبازی پر روپیہ خرچ کیا جائے! کہیں آپ کے بچے اس رسم سے پیچھے نہ رہ جائیں۔ کوئی یہ نہ کہہ دے کہ چودھری صاحب کے بچے تو شب برات کی مسرتوں میں شریک نہیں ہوتے۔ آخر ناک بھی تو رکھنی ہے سیٹھ صاحب ہیں تو مولانا صاحب ہیں تو۔ تاجر ہیں تو پیر صاحب ہیں تو امیر ہے تو غریب ہے تو! ہر آدمی کے لئے گویا آتشبازی ضروری ہے۔

فلسفہ آتشبازی آپ نے کبھی غور کیا کہ اس آتشبازی میں پوری قوم کیوں مصروف ہو گئی ہے۔ اس میں بھی اللہ تعالیٰ کی ناراضگی عیاں ہوتی ہے۔ آسمانوں سے خدا کی رحمت تو زمین کی طرف آتی ہے تاکہ اپنے بندوں کے گناہ معاف کر کے انہیں برگزیدہ بنا دیا جائے مگر بندے ہیں کہ آگ کے شعلے آسمانوں کی طرف چھوڑ رہے ہیں تاکہ رحمت خداوندی متوجہ نہ ہو سکے! اور لوگوں پر گناہوں کا بوجھ جوں کا توں رہے آگ ویسے بھی شیطان کا مادہ خلقت ہے اس لئے شیطان بھی اپنی پوری قوت صرف کر کے انسان کو اپنے مادہ خلقت کی بلندی کے کام پر لگا دیتا ہے۔ گویا کہ اس نے حضرت انسان سے اس طرح بدلہ لیا کہ اپنے تخلیقی نشان کو انسان کے ہاتھوں سے بلند کرایا۔ کیونکہ شیطان اپنے مقاصد میں کامیاب ہوا یا ابلیس؟

شیطان نے عظمت آدم کا بدلہ چکانے کے لئے کس طرح اولاد آدم کو اپنے مذموم مقاصد کے لئے استعمال کر لیا۔

Marfat.com

کاش یہ رقم نادار لوگوں کے کام آتی

اے مسلمان قوم آپ جو رقم آتشبازی پر خرچ کرتے ہیں۔ کاش یہ لاکھوں روپے مفلوک الحال اور نادار بیواؤں اور یتیموں کے کام آتی۔ اس سے دینی اور فلاحی ادارے بنتے اس سے سماجی برائیوں کو ختم کرنے والی تحریکوں کا مقابلہ کیا جاتا یہ رقم ملک وملت کے کام آتی۔

واسے ناکامی متاع کاروان جاتا رہا
کاروان کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

کتنے گھر ہیں جو آتشبازی کی نذر ہو چکے ہیں
کتنے ہنستے بستے گھرانے آتشبازی سے ویران ہو چکے ہیں۔
کتنے سہاگ اس آتش بازی سے لٹ چکے ہیں۔
کتنی فلک بوس عمارتیں پیوند زمین ہو چکی ہیں۔

آتش بازی سے ملک کا نقصان ہے۔ ملت کا نقصان ہے، عوام کا نقصان ہے اور آپ کا نقصان ہے اور ان سب سے بڑھ کر دین کا نقصان ہے۔ یہی رسومات ہیں جن سے خدا کے غضب میں اضافہ ہوتا ہے۔ ہے کوئی رجل رشید جو آتشبازی کے اس بڑھتے ہوئے سیلاب کو روکنے کے لئے میدان عمل میں آئے اور اجتماعی طاقت سے اس ناقابل برداشت رسم کا قلع قمع کر دے!

خطیب قوم۔ واعظ۔ لیڈر۔ اخبارات۔ رسائل اس مسئلہ میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں

جلوے کی رات یا حلوے کی رات

حضرات گرامی! پیٹ پرست ملاں نے بھی اس رات سے خوب خوب فائدہ اٹھایا ہے اس نے جب قوم پر نظر ڈالی کہ یہ تو آتش بازی پر رقم صرف کرنا اسراف نہیں سمجھتی تو اس نے بھی فیصلہ کر لیا کہ کیوں نہ قوم کو زیادہ سے زیادہ بدھو بنایا جائے۔ چنانچہ بیٹھے بٹھائے ایک روایت گڑھ لی کہ غزوہ احد میں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا دانت ٹوٹ گیا تھا اس لئے آپ کھانا نہیں کھا سکتے تھے۔ آپ نے اس تاریخ کو حلوہ کھانا شروع کیا تو آپ کے دانت کی تکلیف دور ہو گئی۔ چنانچہ ارشاد ہوا کہ بھائیو اس دن خوب سے خوب حلوہ

Marfat.com

پکا کر کھایا کرو یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے نہ صرف خود کھایا کرو، پکا پوری بستی اور محلے میں تقسیم کیا کرو! دیکھنا تقسیم کے وقت ملاں جی کا گھر نہ بھولنا یہ آپ کے کام آتا ہے اور جنازہ غسل، تیجا، ساتا، چالیسواں یہ سب اس کے فرائض میں شامل ہے جب ملاں بیچارہ آپ کے تمام ضروری کام خود سرانجام دیتا ہے تو آپ کو بھی اس حلوے کی رات ملاں کو فراموش نہیں کرنا چاہیے!

دے جا سخیا شاہ خدا تیرا اللہ بوٹا لائے گا

بس حلوے کو حلوے میں تبدیل کرنا کوئی دشوار کام تو نہیں ہے۔ صرف ایک نقطے کو نیچے سے اوپر کر دیا، تو حلوہ حلوہ ہو گیا!

ایک نقطے نے ہمیں محرم سے مجرم کر دیا
رہے نام اللہ کا۔

سامعین کرام! سنا ہے کہ حلوہ بوجھل ہوتا ہے اس کے کھانے سے معدہ بوجھل ہو جاتا ہے اور طبیعت میں انقباض اور ثقل پیدا ہو جاتا ہے، اس لئے شیطان نے یہ نسخہ استعمال کیا کہ کیوں نا؟ پوری قوم کو اس رات سلا دیا جائے تاکہ قوم شب بیداری کے انوارات سے بہرہ ور نہ ہو سکے! اور وہی نوافل کی شیرینی سے لطف اندوز ہو۔ حلوہ کھلا کے سلا دیا جائے تاکہ حلوہ ہی حلوہ رہے۔ جلوہ نہ دیکھ سکے!

Marfat.com

تیسرا جمعہ شعبان

فضائل رمضان

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم امابعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ۔ (البقرہ)

(ترجمہ) اے ایمان والو تم پر روزے فرض کئے گئے جس طرح تم سے پہلی امتوں پر بھی فرض کئے گئے تھے تاکہ تمہارے اندر تقویٰ اور پرہیزگاری پیدا ہو ——!

حضراتِ گرامی! رمضان شریف کی آمد آمد ہے اس مبارک مہینہ کی آمد سے قبل شعبان میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ نہایت ہی تفصیلی خطبہ ارشاد فرمایا جس میں فضائل رمضان۔ اہمیت رمضان اور اعمالِ رمضان کو صحابہ کرام کے سامنے بیان فرمایا تھا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق آج میں بھی آپ حضرات کے سامنے اپنے آقا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہی خطبہ اور آپ کے رمضان شریف کی فضیلت کے متعلق ارشادات بیان کروں گا۔ تاکہ سنتِ نبوی بھی ادا ہو جائے اور رمضان شریف کی اہمیت اور اس کے فضائل بھی آپ حضرات کے سامنے آجائیں۔ تاکہ اس مبارک مہینہ کا زیادہ سے زیادہ احترام اور اس کے اعمال واشغال پر پوری توجہ دی جاسکے!

اس سے قبل کہ میں آپ حضرات کے سامنے اس خطبہ کا آغاز کروں جو زبانِ رسالت سے عظمت رمضان پر بیان ہوا۔ ضروری سمجھتا ہوں کہ عظمتِ رمضان کے سلسلہ میں ان قرآنی آیات کا تذکرہ بھی کرتا چلا جاؤں جو قرآن حکیم میں خصوصیت سے اس ماہ مبارک کے بارے

Marfat.com

میں نازل ہوئی ہیں۔

اوّلاً۔ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ

اے ایمان والو! تم پر رمضان کے روزے فرض کئے گئے ہیں۔ جیسا کہ پہلی امتوں پر فرض کئے گئے تھے۔ تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ!

خطیب کہتا ہے

معلوم ہوا کہ روزہ صرف امت محمدیؐ پر ہی فرض نہیں ہوا بلکہ یہ ایسی روحانی غذا ہے جو پہلی امتوں کو بھی عطا کی گئی تھی!

نتیجہ؟ روزے کا فائدہ اور نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ مسلمان تقویٰ اور طہارت کی زندگی اختیار کر لیتا ہے۔ کیونکہ صوم۔ دراصل اپنی مرضی کو خدا کی مرضی کے تابع کرنے کا عملی مظاہرہ ہے۔!

اپنی مرضی ختم	مولیٰ کی مرضی شروع
کھانا چھوڑ دو	بہت اچھا
پینا چھوڑ دو	بہت اچھا
زبان سے ناپسندیدہ باتیں چھوڑ دو	بہت اچھا
ناپسندیدہ اعمال و افعال چھوڑ دو	بہت اچھا
اپنی مرضی کی ہر ایک چیز چھوڑ دو	بہت اچھا
میری مرضی میں فنا ہو جاؤ	بہت اچھا

یہی عظیم الشان کورس ہے جو رمضان نے دیا۔

اس میں اگر کامیابی حاصل کر لو گے تو

غُفِرَ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ من

اللہ تعالیٰ تمہارے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دے گا۔ ان شاء اللہ

سبحان اللہ

Marfat.com

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنَاتٍ مِنَ الْهُدٰی وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْیَصُمْهُ وَمَنْ كَانَ مَرِیْضًا اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ یُرِیْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰی مَا هَدٰكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝

ماہ رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا جو انسانوں کے لئے سراپا ہدایت ہدایت کی دلیلیں اور حق و باطل میں فارق بن کر آیا تو جو اس رمضان کو پائے تو وہ مہینہ بھر روزے رکھے ! اور جو بیمار ہو یا سفر پر ہو وہ دوسرے دنوں میں رکھ لے۔ خدا آسانی چاہتا ہے سختی نہیں تاکہ تم روزہ کی تعداد پوری کر سکو ! اور یہ روزہ اس لئے فرض ہوا تاکہ تم خدا کے اس ہدایت دینے پر اس کی بڑائی کرو ! اور تاکہ تم شکر بجالاؤ !

خطیب کہتا ہے

اس آیت کریمہ میں روزہ کے مندرجہ ذیل احکامات کا بیان ہوا۔

- ——— روزہ کا مفہوم
- ——— روزہ کی مذہبی تاریخ
- ——— روزہ کی حقیقت
- ——— ایام روزہ کی تحدید
- ——— روزہ کے معذورین کے احکامات
- ——— آخر میں روزہ کے مقاصد

نمبر ۱ ——— لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰی مَا هَدٰكُمْ

تاکہ خدا نے جو تم کو ہدایت کی ہے۔ اس پر اس کی بڑائی بیان فرمائی ہے !

بڑائی صرف اور صرف اللہ ہی کی ہے۔

معلوم ہوا کہ روزے میں بھی مقصود خدا کی توحید کا بیان ہے۔

تکبیر بڑائی سے نعرہ تکبیر۔ اللہ اکبر۔

Marfat.com

یہ سب روزے کے مقاصد ہیں۔ اگر ان کے اظہار میں کمی کرنے لگا تو اس کے دن بھر بھوکا پیاسا رہنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ عقیدہ توحید و رسالت دراصل ہر عبادت کی جان ہے۔

(۲) وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ

تاکہ اس ہدایت کے ملنے پر تم خدا کا شکر کرو !

(۳) لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ

تاکہ تم پرہیزگار بنو، تم میں تقویٰ پیدا ہو !

کھانا پینا خدا کی رضا کے لئے چھوڑا جائے تو اس سے روحانی ترقی ملتی ہے !

موسیٰ علیہ السلام چالیس روز خلوت میں روزہ سے رہے تو

تورات ملی

عیسیٰ علیہ السلام چالیس روز خلوت میں روزہ سے رہے تو

انجیل ملی

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیس روز غارِ حرا میں خلوت میں رہے تو

قرآن ملا

سبحان اللہ

ان آیات بینات سے معلوم ہوا کہ روزہ اپنے اندر بہت سے مقاصد اور روحانی علاج رکھتا ہے جن کو اپنانا اور پورا کرنا ہر مسلمان کا دینی فرض ہے۔ روزہ رکھنا کوئی تفریحی عمل نہیں ہے یا صحت اچھی کرنے کا نسخہ نہیں ہے، بلکہ روزہ رکھنا مسلمان کا دینی فریضہ ہے۔ اس کے بغیر اس کی زندگی میں مرضی مولیٰ پر چلنے کا سلیقہ پیدا نہیں ہو سکتا۔ مولیٰ کی مرضی اور پسند ہی مومن کی حقیقی معراج ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی حلاوت سے ہمیں بہرہ ور فرمائے !

استقبال رمضان بزبان پیغمبر آخر الزمان

حضرات گرامی ! میں نے ابتدا میں عرض کیا تھا کہ رمضان شریف کی آمد سے قبل

Marfat.com

سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ صحابہ کرام کے سامنے اہمیت رمضان اور فضائل رمضان پر ایک جامع خطبہ ارشاد فرمایا تھا جس کی عظمت و رفعت کا کیا کہنا ؟

زبان نبوت کی
اور شان رمضان کی
مقرر بھی اعلیٰ
اور موضوع بھی اعلیٰ
مجمع بھی اعلیٰ اور مسجد بھی اعلیٰ
سبحان اللہ

میرے محبوب فداہ امی وابی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جسے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے زبان نبوت سے سماعت فرما کر بیان فرمایا آپ فرماتے ہیں کہ

خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ آخِرِ يَوْمٍ مِنْ شَعْبَانَ فَقَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ قَدْ اَظَلَّكُمْ شَهْرٌ عَظِيْمٌ. شَهْرٌ مُبَارَكٌ شَهْرٌ فِيْهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِنْ اَلْفِ شَهْرٍ جَعَلَ اللّٰهُ صِيَامَهُ فَرِيْضَةً وَقِيَامَ لَيْلِهٖ تَطَوُّعًا مَنْ تَقَرَّبَ فِيْهِ بِخَصْلَةٍ مِنَ الْخَيْرِ كَانَ كَمَنْ اَدّٰى فَرِيْضَةً فِيْمَا سِوَاهُ وَمَنْ اَدّٰى فَرِيْضَةً فِيْهِ كَانَ كَمَنْ اَدّٰى سَبْعِيْنَ فَرِيْضَةً فِيْمَا سِوَاهُ

وَهُوَ شَهْرُ الصَّبْرِ

وَالصَّبْرُ ثَوَابُهُ الْجَنَّةُ

وَشَهْرُ الْمُوَاسَاةِ

وَشَهْرٌ يُزَادُ فِيْهِ رِزْقُ الْمُؤْمِنِ

مَنْ فَطَّرَ فِيْهِ صَائِمًا كَانَ لَهٗ مَغْفِرَةً لِذُنُوْبِهٖ وَعِتْقَ رَقَبَتِهٖ مِنَ النَّارِ

وَكَانَ لَهٗ مِثْلُ اَجْرِهٖ مِنْ غَيْرِ اَنْ يُنْتَقَصَ مِنْ اَجْرِهٖ شَيْءٌ

قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَيْسَ كُلُّنَا يَجِدُ مَا يُفَطِّرُ بِهِ الصَّائِمَ ؟

Marfat.com

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِي اللّٰهُ هٰذَا الثَّوَابَ
مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا عَلٰى مَذْقَةِ لَبَنٍ اَوْ شَرْبَةٍ مِنْ مَاءٍ وَمَنْ
اَشْبَعَ صَائِمًا سَقَاهُ اللّٰهُ مِنْ حَوْضِيْ شَرْبَةً لَا يَظْمَأُ حَتّٰى
يَدْخُلَ الْجَنَّةَ
وَهُوَ شَهْرٌ اَوَّلُهُ رَحْمَةٌ وَاَوْسَطُهُ مَغْفِرَةٌ وَاٰخِرُهُ عِتْقٌ
مِنَ النَّارِ وَمَنْ خَفَّفَ عَنْ مَمْلُوْكِهٖ فِيْهِ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ وَ
اَعْتَقَهٗ مِنَ النَّارِ (بیہقی شعب الایمان)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ماہ شعبان کی آخری تاریخ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو ایک خطبہ دیا۔ اس میں آپ نے فرمایا اے لوگو تم پر ایک عظمت اور برکت والا مہینہ سایہ افگن ہو رہا ہے اس مبارک مہینہ کی ایک رات (شب قدر) ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اس مہینے کے روزے اللہ تعالیٰ نے فرض کئے ہیں اور اس کی راتوں میں بارگاہِ خداوندی میں کھڑا ہونے کو نفل عبادت مقرر کیا ہے۔ جو شخص اس مہینے میں اللہ کی رضا اور اس کا قرب حاصل کرنے کے لئے کوئی غیر فرض عبادت (یعنی سنت یا نفل) ادا کرے گا تو اس کو دوسرے زمانہ کے فرضوں کے برابر اس کا ثواب ملے گا اور اس مہینے میں فرض ادا کرنے کا ثواب دوسرے زمانے کے ستر فرضوں کے برابر ملے گا۔

یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے یہ ہمدردی اور غم خواری کا مہینہ ہے اور یہی وہ مہینہ ہے جس میں مومن بندوں کے رزق میں اضافہ کیا جاتا ہے جس نے اس مہینے میں کسی روزہ دار کو (اللہ کی رضا اور ثواب حاصل کرنے کے لئے) افطار کرایا تو اس کے لئے گناہوں کی مغفرت اور آتش دوزخ سے آزادی کا ذریعہ ہوگا اور اس کو روزہ دار کے برابر ثواب دیا جائے گا! بغیر اس کے کہ روزہ دار کے ثواب میں کوئی کمی کی جائے!
آپ سے عرض کیا گیا کہ
یارسول اللہ! ہم میں سے ہر ایک کو تو روزہ افطار کرانے کا سامان میسر نہیں

Marfat.com

ہیں ہوتا (تو کیا عجب اس ثواب سے محروم رہیں گے)

آپ نے فرمایا! اللہ تعالیٰ یہ ثواب اس شخص کو بھی دے گا جو دودھ کی تھوڑی سی لسی پر یا صرف پانی کے ایک گھونٹ پر کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرا دے! (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے آگے ارشاد فرمایا کہ) اور جو کوئی کسی روزہ دار کو پورا کھانا کھلا دے اس کو اللہ تعالیٰ میرے حوض (یعنی کوثر) سے ایسا سیراب کرے گا جس کے بعد اس کو کبھی پیاس ہی نہیں لگے گی۔ تا آنکہ وہ جنت میں پہنچ جائے گا۔

(اس کے بعد آپ نے فرمایا) اس ماہِ مبارک کا ابتدائی حصہ رحمت ہے اور درمیانی حصہ مغفرت ہے اور آخری حصہ آتش دوزخ سے آزادی ہے (اس کے بعد آپ نے فرمایا، اور جو آدمی اس مہینہ میں اپنے غلام اور خادم کے کام میں تخفیف اور کمی کر دے گا اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرما دے گا اور اس کو دوزخ سے آزادی اور رہائی دے دے گا!

خطیب کہتا ہے

اس خطبہ کے چند نکات سماعت فرمائیں!

اس خطبہ میں ماہِ رمضان کی سب سے بڑی اور پہلی عظمت و فضیلت یہ بیان فرمائی گئی ہے کہ اس میں ایک ایسی رات ہوتی ہے جو ہزار دنوں اور راتوں سے نہیں، بلکہ ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

اس لیلۃ القدر نے ہزار مہینوں سے بہتر ہونے کا مطلب یہ سمجھنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ سے تعلق رکھنے والے اور اس کے قرب و رضا کے طالب بندے اس ایک رات میں قرب الٰہی کی اتنی مسافت طے کر سکتے ہیں جو دوسری ہزاروں راتوں میں طے نہیں ہو سکتی ہم جس طرح اپنی اس مادی دنیا میں دیکھتے ہیں کہ تیز رفتار ہوائی جہاز یا راکٹ کے ذریعے اب ایک دن بلکہ ایک گھنٹہ میں اس سے زیادہ مسافت طے کی جا سکتی ہے جتنی پرانے زمانے میں سینکڑوں دنوں میں طے ہوا کرتی تھی۔

اسی طرح حصول رضائے خداوندی اور قرب الٰہی کے سفر کی رفتار لیلۃ القدر میں اتنی

Marfat.com

تیز کر دی جاتی ہے کہ جو بات صادق طالب علموں کو سینکڑوں مہینوں میں حاصل نہیں ہو سکتی وہ اس مبارک رات میں حاصل ہو جاتی ہے۔

اسی طرح

اور اسی کی روشنی میں حضورؐ کے اس ارشاد کا مطلب بھی سمجھنا چاہیئے کہ اس مہینہ میں جو شخص کسی قسم کی نفلی نیکی کرے گا۔ اس کا ثواب دوسرے زمانہ کی فرض نیکی کے برابر ملے گا! اور فرض نیکی کرنے والے کو دوسرے زمانے کے ستر فرض ادا کرنے کا ثواب ملے گا! گویا لیلۃ القدر کی خصوصیت تو رمضان المبارک کی ایک مخصوص رات کی خصوصیت ہے! لیکن نیکی کا ثواب ستر گنا ملنا یہ رمضان المبارک کے ہر دن اور ہر رات کی برکت اور فضیلت ہے!

ثانی اس خطبہ میں رمضان کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ یہ صبر اور غم خواری کا مہینہ ہے دینی زبان میں صبر کے اصل معنی ہیں اللہ کی رضا کے لئے اپنے نفس کی خواہشوں کو دبانا اور تلخیوں اور ناگواریوں کو جھیلنا ظاہر ہے کہ روزہ کا اول و آخر بالکل یہی ہے! اسی طرح روزہ رکھ کر ہر روزہ دار کو تجربہ ہوتا ہے کہ فاقہ کیسی تکلیف کی چیز ہے اس سے اس کے اندر ان غربا اور مساکین کی ہمدردی اور غم خواری کا جذبہ پیدا ہونا چاہیئے! جو بیچارے ناداری کی وجہ سے فاقوں پر فاقے کرتے ہیں۔ اس لئے رمضان کا مہینہ بلاشبہ صبر اور غم خواری کا مہینہ ہے!

ثالثاً ارشاد فرمایا کہ ——— اس بابرکت مہینہ میں اہل ایمان کے رزق میں اضافہ کیا جاتا ہے! اس کا تجربہ تو ہر روزہ دار صاحب ایمان کو ہوتا ہے کہ رمضان المبارک میں جتنا اچھا اور جتنی فراغت سے کھانے پینے کو ملتا ہے باقی گیارہ مہینوں میں اس قدر نصیب نہیں ہوتا! خواہ اس عالم اسباب میں وہ کسی بھی راستے سے آئے سب اللہ ہی کے حکم سے اور اسی کے فیصلے سے آتا ہے!

رابعاً خطبہ کے آخر میں ارشاد فرمایا گیا کہ

Marfat.com

اَوَّلُهٗ رَحْمَةٌ
وَاَوْسَطُهٗ مَغْفِرَةٌ
وَآخِرُهٗ عِتْقٌ مِنَ النَّارِ

چونکہ رمضان کی برکتوں سے مستفید ہونے والے بندے بھی تین طرح کے ہوتے ہیں۔ اس لئے اس کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا۔

اوّل ایسے افراد جو نیک ہیں اور ہمیشہ صلاح و تقویٰ سے زندگی گزارتے ہیں۔ اور جب کبھی ان سے کوئی خطا اور لغزش ہو جاتی ہے تو اسی وقت توبہ اور استغفار سے اس کی صفائی اور تلافی کر لیتے ہیں۔

تو ان بندوں پر تو شروع مہینہ ہی سے بلکہ اس کی پہلی رات سے اللہ کی رحمتوں کی بارش ہونے لگتی ہے!

ثانیاً دوسرا طبقہ ان لوگوں کا ہے جو ایسے متقی اور پرہیزگار تو نہیں ہوتے لیکن اس لحاظ سے اتنے گئے گزرے بھی نہیں ہیں! تو ایسے لوگ جب رمضان کے ابتدائی حصے میں روزوں اور دوسرے اعمال خیر اور توبہ و استغفار کے ذریعے اپنے احوال کو بہتر اور اپنے کو رحمت و مغفرت کے لائق بنا لیتے ہیں تو درمیانی حصے میں ان کی بھی مغفرت اور معافی کا فیصلہ فرما دیا جاتا ہے!

ثالثاً تیسرا طبقہ ان لوگوں کا ہے جو اپنے نفسوں پر بہت ظلم کر چکے ہیں اور ان کا حال بڑا ابتر رہا ہے اور اپنی بداعمالیوں سے وہ گویا دوزخ کے پورے پورے مستحق ہو چکے ہیں۔ وہ بھی جب رمضان کے پہلے اور درمیانے حصے میں عام مسلمانوں کے ساتھ روزے رکھ لیں اور توبہ و استغفار کر کے اپنی سیاہ کاریوں کی کچھ صفائی اور تلافی کر لیتے ہیں تو اخیر عشرہ میں (جو دریائے رحمت کا جوش کا عشرہ ہے) تو اللہ تعالیٰ دوزخ سے ان کی بھی نجات اور رہائی کا فیصلہ فرما دیتا ہے!

اس سے پہلا حصہ رحمت کا
دوسرا حصہ مغفرت کا

Marfat.com

تیسرا حصہ دوزخ سے آزادی
پوری امت کے تمام طبقوں پر محیط ہو گیا
اگر یوں کہہ لیا جائے تو اور مختصر ہو جائے گا
پہلے حصہ میں وہی روزہ رکھے گا جسے رحمت کھینچ لائے گی
دوسرے حصے میں وہی داخل ہو گا جسے رحمت نے بخشش کی طرف دھکیل دیا۔
دوزخ سے آزادی اسی کو ملے گی جس کو رحمت خداوندی اور مغفرت خداوندی
نے رمضان کے روزوں کی توفیق دی۔

سبحان اللہ

اس سے ارشادات رسول کا اور بھی مطلب واضح ہو گیا۔
اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے دریائے رحمت سے حصہ عطا فرمائے

روزہ کی قیمت اور صلہ

حضرات گرامی! اب میں آپ حضرات کے سامنے چند احادیث رسول بیان کرتا ہوں جن سے روزہ کی قدر و قیمت اور اس کا جو صلہ روزہ دار کو ملے گا۔

عَنْ سَهْلِ ابْنِ سَعْدٍ قَالَ اِنَّ فِی الْجَنَّةِ بَابًا یُقَالُ لَهُ رَیَّانُ یَدْخُلُ مِنْهُ الصَّائِمُوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ لَا یَدْخُلُ مِنْهُ اَحَدٌ غَیْرُهُمْ فَقَالَ اَیْنَ الصَّائِمُوْنَ ؟ فَیَقُوْمُوْنَ لَا یَدْخُلُ مِنْهُ اَحَدٌ غَیْرُهُمْ فَاِذَا دَخَلُوْا اُغْلِقَ فَلَمْ یَدْخُلْ مِنْهُ اَحَدٌ

(بخاری مسلم)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت کے دروازوں میں ایک خاص دروازہ ہے جس کو "باب الریان" کہا جاتا ہے اس دروازہ سے قیامت کے دن صرف روزہ داروں کا داخلہ ہو گا۔ ان کے سوا کوئی اس دروازہ سے داخل نہیں ہو سکے گا۔ اس دن پکارا جائے گا کہ کہاں ہیں وہ بندے جو اللہ کے لئے روزے رکھا کرتے تھے! اور بھوک پیاس کی تکلیف اٹھایا

Marfat.com

کرتے تھے! وہ اس پکار پر چل پڑیں گے۔ ان کے سوا کسی اور اس دروازہ سے داخلہ نہیں ہو سکے گا۔ جب وہ روزہ دار اس دروازے سے جنت میں پہنچ جائیں گے تو یہ دروازہ بند کر دیا جائے گا۔ پھر کسی کا اس دروازے سے داخلہ نہیں ہو سکے گا!

خطیب کہتا ہے

روزہ میں جس چیز کا احساس سب سے زیادہ ہوتا ہے اور جو روزہ دار کی سب سے بڑی قربانی ہے، وہ اس کا پیاسا رہنا ہے اس لئے اس کو جو صلہ اور انعام دیا جائے گا اس میں سب سے زیادہ نمایاں اور غالب پہلو سیرابی کا ہونا چاہیئے۔ اسی مناسبت سے جنت میں روزہ داروں کے داخلہ کے لئے جو مخصوص دروازہ مقرر کیا گیا ہے! اس کی خاص صفت سیرابی و شادابی ہے!

"ریان" کے لغوی معنی ہیں۔ پورا پورا سیراب! یہ بھرپور سیرابی اسی دروازہ کی صفت ہے جس سے روزہ داروں کا داخلہ ہوگا۔ آگے جنت میں پہنچ کر جو کچھ اللہ تعالیٰ کے انعامات ان پر ہوں گے! ان کا علم تو بس اللہ تعالیٰ ہی کو ہے جس کا ارشاد ہے۔

اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِهٖ

بندہ کا روزہ بس میرے لئے ہے اور میں خود ہی اس کا صلہ دوں گا۔

روزہ اور قرآن شفاعت کریں گے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الصِّيَامُ وَالْقُرْاٰنُ يَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ۔ يَقُوْلُ الصِّيَامُ اَیْ رَبِّ اِنِّیْ مَنَعْتُهُ الطَّعَامَ وَالشَّهَوَاتِ بِالنَّهَارِ فَشَفِّعْنِیْ فِيْهِ وَيَقُوْلُ الْقُرْاٰنُ مَنَعْتُهُ النَّوْمَ بِاللَّيْلِ فَشَفِّعْنِیْ فِيْهِ فَيُشَفَّعَانِ۔ (بیہقی)

حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ اور قرآن دونوں بندے کی سفارش کریں گے! یعنی اس بندے کی جو دن میں روزہ رکھے گا اور رات میں اللہ کے حضور کھڑے ہو کر اس کا پاک کلام قرآن مجید پڑھے یا سنے گا۔ روزہ عرض کرے گا! اے میرے پروردگار! میں نے اس بندے کو

Marfat.com

کھانے پینے اور نفس کی خواہش کو پورا کرنے سے روکے رکھا تھا آج میری سفارش اس کے حق میں قبول فرما اور اس کے ساتھ مغفرت و رحمت کا معاملہ فرما اور قرآن کہے گا کہ میں نے اس کو رات کے سونے اور آرام کرنے سے روکے رکھا تھا اخداوندا۔ آج اس کے حق میں میری سفارش قبول فرما اور اس کے ساتھ بخشش اور عنایت کا معاملہ فرما! چنانچہ روزہ اور قرآن دونوں کی سفارش اس بندہ کے حق میں قبول فرمائی جائے گی اور اس کے لئے جنت اور مغفرت کا فیصلہ فرمادیا جائے گا!

خطیب کہتا ہے

رمضان۔ قرآن
رمضان بھی
قرآن بھی
اور اس بندہ رحمان کو بھی مبارک
جو رمضان اور قرآن کی سفارش سے نجات پاگیا
اللہ تعالیٰ یہ سفارش ہم سب کو نصیب فرمائے

روزہ دار کے سفارشی
مبارک
مبارک

روزے کا تقاضہ

حضرات گرامی! اب تقریر کے آخر میں آپ حضرات کے سامنے اس حدیث رسول کا تذکرہ کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ جس میں روزے نے ہم سے بھی کچھ تقاضا کیا ہے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ یَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِہٖ فَلَیْسَ لِلّٰہِ حَاجَۃٌ اَنْ یَّدَعَ طَعَامَہٗ وَشَرَابَہٗ

(بخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو آدمی روزہ رکھتے ہوئے باطل کلام اور باطل کام نہ چھوڑے تو اللہ کو اس کے بھوکے پیاسے رہنے کی ضرورت نہیں۔

Marfat.com

خطیب کہتا ہے

جھوٹ اور جھوٹوں سے میل جول چھوڑنا ضروری !

غیر شرعی مجالس میں جانے سے اعراض ضروری !

بدعات اور شرک سے بھرپور مجالس کی شرک سے اجتناب ضروری !

کتاب وسنت کے خلاف محافل سے پرہیز ضروری !

اگر جھوٹ۔ فریب۔ مکر۔ رسوم و بدعات شرک اور منکرات سے نہیں بچتا تو اس کے روزہ کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

حضراتِ گرامی ! آپ حضرات کے سامنے قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ اور ارشادات پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے رمضان اور روزے کی اہمیت اور برکات پر تفصیل سے گزارشات کی ہیں۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو رمضان شریف کے روزے اور اس کے پورے اعمال ادا کرنے کی توفیق نصیب فرمائے تاکہ ہم بھی ان بشارات کے مستحق ہو سکیں جو روزے داروں کے لئے مخصوص کی گئی ہیں۔

وَآخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العٰلمین

Marfat.com

چوتھا خطبہ

جمعہ شعبان

عظمتِ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ وَاَزْوَاجُہٗ اُمَّھٰتُھُمْ

نبی زیادہ حق دار ہے مومنین کی جانوں کا اور اس کی ازواج مسلمانوں کی مائیں ہیں

یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ

اے نبی کی بیویو! تم اور عورتوں کی طرح نہیں ہو!

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی الْاَشْعَرِیِّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَمُلَ مِنَ الرِّجَالِ کَثِیْرٌ وَلَمْ یَکْمُلْ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَرْیَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَاٰسِیَۃُ امْرَاَۃُ فِرْعَوْنَ وَفَضْلُ عَائِشَۃَ عَلَی النِّسَآءِ کَفَضْلِ الثَّرِیْدِ عَلٰی سَائِرِ الطَّعَامِ ۔ (بخاری فضل عائشہ)

ابو موسیٰ اشعری (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مردوں میں بہت سے کامل گزرے لیکن عورتوں میں مریم بنت عمران آسیہ زوجہ فرعون کے سوا کوئی کامل پیدا نہ ہوئی اور عائشہ کو عورتوں پر اسی طرح فضیلت حاصل ہے جس طرح ثرید (ثرید ایک عربی کھانا ہے جو روٹی کو شوربے میں بھگو کر تیار کیا جاتا ہے! اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عربوں میں بہت اعلیٰ غذا سمجھی جاتی تھی) کو دوسرے کھانوں پر۔ (بخاری)

Marfat.com

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا تَزَوَّجْتُ شَیْئًا مِنْ نِّسَائِیْ وَلَا زَوَّجْتُ شَیْئًا مِنْ بَنَاتِیْ اِلَّا بِوَحْیٍ جَاءَنِیْ بِہٖ جِبْرِیْلُ عَنْ رَبِّیْ۔ (رزین قالہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے جب بھی کسی عورت سے نکاح کیا۔ یا اپنی بیٹیوں کے رشتے کئے ہیں تو یہ تمام میرے رب کے حکم سے ہوئے اور جبرئیل نے آکر اس کی تصدیق فرمائی!

حضراتِ گرامی! اس وقت میں نے آپ حضرات کے سامنے دو آیتیں تلاوت کی ہیں اور دو حدیثیں پڑھی ہیں جن میں مشترکہ طور پر یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ سیدہ طاہرہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا مقام و مرتبہ اس طرح بلند و بالا ہے کہ اس کی مثال چراغ رخ زیبا لے کر بھی تلاش نہیں کی جا سکتی۔

- سیدہ عائشہ صدیقہؓ کا ام المومنین ہونا
- آپ کے مثل امت کی عورتوں میں کسی کا نہ ہونا
- آپ کی فضیلت تمام عورتوں پر ایسے ہونا جیسے ثرید کی تمام کھانوں پر
- آپ کا نکاح حکم خداوندی سے ہونا

سیدہ طاہرہ کے یہ فضائل ایسے ہیں جو آپ کو پوری امت میں ایک نمایاں اور ممتاز مقام عطا کرتے ہیں!

حضرات گرامی! یوں تو حضرت سیدہ صدیقہ طاہرہؓ کے فضائل و مناقب قرآن و حدیث میں بے شمار بیان کئے گئے ہیں مگر میں آپ کے سامنے اختصار کے ساتھ آپ کی حیاتِ طیبہ کے دو پہلوؤں پر روشنی ڈالوں گا جس سے آپ کی عظمت و رفعت آپ کے سامنے روز روشن کی طرح عیاں ہو جائے گی۔ وہ دو پہلو اس طرح سے ہوں گے؟

۱۔ سیدہ کا مقام خدا کی نظر میں

۲۔ اور

Marfat.com

سیدہ کا مقام مصطفٰے کی نظر میں

گویا کہ

ایک نشست کا مقرر خدا ہوگا

اور عنوان

فضائل حبیبۂ خدا عائشہ صدیقہ ہوگا

اور ایک نشست کا مقرر مصطفٰے ہوگا

اور عنوان

عظمت عائشہ صدیقہؓ ہوگا

سبحان اللہ

کیسی شان ہوگی طاہرہ کی

جب بیان خدا کا ہوگا اور شان عائشہ کی ہوگی !

اور کیا شان ہوگی ۔ حبیبۂ حبیب خدا کی

جب بیان مصطفٰے کا ہوگا اور شان عائشہ کی ہوگی !

سبحان اللہ

حضرات گرامی ! سب سے پہلے میں آپ حضرات کے سامنے اس تاریخی واقعہ کا تذکرہ کروں گا ! جسے " افک عائشہ " کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے منافقین مدینہ نے بڑی ڈھٹائی سے سیدہ پر ایک سراسر بے بنیاد اور جھوٹا بہتان باندھا تھا جو بہتان جس قدر بڑا تھا اس کی صفائی بھی اسی بڑے پیمانے سے دی گئی جو آج تک سورہ نور کے شاہپاروں میں محفوظ ہے ! بخاری شریف میں اس کی تفصیل یوں بیان کی گئی ہے کہ نجد کے قریب مریسیع نامی بنی مصطلق کا ایک چشمہ تھا ۔ شعبان ۵ ہجری میں مسلمان اسی چشمہ کے پاس ان سے معرکہ آرا ہوئے تھے ! چونکہ یہ معلوم تھا کہ یہاں کوئی خونریز جنگ نہ ہوگی اس لئے منافقوں کی ایک بہت بڑی تعداد فوج میں شریک ہوگئی تھی !

ابن سعد کہتے ہیں کہ وَخَرَجَ مَعَهُ بَشَرٌ كَثِيرٌ مِنَ الْمُنَافِقِينَ لَمْ

Marfat.com

یَخْرُجُ فِی غَزَاۃٍ قَطُّ مِثْلُھَا (ابن سعد منازی)

اس غزوہ میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سفر میں جانے کے لئے جس رفیقہ حیات کا نام قرعے میں آیا۔ وہ سیدہ طاہرہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں گویا کہ یہ قدرت کا انتخاب تھا ہی اس لئے کہ اس سفر میں عائشہ کا امتحان بھی بڑا ہوگا اور پھر عائشہ کے لئے انعام بھی بڑا ہوگا۔ ماشاء اللہ۔ سبحان اللہ۔

سیدہ عائشہ رفیقہ نبوت تھیں

بغیر ہی فتح

مسلمانوں کا لشکر جونہی بنی مصطلق پہنچتا ہے ان لوگوں نے ہتھیار ڈال دیئے اور اس طرح قبیلہ بنو مصطلق بغیر کسی مزاحمت کے فتح ہو گیا۔ سرکار دو عالم نے واپسی کی تیاری فرمائی اور صحابہؓ کو روانگی کا حکم دیا۔ یوں مسلمانوں کا لشکر رواں دواں ہوا۔ رات ہو گئی تو راستہ میں ایک مقام پر پڑاؤ ڈالنے کا حکم دیا۔ تمام لشکر نے رات بھر آرام کیا۔ پچھلے پہر لشکر روانگی کو تیار تھا کہ حضرت عائشہ قضائے حاجت کے لئے قافلہ سے ذرا دور نکل کر باہر آڑ میں چلی گئیں۔ فارغ ہو کر جب لوٹیں تو اتفاق سے گلے پر ہاتھ پڑ گیا۔ دیکھا تو ہار نہ تھا ایک تو کم سنی اور پھر مانگے کی چیز پھر اگر وہیں ڈھونڈنے لگیں۔ سفر کی ناتجربہ کاری کی بنا پر ان کو یقین تھا کہ قافلہ کی روانگی سے پہلے ہی ہار ڈھونڈ کر واپس آ جاؤں گی! اس بناء پر نہ کسی کو واقعہ کی اطلاع کی اور نہ ہی کجاوہ اٹھانے والے آدمیوں کو اپنے انتظار کا حکم دے کر گئیں۔

ساربان حسب دستور محمل کو اونٹ پر رکھ کر قافلہ کے ساتھ روانہ ہو گئے۔ تھوڑی دیر کی تلاش میں ہار مل گیا۔ ادھر قافلہ چل چکا تھا۔ پڑاؤ پر آئیں تو یہاں سناٹا تھا!

خطیب کہتا ہے

ایک مقام پر مسئلہ علم غیب اور مسئلہ حاضر و ناظر خود بخود حل ہو جاتا ہے۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قافلہ کو روانگی کا حکم دے دیا۔ اگر آپ کو خبر ہوتی کہ عائشہ محمل میں نہیں ہیں تو کیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قافلہ کو روانگی کا حکم دے سکتے تھے!

Marfat.com

اس سے معلوم ہوا کہ ذرے ذرے کی خبر رکھنا اور حاضر و ناظر ہونا یہ اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی کے ساتھ خاص ہے۔

اس کے سوا نہ تو کوئی عالم الغیب ہے اور نہ ہی حاضر و ناظر ہے۔

علم غیبے کس نمے داند بجز پروردگار
ہر کسے گفتے کہ من دانم باو باور مدار
مصطفٰے ہرگز نہ گفتے تا نہ گفتے جبرائیل
جبرائیلش ہم نہ گفتے تا نہ گفتے کردگار

حضرات محترم! سیدہؓ نے جب قافلے کو وہاں نہ پایا تو مجبوراً چادر اوڑھ کر وہیں پڑی رہیں کہ جب لوگ محمل میں نہ پائیں گے تو خود لینے آئیں گے۔ صفوان ابن معطل (رضی اللہ عنہ) ایک صحابی تھے جو چھوٹے سپاہیوں اور فوج کی گری پڑی چیز کے انتظام کے لئے لشکر کے پیچھے پیچھے رہتے تھے۔ صبح کو جب وہ پڑاؤ پر آئے تو ان سے انہیں کوئی چیز دکھائی دی۔ قریب آکر معلوم ہوا کہ سیدہ عائشہ صدیقہ طاہرہؓ ہیں۔ آپ نے انا للہ پڑھا آواز سن کر حضرت عائشہ صدیقہ سوتے سے چونک پڑیں۔ صفوان نے اپنا اونٹ بٹھایا اور ان کو سوار کر کے اگلی منزل کا راستہ لیا۔ اور قافلہ نے دوپہر کا کیا ہی تھا کہ محمل سامنے نظر آیا۔ صفوان کے ہاتھ میں اونٹ کی مہار تھی اور حضرت عائشہ محمل میں سوار تھیں۔ یہ نہایت معمولی واقعہ تھا اور اکثر سفر میں پیش آتا ہے۔ آج ہر زمانے میں بھی اس قسم کے واقعات کثرت سے پیش آتے ہیں۔

کمینگی کی انتہا

عبداللہ ابن ابی جو رئیس المنافقین تھا۔ جو نبیؐ و صدیقؓ کا ازلی دشمن تھا جس کا دل اور چہرہ جل بھن کر سیاہ ہو چکا تھا! اس نے پورے مدینے میں یہ افواہ پھیلا دی کہ معاذ اللہ عائشہ کا دامن عصمت داغدار ہو گیا معاذ اللہ معاذ اللہ یہ اس کے نبی و صدیق کے بغض میں بھرے ہوئے دل کی آواز تھی جسے پورے مدینے میں ڈھنڈورچی اور بے حیائی سے پھیلایا اور اس پر دنیائے کفر و نفاق کی تمام قوتیں صرف کر دیں۔ استغفر اللہ

Marfat.com

خطیب کہتا ہے

منافقین شروع سے ہی رسول اور صداقت کے دشمن ہیں

سوال یہ ہے ؟ منافقین نے صدیقؓ کی عفت مآب بیٹی کو ہی اس کا نشانہ کیوں

بنایا ؟

جواب ظاہر ہے کہ منافقین کے ہاں یہ طے شدہ منصوبہ تھا کہ "نبیؐ اور صدیقؓ"

اسلام کے دو ستون اعظم ہیں۔ ان پر حملہ پورے اسلام پر حملہ ہوگا۔

ان کی رسوائی۔ پورے اسلام کی رسوائی ہوگی۔ اس لئے اسلام کے بنیادی ستونوں پر

کرنا منافقین کے تصور میں ضروری تھا اور یہی انہوں نے کیا !

منافق کل کا ہو یا منافق آج کا ہے !

اس کو صدیقؓ کی عزت نہ کل اچھی لگتی تھی اور نہ آج

اور اسی طرح

اس کو صدیقہؓ کی عزت نہ کل اچھی لگتی تھی اور نہ آج

مسلمان خواہ کل کا ہو خواہ آج کا

صدیقؓ اور صدیقہؓ کی عزت کا پہلے بھی امین تھا

اور

آج بھی حفاظت صدیقؓ اور عزت صدیقہؓ

مومن کے ایمان کا کل بھی حصہ تھا اور آج بھی !

مدینہ سوگوار ہو گیا

سیدہ عائشہؓ پر بہتان کوئی معمولی بات نہ تھی۔ جونہی ہی اس بہتان

کی افواہ صحابہ رسول کے حسی پریشانی و اضطراب کے طوفان

برپا ہو گئے ہر آنکھ آنسوؤں سے بھر گئی۔ سبحان اللہ ھذا بہتان عظیم کی آواز سے

در و مدینہ گونج اٹھا۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کلیجہ شق ہو گیا۔ ام رومانؓ پر سکتہ طاری

ہو گیا۔ خود سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے تقاضائے غیرت و غیرین آیات کی اور وحی کی لہر

Marfat.com

دوڑگئی بیوی جو نبوّت کی زندگی کی تصویر ہوتی ہے اور عائشہ جیسی بیوی جو صرف بیوی ہی نہ تھی بلکہ معلّم اخلاق کی پرائیویٹ زندگی کی آئینہ دار اور نبوّت کی خلوت و جلوت کی آئینہ اور خواتین اسلام کی معلمہ۔ اور نبوّت کے مدرسۃ البنات کی معلمہ اعلیٰ ۔ اور پرنسپل ۔ رنج و الم کے پہاڑ ٹوٹ گئے مگر مجال ہے کہ کسی مسلمان کے دل میں ذرہ برابر بھی حضرت عائشہ کی عفت و عصمت کے متعلق پر کوئی حرف آیا ہو! سب کی سوچ ایک تھی سب کا نظریہ ایک تھا! سب کا عقیدہ ایک تھا کہ عائشہ رضؓ عصمت و عفت کی پیکر ہیں۔ عائشہ رضؓ صداقت و طہارت کی زندہ تصویر ہیں۔ عائشہ رضؓ کی گرد راہ سے بھی عفت و پاکیزگی کے چشمے پھوٹتے ہیں۔

دنیا عفت و عصمت کو تلاش کرتی ہے

اور عفت و عصمت عائشہ رضؓ کو تلاش کرتی ہیں

مدینہ سوگوار ہو جاتا ہے مگر ابھی تک سیّدہ کو اس افواہ اور الزام کا علم تک نہیں ہے۔ وہ رات کو قضائے حاجت کے لئے باہر جا رہی ہیں تو راستے میں ام مسطح جو ہمراہ تھیں ٹھوکر کھا گئیں۔ منہ سے بے ساختہ مسطح کے لئے بد دعا نکل گئی۔

سیّدہ نے منع فرمایا تو ام مسطح نے فرمایا بیٹی تجھے معلوم نہیں کہ تجھ پر منافقین مدینہ نے جو الزام لگایا ہے اس میں مسطح بھی ان کا شکار ہو گئے ہیں۔

ہیں ——— مجھ پر الزام ؟ کیسا الزام۔ کیا الزام سیدہ نے پریشان ہو کر پوچھا ———

تو ام مسطح نے تمام کا تمام واقعہ سنا دیا ——— سیّدہ باہر جانا بھول گئیں۔ اسی قدموں سے واپس لوٹیں مگر زندگی کی بہاریں ختم ہو چکی تھیں۔ دل ڈوب ڈوب جا رہا تھا۔ پورا مدینہ تاریک نظر آ رہا تھا۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے ہیں تو آپ کی نظروں میں بھی وہ پیار، وہ محبت و وہ مٹھاس نہ دیکھی تو اور بھی سیّدہ سوگوار ہو گئی کیونکہ

خدا کی قسم نہ اُٹھ سکے گا قیامت تک

جسے تو نے نظروں سے گرا کر پھینکا

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے ہیں لوگ گھر میں داخل ہو جاتے ہیں ——

Marfat.com

ے بیٹھے ۔ ان کا کیا حال ہے یہ جگر خراش منظر سیدہ سے نہ دیکھا گیا۔ ناز سے
رض کیا کہ طبیعت زیادہ خراب ہے اگر اجازت ہو تو میکے چلی جاؤں ؟ خیال تھا ۔۔
ھ سے محبت کرنے والا رسولؐ مجھے اجازت نہیں دے گا۔

وہ تو گلاس میں وہیں سے پانی پیتے ہیں جہاں پر میں منہ لگا کر پیتی ہوں، وہ تو اپنے
منہ سے نکال کر مجھے دودھ پلایا کرتے ہیں۔

وہ تو مجھے پیار سے کبھی حمیرا کہتے ہیں

وہ تو پیار سے مجھے کبھی عائشہ کہتے ہیں

بھلا وہ مجھے کیسے جانے کی اجازت دیں گے

لیکن میرے پاؤں سے زمین نکل گئی !

جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اچھا چلی جاؤ !

میں گھر سے میکے گھر کو چلی !

مگر اداس ہو کر !

آزردہ خاطر ہو کر !

دل ٹوٹا ہوا۔ پاؤں بوجھل

ابا کیا کہیں گے ؟

امی کیا کہیں گے ؟

یَالَیْتَنِیْ مِتُّ قَبْلَ ھٰذَا وَکُنْتُ نَسْیًا مَّنْسِیًّا ۔

گھر پہنچی تو دیکھا ـــــ صدیقہ اکبرؓ رو رو کر نڈھال ہو چکے ہیں۔ والدہ کی جان
میں جان نہیں ہے۔ نہ ان کے آنسو رکتے ہیں نہ میرے آنسو تھمتے ہیں۔ میرا خیال تھا وہ
مجھے کوئی دلاسہ دیں گے ! وہ مجھے کیا دلاسہ دیتے۔ ان کی اپنی دنیا اجڑ چکی تھی !

اداسی ـــ مایوسی ـــ رنج والم پورا ماحول رنج والم میں ڈوبا ہوا ـــــ

Marfat.com

مدینہ میں شوہر اور عفت عائشہؓ پر ایمان افروز بیانات

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی بیوی سے پوچھتے ہیں کہ کیا تجھ سے اگر کوئی یہ کہتا تو تم مان جاتیں فرمایا استغفر اللہ حسن شریف زادی کے متعلق اس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ حضرت ابو ایوبؓ نے فرمایا کہ عائشہؓ تم سے ہزارہا درجہ شریف ہیں۔

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ چادر عائشہؓ داغدار نہیں ہو سکتی۔

آپ نے حضرت علیؓ سے دریافت فرمایا تو حضرت علیؓ نے کہا دنیا میں عورتوں کی کمی نہیں (یعنی اگر لوگوں کے کہنے سے پریشان ہے تو خادمہ سے پوچھ لیا جائے وہ سچ سچ بتا دے گی۔ کیونکہ اس کا ہر وقت گھر میں ساتھ رہتا ہے۔

خطیب کہتا ہے

اگر خادمہ گھر میں رہتی ہے وہ سچ سچ بتا دے گی

تو کیوں نا عائشہ سے پوچھ لیا جائے

کہ خلیفہ اول کون ہیں، وہ بھی حضورؐ کے گھر میں رہتی تھیں وہ بھی سچ سچ بتا دیں گی کہ۔

خلیفہ اول سیدنا صدیق اکبرؓ ہیں

دنیا کی کوئی طاقت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے خلافت کا اول ممبر والمین نہیں لے سکتی۔

حضرات گرامی! خادمہ سے پوچھا گیا تو وہ واقعہ اس کی سمجھ میں ہی نہ آیا یہ خانہ داری کے متعلق ان کی حالت کا استفسار تھا بھی بولی کہ اور تو کوئی بات نہیں ہے ہاں بچہ سلاتی ہے تو بچہ ہی اٹھا لیا جاتا ہے اب صاف نظر آ رہا ہے ابن ام عبد سے پوچھا گیا تو اس نے کہا سبحان اللہ خدا کی قسم میں طرح طرح کے [illegible] کو جانتا ہے۔ اسی طرح میں ان کو جانتی ہوں [illegible] زوجۂ اطہر۔

Marfat.com

نبیؐ عائشہؓ کے ہاں

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن حضرت عائشہؓ کے پاس تشریف لے گئے وہ بستر علالت پر تھیں۔ آنکھیں آنسوؤں سے پرنم تھیں۔ والدین داہنے بائیں تیمار داری میں مصروف تھے آپ قریب جا کر بیٹھ گئے اور حضرت عائشہؓ سے خطاب کر کے فرمایا عائشہؓ ؟ اگر تم سے بالفرض گناہ ہو گیا ہے تو توبہ کرو خدا قبول کرے گا اور تم گناہ گار نہیں ہو تو خود خدا تمہاری طہارت و پاکیزگی بیان کرے گا ! والدین کو اشارہ فرمایا کہ آپ بھی ان کو سمجھائیں ؟

والدین کیا سمجھائیں اور پیغمبرؐ انہیں کیا کہے۔ کیسے ان کی صفائی دے !

خطیب کہتا ہے

اگر حضورؐ صفائی دیتے ہیں تو لوگ کہیں گے کہ خاوند بیوی کی صفائی دے رہا ہے۔
اگر لوگ صفائی دیتے ہیں تو لوگ کہیں گے کہ مرید پیر کی صفائی دے رہے ہیں۔
اگر صدیقؓ صفائی دیتا ہے تو لوگ کہیں گے کہ والد بیٹی کی صفائی دے رہا ہے !
اگر ام رومان صفائی دیتی ہیں تو لوگ کہیں گے کہ والدہ بیٹی کی صفائی دے رہی ہے
اگر عائشہؓ خود اپنی صفائی دیتی ہے تو لوگ کہیں گے کہ اپنی صفائی ہر کوئی دیتا ہے

اس لئے سیدہؓ نے کہا

کہ میرا معاملہ تو یوسف علیہ السلام کے والد کی طرح ہے !
فرماتی ہیں کہ مجھے رنج اور دکھ میں حضرت یعقوب علیہ السلام کا نام بھی یاد نہ رہا۔
جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام کے والد نے اپنی کشتی خدا کے حوالے کر دی تھی۔
میں بھی اپنی کشتی خدا کے حوالے کرتی ہوں۔

عمرؓ کا عطائی جواب

وَاللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰی مَا تَصِفُوْنَ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کر دروازے سے باہر آئے تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے سامنا ہو گیا !
فرمایا عمرؓ تمہارا عائشہؓ کے بارے میں کیا خیال ہے۔
عمرؓ بولے ـــــ حضورؐ ؟ یہ نکاح میں لے کر آیا ہے۔

Marfat.com

فرمایا نہیں ! اور کسی نے کرایا ہے ؟
فرمایا نہیں ؟
عائشہؓ سے آپ کا نکاح کس نے کرایا ؟
فرمایا اللہ نے !
عرض کیا کہ اللہ پھر ایسا بھولا نہیں ہے کہ
نبی پاک ہو اور بیوی ناپاک دے
سُبْحَانَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ
سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم عمرؓ کا یہ جواب سن کر آگے نہ بڑھ سکے۔ فوراً عائشہ کے پاس تشریف لے گئے اور پیشانی پر وحی کے آثار نمایاں ہونے لگے !
صدیق وام رومان سہم گئے نامعلوم کیا فیصلہ ہوتا ہے۔ جان میں جان نہ رہی۔
ارشاد ہوتا ہے جبرائیل ؟
جی رب جلیل ؟
فرمایا ـــ جاؤ عائشہ کی صداقت کا ڈنکا بجا دو !
عائشہ کے متعلق جو رائے عمرؓ کی فرش پر ہے
وہی رائے خدا کی عرش پر ہے
اس میں نہ ترمیم کرتا ہوں نہ اضافہ
جو فیصلہ عمرؓ کا
وہی فیصلہ میرا
سُبْحَانَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ
خطیب کہتا ہے
کبھی عمرؓ دعائے مصطفےٰ بن کر بولتا ہے
اور
کبھی عمرؓ عطائے خدا بن کر بولتا ہے

Marfat.com

کبھی عمر نے نمائندہ بلایا کا ہوتا ہے

اور

کبھی عمر نمائندہ مصطفےٰ ہوتا ہے

آج سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے سیدہ کی تصدیق کا حق ادا کر دیا۔

مگر سیدہ بھی احسان کو بھلا نہ سکیں۔

فاروق اعظمؓ کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اپنے حجرے میں جگہ دے دی۔

سبحان اللہ

ماں نے بیٹے کا حق ادا کر دیا

اور

بیٹے نے ماں کا حق ادا کر دیا

ذَالِكَ فضل الله يؤتيه من يشاء

وَكَوْ لَا اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَا يَكُوْنُ لَنَا اَنْ نَتَكَلَّمَ بِهٰذَا سُبْحَانَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ ۝

اور تم نے اس بات کو جب (اوّل اوّل) سنا تھا تو یوں کیوں نہ کہا کہ ہم کو زیبا نہیں کہ ہم ایسی بات منہ سے بھی نکالیں معاذ اللہ یہ تو بڑا بہتان ہے۔!

اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝ (سورۂ نور)

گندی عورتیں گندے مردوں ہی کے لائق ہوتی ہیں اور گندے مرد گندی عورتوں کے اور بہترین عورتیں بہتر مردوں کے لائق ہوتی ہیں اور بہترین مرد بہتر عورتوں کے! یہ لوگ اس سے پاک ہیں۔ جو یہ (منافق) بکتے پھرتے ہیں۔

حضرات گرامی! آپ خود ہی اندازہ فرمائیں کہ جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی صداقت و پاکیزگی بیان کرنے کے لئے قرآن نازل ہوا ہوگا اس وقت سرکار دو عالم

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کو اس قدر مسرت ہوگی جیسا ان عید کا خاص سامان تھا
صحابہ کرام ایک دوسرے سے مبارک باد دے رہے تھے! عین اس مسرت اور لازوال
خوشیوں کے وقت سیدہ صدیقہؓ طاہرہ پر ایک عالم کیف وجد طاری تھا آپ مقام
توحید میں فنا تھیں اور مقام نا نہ الی خداوندی وفا و صدق کا جذب طاری تھا اسی
عالم وجد و کیف میں اماں نے کہہ دیا بیٹی اٹھو اور خداوند کے پاؤں پکڑ لو شکریہ ادا کرو!
فرمایا ——— اماں ؟ میں نہ آپ کی شکر گذار ہوں
نہ ابا کی
نہ خاوند کی
میں تو اس کے دروازے پر سجدہ ریز ہوں گی جس نے میری صفائی دی ہے۔
جس نے مجھے سربلند کر دیا
جس نے مجھے بلا مدا علیٰ کر دیا
جس نے میرا شرق و غرب میں ڈنکا بجا دیا
جس نے میری برأت کو قرآن بنا دیا
جس نے میری صداقت کو نماز کا حصہ بنا دیا
جس نے عائشہؓ کو ثریا پر پہنچا دیا
اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ
یہ سیدہ کا مقام تھا! ہر کلمہ وہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنی ادا سے بڑھا دیتے
دیتے۔ یہ عائشہ کا حق تھا حق ہو بھی کیوں نہ جب حق ان کے ساتھ تھا
سبحان اللہ
خطیب کہتا ہے
کسی پر روا نہ تھا یہ جسارت نہ تھی
اگر میں قربان ان کی عظمت پر نہ جاؤں تو کیا کروں

Marfat.com

کیا تجھ پہنے والے کپڑے نوچے ہیں
چادر تطہیر بھی بہت پاکیزہ
چادر تقدیر بھی بہت پاکیزہ
مگر چادر نور کا کیا کہنا
جب سے یہ چادر نور پہنی
علم کے دروازے کھل گئے
حلم کے دروازے کھل گئے
تقویٰ کے دروازے کھل گئے
عرش سے سلام آنے لگ گیا
جبرائیل در عائشہ پر سلام لے کر آنے لگا
یوں تو سب ازواج مطہرات ہی مرکز انوار نبوت تھیں
مگر صدیقہ طاہرہؓ کی عظمت کا کیا کہنا
خدا کا سلام آئے تو یہاں
جبرائیل کا سلام آئے تو یہاں
خدا کا کلام آئے تو یہاں
محمدؐ کا پیغام آئے تو یہاں
گویا کہ مرکز انوارات خدا و جبرائیل علیہ السلام و مصطفےٰؐ
حجرہ صدیقہؓ بن گیا!
کتنا بڑا امتحان تھا اور کتنا بڑا انعام ملا۔

عائشہ کا گواہ خدا

حضرات گرامی! حضرت یوسف علیہ السلام پر تہمت لگی تو ایک بچے نے گواہی دی۔

اِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۔
وَاِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝

Marfat.com

فَلَمَّا رَاٰ قَمِيْصَهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ قَالَ اِنَّهٗ مِنْ كَيْدِكُنَّ اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ۔

کہ ان پیراہن اگر آگے سے پھٹا ہوا ہو تو وہ سچی ہے اور یہ جھوٹے اور اگر پیراہن پیچھے سے پھٹا ہوا ہو تو وہ جھوٹی اور یہ سچے (عزیز) نے ان کا پیراہن پیچھے سے پھٹا ہوا دیکھا تو بول اٹھا کہ بے شک یہ سب تم عورتوں کا فریب ہے بے شک تم عورتوں کا فریب غضب کا ہوتا ہے۔ اور اسی طرح جب سیدہ مریم پر تہمت لگی تو ایک بچے نے گواہی دی جس کو قرآن مجید نے اس طرح بیان فرمایا ہے کہ

فَاَشَارَتْ اِلَيْهِ۔ قَالُوْا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا ۝ قَالَ اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ اٰتٰنِيَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِيْ نَبِيًّا ۝ وَّجَعَلَنِيْ مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ وَاَوْصٰنِيْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ۝

اس پر مریم نے اس (بچہ) کی طرف اشارہ کیا۔ وہ بولے ہم اس سے کیسے بات چیت کریں۔ جو ابھی گہوارہ میں (پڑا ہوا) بچہ ہی ہے (وہ بچہ) بول اٹھا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں! اس نے مجھے کتاب دی اور اس نے مجھے نبی بنایا اور (اسی نے) مجھے بابرکت بنایا۔ میں جہاں کہیں بھی ہوں! اور اسی نے مجھے نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا۔ جب تک میں زندہ رہوں گا!

خطیب کہتا ہے

جب حضرت یوسف علیہ السلام پر تہمت لگی تو صفائی ایک بچے نے دی۔
اور جب حضرت مریم پر تہمت لگی تو صفائی ایک بچے (عیسیٰ علیہ السلام) نے دی۔
قربان جاؤں عائشہؓ آپ کی صداقت اور طہارت کے!
جب آپ پر تہمت لگی تو صفائی کسی بچے سے نہیں دلائی!
بلکہ عدالت خود گواہ بن کر عائشہؓ کی عزت کے لئے میدان میں آگئی! یہ تھا معاملہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت اور عظمت کا۔ اس لئے خداوند قدوس نے

Marfat.com

عائشہ طاہرہؓ کی گواہی خود دی۔

سُبْحَانَکَ ھٰذَا بُھْتَانٌ عَظِیْم

سبحان اللہ

جب تک قرآن رہے گا

عائشہؓ کی صداقت کا اعلان رہے گا۔

سورۂ نور کانفرنسوں میں پڑھی جائے گی

مسجد میں پڑھی جائے گی

امام بارگاہ میں پڑھی جائے گی

منبر و محراب میں پڑھی جائے گی

جہاں سورہ نور کی تلاوت ہو گی

وہیں ردائے نور کا تذکرہ ہو گا

سلام ہو آپ پر اے عائشہؓ

آپ اسلام کی آبرو ہیں

اور آپ نبوت کی آبرو ہیں

آپ پوری اُمت کی آبرو ہیں

؎ اعدائے رسالت نے جو بہتان لگایا

خالق نے تجھے اس سے بری کر کے دکھایا

رتبہ تیرا اللہ نے یوں جگ میں بڑھایا

ناموس پیغمبر تجھے مولیٰ نے بنایا

اور سورۂ نور تیری شان میں اتری

تطہیر کی آیت تیری برہان میں اتری

Marfat.com

جو تیرا مخالف ہے وہ بدبخت و شقی ہے
حاسد تیرا عرفان و صداقت سے تہی ہے
رتبہ ہے بڑا تیرا تیری شان بڑی ہے
اے مادر امت میرا ایمان یہی ہے

حجرہ تیرا آرام گہ سرور دیں ہے
یوں عرش سے بڑھ کر تیرے حجرے کی زمیں ہے

حضرات گرامی! آپ نے سماعت فرمایا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مقام اور مرتبہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں کس قدر بلند تھا کہ جب منافقین حضرت عائشہؓ کی گستاخی پر اتر آئے تو مالکِ ارض و سما نے خود ان کا مقابلہ کر کے عظمت و عفت عائشہؓ کا ڈنکا چار دانگ عالم میں بجا دیا! منافقین نہ اس وقت حضرت عائشہؓ کو مانتے تھے اور نہ ہی آج مانتے ہیں مگر اس سے عظمت عائشہؓ میں ذرہ برابر فرق نہیں آئے گا کیونکہ ؎

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی

جس پہ باندھا تھا خدا کے دشمنوں نے اتہام
آج تک انسان شرمندہ ہے اس الزام پہ
ہوں میرے ماں باپ قرباں اس مقدس نام پہ
عائشہؓ کے سینکڑوں احسان ہیں اسلام پہ

عائشہ کی برکت سے پوری امت کو انعام

حضرات گرامی! سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک غزوے سے تشریف لا رہے تھے کہ حضرت عائشہؓ کا ہار پھر گم ہو گیا۔ صحابہ کرام کو ہار تلاش کرنے کے لئے فرمایا گیا صحابہ ہار تلاش کر رہے تھے، مگر کہیں سے ہار کا پتہ نہیں چل رہا تھا ادھر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ

Marfat.com

سیدہ عائشہؓ کی جھولی میں سر رکھے ہوئے آرام فرما رہے تھے۔ نماز کو دیر ہو رہی تھی۔ صدیق اکبرؓ رضی اللہ عنہ سے صحابہؓ نے عرض کیا کہ نماز کو دیر ہو رہی ہے اور خطرہ ہے کہ کہیں نماز قضا نہ ہو جائے۔ پانی میسر نہیں ہے اور نہ ہی دور دور تک پانی کا کوئی نشان ملتا ہے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ صحابہ کی بے چینی دیکھ کر تشریف لائے اور سیدہ عائشہؓ کی پسلی میں زور سے کئی کوچے دیئے اور بیٹی کو غصے سے کہا کہ ہر روز تم نئی مصیبت سب کے سر لاتی ہو۔ یہ فرماتے ہوئے مسلسل حضرت عائشہؓ کی پسلی میں کچوکے مارتے رہے۔ مگر عائشہؓ نے حرکت نہ کی کہ کہیں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نیند میں فرق نہ آ جائے۔

فَجَاءَ اَبُوْ بَكْرٍ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاضِعٌ رَاْسَهُ عَلٰى فَخِذِيْ قَدْ نَامَ۔ فَقَالَ حَبَسْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسَ وَلَيْسُوْا عَلٰى مَاءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ فَقَالَتْ عَائِشَةُ فَعَاتَبَنِيْ اَبُوْ بَكْرٍ وَجَعَلَ يَطْعَنُنِيْ بِيَدِهٖ فِيْ خَاصِرَتِيْ فَلَا يَمْنَعُنِيْ مِنَ التَّحَرُّكِ اِلَّا مَكَانُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى فَخِذِيْ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ اَصْبَحَ عَلٰى غَيْرِ مَاءٍ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اٰيَةَ التَّيَمُّمِ ـــــ فَتَيَمَّمُوْا ـــــ

فقال اُسَيْدُ بْنُ الْحُضَيْرِ مَا هِيَ بِاَوَّلِ بَرَكَتِكُمْ يَا اٰلَ اَبِيْ بَكْرٍ ـــــ قَالَتْ فَبَعَثْنَا الْبَعِيْرَ الَّذِيْ كُنْتُ عَلَيْهِ فَاَصَبْنَا الْعِقْدَ تَحْتَهُ (بخاری ج اوّل)

خطیب کہتا ہے

معاملہ نماز کا ہے!

نماز خدا کی ہے!

وضو نہیں ہوگا ـــــ تو نماز نہیں ہوگی۔!

Marfat.com

گویا کہ آج نماز جاتی ہے !
صدیق اکبرؓ بیٹی سے ناراض ہوتے ہیں !
تیری وجہ سے مسلمان پریشان ہیں !
پانی نہیں ہے۔ نماز کیسے ادا کریں !
حکم ہوتا ہے جبریل ؟
یَادَبِّ جَلِیْل ؟
ان سے کہو !
عائشہ پر ناراض نہ ہوں !
پانی نہیں ملتا تو نہ ملے ! میں عائشہؓ کی تکلیف برداشت نہیں کر سکتا۔
آج کے بعد تیمّم سے نماز پڑھنا تمہارا کام ہے۔
اور نماز کو قبول کرنا میرا کام ہے۔
گویا کہ عائشہ کی برکت سے وضو کا بدل امت کو عطا کر دیا گیا۔

بیمار ہو تو تیمّم کرو
معذور ہو تو تیمّم کرو
پانی نہیں ہے تو تیمّم کرو

اِنْ کُنْتُمْ مَرْضٰی اَوْ عَلٰی سَفَرٍ اَوْ جَاءَ اَحَدٌ مِّنْکُمْ مِّنَ الْغَائِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَاءً فَتَیَمَّمُوْا صَعِیْدًا طَیِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِکُمْ وَاَیْدِیْکُمْ اِنَّ اللّٰهَ کَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا ۝ (النساء)

حضرت اسیدؓ بن حضیر رضی اللہ عنہ مسرت سے پھولے نہیں سماتے تھے اور صدا بلند کر کے سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور سیّدہ صدیقہؓ طاہرہ کو خراج تحسین پیش کر رہے تھے۔

فَقَالَ اسید بن الحضیر (رضی اللہ عنہ) مَا هِیَ بِاَوَّلِ بَرَکَتِکُمْ یَا اٰلَ اَبِیْ بَکْرٍ ۔ اے آل ابی بکر یہ تمہاری کوئی پہلی برکت نہیں ہے۔

Marfat.com

گویا کہ حضرت اسیدؓ یہ فرمارہے ہیں کہ مسلمانوں کا دامن آل ابی بکر کی بے شمار برکات سے پہلے ہی بھرا پڑا ہے۔

؎ یہ رُتبہ بلند مِلا جس کو مل گیا

حضرات گرامی! میں نے ابتداء میں عرض کیا تھا کہ میں انشاءاللہ سیّدہ طاہرہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زندگی کے دو نمایاں پہلوؤں پر گزارشات پیش کروں گا پہلے پہل حضرت عائشہؓ کی عظمت کا حصہ بیان کروں گا جس میں اللہ تعالیٰ نے خود عظمتِ صدیقہؓ بیان فرمائی ہوگی۔ الحمدللہ اب تک اس پہلو پر آپ حضرات کے سامنے تفصیل سے ان فضائل کا بیان ہوگیا ہے جو خود خالقِ ارض وسما نے اپنی زبان مبارک سے بیان فرمائے ہیں۔ اب میں چاہتا ہوں کہ شانِ حبیبِ خدا مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی آپ کے سامنے بیان ہوجائے!

سیّدہ عائشہؓ حضورؐ کی نظر میں

حضراتِ گرامی! ایک مرتبہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

كَمُلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيْرٌ وَلَمْ يَكْمُلْ مِنَ النِّسَاءِ اِلَّا مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَاٰسِيَةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ وَفَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ سَائِرِ الطَّعَامِ (بخاری)

مردوں میں تو بہت لوگ کامل ہوئے۔ مگر عورتوں میں کوئی تکمیل کو نہ پہنچی۔ سوائے مریم بنت عمران اور آسیہ زوجۂ فرعون کے۔ اور عائشہ (رضی اللہ عنہا) کو سب عورتوں پر ایسی فضیلت حاصل ہے جیسے ثرید کو تمام کھانوں پر

خطیب کہتا ہے

مریم صدیقہ سلام اللہ علیہا
آسیہ رضی اللہ عنہا

پوری دنیا میں کامل ترین خواتین
مگر عائشہؓ صدیقہ کو تمام عورتوں پر برتری حاصل

Marfat.com

یہ سرکار دو عالمؐ کا فیصلہ ہے
یہ رسولِ اکرمؐ کا فیصلہ ہے
بحث کرنی ہے تو حضورؐ سے کرو
یہ حضورؐ کا فیصلہ ہے !

کون ہے جو آپ کے سامنے دم مارے ؟
ضدی کہے گا کہ یہ علمی بالاتری کا فیصلہ ہے !
چلو جناب یونہی سہی ! اللہ کے ہاں تو فیصلے علم و تقویٰ کی بنیاد پر ہی ہوتے ہیں۔
حضرت عائشہؓ کا علمی قد تو پھر تمام کائنات کی خواتین سے بڑا ہو گیا ؟
تو میں کہہ دوں کہ عائشہؓ تمام اُمت کی مادرِ علمی ہے ؟

اِنَّمَا یُضْرَبُ الْمَثَلُ بِالثَّرِیْدِ لِاَنَّہٗ اَفْضَلُ طَعَامِ الْعَرَبِ

آخری مرکزِ نبوّت حجرۂ عائشہ بنایا گیا

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری جب شدت اختیار کر گئی تو آپ کی انتہائی خواہش ہوئی کہ میری زندگی کے آخری ایام حجرہ صدیقہؓ میں گزریں۔

عَنْ ھِشَامٍ عَنْ اَبِیْہِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمَّا کَانَ فِیْ مَرْضِہٖ جَعَلَ یَدُوْرُ فِیْ نِسَائِہٖ وَیَقُوْلُ اَیْنَ اَنَا غَدًا اَیْنَ اَنَا غَدًا۔ حِرْصًا عَلٰی بَیْتِ عَائِشَۃَ۔ (بخاری)

آپ ایامِ مرض میں امہات المومنین کے ہاں باری باری تشریف لے جاتے تھے !
مگر بار بار دریافت فرماتے تھے کہ میں کل کہاں ہوں گا ؟
کیونکہ آپ کی انتہائی خواہش تھی کہ میری زندگی کے آخری ایام حجرہ عائشہؓ میں گزریں !

خطیب کہتا ہے

حضورؐ کی خواہش تھی کہ مشنِ رسالت کا وارث ابوبکر بنے اور جسمِ رسالت کی وارث عائشہؓ صدیقہ بنے !
آپ کی خواہش کے مطابق آپ کو حجرہ صدیقہ میں پہنچا دیا گیا۔

Marfat.com

کیوں ؟

اس لئے کہ جن کی دولت ہے اسی کو ملے۔ سبحان اللہ

قیامت میں جب اعمال کے گوشوارے پیش ہوں گے !

کوئی کہے گا کہ یا اللہ میرے پاس علم کی دولت ہے

کوئی کہے گا کہ یا اللہ میرے پاس قرآن کی دولت ہے

کوئی کہے گا کہ یا اللہ میرے پاس حدیث کی دولت ہے

کوئی کہے گا کہ یا اللہ میرے پاس شرکت بدر کی دولت ہے

کوئی کہے گا کہ یا اللہ میرے پاس احد کی شہادت کی دولت ہے

کوئی کہے گا کہ یا اللہ میرے پاس صداقت کی دولت ہے

کوئی کہے گا کہ یا اللہ میرے پاس عدالت کی دولت ہے

کوئی کہے گا کہ یا اللہ میرے پاس مظلومانہ شہادت کی دولت ہے

کوئی کہے گا کہ یا اللہ میرے پاس شجاعت کی دولت ہے

لیکن جب مادر امت عائشہ کی باری آئے گی

تو عائشہ کہے گی۔ یا اللہ میرے حجرے کا دروازہ کھول کر دیکھ
میرے پاس محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کی رسالت کی دولت ہے۔

سبحان اللہ

اسی میں رحمۃ اللعالمین رہتے تھے رہتے ہیں
یہی حجرہ ہے جس کو گنبد خضرا بھی کہتے ہیں

عائشہؓ کا رشتہ خدا نے کرایا

عَنْ عَائِشَةَؓ قَالَتْ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُرِیْتُکِ فِی الْمَنَامِ ثَلٰثَ لَیَالٍ یَجِیْئُ بِکِ الْمَلَکُ فِیْ سَرَقَةٍ مِنْ حَرِیْرٍ فَقَالَ لِیْ ھٰذِہٖ اِمْرَاَتُکَ فَکَشَفْتُ عَنْ وَجْھِکِ الثَّوْبَ فَاِذَا اَنْتِ ھِیَ فَقُلْتُ

Marfat.com

اِنْ یَکُنْ ھٰذَا مِنْ عِنْدَ اللّٰہِ یُمْضِہٖ (مشکوٰۃ)

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا ہے کہ تجھے خواب میں مجھ کو تین راتیں مسلسل دکھایا گیا۔ فرشتہ ایک ریشم کے ٹکڑے میں تیری صورت کا نقشہ لاکر مجھے دکھاتا تھا۔ میں نے جب تیرا نقاب اٹھاکر دیکھا تو ویسی ہی تھی جیسی مجھے دکھائی گئی تھی۔ فرمایا ـــــ پھر تو یہ فیصلہ خدائی فیصلہ ہی ہے

خطیب کہتا ہے

عائشہؓ کو نبوت کی پسندیدہ خدا نے بنایا

فرشتہ نے عائشہؓ کا نقشہ نبوت کو دکھایا

فرمایا یہ اللہ کی طرف سے سب کچھ ہوا

معلوم ہوا کہ واقعہ افک میں خداوند قدوس کا خود شہادت دینا بھی اسی وجہ سے تھا کہ یہ رشتہ خداوندی پسند کا رشتہ تھا!

عائشہؓ کو ـــــ چونکہ رسالت کی خلوت کی زندگی کا راز دار بنانا تھا اس لئے اس کا انتخاب خود خدا نے کیا۔

عائشہؓ ـــــ انتخاب خدا ـــــ حبیبہ حبیب خدا ـــــ

مادر اُمّت ـــــ والی صاحب دنیٰ فتدلیٰ

سیّد کونین کی سیرت کا نورانی ورق

جیسے صیقل جگمگاتی ہو دلِ صمصام پر

عائشہؓ کی خوبیوں تک ہو رسا کس کی نظر

ہاں مگر ذاتِ پیغمبرؐ راز دار عائشہؓ

عائشہؓ کے بستر پر وحی نازل ہوئی

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ حضرت ام سلمہؓ اور حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا سے فرمایا تھا کہ مجھے عائشہؓ کے بارے میں کچھ نہ کہو کیونکہ!

Marfat.com

وَاللّٰہِ مَا نَزَلَ عَلَیَّ الْوَحْیُ وَاَنَا فِیْ لِحَافِ اِمْرَءَۃٍ مِنْکُنَّ غَیْرَھَا۔ (بخاری)

قسم خدا کی مجھ پر کسی بیوی کی خواب گاہ میں وحی نازل نہیں ہوتی سوائے اس کے کہ (بی عائشہ رضی اللہ عنہا کے)

خطیب کہتا ہے

مرکز نبوت	بستر عائشہ رضؓ
مہبط وحی	بستر عائشہ رضؓ
نزول قرآن کا مرکز	بستر عائشہ رضؓ
نزولِ برکات کا مرکز	بستر عائشہ رضؓ

معلوم ہوا کہ آپ کو نبوّت کا فیضان تھا۔

اور وحی الٰہی کا عرفان تھا۔

ماں اور بیٹی کا مناظرہ حضرات گرامی! آخر میں آپ حضرات کے سامنے ایک دلچسپ مناظرے کی روئداد عرض کرتا ہوں جو حضرت مولانا جلال الدین رومی قدس سرہ نے مثنوی شریف میں رقم فرمایا ہے۔ مولانا ارشاد فرماتے ہیں کہ ؎

گفتگوئے رفت در خانہ رسولؐ
درمیان صدیقہؓ و زہراؓ بتول

(ترجمہ) ایک دن رسولؐ کے گھر حضرت عائشہؓ اور حضرت فاطمہؓ کے درمیان عجیب مناظرہ اور مکالمہ ہوا۔

گفت اے مادر من از تو افضلم
زانکہ من مضغہ از جسم مرسلم

(ترجمہ) حضرت فاطمہؓ نے عرض کیا کہ اے ماں (یعنی عائشہ صدیقہؓ) میں تجھ سے افضل ہوں کیونکہ میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر کا محبوب حصّہ ہوں! یعنی دل کا ٹکڑا!

Marfat.com

تو از صدیق تو با انصاف باش
فرق در صدیق و مصدوق است فاش

تو صدیق کی بیٹی ہے اور میں مصطفٰے کی بیٹی ہوں
صدیق اور مصطفٰے میں زمین آسمان کا فرق ہے

سیدہ عائشہ صدیقہ نے جواب میں فرمایا کہ بیٹی اس کا فیصلہ آج نہیں ہوگا۔ اس کا فیصلہ قیامت کے دن ہوگا۔

چوں بود روز جزا اے نیک کیش
ہر یکے را پایہ پر مقدور خویش

جب روز جزا اے نیک خصائل بیٹی آئے گا
تو ہر ایک کا مرتبہ اس کے مقدر کے مطابق ہوگا

سیدہ عائشہ رضؓ نے فرمایا ! بیٹی تو نے یہ مسئلہ تو اپنے والد گرامی سے سنا ہوگا کہ قیامت کے دن نیک بیویاں اپنے نیک خاوندوں کے ساتھ جنت میں جائیں گی ! عرض کیا کہ ہاں یہ مسئلہ تو سنا ہے !

تو حضرت عائشہ رضؓ نے فرمایا کہ بیٹی ـــــ جب اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فیصلہ فرمائیں گے کہ عائشہ رضؓ تو بھی جنت میں جا ! اور فاطمہ رضؓ تو بھی جنت میں جا ـــــ بیٹی جنت میں تو بھی جائے گی اور جنت میں میں بھی جاؤں گی ، لیکن دونوں کے جنت میں جانے کا ایک امتیازی فرق ہوگا۔

عرض کیا اماں وہ کیا ہوگا ؟
حضرت عائشہ رضؓ نے فرمایا کہ

من با احمدؐ باشم و تو با علی رضؓ
فرق کن در ایں و آں گر عاقلی

میری بیٹی جنت میں تو بھی جائے گی اور جنت میں میں بھی جاؤں گی۔ لیکن تو جنت میں جائے گی تو۔

Marfat.com

اُنگلی علیؓ کی ہوگی اور ہاتھ تیرا ہوگا
میں جنّت میں جاؤں گی
تو اُنگلی نبیؐ کی ہوگی اور ہاتھ میرا ہوگا
سبحان اللہ

چوں شنید ایں فاطمہؓ بگریست زار
خواست صدیقہؓ گرفتش در کنار

اے نشانی روئے احمدؐ روئے تو
من کجا باشم ازیں یک موئے تو

جب حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے سنا تو رو پڑیں۔ حضرت عائشہؓ نے روتے ہوئے دیکھا تو سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کو گود میں لے لیا اور محبت کرتے ہوئے فرمایا کہ بیٹی وہ تو دلیل کا جواب دلیل سے تھا تو تو میرے محبوب کے چہرہ اقدس کی نشانی ہے۔ میں تو تیرے بالوں پر قربان۔

سبحان اللہ

حضراتِ گرامی! قرآن و حدیث۔ آثارِ سلف سے معلوم ہوا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا محبوبہ محبوبِ خدا تھیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس قدر فضائل و مناقب سے سرفراز فرمایا تھا کہ آج انہیں شمار بھی نہیں کیا جا سکتا۔ میری دعا ہے کہ مولیٰ کریم مجھے اور آپ کو مادرِ امت کے کمالات و محاسن کے اعتراف اور ان سے حقیقی عقیدت و نیازمندی نصیب فرمائے، تاکہ ہم اپنی ماں کے حضور قیامت کے روز سرخرو ہو سکیں۔

ہوں میرے ماں باپ قربان اس مقدس نام پر
عائشہؓ سے سینکڑوں احسان ہیں اسلام پر
جس کی عفت کی گواہی دی کلام اللہ نے
جس کی غیرت کے نشاں ہیں دامنِ ایام پر

وآخر دعوانا ان الحمد للہ ربّ العلمین

Marfat.com

پہلا جمعہ رمضان

اسلام کی پہلی جنگِ عظیم

غزوۂ بدر

نحمدہ وَنصلی علیٰ رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ باللّٰہِ من الشیطٰن الرجیم - بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝

اور یقیناً اللہ تعالیٰ نے تمہاری بدر میں نصرت فرمائی اور تم کمزور تھے۔ اللہ سے ڈرو تاکہ تم شکر گزار بن جاؤ۔

حضرات گرامی! رمضان المبارک میں جہاں اور بہت سے ضروری عنوانات پر خطبات دیے جائیں گے وہیں پر رمضان شریف میں کچھ ایسے بے نظیر اور تاریخی واقعات پیش آئے ہیں جن سے اسلامی انقلاب پیش قدمی کی منزلوں میں داخل ہو گیا تھا۔ اس لئے ان کا تذکرہ آپ حضرات کے سامنے کرنا بے حد ضروری ہے اس وقت جو آیت کریمہ آپ حضرات کے سامنے تلاوت کی گئی ہے اس میں غزوہ بدر کا بیان ہے۔ غزوہ بدر رمضان شریف میں ہوا تھا اور یہ اسلام کی پہلی جنگ عظیم تھی جس نے دنیائے کفر کی کمر توڑ کے رکھ دی! اور مشرکین مکہ کو اس قدر ذلت آمیز اور عبرتناک شکست ہوئی کہ پھر کبھی ان کے قدم نہ جم سکے۔ حتیٰ کہ وہ دن بھی آ گیا کہ مسلمان پھر نہایت اعزاز و شان سے مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے اور اسلام کا پرچم دادیٔ مکہ میں اس طرح لہرا دیا گیا کہ آج

Marfat.com

تک وہاں اسلام ہی کی تاج داری ہے !

مہاجرین و انصار کا امتحان عظیم

مہاجرین کے زخم ابھی تازہ ہی تھے۔ مکّہ سے لٹے پٹے آئے تھے کہ پھر قریش مکّہ نے ان لٹے پٹے مسلمانوں پر عرصۂ حیات تنگ کرنے کی ٹھان لی۔ اور مسلمانوں سے نبرد آزما ہونے کی پوری قوت سے تیاری کر لی اور فیصلہ کیا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آپ کے نام لیواؤں کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا جائے گا ! مگر تدبیر کند بندہ تقدیر زند خندہ ـــــ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو قریش کی تیاریوں کا علم ہوا تو آپ نے مسلمانوں کو جمع کیا اور ان کے سامنے قریش کے مذموم عزائم اور اسلام دشمنی کا تذکرہ فرماتے ہوئے مشورہ لیا اور ساتھ ہی ـــــ جان کا چندہ مانگا ؟

صحابہؓ جانیں لے کر حاضر ہو گئے

ایک بڑھیا نے حضورؐ کی خدمت میں بال پیش کرتے ہوئے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے گھر میں کوئی نہیں ہے جو اس جہاد میں آپ کا شریکِ سفر ہو سکے۔ میں خود بھی مفلس و نادار ہوں گھر میں کچھ بھی نہیں تھا۔ آخر غور و فکر کے بعد سر کے بال قینچی سے کاٹ لائی ہوں۔ یہی حضورؐ کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہی ہوں ! میں جانتی ہوں میرے ان بالوں کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ زیادہ سے زیادہ کسی غازی کے گھوڑے کی رسّی بن جائیں گے ؟ مگر قیامت کے دن ان خوش نصیبوں میں تو نام آئے گا جنہوں نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے ہر قسم کی قربانی پیش کر دی تھی ! سبحان اللہ

اسی طرح دو ننھے بچے مدینے کی گلیوں میں پھر رہے تھے کہ جہاد کی خبر سنی۔ نہایت جوش و خروش سے والہانہ انداز میں گھر کی طرف دوڑے تاکہ اپنی بوڑھی اماں سے ذوق جہاد حاصل کر سکیں !

بچوں نے دیکھا کہ ان کی ماں رو رہی ہے !

ماں سے رونے کا سبب پوچھا ؟

Marfat.com

بولی بیٹا ـــــ آج سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد کا اعلان فرمایا ہے۔
اے کاش تمہارے والد زندہ ہوتے تو وہ آپ کے ساتھ جہاد میں جانے کی سعادت حاصل کرتے یا میرا کوئی اور بھائی یا رشتے دار ہوتا تو میں انہیں اس سعادت میں آپ کے ساتھ کر دیتی مگر آج میرا کوئی بھی نہیں ہے جسے میں حضورؐ کی جھولی میں ڈال دوں !
یہ کہہ کر بچوں کی والدہ بلک بلک کر رونے لگی !
بچوں نے والدہ کے گلے میں بانہیں ڈال کر پیار سے عرض کیا کہ ہم جو اس سعادت میں شریک ہونے کو تیار ہیں !
بیٹا تم جوان نہیں ہو ابھی بچے ہو !
عرض کیا کہ اماں کیا ہوا !
اگر ہم جوان نہیں ہیں۔ تو ہمارا ایمان تو جوان ہے !
اجازت دینا آپ کا کام ہے
اور کفر کے چھکے چھڑانا ہمارا کام ہے
یہ دو بچے وہی ہیں جن کو تاریخ اسلام معوذؓ اور معاذؓ کے نام سے یاد کرتی ہے۔
ایک دس سال کا ہوگا اور دوسرا، آٹھ برس کا ہوگا ؟ چشم فلک نے کبھی یہ نظارہ بھی دیکھا ؟ کہ معصوم بچے بھی توحید رسالت پر جان کا نذرانہ پیش کرنا ایمان کی روح سمجھتے تھے !
سچ یہ ہے کہ صحابہ کو درسگاہ نبوت سے سبق ہی یہی ملا تھا کہ

نماز اچھی روزہ اچھا حج اچھا زکوٰۃ اچھی
مگر میں باوجود اس کے مسلماں ہو نہیں سکتا
نہ جب تک کٹ مروں میں خواجہ یثرب کی عزت پر

خدا شاہد کہ میرا کامل ایماں ہو نہیں سکتا

ماں ـــــ بچوں کا جواب سن کر خوشی سے جھوم اٹھی !
دونوں لختِ جگر ماں سے چمٹ گئے اور ماں کی دعائیں لیتے ہوئے حضورؐ کی خدمت

Marfat.com

ہیں حاضر ہو گئے !

محبوبِ خدا کا صحابہؓ سے خطاب

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کی چیرہ دستیاں اور مظالم بیان فرمانے کے بعد ان کے موجودہ عزائم کا تذکرہ فرمایا اور صحابہ سے دریافت فرمایا کہ تمہارا مشورہ کیا ہے ؟ کیا تم اس امتحان میں میرا ساتھ دو گے ؟

صدیقؓ کا پہلا نمبر

صدیق اکبرؓ فوراً کھڑے ہو گئے اور بزبانِ حال عرض کرنے لگے کہ یا رسول اللہ میری جان حاضر ہے۔ شاعر نے اسی کی عکاسی کی ہے۔

جان مانگو تو جان حاضر جو مال مانگو تو مال حاضر
نہیں گر نکلے زبان سے میری تو کٹوا دو زبان میری

آپ نے فرمایا ـــــ آپ بیٹھیں ـــــ آپ تو ہر مقام پر ساتھ ہوتے ہیں !

اسی طرح فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اٹھ کر جان کا نذرانہ پیش کیا۔ مگر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی منشاء مبارک تھی کہ انصار میں سے کوئی بولے آپ ابھی کچھ فرمانا ہی چاہتے تھے کہ حضرت مقدادؓ نے ایک ایسی تقریر فرمائی کہ عرش و فرش پر صحابہؓ کی جانثاری کی دھوم مچ گئی !

حضرت مقدادؓ بن اسود (رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا کہ

یَارَسُوْلَ اللّٰہ اِمْضِ لِمَا اَمَرَکَ اللّٰہُ (تعالیٰ) فَنَحْنُ مَعَکَ وَاللّٰہِ لَا نَقُوْلُ کَمَا قَالَتْ بَنُوْا اِسْرَائِیْلَ لِمُوْسیٰ اِذْھَبْ اَنْتَ وَرَبُّکَ فَقَاتِلَا اِنَّا ھٰھُنَا قَاعِدُوْنَ ۔ وَلٰکِنْ اِذْھَبْ اَنْتَ وَرَبُّکَ فَقَاتِلَا اِنَّا مَعَکُمَا مُقَاتِلُوْنَ ۝ (ابن ہشام زرقانی)

یَارَسُوْلَ اللّٰہ ـــــ جس چیز کا اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے۔ اس کو انجام دے دیجئے۔ ہم سب آپ کے ساتھ ہیں خدا کی قسم ہم بنی اسرائیل کی طرح یہ ہرگز نہ کہیں گے کہ اے موسیٰ تم اور تمہارا رب جا کر لڑو ہم تو یہیں بیٹھے ہیں، بلکہ ہم تو آپ سے گزارش

Marfat.com

کرتے ہیں کہ آپ اور خداوند جس جہاد کے لئے ہمیں حکم دیں گے ہم پروانہ وار آپ کے ساتھ چل کر آپ پر اور دین پر فدا ہو جائیں گے۔

بخاری شریف کے الفاظ اس طرح ملتے ہیں کہ وَلٰکِنَّا نُقَاتِلُ عَنْ یَمِیْنِکَ وَعَنْ شِمَالِکَ وَبَیْنَ یَدَیْکَ وَخَلْفِکَ

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت مقداد کا جواب سن کر اس قدر مسرور ہوئے کہ آپ کا چہرہ انور مسرت سے چمک اٹھا ! فَرَاَیْتُ النَّبِیَّ صلی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُشْرَقَ وَجْھُہٗ ؟

حضرت سعد بن معاذؓ کی تاریخی تقریر

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ جو انصار کے سردار تھے انہوں نے کھڑے ہو کر انصار کی طرف سے عرض کیا کہ

یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ـــــ قَدْ اٰمَنَّا بِکَ وَصَدَّقْنَاکَ وَشَھِدْنَا اَنْ مَاجِئْتَ بِہٖ ھُوَالْحَقُّ وَاَعْطَیْنٰکَ عَلٰی ذٰلِکَ عُھُوْدًا وَ مَوَاثِیْقَ عَلَی السَّمْعِ وَالطَّاعَۃِ وَلَعَلَّکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ ۔ خَرَجْتَ لِاَمْرٍ فَاَحْدَثَ اللّٰہُ غَیْرَہٗ فَامْضِ لِمَا شِئْتَ وَصِلْ حِبَالَ مَنْ شِئْتَ وَاقْطَعْ حِبَالَ مَنْ شِئْتَ وَعَادِ مَنْ شِئْتَ وَاَعْطِنَا مَا شِئْتَ ۔ وَمَا اَخَذْتَ مِنَّا کَانَ اَحَبَّ اِلَیْنَا مِمَّا تَرَکْتَ وَمَا اَمَرْتَ بِہٖ مِنْ اَمْرِنَا فَاَمْرُنَا تَبَعٌ لِاَمْرِکَ لَئِنْ سِرْتَ حَتّٰی تَاْتِیَ بَرْکَ الْغِمَادِ لَنَسِیْرَنَّ مَعَکَ وَالَّذِیْ بَعَثَکَ بِالْحَقِّ لَوِاسْتَعْرَضْتَ بِنَا ھٰذَا الْبَحْرَ لَخُضْنَاہُ وَمَا تَخَلَّفَ مِنَّا رَجُلٌ وَاحِدٌ ۔ (زرقانی ج ۱)

یارسول اللہ ہم آپ پر ایمان لائے اور آپ کی تصدیق کی اور اس امر کی گواہی دی ! کہ آپ جو کچھ لائے ہیں وہی حق ہے ! اور اطاعت کرو جانثاری کے معاملے میں ہم آپ کو پختہ عہد و میثاق دے چکے ہیں یارسول اللہ ۔ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ

Marfat.com

مدینہ سے کسی اور ارادہ سے نکلے، مگر اللہ تعالیٰ نے اب دوسری شکل پیدا فرمادی ہے۔
آپ کا جو منشاء مبارک ہو اس پر چلیں۔ آپ جس سے چاہیں تعلقات قائم فرمائیں
اور جس سے چاہیں تعلقات توڑ لیں جس سے چاہیں صلح کریں اور جس سے چاہیں جنگ کریں
ہم ہر حال میں آپ کے ساتھ ہیں۔ ہمارے مال میں سے جس قدر چاہیں لے لیں اور جس قدر
چاہیں ہمارے لئے چھوڑ دیں۔ آپ ہمارے مال میں سے جو لے لیں گے، وہ ہمیں اس مال
سے زیادہ محبوب ہوگا جو آپ ہمارے پاس چھوڑیں گے۔ (سبحان اللہ)

آپ ہم کو جو حکم دیں گے ہم اس کے تابع ہیں۔
اگر آپ ہم کو برک الغماد جانے کا حکم دیں گے ہم وہاں جانے کو تیار ہیں۔
قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے۔ اگر آپ ہم کو سمندر
میں چھلانگیں لگانے کا حکم دیں گے تو ہم اسی وقت کود پڑیں گے اور ہم میں سے کوئی شخص
بھی پیچھے نہیں رہے گا۔

خطیب کہتا ہے

صحابہؓ کے ایمان کا اندازہ فرمایئے !
حضورؐ سے عرض کرتے ہیں۔
جو آپ کے ہیں وہ ہمارے ہیں۔
جو آپ کے نہیں وہ ہمارے نہیں

آپ کی دوستی	ہماری دوستی
آپ کی دشمنی	ہماری دشمنی
سمندر میں کودنا آسان	آپ کو چھوڑنا مشکل

آپ کا فیصلہ آخری فیصلہ !

سبحان اللہ ۔ یہ روح ایمان ہے
یہ ایمان کی جان ہے۔ ہمارے پاس تو ایمان ہی ایمان ہے۔
صحابہؓ کے پاس جان ایمان تھی اور روح ایمان تھی یہی ایمان تھا جس کی وجہ سے

Marfat.com

صحابہؓ جیت گئے ـــــ اور صحابہؓ کے دشمن ہار گئے

سبحان اللہ

صحابہ کرام کے اس ایمان پرور اور یقین افروز بیانات کے بعد صحابہؓ نے لشکر کو تیاری کا حکم ملتا ہے، مگر روانگی سے پہلے ضروری سمجھا گیا کہ کمزور بیمار اور بچوں کو یہیں سے رخصت دے دی جائے چنانچہ کمانڈر انچیف نے اپنی نبوت کی نظروں سے لشکر کا جائزہ لیا صفیں باندھی ہوئی ہیں جو بیمار نظر آتا ہے اسے واپسی کا حکم ملتا ہے اور جو معذور نظر آتا ہے اسے واپس جانے کا ارشاد فرمایا جاتا ہے۔ اچانک سامنے ایک بچہ نظر آیا جو پاؤں کی انگلیوں پر کھڑا ہے تاکہ اس کا قد بڑا نظر آئے۔ میرے آقا نے اس کو دیکھ کر بہت ہی مسرت کا اظہار فرمایا مگر عمر چونکہ چھوٹی تھی اس لئے ارشاد فرمایا کہ تم واپس جاؤ اور اپنی والدہ کی خدمت کرو یہیں پر جہاد کے ثواب سے بہرہ ور ہو جاؤ گے۔ اس نے پرنم آنکھوں سے التجا کی کہ یا رسول اللہ ـــــ اب اگر میں واپس جاؤں گا تو ماں کا کلیجہ منہ کو آئے گا اور وہ افسردہ خاطر ہو جائے گی اور افسوس کرے گی کہ نامعلوم ہمارے آقا نے میرے بچوں کو کیوں قبول نہیں کیا۔ مہربانی فرمایئے! مجھے قبول فرمالیں خدا نے چاہا تو میں بھی کسی کام آجاؤں گا۔

؎ خدا کی قسم نہ اُٹھ سکے گا قیامت تک
جسے تو نے نظروں سے گرا کے چھوڑ دیا۔

اس طرح وہ بچہ بارگاہِ رسالت میں شرف قبولیت حاصل کر لیتا ہے۔ تھوڑا آگے بڑھے تو اسی کا چھوٹا بھائی ایڑیاں اٹھائے اسی جذبہ سے کھڑا ہے حضورؐ اسے دیکھ کر مسکرا دیئے مگر وہ تو بہت چھوٹا تھا اس لئے اسے بااصرار فرمایا کہ تم جاؤ ـــــ ابھی نہیں بڑے ہو کر تم بھی ساتھ چلا کرنا اس بچے نے نہایت لجاجت سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ بڑا بھائی تو منظور ہو گیا اور مجھے شرف قبولیت نہیں بخشا جاتا میں جا کر ماں کو کیا منہ دکھاؤں گا۔

وہ کہے گی کہ اس میں کوئی جوہر تھا تو اسے قبول کر لیا ـــــ

Marfat.com

اور تجھ میں بھی کوئی جوہر ہوتا تو تجھے بھی قبول کرلیا جاتا !
اچھا اگر ایسا نہیں ہے تو میری ایک تجویز ہے ؟
فرمایا کیا ؟
میری اپنے بڑے بھائی سے کشتی کرالو۔ اگر میں نے اس کو گرا لیا تو مجھے بھی ساتھ لے لینا اور اگر نہ گرا سکا تو جو حضورؐ کی مرضی۔ آپؐ خوش ہوتے اور دونوں کی کشتی کا ارشاد فرمایا۔

خطیب کہتا ہے

مقابلہ کیا تھا وقار کا ؟ نہیں
مقابلہ کیا تھا عظمت کا ؟ نہیں
مقابلہ کیا تھا دنیاوی جاہ وجلال کا ؟ نہیں
مقابلہ کیا تھا اقتدار کا ؟ نہیں
مقابلہ کیا تھا دنیا کے مال ومتاع کا ؟ نہیں
مقابلہ تھا جہاد میں جانے کا
مقابلہ تھا خدا کے راستے میں جان دینے کا
مقابلہ تھا ناموس پیغمبرؐ پر قربان ہونے کا
مقابلہ تھا توحید وسنت کے علم بلند کرنے کا
مقابلہ تھا خدا ورسولؐ کے دشمنوں کو مٹانے کا
مقابلہ تھا شرک کی ظلمتوں سے
مقابلہ تھا بدعت کی تاریکیوں سے
مقابلہ تھا لات وعزیٰ کے پجاریوں سے

——— کس کا ننھے بچوں کا
محمدؐ کے فداکاروں کا
مصطفیٰؐ کے جانثاروں کا

Marfat.com

کشتی اس کے لئے ہوتی
چھوٹے نے بڑے بھائی کے کان میں کہا ؟
خدا کے لئے شکست کھا جاؤ !
تمہارا بگڑے گا کچھ نہیں ——— اور میرا سب کچھ بن جائے گا
بڑا بھائی بھی تو ——— درسگاہ مصطفےٰ کا طالب علم تھا
اس کے گرنے سے ——— اگر چھوٹا بڑا بنتا ہے تو بننے دو
یہ بڑائی ——— اس کی بعد میں ہوگی ——— اور میری پہلے ہو گی
بس بڑا بھائی گر گیا ——— چھوٹا سینے پر بیٹھ گیا
اس طرح گرے ہوئے نے ——— چھوٹے کو اونچا کر دیا !
اور محبوب نے دونوں کو اونچا کر دیا !
دونوں منظور ! سبحان اللہ، ماشاءاللہ

قافلہ روانہ ہو کر بدر پہنچ گیا۔ کافر پہلے پہنچ چکے تھے۔ پختہ زمین پر انہوں نے آتے ہی قبضہ کر لیا۔ ریت اور پہاڑ مسلمانوں کے حصے میں آیا۔ مگر اسی ریت اور پہاڑ نے آج زیارت مصطفےٰ سے بہرہ ور ہونا تھا۔

بدر کی شرمندگی اور دعا

مقام بدر آج مسلمانوں کا میزبان تھا۔ مگر اسے سخت شرمندگی تھی کہ اس کے دامن میں نہ تو پانی تھا اور نہ ہی سایہ ! اس کے مہمان آج ساقی کوثرؐ اور وہ قدسی صفات چہرے تھے جن پر تقویٰ اور تقدس خود فخر کرتے تھے ! میدانِ بدر نے اپنی بے بسی دیکھی تو دربارِ الٰہی میں ہاتھ پھیلا دیئے اور اس رب العلمین کے دربار میں فریاد شروع کر دی جو سب کا داتا ہے ! حیطۂ نے بہت ہی پیارے انداز میں اس کا نقشہ کھینچا ہے !

یہ تشنہ لب جماعت جب یہاں پر رکھی گئی آکر
دعا کی دامن صحرا نے دونوں ہاتھ پھیلا کر

———

Marfat.com

کہ اے صحرا کو آتش ناک چہرہ بخشنے والے
رخ خورشید کو کرنوں کا سہرا بخشنے والے
خبر کیا تھی الٰہی ایک دن ایسا بھی آئے گا
کہ تیرا ساقی کوثر یہاں تشریف لائے گا
خبر کیا تھی یہاں تیرے غازی آکے ٹھہریں گے
شہید آرام فرمائیں گے غازی آکے ٹھہریں گے
خبر کیا تھی ملے گی یہ سعادت میرے دامن کو
بنایا جائے گا فرش عبادت میرے دامن کو
تیرے محبوب کے پیارے قدم اس خاک پہ آئے
الٰہی حکم دے سورج کو اب آتش نہ برسائے
اگر اب میرے دامن سے ہوائے گرم آئے گی
تو مجھ کو رحمۃ اللعالمین سے شرم آئے گی
برائے چند ساعت ابر باراں بھیج دے یارب
بہاراں بھیج دے یارب بہاراں بھیج دے یارب

بارش کا نزول

دعا صحرا نے مانگی دامن امید پھیلا کر
یکایک ابر باراں آسماں پر چھا گیا آکر
انہی کی منتظر تھی غالباً شان الٰہی بھی
کہ پیاسے تھے محمدؐ بھی محمدؐ کے سپاہی بھی
مدینے کی بلندی سے جو رحمت کی گھٹا آئی
تو استقبال کو فردوس کی ٹھنڈی ہوا آئی

Marfat.com

یہ ریگستان کہ اک بوند پانی کو ترستا تھا
اسی پہ آج بادل چھا گئے تھے مینہ برستا تھا

قرآن کہتا ہے:

وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً لِيُطَهِّرَكُمْ بِهِ وَيُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّيْطَانِ وَلِيَرْبِطَ عَلَىٰ قُلُوبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْأَقْدَامَ ۔

اور آسمان اوپر سے پانی برسا رہا تھا کہ تم کو پاک کرے اور شیطان کی ناپاکی تم سے دور کرے اور تمہارے دل مضبوط کرے اور ثابت قدم رکھے!

بارش سے میدان بدر میں ایک انقلابی تبدیلی آگئی۔ ریتلی زمین جو مسلمانوں کے پاس تھی وہ پختہ ہوگئی اور اس پر چلنا پھرنا آسان ہوگیا اور پکی زمین جو کفار کے پاس تھی اس پر کیچڑ ہوگیا پھسلن ہوگئی۔ ابوجہل قدم رکھتا تھا تو پھسل کر چار گز آگے پہنچ جاتا تھا ــــ یہ نکتہ تھا اس بات کا کہ پھسلاہٹ کفار کے حصے میں آئے گی اور فتح و نصرت اور استحکام مسلمانوں کے حصے آئے گا۔

رسولِ خدا عریش میں

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ حضور میری رائے ہے کہ آپ کے لئے ایک اونچے ٹیلے پر ایک چھپر بنا لیا جائے، تاکہ آپ اس میں تشریف رکھیں اور اس بلندی سے اپنے جانثاروں پر نظر رہے اور ضروری ہدایات بھی جاری ہوتی رہیں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعدؓ کی اس تجویز کو پسند فرمایا۔ چنانچہ آپ کے لئے ایک عریش تیار کر دی گئی جس میں آپ نے قیام فرمایا اور اپنے یارِ غار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بھی حکم دیا کہ آپ میرے ساتھ رہیں۔ چنانچہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ساتھ ہی تشریف فرما ہوگئے۔ اور حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ تلوار لے کر عریش پر پہرہ دینے لگے! آپ نے اعلان فرما دیا کہ تمام صحابہ کرام رات بھر آرام کریں۔ چنانچہ صحابہ کرام نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ کے ارشاد کے پیشِ نظر رات بھر آرام کیا!

Marfat.com

رسولؐ خدا سجدے میں

تمام اصحاب مصطفےٰؐ آرام فرما ہو گئے تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پوری شب بیدار رہے۔ حفیظ نے اس کا بہت ہی پیارا نقشہ کھینچتے ہوئے کہا ہے کہ ؎

سلا کر پہلوؤں میں سب کو سوئی بدر کی وادی
نہ تھا بیدار کوئی ہاں مگر اسلام کا ہادی
یہی سر تھا کہ سجدہ ریز تھا درگاہ باری میں
یہی روشن جبیں معروف تھی طاعت گزاری میں
یہ پر انوار آنکھیں اشک کی لڑیاں پروتی تھیں
خدا کے سامنے خلق خدا کے غم میں روتی تھیں
صحابہ کو جو دیکھا محو ذوق جاں سپاری میں
سر سردار عالم جھک گیا درگاہ باری میں
وہ جس کے گھر قبولیت مرادیں مانگنے آئے
وہی اس وقت سجدے میں پڑا تھا ہاتھ پھیلائے

حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جب اپنے جانثاروں کو بے سروسامان اور دشمنوں کی تعداد اور ان کی نخوت اور تکبر کو دیکھا تو نماز کے لئے کھڑے ہو گئے اور سربسجود ہو کر اپنے خدا سے اس قدر عاجزی اور الحاح سے مانگا کہ اس دعا کی لذت سے عرش و فرش بھی سرشار ہو گئے!

دعا کی کیفیت بے مثال تھی۔ کبھی آپ اپنے خدا کے حضور ہاتھ پھیلا دیتے اور کبھی آنسوؤں کے موتیوں سے رحمت خداوندی کو متوجہ فرماتے۔

محویت کا یہ عالم تھا کہ چادر کندھوں سے گر پڑی تھی۔ ریش مبارک آنسو سے تر بتر تھی۔ خوش قسمت تھی زمین بدر جس کے سینے پر نبوت کے آنسو گر رہے تھے اور آپ عالم عجز و انکسار میں بار بار خدا کے حضور فریاد کر رہے تھے کہ

اَللّٰھُمَّ اَنْجِزْ لِیْ مَا وَعَدْتَنِیْ اَللّٰھُمَّ اِنْ یُّھْلَكْ ھٰذِہٖ

Marfat.com

اَلعِصَابَۃُ مِنْ اَھْلِ الْاِسْلَامِ لَا تُعْبَدُ فِی الْاَرْضِ

اے اللہ تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے اس کو پورا فرما! اے اللہ اگر مسلمانوں کی یہ جماعت ہلاک ہوگئی تو پھر زمین میں تیری پرستش نہیں ہوگی!

وہ جس کے گھر قبولیت مرادیں مانگنے آتے
وہی اس وقت مسجد میں پڑا تھا ہاتھ پھیلائے
الٰہی یہ تیرے بندے ہیں تیری راہ میں حاضر
ہوئے ہیں سر بکف ہو کر شہادت گاہ میں حاضر
تیرے پیغام کی آیات ہیں ان کی زبانوں پر
مدار قسمت توحید ہے ان چند جانوں پر
اگر اغیار نے ان کو جہاں سے محو کر ڈالا
زمین پر کون ہے پھر دین حق کو پوچھنے والا
الٰہی اب وہ عہد لیلۃ المعراج پورا کر
محمدؐ سے جو وعدہ ہو چکا ہے آج پورا کر

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس گریہ زاری اور آہ و بکا کو دیکھ کر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے نہ رہا گیا وہ آپ سے سجدے میں ہی لپٹ گئے اور عرض کرنے لگے حضورؐ سر سجدہ سے اٹھائیں، خدا کی مدد آگئی ہے!

فَاَخَذَ اَبُوْ بَکْرٍ بِیَدِہٖ فَقَالَ حَسْبُکَ فَخَرَجَ وَھُوَ یَقُوْلُ سَیُھْزَمُ الْجَمْعُ وَیُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ

حضرت ابوبکر نے آپ کا ہاتھ پکڑ لیا اور عرض کیا کہ آپ کو اللہ کافی ہے۔ آپ نے دعا ختم فرمائی اور زبان پر جاری تھا کہ عنقریب کافروں کی یہ جماعت شکست کھائے گی اور پشت پھیر کر بھاگے گی!

خطیب کہتا ہے

عریش میں ایک نبیؐ تھا اور دوسرا صدیقؓ

Marfat.com

اس وقت خاص میں جب کہ لا یسعنی فیہ مَلَکٌ مقربٌ ولا نبی مرسلٌ
صدیق کی ایک نمایاں شان ہے کہ اس میں بھی محبت و خلوص کا نمایاں کردار
کیا۔

لوگوں نے ایک سجدہ یاد رکھا جس میں
حسینؓ نبیؐ کے سجدہ سے کھیلا تھا!
لیکن
بدر کے سجدہ کو بھلا دیا جس میں
صدیقؓ نے سجدے کی حالت میں نبیؐ سے کہہ دیا
کہ حضورؐ سر اٹھایئے ——— وہ خدا کی مدد آگئی۔
نصرت خداوندی کی خبر صدیقؓ نے نبیؐ کو دی
صدیقؓ تیرے قربان آپ نبیؐ کی تصدیق کرتے ہیں
اور بدر میں نبیؐ نے تیری تصدیق کرتے ہوئے فرمایا کہ
اَبْشِرْ یَا اَبَا بَکْرٍ اَتَاکَ نَصْرُ اللّٰہِ ھٰذَا جِبْرَائِیْلُ اٰخِذٌ
بِعِنَانِ فَرَسِہٖ یَقُوْدُہٗ عَلٰی ثَنَایَاہُ الْغُبَارُ۔
اے ابوبکر تجھ کو بشارت ہو تیرے پاس یہ اللہ کی مدد آگئی۔ یہ جبریل انہیں گھوڑے
باگ پکڑے ہوئے ہیں۔ دانتوں پر ان کے غبار ہے!
حضرت صدیق اکبرؓ نے عرض کیا کہ کَفَاکَ مُنَاشَدَتُکَ رَبَّکَ فَاِنَّہٗ
سَیُنْجِزُ لَکَ مَا وَعَدَکَ (مسلم)
اے محبوب بس کریں اتنی مناجات کافی ہے۔
یہ وہی کہہ سکتا ہے جو فنا فی التوحید اور فنا فی الرسول ہوا۔
سبحان اللہ
مزاج شناس نبوت نے آج اپنے رب سے ارادوں کو بھانپ لیا اور محبوب کا
پلڑا کہا کہ بس کرو۔ رب راضی ہو گیا اور اس کی نصرت آگئی۔ ایک اور مسئلہ

Marfat.com

بھی حل ہوگیا !

آج نور بشر کی قیادت میں جنگ کرنے آگیا۔ بدر میں نوری فرشتے صحابہ کے سا
مل کر جنگ کرتے رہے۔ یوں میرے مصطفےٰ کی سیادت و قیادت کا علم فرش و عرش پ
بلند ہوگیا !

اقبال نے کیا خوب کہا ہے ؎

تو مردِ میدان تو میر لشکر
نوری حضوری ہیں تیرے سپاہی
کچھ قدر تو نے اپنی نہ جانی
یہ کم نگاہی یہ بے سوادی
فرشتوں سے بہتر ہے انسان بننا
مگر اس میں ہوتی ہے محنت زیادہ

مدد کا اعلان ہوتا ہے کہ

إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّي مُمِدُّكُمْ بِأَلْفٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُرْدِفِينَ - وَمَا جَعَلَهُ اللَّهُ إِلَّا بُشْرَىٰ وَلِتَطْمَئِنَّ بِهِ قُلُوبُكُمْ وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ - إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ -

یاد کرو اس وقت کو، جب تم اللہ سے فریاد کر رہے تھے، پس اللہ نے تمہاری دعا قبول کی کہ میں تمہاری ایک ہزار فرشتوں سے مدد کروں گا! جو یکے بعد دیگرے آنے والے ہوں گے! اور نہیں بنایا اللہ نے اس مدد کو مگر محض تمہاری بشارت اور خوشخبری کے لئے اور اس لئے کہ تمہارے دل مطمئن ہو جائیں! اور حقیقت میں یہ مدد اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ بے شک اللہ غالب اور حکمت والا ہے !

آپ اسی وقت چھپر سے باہر تشریف لائے اور یہ آیت کریمہ تلاوت فرما رہے تھے۔ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ ۔۔۔ عنقریب کافروں کی بیڑ جماعت

Marfat.com

شکست کھا جائے گی اور پشت پھیر کر بھاگے گی !

بس نقشہ ہی بدل گیا صحابہ کے قدرت نے دل بڑھا دیئے حوصلے بلند کر دیئے اور دشمن کی صفوں میں عجیب افراتفری اور بے یقینی کی فضا طاری ہو گئی۔

میرے محبوب نے صحابہ کی صفیں باندھیں تو ایک عجیب منظر دکھائی دے رہا تھا جس کا نقشہ حفیظ کی زبانی سماعت فرمائیں۔

صفیں باندھے کھڑے تھے ایمان والے بھی
خدا والے بھی محمدؐ والے بھی قرآن والے بھی
نمائش تھی نہ شوکت تھی نہ گھوڑے تھے نہ جوڑے تھے
نہ کلغی تھی نہ طرّہ تھا کمندیں تھیں نہ کوڑے تھے
اگرچہ عرش پیما ہمت مردانہ تھی ان کی
فقیرانہ تھا مگر وضع درویشانہ تھی ان کی
نماز عجز کے سجدے تڑپتے تھے جبینوں میں
چٹانوں کی طرح مضبوط دل رکھتے تھے سینوں میں
نہ تیغ نہ تبر پہ تکیہ نہ خنجر پر نہ بھالے پر
بھروسہ تھا تو اِک سادی سی کالی کملی والے پر

نبیؐ کے ہاتھ پھر دعا کے لئے اٹھ گئے

اَللّٰھُمَّ اِنَّھُمْ حُفَاۃٌ فَاحْمِلْھُمْ وَعُرَاۃٌ فَاکْسُھُمْ وَجِیَاعٌ فَاشْبِعْھُمْ وَعَالَۃٌ فَاَغْنِھِمْ مِنْ فَضْلِکَ

اے میرے پروردگار یہ لوگ پاپیادہ ان کو سوار کر دے یہ لوگ برہنہ ہیں۔ ان کو لباس پہنا۔ یہ بھوکے ہیں ان کو سیر کر یہ نادار ہیں۔ ان کو اپنے فضل سے غنی کر دے !

خطیب کہتا ہے

ایک طرف روشنی ایک طرف ظلمت
ایک طرف صفائے قلب ایک طرف قدورت

Marfat.com

ایک طرف صداقت	ایک طرف طاقت
ایک طرف تحمل	ایک طرف حماقت
ایک طرف تعمیر	ایک طرف تخریب
ایک طرف مومن	ایک طرف مشرک
ایک طرف تقدیر والے	ایک طرف شمشیر والے
ادھر ایمان صف آرا	ادھر شیطان صف آرا

اعلان خداوندی ہوا کہ وَلقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلہ

معرکہ بدر کی چند جھلکیاں

حضرات گرامی! سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ وعتبہ آمنے سامنے آئے۔ عتبہ کو اپنے حسب نسب اور قوت بازو پر بہت ناز تھا۔ اس نے آتے ہی حضرت حمزہؓ کو للکارا اور نہایت تیزی سے حضرت حمزہؓ کے سر پر وار کر دیا حضرت حمزہؓ نے تکبیر کا نعرہ بلند کرتے ہوئے اس کے وار کو رد کیا۔

صدا تکبیر کی آئی زمین بدر تھرآئی
پلک جھپکی کھلی آنکھیں تو یہ صورت نظر آئی
پڑی تلوار فولادی سپر کے ہو گئے ٹکڑے
سپر سے تا بہ سر پہنچی تو سر کے ہو گئے ٹکڑے
گلو میں بھی نہ اٹکی سینہ کاٹا دل جگر کاٹا
لہو چاٹا جگر کا بند زنجیر بکتر کاٹا
گلے کے ہار زنجیروں کی لڑیاں کاٹ کر نکلی
زرہ بکتر کے بند حمائل اور کڑیاں کاٹ کر نکلی
یہ تیغ حمزہؓ تھی دعوے تھے اس کو فاکساری کے
زمین پر آ رہی کر کے دو ٹکڑے جسم ناری کے
یہ برق نور تھی باطل کا قصہ پاک کر آئی

Marfat.com

گری یک لخت اور دو لخت کر کے خاک پر آئی
گری جب خاک پر دو ٹکڑے ہو کر لاش خود سر کی
دہان شیر سے نکلی صدا اللہ اکبر کی

سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ولید کو ایک عظیم مقابلے کے بعد زمین پر ڈھیر کر دیا۔ حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ شیبہ کے مقابلے پر تھے۔ شیبہ آخر حضرت حمزہؓ اور حضرت علیؓ کے واروں سے جہنم رسید ہو گیا۔ دشمنوں پر ایک عجیب رعب طاری ہو گیا ابوجہل عجیب سراسیمگی کے عالم میں مشرکین کی ہمت بڑھا رہا تھا۔ آخر ابوجہل کی بھی باری آ گئی۔

معوذؓ اور معاذؓ میدان میں

وہی دو بچے جن کو کم عمری کی وجہ سے چھوڑا جا رہا تھا وہ اچانک حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے قریب آئے اور آہستہ سے پوچھا کہ چچا جان ابوجہل کہاں ہے!

حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف فرماتے ہیں کہ میں جس مقام پر کھڑا تھا۔ میں نے سوچا کہ اپنے اردگرد کا جائزہ لے لوں اگر میدان کارزار میں کسی ساتھی کی ضرورت پڑی تو اس کو آواز دے دوں گا۔

مگر کیا دیکھتا ہوں ؎

نظر آئیں مجھے دو سادہ رو معصوم تصویریں
ابھی نوعمر تھے دونوں کے ہاتھوں میں تھیں شمشیریں
بہت سا تشنہ خوش اطوار کم عمر و حسیں دونوں
فرشتوں کی طرح آتے تھے بالاتے زمیں دونوں
ابھی میں اپنی حالت پر نہ تھا کچھ سوچنے پایا
کہ اک جانب سے لڑکا دوڑ کر میری طرف آیا
نہایت رازداری سے نشان بوجہل کا پوچھا
شباہت اور حلیہ اور موجودہ نشاں پوچھا

Marfat.com

عبدالرحمٰنؓ بن عوف فرماتے ہیں، بیٹا تم نے ابوجہل کو کیا کہنا ہے ؟
دونوں بولے کہ ؎

قسم کھائی ہے کہ مرجائیں گے یا ماریں گے ناری کو
سنا ہے گالیاں دیتا ہے وہ محبوب باری کو

میں نے کہا بیٹا وہ دیکھو —— وہ جو لوگوں کو بار بار بلا رہا ہے۔ وہ جو مشرکین کو چلا چلا کر آوازیں دے رہا ہے۔ وہ ابوجہل ہے، لیکن بیٹا ؎

حفاظت کر رہا ہے گرد اس کے فوج کا دستہ

انہوں نے کہا کہ چچا جی

یہ دستہ کب تلک روکے گا عزرائیل کا رستہ

یہ کہہ کر معوذؓ اور معاذؓ شیر کی طرح ابوجہل پر حملہ آور ہوتے ہیں اور اس کو پل بھر میں بے بس کر کے زمیں پر ڈھیر کر دیا۔

خطیب کہتا ہے

اللہُ اکبر —— خدا کام لینے پر آئے تو بچوں سے ابوجہل کو فی النار والسقر کرا دے۔

مچھروں سے نمرود کو تباہ و برباد کرا دے
مکڑی سے غار پر جالا بنوا دے
ایک چڑیا سے آتش نمرود پر پانی ڈلوا دے
اور ابابیلوں سے ابرہہ اور اس کے ہاتھیوں کو مروا دے

نہ کام لے تو نوح علیہ السلام سے بیٹے کا مقدر سنبھالنے
ابراہیم علیہ السلام کے والد کو ایمان سے کوسوں دور رکھوا دے

Marfat.com

ابی طالب کو دامن رحمت سے جدا کرا دے
یہ قدرت کے فیصلے ہیں ان کے سامنے کوئی دم نہیں مار سکتا

ابوجہل تو گر پڑا مگر عکرمہ نے ایک شدید وار کر کے حضرت معاذؓ کے شانے سے بازو کاٹ دیا۔ تھوڑا سا چمڑہ بازو کے ساتھ رہ گیا۔ حضرت معاذؓ اسی طرح پورا دن جہاد کرتے رہے۔ شام کو جب اس بازو نے درد کی ٹیسوں سے تنگ کر دیا تو بازو کو پاؤں کے نیچے لے کر تن سے جدا کر دیا ——— اور فرمایا جو جسم کا حصہ جہاد سے روکے، اسے جسم سے الگ کیا جا سکتا ہے۔ مگر جہاد کو نہیں چھوڑا جا سکتا۔

خطیب کہتا ہے

حضرت معاذؓ پوری امت کو سبق دے گئے

جو جسم کا حصہ جہاد سے روکے اسے جسم سے الگ کر دیا جائے
اور جو فرقہ امت کو جہاد سے روکے اس کو امت سے جدا کر دیا جائے۔ یعنی الگ کر کے اقلیت قرار دے دیا جائے۔

اللہ اللہ کیا سبق صحابہ نے دے دیا

حضرات گرامی! سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے مٹی کی مٹھی بھر کر کافروں کی طرف شاہت الوجوہ پڑھتے ہوئے پھینکی تو مشرکین کے چہرے جھلس گئے ان کی آنکھیں چندھیا گئیں۔ افراتفری کے عالم میں بھاگنا شروع کر دیا۔ ایک دوسرے کو روندنے لگ گئے۔ فرشتوں کے پے در پے وار سے مشرکین کی صفیں تتر بتر ہو گئیں ——— اور بالآخر فتح و نصرت سے مسلمانوں کو سرفراز کر دیا گیا ——— اور کفر کی کمر ٹوٹ گئی۔ اسلام کا بول بالا ہو گیا۔

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلة
وما علینا الا البلاغ

Marfat.com

دوسرا جمعہ رمضان

سیّدنا علیؓ اور ان کی شہادت

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

عَنْ عَلِیٍّؓ قَالَ دَعَانِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا عَلِیُّ اَنَّ فِیْکَ مَثَلًا مِنْ عِیْسٰی اَبْغَضَتْہُ الْیَھُوْدُ حَتّٰی بَھَتُوْا اُمَّہٗ وَاَحَبَّتْہُ النَّصَارٰی حَتّٰی اَنْزَلُوْہُ بِالْمَنْزِلِ الَّذِیْ لَیْسَ بِہٖ اَلَا وَاَنَّہٗ یَھْلِکُ فِیَّ اِثْنَانِ مُحِبٌّ مُفْرِطٌ یُقَرِّظُنِیْ بِمَا لَیْسَ فِیَّ وَمُبْغِضٌ مُفْتَرٍ یَحْمِلُہٗ شَنَآنِیْ عَلٰی اَنْ یَبْھَتَنِیْ۔ (تاریخ الخلفا)

حضرت علیؓ فرماتے ہیں ایک دن حضورؐ نے مجھے بلا کر فرمایا کہ اے علیؓ! تیری مثال عیسیٰ علیہ السلام کی طرح ہے۔ ان سے یہود نے دشمنی کی حتیٰ کہ ان کی والدہ پر بہتان باندھا! اور نصاریٰ نے ان سے محبت کر کے اس مقام پر پہنچایا جو ان کے لئے نہیں تھا۔ میرے بارے میں دو گروہ ہلاک ہوں گے، ایک محبت میں غلو کرنے والا اور دوسرا گستاخ گروہ

حضرات گرامی! رمضان شریف میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شہادت کا درجہ حاصل کیا تھا۔ اس لئے میرا معمول ہے کہ اس مہینہ میں ایک خطبہ فضائل سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر دیا کرتا ہوں، تاکہ آپ حضرات سے سامنے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شان اور فضائل کا تذکرہ بھی آجائے اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے جو عقیدت و محبت اہلِ سنت کے دلوں میں موجزن ہے وہ بھی روز روشن کی طرح عوام کے سامنے آسکے! اس وقت جو حدیث میں نے آپ حضرات کے سامنے پڑھی ہے اس میں سرکارِ دوعالم

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو فرمایا ہے کہ تیری وجہ سے دو طبقے گمراہی کا شکار ہوں گے!

غالی محب

غالی گستاخ

جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سلسلہ میں دو طبقوں نے جنم لیا۔

غالی محب

غالی گستاخ

الحمد للہ ــــ ہم اہل سنت والجماعت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ان عقیدتمندوں اور محبت کرنے والوں میں شامل ہیں جنہیں نہ تو عیسائیوں جیسی محبت ہے کہ حضرت علیؓ کو خدا اور مشکل کشا بنادیں اور نہ ہی اس گستاخ کی طرح بے ادب ہیں جو سرے سے حضرت علیؓ کے فضائل کے منکر ہو گئے۔

حضرات گرامی! حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل پر جب میں نظر ڈالتا ہوں تو چند فضائل ان میں ایسے نظر آتے ہیں جو انفرادی طور پر ان ہی کی ذاتِ گرامی کا حصہ ہیں اور اہل سنت والجماعت دل وجان سے ان فضائل ومناقب کو اپنے ایمان کی زینت بناتے ہیں اور لطف کی بات یہ ہے کہ سب فضائل اہل سنت کی حدیث کی کتابوں میں موجود ہیں اور سنی طالب علم کو اس وقت تک فراغت کی سند نہیں دی جاتی جب تک ان احادیث کی کتابوں کو نہیں پڑھ لیتا۔ اس کے باوجود غالیوں کو ضد ہے کہ اہل سنت حضرت علیؓ کے فضائل کو مانتے نہیں۔ (معاذ اللہ)

حضرت علیؓ کا ایمان

حضرات گرامی! حضرت علی رضی اللہ عنہ ابو طالب کے فرزند ارجمند ہیں۔ ابو طالب چونکہ کثیر العیال تھے۔ اس لئے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا بوجھ ہلکا کرنے کے لئے حضرت علیؓ کو اپنی کفالت میں لے لیا تھا۔ اس طرح بچپن سے حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور کی تربیت میں رہے۔ آپ دس سال کی عمر میں تھے جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلانِ نبوت

Marfat.com

فرمایا۔ چونکہ آپ چھوٹے تھے اور اپنے فیصلے خود نہیں کر سکتے تھے اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب آپ کو اعلان نبوت کے بعد ایمان اور اسلام کی دعوت دی تو آپ نے عرض کیا کہ مجھے آپ کے دعویٰ نبوت کی صداقت دل و جان سے قبول ہے مگر ابی طالب سے پوچھ کر اعلان کروں گا۔ چنانچہ دوسرے دن آپ نے اپنے اسلام اور ایمان کا اعلان فرما دیا۔ اس طرح اپنے ہم عمروں میں یعنی بچوں میں سب سے پہلے ایمان کی سعادت حضرت علی رضی اللہ عنہ کو میسر آئی۔ غالباً والد سے پوچھنے کا یہ معنی ہو سکتا ہے کہ انہیں بھی اپنے ساتھ ہی حضورؐ کی غلامی کے لئے آمادہ کیا جائے، مگر یہ اللہ تعالیٰ کو منظور نہیں تھا ؟

خدا کی شان ہے کہ بیٹا شیر خدا بنتا ہے اور باپ محروم رہتا ہے۔ خدا کے فیصلے خدا ہی جانے۔

خطیب کہتا ہے

حضرت علیؓ ——— کا بچپن میں حضورؐ کی تربیت میں جانا
عظمت علیؓ کی بین دلیل ہے !
علیؓ کی نبیؐ نے تربیت کی !
نمازوں میں حضورؐ کی تربیت
جہاد میں حضورؐ کی تربیت
عبادت میں حضورؐ کی تربیت
ریاضت میں حضورؐ کی تربیت
شجاعت میں حضورؐ کی تربیت
سخاوت میں حضورؐ کی تربیت
عقائد میں حضورؐ کی تربیت
اخلاق میں حضورؐ کی تربیت
اطوار میں حضورؐ کی تربیت

Marfat.com

غرضیکہ

علی درس گاہ نبوت کا تربیت یافتہ نوجوان تھا
آپ کے ایمان لانے سے بچوں میں تبلیغ کا راستہ کھل گیا
سبحان اللہ

ہجرت رسولؐ اور حضرت علیؓ

ہجرت مدینہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ایک بہت ہی کٹھن اور دشوار مرحلہ تھا اس میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت علیؓ دونوں کا کردار مثالی تھا۔ مشرکین مکہ جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جوش تبلیغ اور آپ کی دن رات بڑھتی ہوئی مقبولیت کا مقابلہ نہ کر سکے تو انہوں نے دارالندوہ میں میٹنگ بلائی کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بڑھتے ہوئے دینی اور روحانی سیلاب کو روکنے کی مؤثر تدبیر کی جائے۔ چنانچہ مختلف تجاویز کے بعد متفقہ طور پر یہ قرار داد پاس کی گئی ـــــ کہ تمام قبائل میں سے ایک منتخب اور سربرآوردہ شخص لیا جائے اور یہ تمام مل کر متفقہ طور پر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کر ڈالیں اس طرح کسی ایک قبیلہ کے ذمہ یہ قتل نہیں ڈالا جا سکے گا، بلکہ اس میں تمام قبائل کی شرکت مسئلہ کی سنگینی کا احساس کم کر دے گی۔ چنانچہ ادھر مشرکین نے اپنے ہاں حضورؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ختم کرنے کا (معاذ اللہ) فیصلہ کیا اور ادھر اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کو دشمن کے ارادوں سے باخبر فرمایا۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم جس کاشانہ مبارک میں رات کو آرام فرما تھے۔ قریش اور مشرکین نے رات کو اس کا محاصرہ کر لیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس امتحان کی دشوار اور کٹھن گھڑیوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ آپ نے جب کفار کے محاصرے کو دیکھا تو عرض کیا کہ حضورؐ مشرک آ گئے ؟

آواز آئی کہ وہ تو اب آئے ہیں۔ بچانے والا پہلے ہی موجود ہے! سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی امانت و دیانت سرزمین مکہ میں ضرب المثل بن گئی تھی۔ اس لئے آپ کے خون کے پیاسے بھی اپنا دنیاوی مال، سونا چاندی حضورؐ کے پاس بطور امانت رکھا کرتے تھے۔ ان کو یقین تھا کہ ان کا مال اگر کسی کے ہاں محفوظ رہ سکتا ہے تو وہ حضورؐ کی ذاتِ گرامی ہی

Marfat.com

ہو سکتی ہے چنانچہ پورے مکے کے لوگوں کی امانتیں آپ کے پاس جمع تھیں۔ آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ علیؓ تم رات میرے بستر پر گزارو اور مکہ والوں کی امانتیں واپس کر کے پھر ہجرت کرنا!

وَاَمَرَ عَلِیًّا اَنْ یَبِیْتَ فِیْ مُضْجَعِهٖ تِلْکَ اللَّیْلَةَ فَبَاتَ فِیْهِ عَلِیٌّ وَتَغَشّٰی بُرْدًا اَحْمَرَ حَضْرَمِیًّا کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَنَامُ فِیْهِ۔ (طبقات کبریٰ)

اور حکم دیا حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کو کہ آپ میرے بستر پہ رات گزاریں۔ حضرت علیؓ نے حکم کے مطابق وہیں رات گزاری اور آپ حضرمی سرخ رنگ کی چادر اوڑھ کر سو گئے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سویا کرتے تھے

خطیب کہتا ہے

علیؓ تلواروں کے سائے میں رات بھر بستر رسولؐ پر سویا
علیؓ نے رات بھر دشمن کے ہاتھوں موت کا مقابلہ کیا
علیؓ نے محبت و عظمت رسول کے لئے جان دینے کی بنیاد رکھ دی
علیؓ نے اپنی جان کو حکم رسالت پر قربان کرنا سعادت سمجھا

اور

رسولؐ نے علیؓ کو با اعتماد سمجھتے ہوئے اپنا بستر علیؓ کے حوالے کیا۔

اس میں بھی نکتہ ہے

کہ انسان تمام فراغتیں حاصل کر کے آخر میں بستر پے جاتا ہے اسی طرح حضرت علیؓ نے تمام خلفاء کی خدمت کر کے آخر میں تاج خلافت پہنا۔!

جس طرح بستر پہ جانا انسان کے مشاغل کا آخری عمل ہوتا ہے۔ اسی طرح علیؓ کا مسند خلافت پہ آخر میں جانا اسی عملی ترتیب کو قائم رکھنا تھا!

تلواروں کے سائے میں وہی ہو سکتا ہے جو اپنی جان سے عزیز اپنے محبوب کے حکم کو سمجھتا ہو۔!

Marfat.com

کافروں نے اس رات بھی علیؓ کو رسولؐ سمجھا
اور رات بھر نکلنے کا انتظار کرتے رہے۔
اور آج بھی علیؓ کو رسولؐ سمجھتے ہیں ؟
کیسی مطابقت ہے آج میں اور کل میں
چادر رسولؐ علیؓ پر
اور
خود رسولؐ دوش صدیقؓ پر
نبیؐ نے امانتیں علیؓ سے سپرد کیں
اور
خدا نے اپنی امانت (یعنی رسولؐ) کو صدیقؓ سے سپرد کیا ؟
جو رسولؐ مشرکین مکہ کی امانتیں غصب نہیں کرتے
وہ
علیؓ کی خلافت غصب کر کے کس طرح صدیق کو دے سکتے تھے۔
علیؓ رسولؐ کے بستر پر سویا
اور
رسولؐ صدیقؓ کی گود میں سویا
واہ علیؓ تیری شان کے قربان جاؤں ہجرت کی رات کو محبت رسالت اور عشق رسالت کا حق ادا کر دیا۔

(سبحان اللہ)

فَلَمَّا اَصْبَحُوْا قَامَ عَلِیٌّ عَنِ الْفِرَاشِ فَسَئَلُوْہُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا عِلْمَ لِیْ بِہٖ۔

جب صبح ہو گئی تو حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ بیدار ہوئے۔ کافروں نے آپ سے سوال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں ؟

Marfat.com

آپ نے فرمایا مجھے علم نہیں ہے !
حضرت علی رضی اللہ نے
سچ فرمایا تھا کیونکہ اگلا پروگرام کیا تھا ؟
اس کا علم یا خدا کو تھا !
یا مصطفےٰ کو تھا !
یا صدیق کو تھا !
اللہ اکبر اس لئے علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے
آپ کے بارے میں اب علم نہیں ہے، کیونکہ اب میری ڈیوٹی ختم ہو چکی ہے۔ سیکرٹ
بدل چکے ہیں۔

رات کے پہلے حصے کا سیکرٹری علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ تھا
اور دوسرے حصے کا سیکرٹری ابوبکر صدیقؓ تھا

علیؓ امتحان میں کامیاب ہوتے

حضرات گرامی ! ہجرت کا یہ مرحلہ بھی انتہائی کٹھن
اور دشوار تھا، لیکن علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے
اس کو اس قدر جرأت اور بہادری سے نبھایا کہ پوری دنیا میں آپ کی دھوم مچ گئی
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے انتہائی با
اور جانثار ساتھی تھے جن کی خدمات ہمیشہ اہل دل عزیمت و استقلال کی دنیا میں با
رکھیں گے !

حضرت علیؓ اور معرکہ بدر

بدر میں شرکت اللہ تعالیٰ کے ہاں اس قدر مقبول و محبو
ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ اِعْمَلُوْا
مَا شِئْتُمْ قَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ وَبَدَّلْتُ سَيِّئَاتِكُمْ حَسَنَاتٍ ۔ جو چاہو کرو
کے بعد تمہاری تمام لغزشوں کو معاف کر دیا گیا اگر (بالفرض) تم سے کوئی فروگزاشت
بھی ہوئی تو تمہاری اس فروگزاشت کو بھی نیکی بنا کر تمہارے نامۂ اعمال میں لکھا جا
گا۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ بدر میں شریک ہوئے اور اس میں آپ کا ولید بن

Marfat.com

اس قدر شدید مقابلہ ہوا کہ تاریخ بدر میں اس کی تاریخی حیثیت ہمیشہ ہمیشہ کے لئے
ت ہوگئی اور سرزمین بدر کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ کارنامہ اور معرکہ حق و باطل
ا آپ کا دلیرانہ کردار ہمیشہ یادرہے گا۔ حفیظ اس معرکے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ
نجاعت کی داستان اپنے مؤثر پیرایہ میں یوں بیان کرتا ہے۔

ادھر حمزہؓ کے ہاتھوں عقبہ فرش خاک پر لیٹا
علیؓ سے تھا ادھر تیغ آزما مقتول کا بیٹا
بدر کے خون سے منہ ہو گیا غصے میں لال اس کا
بھڑک اٹھا بدن پر مثل شعلہ بال بال اس کا
علیؓ اس شان سے روک رہے تھے اس کے واروں کو
کہ ہوتا تھا تعجب نوجوان پر پختہ کاروں کو
یکایک وار خالی دے کے حیدر کو جلال آیا
کہ نازک وقت گزرا جا رہا ہے یہ خیال آیا
کیا نعرہ! ہمارا بھی تو لے اک وار او کافر
سنبھل دیکھ آئی یہ اللہ کی تلوار او کافر
صدائے شیر حق سے چھائی ہیبت قلب دشمن پر
سپر اٹھنے نہیں پائی کہ آئی تیغ گردن پر
نہ پائی دیکھنے والی نگاہوں نے بھی آگاہی
کب اٹھی کب گری کیسے پھری تیغ یداللہی
کمال ضرب پر حمزہ کے منہ سے مرحبا نکلی
صف اسلام سے اللہ اکبر کی صدا نکلی
نوید فتح ٹکراتی زمینوں آسمانوں سے
کہ اترا بار سرکش ہستیٔ باطل کے شانوں سے

اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ بدر میں ادھر تو دشمنوں کا مقابلہ کر رہے تھے اور

Marfat.com

ادھر بار بار سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی دیکھتے آتے تھے کہ میرے محبوب کیا حال ہے!

چنانچہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں تین بار آپ کی طرف آیا اور آپ سربسجود تھے اور یا حیّ یا قیوم کہتے جاتے تھے!

معلوم ہوا کہ حضرت علیؓ میدانِ بدر میں جہاد بھی کر رہے تھے اور عشقِ رسالت کی بے قراریاں جب آپ کو مضطرب کر دیتی تھیں تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے بھی بے تابانہ آتے تھے!

اس طرح حضرت علیؓ جریدہ عالم پر اپنا نام ثبت کر گئے۔

نبیؐ نے اپنی چہیتی بیٹی کا رشتہ علیؓ کو دیا

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو جہاں اور بہت سے اعزاز حاصل ہیں۔ وہیں پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی طرح سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد ہونے کا شرف بھی حاصل ہے۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا جو خاندان نبوت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت ہی محبوب اور پیاری تھیں۔ ان کا نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا سیدہ فاطمہ سے نکاح پر اتنا بڑا اعزاز ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل میں ایک چمکتا ہوا آفتاب ہے!

عَنْ ابی سعید الخدریؓ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
مَا تَزَوَّجْتُ شَیْئًا مِنْ نِسَائِیْ وَلَا زَوَّجْتُ شَیْئًا مِنْ بَنَاتِیْ
اِلَّا بِوَحْیٍ جَاءَنِیْ بِہٖ جِبْرَائِیْلُ عَنْ رَبِّیْ (زرقانی)

حضرت ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ میں نے اگر کسی عورت سے نکاح کیا ہے یا اپنی کسی بیٹی کا رشتہ کیا ہے۔ وہ سب خدا کے حکم سے کیا ہے

Marfat.com

خطیب کہتا ہے

حضرت علیؓ کا رشتہ فاطمہؓ سے خدا کی منظوری سے ہوا
حضرت عثمانؓ کا رقیہ اور اُمِ کلثومؓ سے رشتہ خدا کی منظوری سے ہوا
حضورؐ کا سیدہ عائشہؓ اور حفصہؓ سے رشتہ خدا کی منظوری سے ہوا

سبحان اللہ

علیؓ نبیؐ کا داماد ہے

اور

نبیؐ صدیقؓ و عمرؓ کا داماد ہے
علیؓ کو رشتہ نبیؐ نے دیا
نبیؐ کو رشتہ صدیقؓ نے دیا
مزے کی بات یہ ہے
نکاح کی رقم علیؓ کو عثمانؓ نے دی
جہیز کا سامان علیؓ کو صدیقؓ نے خرید کر دیا

سبحان اللہ

یہ تھی صحابہ کرام میں باہمی محبت و الفت

فاتح خیبر علیؓ

خیبر کی جنگ بھی ایک نمایاں مقام رکھتی ہے اس میں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نمایاں اعزاز بخشا۔ جو نبیؐ کا معجزہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کرامت ہے۔ کئی دن تک محاصرہ جاری رہا، مگر خیبر کے فتح ہونے کی نوبت نہیں آ رہی تھی۔ ایک دن سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

عن سهل بن سعد (رضی الله عنه) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰه صلی الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ خَيْبَرَ لَاُعْطِيَنَّ هٰذِهِ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلٰى يَدَيْهِ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ

Marfat.com

قَالَ فَبَاتَ النَّاسُ يَتَذَكَّرُوْنَ لَيْلَتَهُمْ اَيُّهُمْ يُعْطَاهَا فَلَمَّا اَصْبَحَ النَّاسُ غَدَوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّهُمْ يَرْجُوْنَ اَنْ يُعْطَاهَا فَقَالَ اَيْنَ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ فَقَالُوْا هُوَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يَشْتَكِيْ عَيْنَيْهِ قَالَ فَاَرْسِلُوْا اِلَيْهِ فَاُتِيَ بِهٖ فَبَصَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ عَيْنَيْهِ وَدَعَا لَهٗ فَبَرَاَ حَتّٰى كَاَنْ لَّمْ يَكُنْ بِهٖ وَجَعٌ فَاَعْطَاهُ الرَّايَةَ ۔

(بخاری)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خیبر کے دن کہ کل کو یہ جھنڈا ایسے آدمی کو دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ فتح دے گا۔ وہ شخص اللہ اور اس کے رسولؐ کے ساتھ محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسولؐ اس سے محبت فرماتے ہیں۔ فرمایا ـــــ کہ تمام رات لوگ اس بات کا تذکرہ کرتے رہے کہ دیکھئے کل یہ جھنڈا کس کو ملتا ہے۔ پھر جب صبح ہوئی تو ہر شخص کی تمنا تھی کہ یہ جھنڈا مجھے ملے مگر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علیؓ بن ابی طالب کہاں ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ آنکھوں کے مریض ہیں۔ آپ نے ان کی طرف آدمی بھیجے اور وہ حاضر ہوئے۔ پھر لعاب دہن حضورؐ نے علیؓ کی آنکھوں پر لگایا اور ان کے لئے دعا فرمائی۔ حضرت علیؓ کو شفا ہوگئی۔ گویا کہ انہیں درد کی شکایت نہیں تھی! پھر آپؐ نے وہ جھنڈا حضرت علیؓ کو عطا فرما دیا۔

خطیب کہتا ہے

نبیؐ نے فرمایا کہ کل جھنڈا ایسے آدمی کو دوں گا

جو خدا اور رسول سے محبت رکھتا ہے اور خدا اور رسولؐ اس سے محبت رکھتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت علیؓ کو نمایاں کرنا مقصود تھا! تاکہ لوگ علیؓ سے صحیح محبت کریں!

خدا اور رسولؐ کی محبت کی جس طرح حدود ہیں۔

Marfat.com

اسی طرح علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی محبت کی بھی حدود ہیں۔
حدود سے تجاوز نہ نبیؐ کی محبت میں جائز ہے ۔
حدود سے تجاوز نہ علیؓ کی محبت میں جائز ہے ۔
محبت کے پیمانے وہ نہیں ہوں گے !
جو میں اور آپ بنائیں۔ محبت کے پیمانے وہ ہوں گے
جو خدا اور رسولؐ نے خود امت کو عطا فرماتے ہیں۔
سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ لَعَنَ اللّٰہُ الْیَھُوْدَ وَالنَّصَارٰی اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَاءِھِمْ مَسَاجِدَ !
خدا کی لعنت ہو یہودیوں اور نصرانیوں پر کہ انہوں نے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنایا !

معلوم ہوا کہ جس طرح یہودی اور نصرانی انبیاء علیہم السلام کی محبت میں تجاوز کر کے ان کی قبروں کو سجدہ کرنے لگ گئے۔ اسی طرح بعض گمراہ فرقے حضرت علیؓ کو خدا کے اختیارات کا مالک۔ مشکل کشا۔ حاجت روا۔ اور تمام کائنات کا مختار تک کہنے لگ گئے ہیں جو ان کی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی سے غالیانہ محبت ہے جسے اسلام کسی صورت بھی روا نہ نہیں رکھتا !

خیبر کی فتح ——— یَفْتَحِ اللّٰہ عَلٰی یَدَیْہِ
خدا کی عطا کردہ فتح تھی
ہاتھ علیؓ کا تھا ——— نصرت خدا کی تھی
اندھا سمجھا ——— سب کچھ علیؓ نے کیا
آنکھ والے نے سمجھا ——— کہ سب کچھ اللہ نے کیا ہے ۔

معجزہ اور کرامت ہوتا ہی یہی ہے
کہ ہاتھ نبیؐ اور ولی کا ہوتا ہے
اور طاقت میرے خدا کی ہوتی ہے

Marfat.com

سبحان اللہ

سرکارؐ کا لعاب دہن !

یہ لعاب دہن تھا یا شفا کا خزانہ ؟

صدیقؓ کی ایڑی پہ لگا تو زہر دور ہو گئی

علیؓ کی آنکھ پہ لگا تو درد دور ہو گئی

اور

جابرؓ کی ہنڈیا میں پڑا تو کھانے میں اضافہ ہو گیا

کنوئیں میں پڑا تو کنواں میٹھا ہو گیا ۔

مرحب اور حضرت علیؓ

حضراتِ گرامی ! حضرت علی رضی اللہ عنہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے عطا کردہ علم کو لے کر چلتے ہیں، تو راستے میں مرحب سے ملاقات ہوتی ہے جو خیبر کا مانا ہوا طاقتور جنگجو پہلوان تھا۔ اس نے حضرت علیؓ کو للکارا کہ لڑنے سے پیشتر مجھ سے کشتی کر لو۔ آپ نے فرمایا جلدی کرو، تمہارا یہ فخر بھی ختم ہو جائے کہ تمہارے مقابلے کا دنیا میں کوئی نہیں ہے۔ چنانچہ بڑے فخر سے میدان میں اترا۔ ابھی وہ سوچ ہی رہا تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو پچھاڑ دیا! وہ بے اختیار بول پڑا کہ

؎ یہ شکست فاش مجھ کو آج پہلی بار ہے
معلوم ہوتا ہے کہ تو ہی حیدر کرار ہے

مرحب کا غرور تو ٹوٹ چکا تھا، مگر اس نے اپنی خفت مٹانے کے لئے پھر للکارا۔

قَدْ عَلِمَتْ خَيْبَرُ اَنِّیْ مَرْحَبُ ۔ شَاكِی السِّلَاحِ بَطَلٌ مُجَرَّبُ

خیبر مجھے جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں، ہتھیار اٹھانے والا تجربہ کار بہادر۔

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس کی للکار کے جواب میں نہایت بہادری سے فرمایا کہ

اَنَا الَّذِیْ سَمَّتْنِیْ اُمِّیْ حَیْدَرَہ
كَلَيْثِ غَابَاتٍ كَرِيْهِ الْمَنْظَرَہ

Marfat.com

میں وہ ہوں کہ جس کا نام میری ماں نے شیر رکھا ہے۔ جنگل کے شیر کی طرح نہایت مہیب ہوں۔

فَفَلَقَ رَأْسَ مَرْحَبٍ بِالسَّيْفِ وَكَانَ الْفَتْحُ عَلٰى يَدَيْهِ

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تلوار سے مرحب کا سر دو ٹکڑے ہوگیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ پر خیبر فتح فرما دیا۔ اس لئے آج حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فاتح خیبر کے معزز لقب سے یاد کیا جاتا ہے اور اہل سنت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس اعزاز کو دل و جان سے جانتے ہیں۔

؎ یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا

مدینے کی امارت علیؓ کے سپرد

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوہ تبوک تشریف لے گئے تو مدینہ منورہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو چھوڑ گئے تاکہ مرکز اسلام میں رہنے والے بوڑھوں، معذوروں مستورات اور بچوں کی نگہداشت کے فرائض بخوبی سرانجام دیے جاسکیں!

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ اِلٰى تَبُوْكَ فَاسْتَخْلَفَ عَلِيًّا قَالَ اَتُخَلِّفُنِيْ فِي الصِّبْيَانِ وَالنِّسَاءِ قَالَ اَلَا تَرْضٰى اَنْ تَكُوْنَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰى اِلَّا اَنَّهٗ لَيْسَ نَبِيٌّ بَعْدِيْ (بخاری)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوہ تبوک کے لئے تشریف لے گئے تو حضرت علیؓ کو مدینہ کا امیر مقرر فرما دیا۔ حضرت علیؓ نے عرض کیا کہ کیا آپ مجھے بچوں اور عورتوں کا امیر بنا رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اے علیؓ تو اس بات پر راضی نہیں ہے کہ تیری حیثیت وہی ہو جو ہارون کی موسیٰ کے ہاں تھی، مگر سوائے نبوت کے کیونکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔!

خطیب کہتا ہے

مدینہ کی امارت بہت بڑا اعزاز تھا جو حضرت علیؓ کو ملا۔

Marfat.com

مدینہ کی حفاظت بھی اسی قدر ضروری تھی جس طرح دوسرے شعائر اسلام کی۔
مدینہ علیؓ کی نگاہوں کا مرکز بن گیا!
جس طرح موسیٰ علیہ السلام عبادت کے لئے جاتے ہوئے حضرت ہارون کو خلیفہ بنا گئے۔

اسی طرح سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تبوک جاتے ہوئے حضرت علیؓ کو مدینہ کا امام بنا گئے!

جس طرح اہل مدینہ کو حضرت علیؓ کی سیادت پر فخر تھا۔
اسی طرح اہل سنت کو بھی حضرت علیؓ کی سیادت پر فخر ہے۔
مدینہ میں حضرت علیؓ کو امارت دینا اشارہ تھا۔
ان کی خلافت کا!

نبی کو غسل علیؓ نے دیا

حضرات گرامی! جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دنیا سے عالم جاودانی کو رحلت فرمائی تو حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ ان خوش نصیب اور قدوسی صفات نفوس میں شامل تھے جنہوں نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسدِ اطہر کو غسل دیا تھا۔ یہ سعادت اس قدر اعلیٰ و ارفع ہے کہ اس پر جتنا فخر اور ناز کیا جائے وہ کم ہے۔

عَنْ عَامِرٍؓ قَالَ غَسَّلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيٌّ ابْنُ اَبِیْ طَالِبٍ وَالْفَضْلُ ابْنِ عَبَّاسٍؓ وَاُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَكَانَ عَلِيٌّ يَغْسِلُهُ وَيَقُوْلُ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ طِبْتَ مَيِّتًا وَحَيًّا۔

(طبقات ابن سعد)

حضرت عامرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت علیؓ حضرت ابن عباسؓ اور اسامہ بن زیدؓ نے غسل دیا۔ حضرت علی (رضی اللہ عنہ) دیتے ہوئے فرما رہے تھے کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپ زندگی اور موت دونوں میں پاکیزہ اور مقدس شخصیت ہیں۔

Marfat.com

خطیب کہتا ہے

سرکارِ دوعالم صلی اللہ کو غسل دینے کا شرف حضرت علیؓ کو حاصل ہوا۔
غسل جسد رسولؐ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے بہت بڑا اعزاز ہے!
حضرات گرامی! آپ حضرات کے سامنے میں نے ان فضائل کا تذکرہ کیا ہے۔ جو حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ کی زندگی کو اور بھی تابناک بنا دیتے ہیں۔ الحمد للہ اہل سنت والجماعت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ان فضائل اور دوسرے بے شمار مناقب کی وجہ سے اپنے دل میں ان کی محبت اور عقیدت کا والہانہ جذبہ رکھتے ہیں، بلکہ آپ کی محبت کو ایمان ویقین کا حصّہ سمجھتے ہیں جس طرح ہر صحابی رسولؐ سے محبت ہمارے ایمان کا حصّہ ہے۔ اس طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محبت بھی ہمارے ایمان کا حصّہ ہے۔

لیکن میں آپ حضرات سے یہ گزارش کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ ہم نہ تو محب مفرط (غالی محب) ہیں اور نہ ہی (مُبغِض مُفتَرِ) (غالی گستاخ) ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں طبقوں سے ہمیں اپنی پناہ میں رکھے!

غالی محب تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو انبیاء سے بھی بلند و بالا سمجھتا ہے، بلکہ بعض جاہل شاعر تو آپ کو خدائی کے تمام اختیار عطا بھی کرتے ہیں۔ بنی ولی تو ان کے ہاں حضرت علیؓ کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑے ہیں (معاذ اللہ) ایسی اندھی اور غلو پر مبنی عقیدت سراسر اسلام کے خلاف ہے۔ حضرت علیؓ کے وہ فضائل جن کا میں نے آپ حضرات کے سامنے تذکرہ کیا ہے اس قدر عظیم ہیں جن سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عظمت کو چار چاند لگ جاتے ہیں۔

اہلِ سنت کے علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ پیشوا بھی ہیں اور مقتدیٰ بھی اسی طرح خارجیوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف جو محاذ قائم تھا اور اب بھی کر رکھا ہے ہم اس سے بھی بیزار ہیں۔ اہلِ سنّت والجماعت اور اکابر علمائے حق نے جو موقف ہمیں دیا ہے اسی پر قائم رہنا اپنے لئے سعادت سمجھتے ہیں۔

سُنّی سُنّی ہے۔ نہ رافضی ہے اور نہ ہی خارجی ہے ـــــ رفض سے بھی خدا کی

Marfat.com

پناہ اور خارجیت سے بھی خدا کی پناہ۔

شہادتِ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ

حضرات گرامی! چونکہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شہادت کا حادثہ فاجعہ رمضان شریف میں ہوا تھا اس لئے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ فضائل علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بعد آپ کی شہادت کے واقعات کو بھی تفصیل سے آپ حضرات کے سامنے بیان کر دیا جائے، تاکہ آپ کی زندگی کا یہ پہلو بھی آپ حضرات کے سامنے آجائے!

جنگ جمل کے بعد اسلامی خلافت کی نزاع دو شخصیتوں کے درمیان محصور ہو گئی تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہؓ کے درمیان! ان کے درمیان تیسری شخصیت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی تھی اور اپنے سیاسی تدبّر کی وجہ سے غیر معمولی اہمیت رکھتی تھی! جنگ صفین نے مسلمانوں میں ایک نیا فرقہ خوارج کا پیدا کر دیا تھا! یہ اگرچہ تمام تر سیاسی اغراض و مقاصد رکھتا تھا لیکن مسلمانوں کے دوسرے سیاسی فرقوں کی طرح اس کے عقائد بھی دینی رنگ میں رنگے ہوئے تھے! اس نے اپنا سیاسی مذہب یہ قرار دیا تھا! اِنِ الحکم الا للّٰہ۔ یعنی حکومت کسی آدمی کی نہیں ہونی چاہیئے! دراصل تاریخ اسلام کے خوارج موجودہ تمدن کے انارکسٹ تھے! لہٰذا وہ کوفہ اور دمشق دونوں حکومتوں کے مخالف تھے!

مکہ میں بیٹھ کر خارجیوں نے سازش کی، اور تین آدمیوں نے بیڑا اٹھایا کہ پوری تاریخ اسلام بدل دیں! اور انہوں نے اس میں پوری قوت سے کام کر کے اپنے کچھ مقاصد حاصل بھی کر لئے۔

عمرو بن بکر تمیمی نے کہا! میں حاکم مصر عمرو بن عاصؓ کو قتل کر دوں گا۔ کیونکہ وہ فتنہ کی متحرک روح ہے۔!

برک بن عبداللہ تمیمی نے کہا! میں معاویہؓ (رضی اللہ عنہ) بن ابی سفیان کو قتل کروں گا، کیونکہ اس نے مصر میں قیصریت قائم کی ہوئی ہے!

(معاذ اللہ)

Marfat.com

پھر ایک لمحہ کے لئے خاموشی چھا جاتی ہے ! کیونکہ حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ کے نام سے دل تھرا آتے تھے۔ بالآخر عبدالرحمٰن بن ملجم مرادی نے مہر سکوت توڑ لی اور کہا کہ میں علیؓ کو قتل کر دوں گا۔ ان ہولناک مہموں کے لئے ۱۷ رمضان کی تاریخ متعین ہوئی وہ دو شخص اپنی مہم میں ناکام ہوتے اور عبدالرحمٰن بن ملجم کامیاب ہو گیا !

عبدالرحمٰن بن ملجم مکہ سے چل کر کوفہ پہنچا۔ یہاں بھی خوارج کی ایک بڑی تعداد موجود تھی۔ عبدالرحمٰن ان کے ہاں آتا جاتا تھا ! ایک دن قبیلہ تیم الربا ـــ کے بعض خارجیوں سے ان کی ملاقات ہو جاتی ہے۔ اس قبیلہ میں ایک عورت قطام بنت شجنہ تھی۔ عبدالرحمٰن اس کے حسن و جمال پر فریفتہ ہو گیا۔ سنگدل نازنین نے عبدالرحمٰن سے کہا کہ اگر تم میرے سچے عاشق ہو تو میرے وصل کی ایک شرط ہے۔ اگر تم اس کو پورا کر دو ! تو میں تمہارے لئے وقف ہوں !

ابن ملجم اس پر راضی ہو گیا ـــــ اور اس سے شرط وصل پوچھی تو اس نے کہا کہ مہر میں تین ہزار درہم۔ ایک غلام۔ ایک کنیز ـــــ اور

"قتلِ علی" رضی اللہ عنہ

عبدالرحمٰن نے کہا ـــــ منظور ! ـــــ مگر علیؓ کو کیونکر قتل کروں ؟

خونخوار معشوقہ نے جواب دیا ! چھپ کر !

اگر تو کامیاب ہو کر لوٹ آئے گا تو مخلوق کو شر سے نجات دے گا ! اور اہل و عیال کے ساتھ مسرت کی زندگی بسر کرے گا۔

اور اگر مارا جائے گا تو جنت اور لازوال نعمت حاصل کرے گا !

خطیب کہتا ہے

عشق زناں کس قدر فتنہ ہے کہ قتل علیؓ کے لئے آمادہ کرا دیتا ہے۔ بہت سے فتنے عشق کے راستے سے آئے !

اور بہت سے فتنے بدکار عورتوں کے راستے سے آئے۔

ایک عورت نے ایک شخص کو قتل حمزہؓ کے لئے تیار کیا۔

Marfat.com

ایک عورت نے ایک شخص کو قتل علیؓ کے لئے تیار کیا۔
قتل بھی بہت بڑا فتنہ ہے۔ مگر بدکار عورت بھی بہت بڑا فتنہ ہے۔
اِنَّ کَیْدَکُنَّ عظیم۔
عورت صالحہ ہو۔ نیک ہو! قدوسی صفات ہو تو خدا کی رحمتوں کے خزانوں کی آمین ہوتی ہے!

مریمؑ ہو تو — مسیحؑ آتے ہیں
آمنہ ہو تو — محمدؐ آتے ہیں
فاطمہؓ ہو تو — حسینؓ آتے ہیں
خدیجہؓ ہو تو — طیبؓ و طاہرؓ آتے ہیں۔

اندازہ لگایا آپ نے بغض علی (رضی اللہ عنہ) میں اس قدر جل بھن چکی تھی کہ قتل مرتضیٰ کے مرتکب کو جنت کی بشارت دیتی ہے۔ سچ ہے۔

؎ بے حیا باش و ہرچہ خواہی کن

روایات سے ثابت ہے کہ حضرت علیؓ کے قلب میں آنے والے حادثہ کا احساس پیدا ہو گیا تھا! عبدالرحمٰن ابن ملجم کی طرف جب دیکھتے تو محسوس کرتے کہ اس کے ہاتھ خون سے رنگین ہونے والے ہیں۔ ابن سعد کی ایک روایت ہے کہ

دَعَا عَلِیٌّ النَّاسَ اِلَی الْبَیْعَۃِ فجاء عبد الرحمٰن ابن ملجم المرادی فَرَدَّہٗ مَرَّتَیْنِ۔ ثُمَّ اَتَاہُ فَقَالَ مَا یَحْبِسُ اَشْقَاھَا لَتُغْضَبَنَّ اَوْ لَتُصْبَغَنَّ ھٰذِہٖ مِنْ ھٰذِہٖ یَعْنِیْ لحیتہ مِنْ رَاسِہٖ

(طبقات ابن سعد)

ارید حیاءہ و یرید قتلی
عذیرک من خلیک من مراد

(ترجمہ) عبدالرحمٰن بن ملجم دو مرتبہ بیعت کے لئے آیا، مگر آپ نے لوٹا دیا۔ تیسری مرتبہ آیا تو آپ نے فرمایا۔ سب سے زیادہ بدبخت کو کونسی چیز روک رہی ہے۔ واللہ یہ چیز

Marfat.com

(اپنی داڑھی کی طرف اشارہ کرکے) صرف رنگ لانے والی ہے!
کبھی اپنے ساتھیوں سے اکتا کر حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے۔

قَالَ عَلِیٌّ مَا یَحْبِسُ اَشْقَاکُمْ اَنْ فَیَقْتُلَنِیْ اَللّٰھُمَّ قَدْ سَمِسْتُھُمْ وَسَمُّوْنِیْ فَاَدْمِھِمْ مِنِّیْ وَاَرِحْنِیْ مِنْھُمْ!

(طبقات)

تمہارے سب سے زیادہ بدبخت آدمی کو آنے اور میرے قتل کرنے سے کوئی چیز روک رہی ہے! خدایا میں ان سے اکتا گیا ہوں اور یہ مجھ سے اکتا گئے ہیں۔ مجھے ان سے راحت دے اور انہیں مجھ سے راحت دے۔!

عبداللہ بن سبع کہتے ہیں کہ

سَمِعْتُ عَلِیًّا یَقُوْلُ لَتُخْضَبَنَّ ھٰذِہٖ مِنْ ھٰذِہٖ فَمَا یَنْتَظِرُ بِالْاَشْقٰی۔ قَالُوْا یَا اَمِیْرَالْمُؤْمِنِیْنَ فَاَخْبِرْنَا بِہٖ نُبَیِّرْ عِتْرَتَہٗ فَقَالَ اِذًا وَاللّٰہِ تَقْتُلُوْا نِیْ غَیْرَ قَاتِلِیْ قَالُوْا فَاسْتَخْلِفْ عَلَیْنَا فَقَالَ لَا وَلٰکِنْ اَتْرُکُکُمْ اِلٰی مَا تَرَکَکُمْ اِلَیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالُوْا فَمَا تَقُوْلُ لِرَبِّکَ اِذَا اَتَیْتَہٗ! قَالَ اَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ تَرَکْتُکَ فِیْھِمْ فَاِنْ شِئْتَ اَصْلَحْتَھُمْ وَاِنْ اَفْسَدْتَھُمْ۔ (طبقات ابن سعد)

میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنا ہے یہ ضرور اس سے رنگ جانے والی ہے (اپنی داڑھی اور سر کی طرف اشارہ کیا) بدبخت کیوں انتظار کر رہا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ امیرالمومنین ہمیں اس کا نام بتاؤ! ہم ابھی اس کا فیصلہ کر ڈالیں گے۔ فرمایا! تم ایسے آدمی کو قتل کرو گے جس نے ابھی مجھے قتل نہیں کیا ہے! عرض کی گئی! تو ہم پر کسی کو خلیفہ بنا دیجئے ——— فرمایا نہیں!
میں تمہیں اسی حال میں چھوڑ جاؤں گا۔ جس حال میں تمہیں رسول چھوڑ گئے تھے!
لوگوں نے عرض کیا! اس صورت میں آپ خدا کو کیا جواب دیں گے!

Marfat.com

فرمایا ! میں کہوں گا خدایا میں ان میں تجھے چھوڑ آیا ہوں تو چاہے تو ان کی اصلاح کر دے اور چاہے تو ان کو بگاڑ دے !

مریدوں کو بھی خبر تھی

کوفی ملنگ جو صرف اپنے مفاد کے لیے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے جڑے ہوئے تھے ! انہیں بھی حضرت علیؓ کو شہید کر دینے کی خبریں مل رہی تھیں اور انہوں نے آکر عرض بھی کیا کہ

جَاءَ رَجُلٌ مِنْ مُرَادٍ اِلٰی عَلِیٍّ وَ هُوَ یُصَلِّیْ فِی الْمَسْجِدِ فَقَالَ احْتَرِسْ فَاِنَّ نَاسًا مِنْ مُرَادٍ یُرِیْدُوْنَ قَتْلَکَ فَقَالَ۔ اِنَّ مَعَ کُلِّ رَجُلٍ مَلَکَیْنِ یَحْفَظَانِهٖ مِمَّا لَمْ یُقَدَّرْ فَاِذَا جَاءَ الْقَدَرُ خَلَّیَا بَیْنَهٗ وَبَیْنَهٗ۔ وَاِنَّ الْاَجَلَ جُنَّةٌ حَصِیْنَةٌ۔

(طبقات ابن سعد)

ایک آدمی مراد قبیلہ سے ایک دن حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت آپ مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے۔ اس نے آکر عرض کیا کہ آپ ہوشیار رہیں۔ کیونکہ قبیلہ مراد کے کچھ لوگ آپ کو قتل کرنے کی فکر میں ہیں۔

خطیب کہتا ہے

مریدین علیؓ کو بھی ذرا دیکھ لیا جائے قتل کی خبریں خود پہنچا رہے ہیں ظالمو! تمہیں اگر علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے محبت ہے تو قاتل کا خود انتظام کیوں نہیں کرتے! قاتل کی خبر تو کیا یقینی تھی۔ الٹا حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ سے مطالبہ کر دیا کہ اچھا ہم میں سے کسی کو خلیفہ بنا دیا جائے !

معلوم ہوتا ہے حضرت علیؓ کے ساتھ بعض مفاد پرستوں کا ٹولہ شامل ہو گیا تھا جو بالآخر ان کی شہادت کا باعث بنا۔

مریدان علیؓ ہی بالآخر آپ کی شہادت کا باعث ہوئے !
اور تاریخ میں مفاد پرستوں کا نام ہمیشہ کے لئے بلیک لسٹ ہو گیا !

Marfat.com

صبح شہادت

اقدام قتل جمعہ کے دن نماز فجر کے وقت ہوا۔ رات بھر ابن ملجم اشعث بن قیس کندی کی مسجد میں اس کے ساتھ باتیں کرتا رہا اس نے کوفہ میں سبیب بن بجرہ نامی ایک اور خارجی کو اپنا شریک کار بنالیا تھا! دونوں تلوار لے کر چلے اور اس دروازے کے مقابل بیٹھ گئے جس سے امیرالمومنین نکلا کرتے تھے! اس رات امیرالمومنین کو نیند نہیں آئی۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سحر کے وقت میں حاضر ہوا تو فرمایا۔ فرزند رات بھر جاگتا رہا ہوں۔ ذرا دیر ہوئی۔ بیٹھے بیٹھے آنکھ لگ گئی تھی! خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ آپ کی امت سے میں نے بڑی تکلیف پائی۔ فرمایا دعا کر کہ تمہیں اللہ تعالیٰ ان سے چھٹکارا دے دے۔ حضرت حسن فرماتے ہیں کہ اسی وقت ابن البناح موذن بھی حاضر ہوا اور پکارا لوگو! نماز، میں نے آپ کا ہاتھ تھام لیا آپ اٹھے! ابن البناح آگے تھا اور میں پیچھے۔ دروازے سے باہر نکل کر آپ نے پکارا۔ الصلوٰۃ۔ لوگو نماز ہر روز یہ کہنے کا آپ کا معمول تھا کہ لوگوں کو نماز کے لئے مسجد میں آنے کے لئے جگاتے پھرتے تھے!

اَیُّھَا النَّاسُ الصلوٰۃ۔ الصلوٰۃ کذالک کان یفعل فی کلّ یوم۔ (طبقات سعد)

خطیب کہتا ہے

حضرت علیؓ کی آخری آواز بھی نماز کے لئے تھی!

علیؓ کا دشمن نہ اس دن غازی تھا!

نہ آج غازی ہے!

علیؓ کے دشمن کی نہ اس دن مسجد تھی

نہ ہی آج مسجد ہے!

علیؓ کا دشمن اس دن بھی قاتل تھا

اور آج بھی قاتل ہے!

علیؓ کا دشمن اس دن بھی عورتوں پر مرتا تھا

Marfat.com

آج بھی عورتوں پر فریفتہ ہے۔
علیؓ کے دوست اس دن بھی غازی تھے۔
اور آج بھی غازی ہیں۔
علیؓ کے دوستوں کے پاس اس دن بھی مسجدیں تھیں
اور آج بھی مسجدیں ہیں۔
علیؓ کے دوست اس دن بھی فواحش سے مبرّا تھے
اور آج بھی بے حیائی سے پاک ہیں۔
الحمدللہ سنی حضرت علیؓ کے اس دن بھی نقش قدم پر تھا
اور آج بھی حضرت علیؓ کے نقش قدم پر ہے!

نہ مسجد میں نہ مندر میں نہ بیت اللہ کی دیواروں کے سائے میں
نمازِ عشق ادا ہوتی تھی تلواروں کے سائے میں

آپ جونہی آگے بڑھے دو تلواریں چمکتی ہوئی نظر آئیں اور ایک آواز بلند ہوئی۔
حکومت خدا کی ہے نہ کہ علیؓ تیری!
شبیب کی تلوار تو طاق پر پڑی لیکن ابن ملجم کی تلوار آپ کی پیشانی پر لگی اور دماغ میں اتر گئی۔
زخم کھاتے ہی آپ نے فرمایا کہ

فُزْتُ بِرَبِّ الْکَعْبَۃِ

ربِّ کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا۔
شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن
عبدالرحمٰن ابن ملجم نے لوگوں کے ڈر سے تلوار گھمانا شروع کر دی تاکہ اسے گرفتار نہ کیا جا سکے! لیکن مغیرہ بن نوفل نے دوڑ کر اس پر کپڑا ڈال دیا اور اس کو زمین پر دے مارا۔

Marfat.com

قاتل اور مقتول آمنے سامنے

امیرالمومنین زخمی حالت میں گھر پہنچائے گئے۔ آپ نے قاتل کو طلب کیا! جب وہ سامنے آیا تو آپ نے

فرمایا کہ او دشمن خدا؟
کیا میں نے تجھ پر احسان نہیں کئے تھے ؟
عبدالرحمٰن نے کہا ——— ہاں ؟
فرمایا ——— پھر تو نے یہ حرکت کیوں کی ؟
عبدالرحمٰن نے کہا کہ ——— میں نے اپنی تلوار کو چالیس دن تیز کیا تھا اور خدا سے دعا کی تھی! کہ اس سے اپنی بدترین مخلوق قتل کراتے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں سمجھتا ہوں کہ تو اسی سے قتل کیا جائے گا اور خیال کرتا ہوں کہ تو ہی خدا کی بدترین مخلوق ہے !

قاتل سے سلوک

حضرات گرامی ! یہ کوئی معمولی حادثہ نہیں تھا۔ عالم اسلام کے ایک عظیم سپوت مسلمانوں کے خلیفہ راشد داماد مصطفٰے پر قاتلانہ حملہ تھا جو اسلام کی پیشانی پر ایک زخم کاری تھا۔ ایسے قاتل کو تو خاک میں ملا دینا چاہیئے تھا اس کو وہ سبق سکھانا چاہیئے تھا کہ صدیوں تک آنے والے لوگوں کے لئے عبرت کا نشان بن جاتا مگر قربان جاؤں اس پیکر حلم و رضا سیدنا علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ کے کہ آپ نے فرمایا۔

فَقَالَ اَطْعِمُوْهُ طَعَامَهُ وَاسْقُوْهُ شَرَابَهُ فَاِنْ عِشْتُ فَاَنَا اَوْلٰى بِدَمِهٖ عَفْوًا اَوْ قِصَاصًا وَاِنْ مُتُّ فَاَلْحِقُوْهُ بِیْ اُخَاصِمُهُ عِنْدَ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔ (طبقات ابن سعد)

حضرت علیؓ نے فرمایا کہ یہ قیدی ہے اس کی خاطر تواضع کرو، اچھا کھانا دو ! نرم بچھونا دو! اگر زندہ رہوں گا تو اپنے خون کا سب سے زیادہ دعویدار میں ہوں گا۔ قصاص لوں گا یا معاف کر دوں گا اور اگر مر جاؤں تو اسے بھی میرے پیچھے روانہ کر دینا۔ رب العلمین کے حضور اس سے جواب طلب کروں گا۔

Marfat.com

خطیب کہتا ہے

یہ ہیں اسلامی روایات ـــــ صدر مملکت کے قاتل کے ساتھ حسن سلوک۔

صدر مملکت کون ؟ ـــــ علیؓ مرتضیٰ

کون علیؓ ـــــ ؟ جسے تلوار خدا دے اور بیٹی مصطفیٰؐ دے۔

قیدی کو کھانا اچھا دو !

بستر اچھا دو

رہائش اچھی دو !

قانون کے مطابق اس پر مقدمہ چلاؤ !

جیلوں کے قوانین پر فخر کرنے والو

قیدیوں کے ساتھ حیوانوں سا سلوک کرنے والو

قیدیوں پر مظالم کے پہاڑ توڑنے والو

تم کس منہ سے کہتے ہو

کہ ہم انسانیت کو بلند کرنا چاہتے ہیں

انسان کو بلند کرنے والا

انسان کو صحیح عظمتیں عطا کرنے والا

انسان کو انسانی قدروں سے روشناس کرانے والا

صرف اور صرف اسلام ہے !

○ آج بھی اگر اسلامی نظام نافذ کر دیا جائے تو کمیشن بٹھانے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ انسانی فلاح و بہبود کی بنی بنائی دستاویز موجود ہیں۔

○ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میں اپنا مقدمہ خدا کے دربار میں خود لڑوں گا۔

○ معلوم ہوا کہ دنیا کی عدالتوں سے بڑی ایک عدالت اوپر بھی ہے جس میں ملزم مدعی اور جج سب کی پیشی ہوگی !

جب قاتلان علیؓ کے خلاف دربار خداوندی میں استغاثہ ہوگا تو قاتلوں کو سزا

Marfat.com

کو جائے گی اور علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور ان کے سچے عقیدت مند جیت جائیں گے !

علیؓ کے قاتل ——— علم کے قاتل
علیؓ کے قاتل ——— حلم کے قاتل
علیؓ کے قاتل ——— صداقت کے قاتل
علیؓ کے قاتل ——— عدالت کے قاتل
علیؓ کے قاتل ——— اسلامی قدروں کے قاتل
علیؓ کے قاتل ——— خلفائے ثلاثہ کے مشیر کے قاتل
علیؓ کے قاتل ——— بے رحم قاتل۔ ظالم قاتل اور فاسق قاتل۔

رفقاء کو خطاب اے بنی عبدالمطلب ایسا نہ ہو کہ مسلمانوں کی خونریزی شروع کر دو اور کہو کہ امیرالمومنین قتل ہو گئے۔ خبردار میرے قاتل کے سوا کسی دوسرے کو قتل نہ کیا جائے۔

اے حسن رضی اللہ عنہ ! اگر میں اس کی ضرب سے مر جاؤں تو ایسی ہی ضرب سے اسے بھی مارنا اس کے ناک کان کاٹ کر اس کی لاش خراب نہ کرنا۔ کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ خبردار ناک کان نہ کاٹو اگرچہ وہ کتا ہی کیوں نہ ہو۔

(طبری)

ایک روایت میں ہے کہ فرمایا اگر تم قصاص لینے پر ہی اصرار کرو تو چاہیئے کہ اسے اسی طرح ایک ضرب سے مارو جس طرح اس نے مجھے مارا لیکن اگر معاف کر دو، تو یہ تقویٰ سے زیادہ قریب ہے۔ دیکھو زیادتی نہ کرنا کیونکہ خدا زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

حضرت علیؓ کی وصیت پھر آپ بیہوش ہو گئے جب ہوش میں آئے تو جندب بن عبداللہ نے حاضر ہو کر کہا ! خدانخواستہ اگر ہم نے آپ کو کھو دیا تو کیا حسنؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لیں ؟
آپ نے فرمایا کہ میں تمہیں نہ اس کا حکم دیتا ہوں اور نہ ہی منع کرتا ہوں !

Marfat.com

اپنی مصلحت تم بہتر سمجھتے ہو۔ (طبری)

پھر اپنے صاحبزادوں حسنؓ اور حسینؓ کو بلا کر فرمایا کہ میں تم دونوں کو تقویٰ الٰہی کی وصیت کرتا ہوں! اور اس کی کہ دنیا کا پیچھا نہ کرو! اگرچہ وہ تمہارا پیچھا کرے! جو چیز تم سے دور ہو جائے اس پر کڑھنا نہیں۔ ہمیشہ حق کرنا، یتیم پر رحم کرنا، بے کس کی مدد کرنا، آخرت کے لئے عمل کرنا۔ ظالم کے دشمن بننا، مظلوم کے حامی بننا۔

کتاب اللہ پر چلنا خدا کے باب میں ملامت کرنے والوں کی ملامت کی پروا نہ کرنا۔

پھر آپ نے تیسرے صاحبزادے محمد بن حنیفہ کی طرف دیکھا جو وصیت میں نے تیرے بھائیوں کو کی ہے وہ تم نے حفظ کر لی؟

انہوں نے عرض کیا کہ جی ہاں! فرمایا! میں تجھے بھی یہی وصیت کرتا ہوں۔ پھر وصیت کرتا ہوں کہ دونوں بھائیوں کے عظیم حق کا خیال رکھنا۔ ان کی اطاعت کرنا بغیر ان کی رائے کے کوئی کام نہ کرنا!

پھر حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ میں تمہیں اس کے بارے میں وصیت کرتا ہوں! کیونکہ یہ تمہارا بھائی ہے۔ تمہارے باپ کا بیٹا ہے اور تم جانتے ہو کہ تمہارا باپ اس سے محبت کرتا ہے۔

وفات کے وقت یہ وصیت لکھوائی۔ یہ علی ابن طالب کی وصیت ہے۔ وہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ وحدہ لاشریک لہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور یہ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)، اس کے بندے اور رسولؐ ہیں۔

میری نماز میری عبادت میرا جینا میرا مرنا سب کچھ اللہ رب العلمین کے لئے ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں سب سے پہلا فرمانروا ہوں!

اے حسنؓ ——؟ میں تجھے اور اپنی تمام اولاد کو وصیت کرتا ہوں کہ خدا کا خوف کرنا اور جب مرنا تو اسلام پر ہی مرنا۔ سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور آپس میں پھوٹ نہ ڈالو، کیونکہ میں نے ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ آپس کا ملاپ

Marfat.com

رکھنا روزے نماز سے بھی افضل ہے!
اور تمہارے نبی کے صحابی اور تمہارے نبی کے صحابی۔
یاد رکھو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کے بارے میں حسن سلوک و احترام
کی وصیت فرمائی ہے۔
اس کے بعد لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰہ پڑھا اور خلافتِ راشدہ کا چوتھا
تاجدار ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اس دنیا فانی سے رخصت ہوگیا۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

خطیب کہتا ہے

آخری جملہ حضرت علیؓ نے صحابہ کرام کے احترام کا فرمایا۔ نبیؐ اور علیؓ کے فرمان میں کیسی
مطابقت ہے کہ!

اللہ اللہ فی اصحابی لا تتخذوھم من بعدی غرضًا
اللہ اللہ میرے بعد میرے صحابہ کو نشانہ نہ بنانا

نبیؐ بھی صحابہؓ سے پیار کرتے تھے
علیؓ بھی صحابہؓ سے پیار کرتے تھے
نبیؐ بھی صحابہؓ کی عظمت کا درس دے گئے
علیؓ بھی صحابہؓ کی عظمت کا درس دے گئے

نبیؐ کی آنکھ کے تارے صحابہؓ
علیؓ کی آنکھ کے تارے صحابہؓ
جو صحابہ سے بغض رکھے گا نہ نبیؐ کا ہوگا نہ علیؓ کا ہوگا
جو لوگ صحابہؓ کو طعن کرتے ہیں
وہ نبیؐ کے بھی دشمن ہیں
اور علیؓ کے بھی دشمن ہیں

Marfat.com

حضرت عائشہؓ کو شہادت علیؓ کا صدمہ

زید بن حسینؓ سے روایت ہے کہ امیر المومنین حضرت علیؓ مرتضیٰ کی خبر شہادت جب کلثوم بن عمر کے ذریعے مدینہ میں پہنچی تو اس خبر کو سنتے ہی تمام مدینہ میں کہرام مچ گیا۔ کوئی آنکھ نہ تھی جو روتی نہ ہو! عجیب منظر تھا۔ جب ذرا سکون ہوا تو صحابہؓ نے کہا کہ چلو ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو دیکھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد کی خبر سن کر ان کا کیا حال ہے۔

حضرت زید کہتے ہیں کہ سب لوگ ہجوم کی شکل میں ام المومنین کے گھر گئے اور اجازت چاہی۔ انہوں نے دیکھا کہ حادثہ کی خبر یہاں پہلے پہنچ چکی ہے اور ام المومنین غم سے نڈھال اور آنسوؤں سے تر بتر بیٹھی ہیں لوگوں نے یہ حالت دیکھی تو خاموشی سے واپس لوٹ آئے!

عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا کہ اب عرب جو چاہیں کریں ان کو کوئی روکنے والا نہیں ہوگا۔ یعنی مردِ حق میدان سے ہٹ گیا۔

انا للہ وَ انا الیہِ راجعون

خطیب کہتا ہے

نبیؐ کا صدمہ بھی عائشہؓ کو
صدیقؓ کا صدمہ بھی عائشہؓ کو
عمرؓ کا صدمہ بھی عائشہؓ کو
عثمانؓ کا صدمہ بھی عائشہؓ کو
علیؓ کا صدمہ بھی عائشہؓ کو
فاطمہؓ کا صدمہ بھی عائشہ کو

ماں نے سب کے صدمے سہے اور سب کو اپنے ہاتھوں سے رخصت کیا اور آخر حضرت علیؓ کی وفات کا صدمہ بھی سننا پڑا۔

آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب جاری تھا اور علیؓ کی وفات سے نڈھال ہو رہی تھیں۔

Marfat.com

حضرات گرامی! آپ حضرات کے سامنے حضرت علیؓ کے فضائل اور شہادت کے تمام واقعات نہایت تفصیل سے بیان کر دیئے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی محبت سے سرشار فرمائے اور ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وما علینا الا البلاغ

Marfat.com

تیسرا جمعہ رمضان

سیرت سیّدہ خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلطَّیِّبَاتُ لِلطَّیِّبِیْنَ وَالطَّیِّبُوْنَ لِلطَّیِّبَاتِ۔

پاکیزہ عورتیں پاکیزہ خاوندوں کے لئے اور پاکیزہ خاوند پاکیزہ عورتوں کے لئے!

قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ خَیْرُ نِسَاءِ هَا مَرْیَمُ وَخَیْرُ نِسَاءِ هَا خَدِیْجَةُ۔

(بخاری)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے زمانہ کی بہتر عورت مریم تھی اور اس دور کی بہتر عورت خدیجہ ہے!

حضراتِ گرامی! محسنۂ کائنات سیدہ طاہرہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ایک ایسی پاکیزہ شخصیت کا اسم گرامی ہے جو اسلام کی تاریخ میں ایک نمایاں اور امتیازی مقام رکھتی ہیں جس طرح آپ حضرات کے سامنے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی مقدس زندگی کے حالات وواقعات کا تذکرہ کرتا رہتا ہوں اسی طرح آج میرا خیال ہے کہ حضرت سیّدہ طاہرہ خدیجہ الکبریٰؓ کی حیات طیبہ کے ان روشن پہلوؤں کا تذکرہ کروں جو اسلام کے دامن میں چمکتے ہوئے موتیوں کی حیثیت رکھتے ہیں۔

سیدہ خدیجہ طاہرہؓ مکہ مکرمہ میں دولت وثروت سے مالا مال تھیں۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے اس قدر دولت دنیا سے نوازا تھا کہ پورے مکہ کے مالدار اس پر رشک کرتے تھے! لیکن خدا کی قدرت اس مال ودولت کے باوجود بیوہ تھیں۔ دو شادیاں ہوئیں مگر کسی

Marfat.com

خاوند کی زندگی نے وفا نہ کی۔ اس طرح آپ دو مرتبہ بیوہ ہوئیں۔ آپ دنیاوی مال کی وجہ سے جس قدر معزز اور محترم تھیں اسی طرح اپنی پاکیزہ صفات اور بلندی اخلاق کی وجہ سے پورے مکہ مکرمہ اور گرد و نواح میں طاہرہ کے لقب سے یاد کی جاتی تھیں!

امین — اور طاہرہ

جس طرح سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی دیانت و امانت اور بلندی اخلاق اور حسن سیرت کی وجہ سے پورے مکہ میں امین کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا۔ اسی طرح سیدہ خدیجہؓ کو اپنی پاکیزگی اور عفت و راست بازی کی وجہ سے طاہرہ کے لقب سے پکارا جاتا تھا۔ گویا کہ یہ دونوں سمتیں خدا کی طرف سے متعین کرائی جا رہی تھیں!

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سمتِ اخلاق امانت کی طرف گئی۔

اور

خدیجہؓ کی ——— سمت اخلاق طہارت کی طرف گئی

خدا نے پہلے ہی لوگوں کی زبانوں پر اپنے محبوب کو امین مشہور کرا دیا اور خدیجہ کبریٰ کو طاہرہ مشہور کرا دیا۔ تاکہ دونوں کی امانت اور طہارت زبان زبان پر جاری ہو جائے۔

امین ——— اور ——— طاہرہ

حضورؐ کو تجارت کی پیش کش

مکہ مکرمہ قحط کی زد میں آ گیا ——— ابی طالب اپنا اثاثہ ختم کر بیٹھا۔ معاشی حالات زیادہ دگرگوں ہو گئے تو اپنے بھتیجے (حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) سے عرض کرتا ہے کہ بیٹا معاشی حالات ٹھیک نہیں ہیں! اگر میری تجویز مان لی جائے تو حالات بہتر ہو سکتے ہیں۔

حضورؐ نے فرمایا کہ چچا بتائیں؟

ابی طالب نے کہا کہ خدیجہؓ مکہ کی مالدار خاتون ہے وہ اپنے مال تجارت کے لئے اور لوگوں کو بھی نگران بنا کر بھیجتی ہے اگر اس سال آپ جا کر ان سے کہیں کہ وہ آپ کو بھیج دے تو اس سے ہمارا معاشی مسئلہ حل ہو سکتا ہے!

Marfat.com

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چچا ـــــ میں خود جا کر تو ان سے نہیں کہتا ہاں اگر وہ کسی آدمی کے ذریعے مجھے بلا لے اور یہ کام میرے سپرد کر دے تو میں اس کے مال سے تجارت کرنے کے لئے تیار ہوں! ابی طالب کی ہمشیرہ عاتکہ نے کہا کہ خدیجہ سے میں بات کرتی ہوں، چنانچہ انہوں نے جب بات کی تو جناب خدیجہؓ نے اس کو بصد مسرت قبول کر لیا اور ساتھ ہی کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر اپنی دیانت و امانت کی وجہ سے اس سفر سے کامیاب واپس آئے تو میں دوسرے تاجروں کی بہ نسبت ان کو مزدوری زیادہ دوں گی!

چنانچہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم خدیجہ کے ہاں تشریف لے گئے۔ انہوں نے مال کی ضروری اشیاء سے مطلع کیا اور اپنے خاص غلام میسرہ کو ہدایات دے دیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو راستہ میں کوئی تکلیف نہ ہونے پائے۔ شہر سے نکلتے وقت اونٹوں کی مہار ان کے ہاتھ میں ہو اور جب شہر سے باہر نکل جائیں تو انہیں اونٹ پر سوار کرا دینا اور خود اونٹوں کی مہار تھام لینا۔

قافلہ کی روانگی کا رقت انگیز منظر

قافلہ کی روانگی کا وقت آیا تو پورا مکہ اپنے عزیز و اقارب کو روانہ کرنے اور الوداع کہنے کے لئے جمع ہو گیا۔ ابی طالب اور عاتکہ اور قریش بھی جمع تھے۔ جونہی اونٹ کی مہار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پکڑی۔ پورے مجمع پر ایک رقت کی کیفیت طاری ہو گئی۔ جب عاتکہ نے دیکھا کہ حضورؐ پا پیادہ ہیں اور آپ کے ہاتھ میں اونٹوں کی مہار ہے تو بے اختیار رونے لگیں!

اور بے اختیار ہو کر بولیں! اے عبداللہ خاک لحد سے سر نکالو اور اپنے بے بس اور یتیم بچے کی بے بسی دیکھو!

اے عبدالمطلب! مدفن سے باہر آؤ اور دیکھو کہ جس کو تم نے بہت ناز سے پالا تھا وہ آج غلاموں کی طرح اونٹوں کی مہار تھامے سفر کے لئے تیار ہے!

اے آمنہ؟ کہاں ہو اپنے لختِ جگر کی غربت کا عالم دیکھ لو؟ ابی طالب کی آنکھیں

Marfat.com

پرنم تھیں آپ بار بار سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور کو دیکھتے تھے اور آنسو پونچھ پونچھ کر رہ جاتے تھے!

فرشتوں میں جیسے کہرام برپا ہو اور سب کہہ رہے ہوں کہ یا الہ العلمین تو نے جسے اپنا پیغمبر بنایا۔ جسے اسلام کا سردار بنایا۔ جسے تو نے ختم رسالت کے تاج سے سرفراز فرمایا۔ اس کے ساتھ زمانہ یہ سلوک کر رہا ہے۔

آواز آتی ہے اِنِّیْ اَعْلَمُ مَالَا تَعْلَمُوْنَ

فرشتو جو کچھ میں جانتا ہوں۔ تم نہیں جانتے۔

سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم بھی آبدیدہ تھے اور اپنے عزیز و اقارب سے اس رقت آمیز ماحول میں رخصت ہو رہے تھے!

ابی طالب نے آگے بڑھ کر حضورؐ کی پیشانی پر بوسہ دیا اور پرنم آنکھوں سے رخصت کیا اور ساتھ ہی قافلہ سالار سے کہا کہ ذرا اس یتیم کا خیال رکھنا اس نے کبھی اس طرح تنہا سفر نہیں کیا۔

ابی طالب کو کون بتائے کہ آج آپ کا بھتیجا تنہا سفر نہیں کر رہا، بلکہ خدا کی نصرت اور تائید اس کے شامل حال ہے۔ حضورؐ مکہ سے اونٹوں کی نکیل پکڑے جا رہے ہیں۔ شاعر اس کا نقشہ بہت ہی پیارے انداز میں کھینچتا ہے۔

وہ اونٹوں کو مکہ سے لے جانے والا
پیادہ در شہر تک آنے والا
ہوا گلہ بان اپنی امت کا آخر
ملی خدمت اس کو شفاعت کی آخر
وہ غربت میں رہ کر بسر کرنے والا
وہ بے باپ ماں کے گزر کرنے والا
وہ ہر شخص کے دل میں گھر کرنے والا
خیانت سے بالکل حذر کرنے والا

Marfat.com

امین اور امانات عرشی کا حامل
متین اور حفظ شرافت میں کامل
مہار اونٹ کی ہاتھ میں اپنے لے کر
چلا جانب شام محبوب داور
فرشتوں نے کی عرض اے ربِّ اکبر
یہ کس حال میں ہیں جناب پیمبر
ہوا حکم یہ گھر ہے پیغمبری کا
یہ آغاز ہے شیوۂ رہبری کا

میسرہ نے شہر سے باہر نکل کر سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اونٹ پر سوار کرا دیا اور خود پا پیادہ ساتھ چلنے لگا۔ یوں یہ قافلہ مصر و شام کی وادیوں کی طرف رواں دواں ہو گیا۔!

راستہ میں نبوت کی جھلکیاں

قافلہ جونہی حدودِ مصر میں داخل ہوا تو وہاں ایک مقام پر پڑاؤ کیا گیا۔ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک درخت کے نیچے قیام فرما ہو گئے۔ قریب ہی ایک راہب کی کٹیا تھی وہ دوڑا دوڑا آیا اور ایک ہاتھ میں کتاب تھام رکھی تھی۔ کبھی وہ کتاب کے اوراق کو دیکھتا تھا اور کبھی سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور کو دیکھتا تھا۔ پورا جائزہ لینے کے بعد وہ راہب پکار اٹھا کہ اے قافلے والو!

یہ شخص جو اس درخت کے نیچے بیٹھا ہے۔ یہ نبی آخرالزمان ہے۔ میں نے اپنی کتاب کو بار بار دیکھا ہے اور اس کے مطابق اس شخص کے چہرہ کو بھی بار بار دیکھا ہے۔ میری کتاب یہ بتاتی ہے کہ یہ شخص نبیؐ ہے اور اس درخت کے نیچے آج تک کوئی نہیں بیٹھا ——— سوائے اس کے! میری کتاب یہ بتاتی ہے کہ اس درخت کے نیچے وہی شخصیت قیام پذیر ہو گی جس کے سر پہ تاج نبوّت رکھا جائے گا۔ آج میری خوش قسمتی ہے کہ جن کے انتظار میں عمر کا ایک حصّہ میں نے گزار دیا آج خوش قسمتی سے ان کی زیارت سے اپنی آنکھوں کو

Marfat.com

عت بخش رہا ہوں۔ بسطور راہب کی ان باتوں سے اہلِ قافلہ بیحد متاثر ہوئے مگر انہیں
ں بات سے فکر لاحق ہوگئی کہ کہیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو کوئی خدانخواستہ نقصان نہ
نچ جائے۔ اس لئے مصر میں ہی مال تجارت فروخت کرنے کا فیصلہ کر لیا۔

خطیب کہتا ہے

یہ مصر کا بازار ہے۔
اس بازار میں کبھی یوسف علیہ السلام لائے گئے تھے!
کیا یوسف علیہ السلام تاجر بن کر آئے تھے!
نہیں!
بلکہ مال تجارت بن کر آئے تھے!
بازار مصر میں بکے اور بالآخر مصر کے بادشاہ بن گئے۔
یہ بازار مصر مسافروں کو کبھی بادشاہ بناتا ہے اور کبھی ختم رسالت کے تاج پہننے
کی بشارت دیتا ہے۔
یوسف علیہ السلام آئے تو وزیر مصر بن کر گئے
حضورؐ آئے تو پوری کائنات کے پیغمبر بن کر گئے
نبی کا چہرہ بتاتا ہے کہ یہ نبی ہے!
نبی کے چہرے پر علامات نبوت کا ظہور ہوتا ہے نبی اور غیر نبی کے چہرے
سے۔
نبوت اور عدم نبوت کی تحریریں پڑھی جا سکتی ہیں۔ اس لئے میں کہتا ہوں کہ دلائل
کی دنیا سے الگ ہو کر میرے محبوب کا چہرہ بھی پڑھ لو۔

اور

قادیانی مردود کا چہرہ بھی پڑھ لو
خود بخود علم ہو جائے گا
کون نبی ہے؟ کون نبی نہیں؟

Marfat.com

بازار مصر کو بھی ایسا تاجر کبھی دیکھنا نصیب نہیں ہوا تھا !
لوگ مال تجارت دیکھنے آیا کرتے ہیں، مگر آج بازار مصر نے غدیجہؓ کا چاند دیکھا
مال کو کون دیکھتا ——— سب مال والے کو دیکھتے تھے۔ یہ کون ہے۔ کہاں
سے آیا ہے۔ اس کا مال کون سا ہے ؟
چند لمحوں میں حضورؐ کا مال فروخت ہو گیا !
پورا مصر دیوانہ وار آپ کو دیکھنے کے لئے نکل آیا !
یا یوسف علیہ السلام کو دیکھا تھا
یا آج
محمد رسول اللہؐ کو دیکھ رہے ہیں

حسن یوسف دم عیسےٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

اہل مصر کو کیا معلوم تھا کہ ایک دن آنے والا ہے کہ حضورؐ کے صحابہ مصر کے فاتح بن کر آئیں گے اور اس خطہ پر حضورؐ کے غلاموں کی بادشاہی ہو گی !
قافلہ مال فروخت کر کے واپس مکہ مکرمہ روانہ ہو گیا۔ مکہ کے قریب پہنچے تو میسرہ نے ایک اونٹ کو سجا کر اس پر حضورؐ کو بٹھایا اور عرض کیا کہ خدیجہ کو سب سے پہلے قافلے کی آمد کی خبر دی جائے۔ حضورؐ مکہ تشریف لے جاتے ہیں۔ اور خدیجہ کو قافلہ کی آمد سے مطلع فرمایا۔ قافلہ پہنچا۔ حساب کیا گیا۔ اس سال کا منافع پہلے کئی سالوں سے زیادہ تھا۔ خدیجہ نے خوش ہو کر حضورؐ کو اونٹ بھی عطا کر دیا اور بہت سا مال بھی آپ کو دیا گیا

خدیجہؓ کی شادی

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر ابھی پچیس برس کی ہوئی تھی کہ حضرت خدیجہؓ کو بہت سے پیغامات بھی نکاح کے لئے مل چکے تھے، مگر آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امانت و دیانت کا پہلے تو چرچا سن رکھا تھا اور اب ذاتی تجربہ بھی ہو گیا ! اس لئے آپ کی خواہش تھی کہ کسی طرح اگر حضورؐ پسند فرمائیں تو یہ سلسلہ مناکحت میرے ساتھ ہو جائے، یوں بھی خدیجہؓ طاہرہ مختلف خراب

Marfat.com

دیکھ چکی تھیں جن میں آپ کی زندگی کا سلسلہ ایک نہایت بلند و بالا شخصیت سے وابستہ ہوتے دکھایا گیا تھا ! آپ نے اپنی ایک سہیلی کے ذریعہ پیغام نکاح حضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی تک پہنچایا۔ آپ نے سن کر اپنے چچا ابو طالب سے تذکرہ کیا تو انہوں نے انہیں بہت ہی پسند کیا چونکہ آپ کو جو کچھ مال تجارت کا حصہ ملا تھا وہ آپ نے پورے خاندان پر تقسیم کر دیا تھا اس لئے آپ نے فرمایا کہ ابھی چونکہ اخراجات نہیں ہیں اس لئے پھر دیکھا جائے گا۔

ابو بکرؓ جو آپ کے نبوت کے اعلان سے قبل ہی محبوب ترین دوست تھے۔ ان کو معلوم ہوا تو وہ آئے اور عرض کیا کہ آپ اس پیغام کو قبول فرمالیں۔ اخراجات پورے کے پورے میں برداشت کروں گا۔

خطیب کہتا ہے

ابو بکرؓ اعلان نبوت سے پہلے بھی حضورؐ کا یار تھا
ابو بکرؓ کا مال و دولت اعلان نبوت سے پہلے بھی حضورؐ پر نثار تھا !
حضورؐ کی پہلی شادی کے تمام اخراجات ابو بکرؓ نے برداشت کئے۔
اگر یوں کہا جائے کہ ابو بکرؓ تو کماتے
حضورؐ کے لئے تھے
تو یہ مبالغہ نہیں ہوگا
محبوب خدا نے اپنے محبوب کا مال قبول کر لیا۔
اور دنیا یہ سن کر حیران رہ جائے گی کہ جس دن حضورؐ خدیجہ کے گھر دولہا بن کر گئے اس روز جو جوڑا زیب تن فرمایا۔
وہ صدیق اکبرؓ کا جوڑا تھا !
صدیقؓ سے فدک کا حساب مانگنے والو
صدیقؓ تو سب کچھ نبی پر لٹانے آیا تھا ؟
صدیقؓ نبی کو لوٹنے نہیں آیا تھا !

Marfat.com

دولت صدیقہؓ نے دی
جان صدیقہؓ نے دی
بیٹی صدیقہؓ نے دی
تو روضہ نبیؐ نے دے دیا
کوثر نبیؐ نے دے دیا
خلافت نبی نے دے دی
صداقت نبی نے دے دی
ہجرت کی رفاقت نبی نے دے دی
اور بالآخر مزار کی سنگت نبیؐ نے دے دی

خدیجہ کے گھر محمدؐ کی بارات

بارات کیا تھی۔ چند رفقاء اور چند ساتھی! چچا اور دوسرے چچا۔ ادھر دولت بھی تھی! اور مکہ میں عزت و سیادت کا تاج بھی تھا۔ حضورؐ گھر سے چلے نہ ابا ساتھ نہ ماں کی دعائیں۔ یہی موقعے ہوتے ہیں۔ جب یتیم کا دل بھر آتا ہے۔ جب یتیم کی آنکھیں ڈبڈبا جاتی ہیں۔ ایسی گھڑیوں میں بیٹا ماں کے شفقت بھرے ہاتھ سے سر پہ پیار لینا چاہتا ہے اور باپ کی مسکراہٹوں کو دیکھنا چاہتا ہے۔ مگر یہاں تو سناٹا تھا۔ نہ آمنہ کا ہاتھ پیار کے لئے آگے بڑھا! اور نہ ہی ابّا پیار کرنے کے لئے آئے! اور نہ ہی کسی بہن نے بھائی کو شادی کی مبارک باد دی۔

دولہا ——— کون دولہا ——— محمد صلی اللہ علیہ وسلم

آبدیدہ ہوتے ہیں ——— تو رحمتِ خداوندی جوش میں آکر فرماتی ہیں ——— اَلَمْ یَجِدْکَ یَتِیْمًا فَاٰوٰی خدا کی رحمتوں کے جلو میں فرشتوں کی نورانی بارات میں خدیجہؓ کے گھر کی طرف روانہ ہوتے ہیں۔

مہر کے پیسے نہیں۔ غربت کا دور دورہ ہے۔
پھر آواز آتی ہے۔ وَوَجَدَکَ عَآئِلًا فَاَغْنٰی۔
خدیجہؓ کے گھر پہنچتے ہیں۔ معصوم کی بارات! محبوب کی بارات!

Marfat.com

دولہا کی کیا عمر ؟ پچیس سال
دلہن کی کیا عمر ؟ چالیس سال
عمر میں اس قدر تفاوت !
جی ہاں ! یہاں فیصلے فرش پر نہیں ہوتے۔
یہاں نکاح کے فیصلے عرش پر ہوتے ہیں۔
یہاں خدیجہؓ کی طبعی عمر سے غرض نہیں۔
یہاں تو اس کی پاک دامنی اور طہارت سے غرض ہے
وہ صرف محمدؐ بن عبداللہ کی بیوی نہیں ہوگی
بلکہ
وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہوگی
اس نے پوری امت کی عورتوں کے لئے نمونہ بننا ہے

مجلس نکاح منعقد ہوتی ہے۔ ابی طالب خطبہ پڑھتے ہیں۔

ثُمَّ اِنَّ ابْنَ اَخِیْ هٰذَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ لَا یُوْزَنُ رَجُلٌ اِلَّا رَجَحَ بِهٖ شَرَفًا وَنَبِیْلًا وَفَضْلًا وَعَقْلًا فَاِنْ كَانَ فِی الْمَالِ قُلٌّ فَاِنَّ الْمَالَ ظِلٌّ زَائِلٌ وَاَمْرٌ حَائِلٌ۔

تحقیق محمد میرا بھتیجا ہے عبداللہ کا بیٹا ہے اور وہ بلند مرتبہ رکھتا ہے۔ اگر اس کا مقابلہ کسی قریش مرد سے کیا جائے تو فضل و عقل اور شرافت و عظمت میں سب سے زیادہ نکلے گا ! اگرچہ وہ دولت مند نہیں ہے، مگر مال سایہ کی طرح ہوتا ہے جو گھٹتا ہے۔

ابی طالب کے خطبہ کے بعد مجلس نکاح ختم ہوتی اور حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ازدواجی زندگی کا آغاز ہو جاتا ہے۔ !

Marfat.com

سیّدہ نبیؐ کی نظر میں

سیدہ خدیجہؓ طاہرہ سے حضورؐ کا نکاح ایک نئی زندگی کا آغاز کرتا ہے۔ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم پر حضرت سیدہ خدیجہؓ طاہرہ نے سب کچھ قربان کر دیا۔ سیدہ کی صرف اور صرف ایک خواہش تھی کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے متعلق جو بشارات سنتی ہوں یا اچھے خواب دیکھتی ہوں خدا کرے کہ میں اس نبیؐ کی بیوی بننے کی سعادت حاصل کروں جسے ختم رسالت کے تاج سے سرفراز فرمایا جانا ہے۔ ان سعادتوں اور مسرتوں سے ان کا دل باغ باغ ہو رہا تھا وہ ایک ایسی پاکیزہ، جانثار اور گھر بار حضورؐ پر لٹانے والی بیوی تھی جس کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے!

خَيْرُ نِسَاءِهَا خَدِيْجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِد (مشکوٰۃ)

اپنے زمانہ میں سب سے بہتر خدیجہ بنت خویلد تھی!

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

اٰمَنَتْ بِیْ حِیْنَ كَفَرَ بِیَ النَّاسُ۔ صَدَّقَتْنِیْ حِیْنَ كَذَّبَنِیَ النَّاسُ اَشْرَكَتْنِیْ فِیْ مَالِهَا حِیْنَ حَرَمَنِیَ النَّاسُ وَرَزَقَنِیَ اللّٰهُ وَلَدَهَا۔ وَحَرَمَ وُلْدَ غَيْرِهَا (استیعاب)

جب لوگوں نے میرا انکار کیا (خدیجہ) نے میرا اقرار کیا۔ جب لوگوں نے مجھے جھٹلایا اس وقت (خدیجہ) نے میری تصدیق کی۔!

جب لوگوں نے مجھے مالی اعانت سے ہاتھ کھینچا تو خدیجہ نے اپنے مال کے خزانوں کا منہ میرے لئے کھول دیا!

مجھے خدیجہؓ سے اللہ نے اولاد عطا فرمائی۔ جب کہ دوسری ازواج کو اس سے محروم رکھا۔ یہ دراصل سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہؓ طاہرہ کی ان خدمات کو سراہا ہے جو انہوں نے نبوت کے لئے اسلام کے لئے دین کے لئے سرانجام دی تھیں۔

اللہ اکبر۔ سبحان اللہ۔

Marfat.com

خطیب کہتا ہے

جس کی قربانی کی تحسین حضورؐ نے فرمائی۔
جس کے مال کا فائدہ پیغمبر نے اپنی زبان سے تسلیم کیا۔
جس کی اولاد کی برکات زبان نبوت نے خود بیان فرمائی۔
اس خدیجہؓ طاہرہ کا مقام کس قدر بلند ہوگا!

مَدَّ قَتْنِیْ حِیْنَ کَذَّبَنِی النَّاسُ

جب سارا جگ جھٹلائے اس وقت کی تصدیق نہیں بھلائی جاسکتی!

پنجابی میں اسے کہتے ہیں

اوکھے ویلے دی یاری
مشکل وقت کی دوستی

صدیقؓ اکبر ——— اور خدیجہؓ طاہرہ ——— علیؓ مرتضیٰ ——— زیدؓ

پہلے دن سے ساتھی ہیں، مگر مال صدیقؓ اور خدیجہؓ کا کام آیا۔
خدیجہؓ طاہرہ نے پوری دنیا کی عورتوں کا سر اونچا کر دیا!

مال دیا
گھر دیا
تصدیق کی
پیغمبر کا کلمہ پڑھا!
مشکل وقت میں ہاتھ بٹایا
تسلی دی!

شعب ابی طالب میں آپ کے ساتھ قید تنہائی کاٹی
بالآخر انہی مصائب کی تاب نہ لاکر بھوکے پیاسے نبی کے قدموں میں جان دے دی۔

اور نبوت کی زبان سے صدا آئی

خَیْرُ نِسَاءِ اَهْلِهَا خَدِیْجَةُ

Marfat.com

خدیجہؓ کی آرزو

خدیجہؓ اپنے شوہر کی محبت میں اس قدر فنا ہو چکی تھیں کہ انہیں ہر وقت حضورؐ کی بلندیوں کا ہی خیال ستائے رکھتا تھا۔ وہ اپنے خاوند کو اللہ کا رسول دیکھنا چاہتی تھیں۔ وہ اپنے خاوند کو مہبط وحی دیکھنا چاہتی تھیں۔ انہوں نے جو خواب دیکھا تھا کہ میری جھولی میں چاند آ گرا ہے۔ وہ اس کی تعبیر دیکھنا چاہتی تھیں!

ایک دن سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لاتے ہیں تو خدیجہؓ آپ سے لپٹ جاتی ہیں اور نہایت محبت اور اخلاص سے عرض کرتی ہیں کہ

بَابِیْ وَاُمِّیْ وَاللّٰہِ مَا اَفْعَلُ ھٰذَا لِشَیْءٍ وَلٰکِنِّیْ اَرْجُوْ اَنْ تَکُوْنَ اَنْتَ النَّبِیَّ الَّذِیْ سَتُبْعَثُ فَاِنْ تَکُنْ ھُوَ فَاعْرِفْ حَقِّیْ وَمَنْزِلَتِیْ وَادْعُ الْاِلٰہَ الَّذِیْ یَبْعَثُکَ لِیْ۔ فَقَالَ لَھَا وَاللّٰہِ لَئِنْ کُنْتُ اَنَا ھُوَ قَدْ صَنَعْتِ عِنْدِیْ مَالَا اُضَیِّعُ اَبَدًا وَاِنْ یَکُنْ غَیْرِیْ فَاِنَّ الْاِلٰہَ الَّذِیْ تَصْنَعِیْنَ ھٰذَا لِاَجْلِہٖ لَا یُضَیِّعُکِ اَبَدًا۔

(فتح الباری)

میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ مجھے امید ہے کہ شاید عنقریب آپ ہی کے سر پر تاج نبوت رکھا جانے والا ہے۔ پس اگر آپ ہی وہ نبی ہوئے تو بعثت کے بعد میرے حق کو یاد رکھیں اور جو خدا آپ کو نبوت سے سرفراز فرمائے اس سے میرے لئے دعا فرمائیں۔

آپ نے جواب دیا (کہ اے خدیجہؓ) اگر وہ نبی میں ہی ہوا تو جان لے کہ تم نے میرے ساتھ وہ احسان کیا ہے کہ جس کو میں کبھی فراموش نہیں کر سکتا اور اگر (بالفرض) کوئی اور ہوا تو جس خدا کے لئے تو عمل کر رہی ہے وہ تیرے اس عمل کو ضائع نہیں کرے گا!

ایک دن آپ ورقہ بن نوفل کے پاس گئیں جو مکہ مکرمہ میں تورات و انجیل کا عالم تھا اور لوگ اس کی علمی حیثیت کی وجہ سے اس کا احترام کیا کرتے تھے۔ ویسے بھی ورقہ بن نوفل حضرت خدیجہؓ کے رشتہ دار تھے۔ حضرت خدیجہ اپنے اسی شوق اور اضطراب کو لے کر بار بار ان کے پاس جاتی تھیں کہ کسی نہ کسی طرح آپ کو معلوم ہو جائے کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

Marfat.com

کیا وہی شخصیت ہیں جن کے سر پر نبوت کا تاج رکھا جانے والا ہے! چنانچہ آپ نے ورقہ بن نوفل کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض حالات سنائے تو ورقہ نے آپ کا اشتیاق دیکھ کر ایک قصیدہ لکھا جس کے دو شعر خدیجہ کے اشتیاق اور اضطراب کی ترجمانی کرتے ہیں!

هٰذِهٖ خَدِيْجَةُ تَاتِيْنِيْ لِاُخْبِرَهَا
وَمَا لَنَا بِخَفِيِّ الْغَيْبِ مِنْ خَبَرِ
بِاَنَّ اَحْمَدَ يَاْتِيْهِ فَيُخْبِرُهٗ
جِبْرِيْلُ اَنَّكَ مَبْعُوْثٌ اِلَى الْبَشَرِ

یہ خدیجہ بار بار میرے پاس آتی ہے کہ میں اس کی خبر دوں
اور مجھ کو غیب کی خبر نہیں ہے!
کیا جبریلؑ آپ کے پاس اللہ کا پیغام لے آئیں گے کیا آپ لوگوں کی طرف نبی بنا کر بھیجے جائیں گے۔

خطیب کہتا ہے

خدیجہ کی یہ آرزو ان کے عشق رسالت کی آئینہ دار ہے۔

کسی کی آرزو ہوتی ہے کہ میرا خاوند ڈی سی ہو
کسی کی آرزو ہوتی ہے کہ میرا خاوند کمشنر ہو
کسی کی آرزو ہوتی ہے کہ میرا خاوند گورنر ہو
کسی کی آرزو ہوتی ہے کہ میرا خاوند صدر مملکت ہو
کسی کی آرزو ہوتی ہے کہ میرا خاوند لیڈر ہو
کسی کی آرزو ہوتی ہے کہ میرا خاوند دنیا کا بڑا تاجر ہو
خدیجہ ——— تیری آرزو مبارک تیری خواہش مبارک
خدیجہ کی آرزو ہے کہ ——— میرا خاوند اللہ کا رسولؐ ہو

Marfat.com

خدیجہؓ کی آرزو پوری ہوئی۔ حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بن کر آغوشِ خدیجہ میں آگئے!

آغازِ نبوت اور خدیجہؓ طاہرہ

سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم! اور سیدہ طاہرہ خدیجہؓ کبریٰ نے پندرہ سال ازدواجی زندگی کے بہت ہی خوشگوار گزرے۔ خدیجہؓ طاہرہ تو ہر وقت وارے نیارے جاتی تھی اور حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بھی آپ سے بے حد محبت اور شفقت فرماتے تھے۔ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک جب چالیس برس کے قریب پہنچتی ہے تو آپ ہر وقت متفکر اور کسی کی تلاش میں رہتے تھے۔

وہ تلاش کیا تھی ——— اور فکر کیا تھا ——— یہی نا! کہ اس کائنات کو کس نے پیدا کیا ہے۔ یہ حسین چاند اور تارے کسی کی تخلیقات کا شکار ہیں۔ یہ بغیر ستونوں کے آسمان کس طرح قائم ہے!

یہ پہاڑ۔ یہ ندیاں۔ یہ آبشاریں۔ یہ سبزہ۔ یہ دریا۔ یہ سمندر۔ یہ زمین اور اس پر خوبصورت و حسین درختوں کے جھنڈ یہ کس کی تخلیق ہیں۔ یہ حسین و خوبصورت الشان کس کی پیداوار ہے۔ قدرتی مناظر کیا کسی صانع حقیقی کی ترجمانی نہیں کر رہے۔ یہ غور و فکر یہ سوچ ہر وقت آپ کو متفکر کئے رکھتی تھی!

خدیجہؓ طاہرہ آپ کی انہی سوچوں سے کسی ایسی سوچ میں ڈوب جاتی تھیں کہ ایک نہ ایک دن ضرور حضورؐ روشنی کا مینار بنیں گے! اور آپ تمام کائنات کو مستنیر کریں گے!

ایک دن سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم خدیجہؓ سے فرماتے ہیں کہ میرے ساتھ کچھ ستو یا جَو اور پانی کا مشکیزہ کر دیا جائے۔ میں کسی کی تلاش میں غارِ حرا میں جایا ہوں!

سیدہ طاہرہؓ نے بغیر کچھ پوچھے سامان خورد و نوش ساتھ کر دیا اور غلام کو ساتھ روانہ کر دیا کہ وہ آپ کو غارِ حرا میں پہنچا آئے۔!

آپ غارِ حرا میں جلتے ہیں۔ تمام محدثین اور مفسر علماء اور فقہا فرماتے ہیں کہ آنحضرت غارِ حرا میں عبادت کیا کرتے تھے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کون سی عبادت تھی جو آپ

Marfat.com

یہ کرتے تھے! نماز تھی۔ روزہ تھا۔ ذکر تھا؟ اگر تھے تو کس پیغمبر کی پیروی میں تھے؟
یہ سوالات ذہن میں چبھتے ہیں اور ہر باشعور امتی اس کا جواب چاہتا ہے کہ حضورؐ کی کیفیت عبادت کیا تھا اور طریق عبادت کیا تھا؟

خطیب کہتا ہے

خدا کی تخلیقات پر غور و فکر !
شاید سامعین اب بھی نہ سمجھے ہوں؟
آیئے ——— میرے ساتھ ہو جایئے اور مل کر تلاش کریں حقیقت محمدی میں غوطہ لگائیں یا فکر مصطفوی میں غوطہ لگائیں کہ حضورؐ کیا سوچ رہے ہیں۔
اور آپ کیسی عبادت کر رہے ہیں۔
وہ کون سی عبادت ہے جو حضورؐ غارِ حرا میں کرتے ہیں !
سامعین ——— اگر آپ کی سوچ میرے ساتھ ہو گئی ہے تو آپ جلدی سمجھ جائیں گے !
حضورؐ کی عبادت یہی تھی! کہ اپنے خالق کائنات کو ڈھونڈتے تھے؟

وہ کون ہے — جس نے آسمان بنایا
وہ کون ہے — جس نے زمین بنائی
وہ کون ہے — جس نے سورج بنایا
وہ کون ہے — جس نے چاند بنایا
وہ کون ہے — جس نے تارے بنائے
وہ کون ہے — جس نے بلند و بالا پہاڑ پیدا کئے
وہ کون ہے — جو ان پتھروں سے پانی نکالتا ہے
وہ کون ہے — جو آسمانوں سے پانی برساتا ہے

اور بھلا سوچو تو سہی
وہ کون ہے — جس نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ہاتھ بنائے

Marfat.com

وہ کون ہے جس نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاؤں بنائے
وہ کون ہے جس نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا چہرہ بنایا
یہ حسن وجمال۔ یہ وجاہت و ملاحت۔ یہ اخلاق و کردار کس نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو عطا فرمائے !

یہ غور و فکر ——— بھی عبادت ہے۔
خالق کائنات کی تخلیقات پر سوچنا بھی عبادت ہے۔

یہ خطیب کی ایجاد نہیں ہے اور نہ ہی یہ خطیب کی اپنی اختراع ہے، بلکہ آیئے بخاری کی شرح عینی دیکھیں۔ علامہ بدرالدین عینی ارشاد فرماتے ہیں کہ وہ کون سا طریق عبادت تھا جو حضورؐ غار میں اختیار فرماتے تھے !

وہ عبادت کیا تھی ! فرماتے ہیں۔

قِيْلَ مَاكَانَ صِفَةُ تَعَبُّدِهٖ اُجِيْبَ بِاَنَّ ذَالِكَ كَانَ بِالتَّفَكُّرِ وَالْاِعْتِبَارِ (عینی شرح بخاری ج ۱)

پوچھا گیا کہ آپ کی عبادت کیا تھی، جواب دیا گیا غور و فکر اور عبرت پذیری !
معلوم ہوا یہی غور و فکر عبادت تھی !
اور جن پر غور ہو رہا تھا وہ خدا کی توحید کی بیّنات تھیں۔
وہ دلائل تھے توحید خداوندی کے
وہ براہین تھے وحدانیت خداوندی کے
وہ ثبوت تھی تخلیقات خداوندی کے
خدا کی ذات پر سوچنا
اس کی تخلیقات پر سوچنا
اس کی وحدانیت پر سوچنا
اس کی ربوبیت پر سوچنا
یہ بہت بڑی عبادت ہے آؤ یہی عبادت تھی یا انہی وحدانی کیفیات کی اور

Marfat.com

عبادات تھیں جن پر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ غار میں سوچا کرتے تھے۔ جب انہی سوچوں میں گم ہو گئے۔

اور ہر وقت اپنے خالق کی تلاش میں استغراق کامل ہو گیا تو

وَوَجَدَکَ ضَآلًّا فَهَدٰی

جبرئیل تاج نبوت لے آئے

ایک روز آپ غار حرا میں ہی تھے کہ دفعتاً آپ پر وحی کا نزول ہوا۔ ایک فرشتے نے آکر آپ سے کہا! پڑھو! آپ نے فرمایا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں! اس پر آپ فرماتے ہیں کہ فرشتے نے مجھے پکڑ کر اس زور سے بھینچا کہ میرے لئے ناقابل برداشت ہو گیا! پھر اس فرشتے نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا پڑھو! میں نے کہا میں تو پڑھا ہوا نہیں ہوں! اس نے دوبارہ مجھے بھینچا اور میرے لئے ناقابلِ برداشت ہو گیا۔ پھر اس نے چھوڑ کر مجھے کہا کہ پڑھو!

اور مجھے اس قدر زور سے دبایا کہ میں بے بس ہو گیا! اور بالآخر مجھے چھوڑ کر کہا۔

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۚ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۙ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ۝

اے نبی پڑھو! اپنے رب کے نام کے ساتھ جس نے سب کچھ پیدا کیا اور انسان کی تخلیق جمے ہوئے خون کے لوتھڑے سے کی پڑھو! اور تمہارا رب بڑا کریم ہے! جس نے قلم کے ذریعے سے علم سکھایا۔ انسان کو وہ علم دیا جسے وہ نہیں جانتا تھا!

تاج رسالت پہننے کے بعد آپ گھر تشریف لاتے ہیں اور حضرت خدیجہؓ سے فرماتے ہیں کہ زَمِّلُوْنِیْ زَمِّلُوْنِیْ مجھے چادر اڑھاؤ۔ مجھے چادر اڑھاؤ! آپ کو چادر اڑھا دی گئی۔ جب آپ کی طبیعت اس بار نبوت کے اٹھانے سے سکون پذیر ہوئی تو آپ نے تمام واقعہ اپنی رفیقہ حیات حضرت خدیجہ طاہرہ کو سنایا اور فرمایا کہ مجھے تو اپنی جان کا خطرہ معلوم ہوتا ہے۔ اس پر خدیجہؓ بول اٹھیں۔

Marfat.com

سیّدہ طاہرہ نے حضورؐ کو تسلی دی

حضرت خدیجہؓ نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے تمام واقعہ سن کر عرض کیا کہ

كَلَّا وَاللّٰهِ لَا يُخْزِيكَ اللّٰهُ اَبَدًا اِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَتُعِيْنُ عَلٰى نَوَائِبِ الْحَقِّ

(بخاری)

ہرگز نہیں خدا کی قسم اللہ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا۔ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں لوگوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں۔ ناداروں کی خبر گیری کرتے ہیں اور مصائب میں لوگوں کی مدد کرتے ہیں۔

ٹوٹے ہوؤں کو جوڑنا
روٹھے ہوؤں کو منانا
لوگوں کے بوجھ بانٹنا
ان کے دکھ درد بٹانا
ناداروں کی ضروریات پوری کرنا
اور لوگوں کی دکھ درد کی گھڑیوں میں ان کی حوصلہ افزائی کرنا۔

ایک روایت میں ہے تُقْرِی الضَّيْفَ مہمان نوازی کرنا۔ ان صفات کا حامل انسان معاشرے میں کبھی کمزور نہیں پڑ سکتا۔ یہ صفات انسان کو ہر دکھی کی آنکھ کا تارا اور ہر مصیبت زدہ کے دل کی ٹھنڈک بنا دیتی ہیں۔

اس لئے سیّدہ خدیجہؓ نے فوراً عرض کیا کہ حضورؐ! آپ فکر نہ فرمائیں میں آپ کو دل کی گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتی ہوں کہ

فَقَالَتْ اَبْشِرْ فَوَاللّٰهِ لَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِكَ اِلَّا خَيْرًا فَاقْبَلِ الَّذِيْ جَاءَكَ مِنَ اللّٰهِ فَاِنَّهٗ حَقٌّ وَاَبْشِرْ فَاِنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ حَقًّا۔

(فتح الباری ۱۲)

حضرت خدیجہؓ نے عرض کیا کہ آپ کو بشارت ہو۔ خدا کی قسم اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ

Marfat.com

سوائے خیر اور بھلائی کے کچھ نہ کرے گا جو منصب اللہ کی طرف سے آپ کے پاس آیا ہے اس کو قبول کیجئے وہ بلاشبہ حق ہے اور پھر کہتی ہوں کہ آپ کو مبارک ہو کہ آپ اللہ کے رسول برحق ہیں۔ ورقہ بن نوفل سے بھی حضرت خدیجہؓ نے تمام واقعہ سنا کر اس کا مطلب دریافت کیا تو اس نے فوراً کہا!

لَئِنْ كُنْتِ صَدَّقْتِنِيْ اَنَّهٗ لَيَاْتِيْهِ نَامُوْسُ عِيْسٰى۔ (فتح الباری)

اگر تو سچ کہتی ہے تو یقیناً ان کے پاس وہی فرشتہ آتا ہے جو عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آتا تھا!

ورقہ بن نوفل نے کہا اے خدیجہؓ مَا اَرَاهُ اِلَّا نَبِيَّ هٰذِهِ الْاُمَّةِ الَّذِيْ بَشَّرَ بِهٖ مُوْسٰى وَعِيْسٰى۔

اے خدیجہؓ ——— میں دیکھتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس امت کے سے نبی ہیں۔ جن کی بشارت موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام نے دی تھی!

خطیب کہتا ہے

سیدہؓ کے گھر نبوت آگئی

حضرات گرامی! سیدہ طاہرہ کی خوش نصیبی دیکھئے کہ نبوت خود ان کے گھر چل کر آگئی۔ نبوت ملنے کے بعد سب سے پہلے محمد نبیؐ کی زیارت سیدہ طاہرہ نے کی۔ سب سے پہلے پیغمبر کی زبان سے نبوت ملنے کا واقعہ سیدہ نے سنا۔

سب سے پہلے نبوت کی ڈھارس سیدہ نے بندھائی۔

سب سے پہلے نبوت کی چادر سیدہ نے اوڑھائی

سب سے پہلے وحی کے برکات سیدہ نے دیکھے۔

سب سے پہلے نبیؐ نے اپنے قدم سے سیدہ کے گھر کو مشرف فرمایا۔

سیدہ کی آرزو پوری ہوگئی۔ سیدہ نبیؐ کی بیوی بن گئی ——— ابی طالب کے بھتیجے سے نکاح ہوا تھا۔ آج اللہ کے نبیؐ کی بیوی ہونے کا شرف حاصل ہوگیا۔

ذالك فضل الله يؤتيه من يشاء

Marfat.com

سبحان اللہ

سارے جہاں پر نبیؐ کی چادر رحمت ہے
اور نبیؐ پر خدیجہؓ کی چادر طہارت ہے

سب سے پہلے ایمان لائیں

سب سے پہلے نبیؐ کو دیکھا۔ سب سے پہلے نبوت کو سنا۔ تسلی دی! اور آپ کو رسولؐ ماننے میں ایک لمحہ بھی توقف نہیں کیا۔ حضورؐ گھر آتے گئے اور خدیجہؓ آغوشِ رسالت اور آغوشِ ایمان میں آتی گئیں۔ ذرا اس حقیقت پر بھی نظر ڈالیں کہ جناب خدیجہؓ حضورؐ کی رفیقہ حیات ہیں دن رات کا ساتھ ہے زمانہ شناس ہیں۔ دنیا کے نشیب و فراز کا تجربہ رکھتی ہیں۔ تجارتی تجربات نے مردم شناسی کا جوہر بھی پیدا کر دیا ہے! ازدواجی زندگی کا یہ تیسرا تجربہ ہے! شوہر کی زندگی کا ایک ایک گوشہ ان کی نظروں کے سامنے ہے۔ عورت کی نگاہ سے شوہر کا کون سا ہنر اور عیب پوشیدہ رہتا ہے۔ عورت پر کس کے تقدس کا جادو چل سکتا ہے پھر عورت بھی خدیجہؓ جیسی زمانہ شناس! عورت! اس کے سامنے شوہر کا اتنا بڑا عظیم الشان اور انقلابی دعویٰ نبوت پیش ہوتا ہے۔ اگر وہ اس دعوے کو رد کر دے یا خاموش ہی رہے تو اس کا بظاہر کچھ نہیں بگڑتا۔ کیونکہ وہ خود کفیل ہے اور وہ اس دعوے کو قبول کرلے تو زمین و آسمان کی دشمنی مول لینے کا خطرہ سامنے ہے! وہ ورقہ کی زبان سے سن چکی ہے کہ تیری تمام ہر دلعزیزیاں اور محبوبیتیں نظر انداز کر دی جائیں گی! اور تیری قوم ہی تجھے بے وطن کر دے گی۔ وہ اقرار نبوت کرنے میں اور نہیں تو کچھ مہلت لے سکتی تھی کہ ذرا اس کی مقبولیت و نامقبولیت کا اور اس کے تلخ و شیریں نتائج کا اندازہ کرلے۔

مگر اس پچپن سالہ بوڑھی عورت کی جواں ہمتی اور پختہ ایمانی کو دیکھئے! کہ مستقبل کے تمام نتائج سے بے نیاز ہو کر کسی وقفے کے بغیر سب سے پہلے مہتا ایمان لے آتی ہے! اور آگے چل کر نہ صرف اپنی ساری متاع اس مشن پر قربان کر دیتی ہے بلکہ سخت سے سخت امتحانات کے مواقع پر اس کے ایمان میں ادنیٰ سے ادنیٰ لغزش بھی پیدا نہیں ہوتی!

Marfat.com

اللہ اللہ ـــــ سیدہ طاہرہ خدیجہؓ کا یہ کردار یہ عمل یہ حضورؐ کی ذاتِ گرامی سے لگاؤ انہیں دنیا بھر کی عورتوں سے ممتاز کر دیتا ہے اور آپ کا یہی کردار تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ یاد رکھتے تھے بلکہ ایک مرتبہ حضرت عائشہؓ کے جواب میں فرمایا تھا کہ خدیجہؓ نے میرا ساتھ اس وقت دیا جب پوری دنیا مجھے جھٹلا رہی تھی۔

خطیب کہتا ہے

خدیجہؓ حضورؐ کی پہلی بیوی
خدیجہؓ ہی پہلی مومنہ
عورتوں میں ایمان لانے میں پہلا نمبر سیّدہ طاہرہ کا ہے۔
بیوی بھی پہلی
مومنہ بھی پہلی
تسلی بھی پہلے پہل انہوں نے دی
حضورؐ کی ابتدائی زندگی کی جانثار رفیقہ حیات
دکھ درد کی شریک
بلکہ شعب ابی طالب میں قید تنہائی میں شریک
بھوک پیاس برداشت کرنے میں برابر کی شریک
اسی لئے حضورؐ کو ہر قدم پر ان کا لحاظ تھا۔

حضورؐ کو خدیجہؓ کا خیال | جس سال حضرت خدیجہؓ کا انتقال ہوا۔ اس سال کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم عام الحزن کے نام سے تعبیر فرمایا کرتے تھے!

- حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ مجھے خدیجہؓ پر سب سے زیادہ رشک آتا تھا، کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ ان کا محبت سے دیر تک تذکرہ فرمایا کرتے تھے!
- حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ

مَا غِرْتُ عَلٰی اَحَدٍ مِنْ نِّسَاءِ النَّبِی صلی اللہ علیہ وسلم۔ مَا غِرْتُ

Marfat.com

عَلٰی خَدِیْجَۃ ۔ وَمَا رَاَیْتُھَا وَلٰکِنْ کَانَ یُکْثِرُ ذِکْرَھَا وَرُبَّمَا ذَبَحَ الشَّاۃَ ثُمَّ یُقَطِّعُھَا اَعْضَاءً ثُمَّ یَبْعَثُھَا فِیْ صَدَائِقِ خَدِیْجَۃَ۔

میں نے کبھی کسی عورت پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عورتوں میں سے رشک نہیں کیا جس قدر رشک مجھے خدیجہ طاہرہ پر آتا تھا۔ آپ ہمیشہ ان کا (یعنی خدیجہ) کا ذکر کیا کرتے تھے اور جب کبھی کوئی بکری ذبح کرتے تو اس کا گوشت خدیجہ کی سہیلیوں کو بھیجا کرتے تھے!

خدا نے خدیجہؓ کو سلام بھیجا

حضرت ابی ہریرہؓ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ

قَالَ اَتٰی جِبْرِیْلُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ھٰذِہٖ خَدِیْجَۃُ قَدْ اَتَتْ مَعَھَا اِنَاءٌ فِیْہِ اِدَامٌ وَطَعَامٌ فَاِذَا اَتَتْکَ فَاقْرَأْ عَلَیْھَا السَّلَامَ مِنْ رَبِّھَا وَمِنِّیْ وَبَشِّرْھَا بِبَیْتٍ فِی الْجَنَّۃِ۔ (مشکوٰۃ)

جبرئیلؑ امین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ خدیجہ آپ کی خدمت میں ایک برتن لے کر آ رہی ہے جس میں کھانا اور سالن ہے وہ آئے تو انہیں اللہ تعالیٰ کا اور جبرئیلؑ کا سلام کہنا اور انہیں جنت کے گھر کی خبر دینا۔

خطیب کہتا ہے

خدیجہؓ کو انعام میں
نبیؐ ملا
دین ملا
اسلام ملا
جبرئیل کا سلام ملا
اور اللہ تعالیٰ کا سلام ملا

Marfat.com

حضرات گرامی! آپ حضرات کے سامنے نہایت تفصیل سے حضرت سیّدہ طاہرہ خدیجۃ الکبریٰ کے فضائل و مراتب بیان کیے گئے جن سے آپ کے ایمان کو تازگی اور روح کو بالیدگی ملی۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو سیّدہ طاہرہؓ کے انوارات و برکات سے سرفراز فرمائے اور ہمیں قیامت کے دن ان کے دامن عاطفت میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین۔

وَآخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العلمین

Marfat.com

چوتھا جمعہ رمضان

فتح مکہ !

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ امابعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا

بے شک ہم نے آپ کو ایک کھلم کھلا فتح دی۔ تاکہ اللہ آپ کی (سب) اگلی پچھلی خطائیں معاف کردے اور آپ پر احسانات کی اور زیادہ تکمیل کردے! اور آپ کو سیدھے راستہ پر لے چلے!

حضرات گرامی! آج میں آپ حضرات کے سامنے فتح مکہ کے تاریخ ساز عنوان پر خطاب کرنا چاہتا ہوں! اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کی حکمت بالغہ ہے کہ اسلام کے بہادر اور جری سپوتوں کو اسلام کے سب سے اہم اور بڑے معرکے اور دشمنوں سے مقابلے رمضان شریف میں ہی کرنا پڑے ہیں۔ رمضان شریف میں روزہ رکھنا اور تمام دن دھوپ اور شدید ترین گرمی میں اہل کفر و شرک سے جہاد کرنا یہ ان نفوس قدسیہ ہی کا کام تھا جن کی براہ راست نبوت نے خود تربیت فرمائی تھی! روزہ اور پھر گرمیوں کے موسم میں یہ خود بہت بڑا امتحان ہے، لیکن عرب کی کڑکتی دھوپ اور کھانے پینے کی قلت۔ ایک کھجور کے دانے اور صرف ایک گلاس پانی پی کر روزہ رکھنا اور تلوار اٹھا کر دن بھر مشرکین سے جہاد کرنا۔ یہ صرف سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے تربیت یافتہ صحابہ کرام ہی کا کام تھا۔ اس کی مثال کرۂ ارضی پر ڈھونڈے سے بھی نہیں ملتی! ——— صلح حدیبیہ سے

Marfat.com

فتح مکہ کا آغاز ہو چکا تھا۔ صلح حدیبیہ دراصل تمہید تھی۔ اس متن کی جسے فتح مکہ کی صورت
میں پڑھا جانا تھا! صلح حدیبیہ کی خلاف ورزی بھی قریش نے خود ہی کی! اور جب سرکارِ
دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سفیر کے ذریعہ اس پر قریش کو انتباہ فرمایا تو ان کی گردنیں
اور بھی اکڑ گئیں۔ اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرمادیا کہ میرے محبوب اب تیاری کرو۔ یہ اکڑی ہوئی
گردنیں یا تو توڑ دی جائیں گی اور یا دربار خداوندی میں جھکا دی جائیں گی!

ابی سفیان کی مدینہ میں آمد

قریش نے بعد میں سوچا کہ ہم نے تلخ جواب دے کر اچھا نہیں کیا۔ چنانچہ انہوں نے ایک میٹنگ کر کے فیصلہ کیا کہ ابوسفیان کو سفیر بنا کر مدینہ منورہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس بھیجا جائے تاکہ ان سے صلح حدیبیہ کی تجدید کرائی جا سکے اور اس طرح اس جنگ کا خطرہ ٹل جائے جو خود ہمارے تلخ جواب سے پیدا ہو سکتی ہے، چنانچہ ابوسفیان قریش کا سفیر بن کر مدینہ منورہ پہنچتا ہے

ابی سفیان حیران رہ گیا

حضرات گرامی! آپ کو معلوم ہی ہوگا کہ سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو زوجہ رسول اللہ تھیں اور مسلمانوں کی ماں تھیں یہ ابوسفیان کی حقیقی بیٹی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حقیقی ہمشیرہ تھیں!

ابوسفیان مدینہ پہنچ کر سیدھا اپنی بیٹی کے گھر پہنچا!
دروازہ کھٹکھٹایا ——— آواز آتی ہے کون؟
ابوسفیان تمہارا والد ام حبیبہؓ!
ام حبیبہؓ نے دروازہ کھولا ——— اور الٹے پاؤں پیچھے بھاگ کر بستر لپیٹ دیا!
ابوسفیان شرمندہ ہو گیا ——— مگر خفت مٹانے کے لئے پوچھا کہ بیٹی بستر کیوں لپیٹ دیا۔ کیا بستر میرے منصب کے قابل نہیں ہے؟
کیوں ——— ؟ ابوسفیان نے غصے میں پوچھا؟
ام حبیبہؓ نے فرمایا کہ
نبی کے پاک بستر پر مشرک کا ناپاک وجود نہیں بیٹھ سکتا ہے

سبحان اللہ

Marfat.com

ابوسفیان یہ کہتے ہوئے اُٹھ کھڑا ہوا کہ ام حبیبہؓ تجھ میں شر پیدا ہو گیا ہے ہمیں تو اب چھوٹے بڑے کی تمیز بھی نہیں ہے ـــــ فرمایا ـــــ کہ ابا ـــــ شر تو تم میں ہے جس نے ایک خدائے وحدہ لاشریک لہ کو چھوڑ کر سینکڑوں معبود بنا رکھے ہیں اور دن میں نامعلوم کتنی مرتبہ تمہارا سر معبود حقیقی کو چھوڑ کر غیر اللہ کے سامنے جھکتا ہے ہمیں اللہ نے اچھا عقیدہ۔ اچھا دین۔ سب سے اچھا رسولؐ عطا کیا ہے۔ ہمارے تمام رشتے تمام تعلقات اس کی گرد راہ پر قربان ـــــ ابا یہ مغالطہ نکال دیں کہ میرا رشتہ اب آپ سے قائم ہے۔ میرا رشتہ صرف اور صرف سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی سے ہے جو سب رشتوں پر بھاری ہے۔

خطیب کہتا ہے

- ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا عمل ہزاروں گتھیاں سلجھا گیا!
- نبی کے پاک بستر سے پر پاک وجود ہی بیٹھ سکتا ہے!
- نبی کے پاک بستر سے پر شرک سے ملوث وجود نہیں بیٹھ سکتا!
- معلوم ہوا مشرک خواہ باپ ہی کیوں نہ ہو اسے شعائر اسلام پر ترجیح نہیں دی جا سکتی!
- عشق رسالت صرف اس کا تسلیم ہوگا جسے مشرک سے نفرت ہوگی۔
- انما المشرکون نجس کو حقیقی تفسیر حضرت ام حبیبہؓ نے سمجھائی۔

جب نبی کے پاک بستر پر ایک مشرک نہیں بیٹھ سکتا تھا!

تو خداوند قدوس؟

نبی کے پاک روضے میں
نبی کے پاک مصلّے پر
نبی کی پاک مسجد میں
نبی کے پاک گھر میں
کسی مشرک کو ڈیرے جمانے کی اجازت نہیں دے سکتے

Marfat.com

نبی کا روضہ بھی پاک
نبی کی مسجد بھی پاک
نبی کا مصلےٰ بھی پاک
نبی کا گھر بھی پاک

اس لئے روضے والے بھی پاک
نبی کی مسجد کے امام وخطیب بھی پاک
نبی کے مصلے والے بھی پاک
اور نبی کے گھر والے بھی پاک

(سبحان اللہ)

ام حبیبہؓ نے بتا دیا کہ
ابوت کا رشتہ ختم

اور

نبوت کا رشتہ شروع
ابوت کا رشتہ عارضی ہوتا ہے

اور

نبوّت کا رشتہ دائمی ہوتا ہے

سبحان اللہ

ابوسفیان دل ہی دل میں سوچ رہا تھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ختم نہیں کیا جا سکتا۔ یہ اس قدر پختہ رنگ میں رنگتا ہے کہ اس کے رنگے ہوئے کو شرک و بدعت کی میل نہیں لگ سکتی۔

بیٹی نے میرا رنگ قبول نہیں کیا
محمدؐ کے رنگ میں رنگی گئی

ہائے میرا مصطفےٰ ایسا رنگ ساز تھا کہ آپ کا رنگ دیا ہوا۔ نہ مکے کے قریش اتار سکے

Marfat.com

اور نہ ان کے مظالم ہی اس رنگ میں کوئی فرق پیدا کر سکے!
بلکہ اگر اتارنے کی کوشش بھی کرتے تھے تو حضورؐ کے متوالوں پر اور بھی رنگ چمکتا تھا۔ نکھرتا تھا۔ پھیلتا تھا۔

اندر بوٹی مشک مچایا جاں پھلن پر آئی ہو!

ہمارے ہاں قلعی کرنے والے آتے ہیں اور گلی کوچے میں صدا دیتے ہیں۔

برتن قلعی کرالو؟

برتن قلعی کرالو؟
لوگ برتن قلعی کرانے کے لئے باہر آتے ہیں۔
قلعی گر ——— برتن قلعی کر کے چلا جاتا ہے۔
پھر چھ ماہ کے بعد وہی آتا ہے اور صدا لگاتا ہے
برتن قلعی کرالو
پھر مرد عورتیں وہی برتن لے کر باہر نکلتے ہیں
لو بھئی یہ برتن قلعی کر دو!
ابھی چھ ماہ تو ہوئے کہ تم سے یہی برتن قلعی کرائے تھے
اب پھر ان کو زنگار لگ گیا ہے!

قلعی گر بولتا ہے؟

بھیّا ——— میں تو جو برتن قلعی کروں گا ان کی مدت یہی چھ سات ماہ ہی کی ہوگی!

لیکن اس قلعی گر کو کون بتائے کہ ایک دلوں کو قلعی کرنے والا بھی مکے میں آیا جس نے ایسا دلوں کا زنگار اتارا کہ صدیاں بیت گئیں، مگر اس کے قلعی کئے ہوئے دلوں کو زنگار نہیں لگا۔

ام حبیبہؓ اب بھی ام حبیبہؓ ہے زوجہ رسولؐ ہے۔
ام المومنین ہے۔ رفیقۂ حیات مصطفےٰ ہے۔

Marfat.com

ابوبکرؓ — اب بھی صدیقؓ ہے
عمرؓ — اب بھی فاروقؓ ہے
عثمانؓ — اب بھی ذوالنورینؓ ہے
علیؓ — اب بھی اسداللہ الغالب ہے
بلالؓ — اب بھی مؤذن رسولؐ ہے
خدیجہؓ — اب بھی طاہرہؓ ہے
عائشہؓ — اب بھی صدیقہؓ ہے
اصحاب رسول اب بھی رضی اللہ عنہم ہیں

ابوسفیان سیدھا صدیق اکبرؓ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں صلح حدیبیہ کے معاہدہ کی تجدید کرانے آیا ہوں۔ اب میری (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس سفارش فرمادیں صدیق اکبرؓ نے فرمایا ——— میں اس سلسلے میں آپ کی کوئی مدد نہیں کرسکتا!

ابوسفیان سیدھا سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچتا ہے اور آپ سے سفارش کے لئے کہتا ہے حضرت فاروق اعظمؓ نے فرمایا میرے سامنے سے چلے جاؤ میں تو اکیلا بھی مشرکین سے جہاد کرنے کے لئے تیار ہوں۔

ابوسفیان کی جب کسی نے ایک نہ سنی تو بالآخر حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے فرمایا ——— سوائے اس کے اور کوئی تدبیر نہیں ہے کہ مسجد میں کھڑے ہوکر از خود ہی صلح حدیبیہ کی تجدید کا اعلان کرجاؤ۔ میں تمہاری سفارش نہیں کرسکتا۔

ابوسفیان حضرت علیؓ کے اس مذاق کو نہ سمجھ سکا اور یکطرفہ مسجد میں اعلان کرکے مکہ چلا گیا۔ اہل مکہ کو جب اس بات کا پتہ چلا تو وہ بہت پریشان ہوتے اور اس خطرہ کا انتظار کرنے لگے کہ نامعلوم اب کس وقت ہمیں اپنی شامت اعمال کا نتیجہ بھگتنا پڑے گا۔

وہ دن بھی آ ہی گیا

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان شریف میں اعلان فرمادیا کہ میرے غیور اور جانثار شیدائیو! مکہ جانے کی تیاری

Marfat.com

کر لو اب وہ وقت آن پہنچا ہے۔ جب کہ خداوند قدوس مظلوموں کو سرزمین مکہ میں ایک نئی آن اور نئی شان سے داخل ہوتے ہوئے دیکھنا چاہتا ہے۔ مسلمان سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی سن کر مکہ جانے کی تیاری کرتے ہیں اور بالآخر یہ قدوسی صفات صحابہ کا عظیم لشکر جو دس ہزار کی تعداد میں تھا۔ مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ روانہ ہو جاتا ہے مکہ مکرمہ جب ایک منزل رہ جاتا ہے تو مرالظہران کے مقام پر لشکر اسلام کو پڑاؤ ڈالنے کا حکم ملتا ہے اور ساتھ ہی ہدایات ملتی ہیں کہ فاصلے فاصلے پر خیمے نصب کئے جائیں۔ تاکہ دشمن کی آنکھ اس سمندر کی گہرائیوں تک فوراً نہ پہنچنے پائے اور ساتھ ہی الاؤ روشن کر دیئے جائیں اور تمام صحرا میں روشنی کا سماں بندھ جائے!

ابوسفیان کا مقدر اسے پہلے لے آیا

اہل مکہ کو بھی کسی طرح سے خبر مل چکی تھی۔ اس لئے ان کا ایک گروپ ابوسفیان کی قیادت میں لشکر اسلام کا جائزہ لینے کے لئے رات کو آگیا۔ وہ قافلے میں داخل ہوتے ہی تفتیش کرنے لگا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ جو اس وقت پہرہ دے رہے تھے۔ انہوں نے ابی سفیان کی آواز پہچان کر اسے اپنے قریب بلا لیا اور سمجھایا کہ دیکھو کہ تم اب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مقابلہ نہیں کر سکتے اس لئے باز آجاؤ اور ہتھیار ڈال دو اور بہتری اسی میں ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن رحمت میں آجاؤ۔ ابوسفیان جو اس ہیبت ناک منظر سے پہلے ہی خوف زدہ تھا۔ کانپتے ہوئے بولا پھر بتایئے! مجھے اب کیا کرنا چاہیئے حضرت عباسؓ نے کہا کہ آپ میرے ساتھ سوار ہو جائیں۔ میں آپ کو حضورؐ کی خدمت میں لے چلتا ہوں۔ انشاء اللہ اچھا فیصلہ ہو جائے گا۔

ابوسفیان حضرت عباسؓ کے ساتھ گھوڑے پر سوار ہو جاتے ہیں کہ نگاہ عمرؓ پر پڑ گئی! عمرؓ نے زور سے کہا ـــــ دشمن خدا و رسول خود آگیا۔ جانے نہ پائے یہ کہہ کر تلوار سونت لی اور ابوسفیان کا رُخ کیا۔ مگر حضرت عباسؓ سوار تھے اور جلدی سے سواری بھگا کر حضورؐ کی خدمت میں [redacted] گئے۔ حضرت عمرؓ بھی پیچھے پیچھے گئے اور فرمایا کہ ابوسفیان کو میرے حوالے کر دیں اس کی ابھی گردن اڑاتا ہوں۔ مگر حضرت عباسؓ نے اس کو پناہ دے دی۔

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس پناہ پر خاموش ہو گئے اور فرمایا کہ اسے صبح میرے ہاں لے آنا۔

خطیب کہتا ہے

ابوسفیان خود نہیں آیا تھا
انہیں ان کا مقدر لے آیا تھا
کسے معلوم تھا کہ نبی اور مسلمانوں کے خون کا پیاسا
آج آب کوثر سے اپنی پیاس بجھائے گا
مقدر پر نہ آپ کا زور چلتا ہے نہ میرا۔
ہر ایک کا مقدر خدا کے قبضے میں ہے
تدبیر کچھ ہوتی ہے تقدیر کچھ ہوتی ہے
کیا یہ باور کیا جا سکتا ہے کہ سیدنا امیر حمزہ کا قاتل ایمان لے آئے گا ؟
اس قدر گھناؤنے فعل کے بعد اسے دربار رسالت سے معافی مل سکتی ہے ؟
لیکن دنیا جہاں نے دیکھا کہ ایسا ہوا ——— اور وحشی کو دربار رسالت میں امان بھی ملی اور ایمان بھی ملا۔

اسی طرح ابوسفیان کو امان بھی ملی اور ایمان بھی ملا۔

دربار رسالت میں ابوسفیان کی پیشی

صبح کو حضرت عباسؓ نے ابی سفیان کو دربار رسالت میں پیش کیا۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان کو دیکھ کر فرمایا !

ابی سفیان کیا اب وہ وقت نہیں آگیا کہ یقین کرے کہ
لا الٰہ الا اللہ
اس کے سوا کوئی مشکل کشا نہیں ہے !
ابی سفیان نے کہا کہ مجھے یقین ہو گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مشکل کشا نہیں ہے۔ کیونکہ اگر کوئی اور بھی ہوتا تو یقیناً ہماری مدد کرتا !

Marfat.com

اے ابی سفیان ! افسوس ہے تم پر کیا اب بھی تمہیں میری رسالت پر یقین نہیں آیا۔

ابی سفیان نے کہا ——— میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ بے شک آپ نہایت حلیم و کریم ہیں۔ مگر آپ کا رسول ہونا مجھے اب بھی سمجھ میں نہیں آیا۔

حضرت عباسؓ نے سمجھایا تو ابوسفیان نے آپ کی رسالت کا اقرار کرکے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ لیا اور اس طرح ابوسفیان ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دامن رسالت کے ساتھ وابستہ ہوگیا !

اور ابوسفیان کی دلجوئی کے لئے فرما دیا کہ جو کوئی فتح مکہ کے دن ابی سفیان کے گھر میں داخل ہو جائے اسے بھی کچھ نہیں کہا جائے گا۔ ابوسفیان نے کہا ! حضورؐ میرا مکان تو چھوٹا ہے ! فرمایا ! جو کوئی مسجد حرام میں داخل ہو جائے وہ بھی امن میں رہے گا۔

پھر ابوسفیان نے کہا کہ مسجد حرام تو مکہ کی آبادی سے چھوٹی ہے۔ فرمایا جو اپنا دروازہ بند کرلے گا وہ بھی امان پائے گا پیغمبر رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اعلان سے ابوسفیان کے دل کے دریچے کھل گئے اور اسے آج تک کی ہوئی تمام زیادتیاں یاد آنے لگیں اور اس کو اپنی ماضی پر ندامت ہونے لگی اور دل میں توحید خداوندی اور رسالت مصطفوی کے چراغ جلنے لگے ——— مگر ابھی اس کی تربیت باقی تھی۔ اسے اسلام کی تمام تصویر دکھانی تھی : اسے اسلام کے حقیقی خدوخال دکھانے تھے۔ تقریر سے نہیں۔ دلائل سے نہیں، رعب اور دھونس سے نہیں بلکہ ——— اسلام کی حقیقی مٹھاس اس کے قلب و جگر میں اتارنے کے لئے حضرت عباسؓ کو حکم دیا گیا کہ ابوسفیان کو پہاڑ کی چوٹی پر کھڑا کر دو۔ یہ ذرا میرے صحابہ کا گزرنا دیکھے !

خطیب کہتا ہے

ابوسفیان میرے صحابہ کا گزرنا دیکھے

ابوسفیان میرے صحابہ کا چلنا دیکھے

ابوسفیان میرے صحابہ کا باہمی نکلنا دیکھے

Marfat.com

ابوسفیان میرے صحابہ کی باہمی یگانگت دیکھے
ابوسفیان میرے صحابہ کا آپس میں پیار دیکھے
ابوسفیان میرے صحابہ کا باہمی اعتماد دیکھے
ابوسفیان میرے صحابہ کی خدا کے حضور جھکی ہوئی گردنیں دیکھے
ابوسفیان میرے صحابہ پر ایمان ویقین کا نور دیکھے
ابوسفیان میرے صحابہ کی جبینوں پر ایک خدا کے حضور جھکنے سے سجدوں کے نشان دیکھے!
یہ ہے میری کمائی
یہ ہے میری دولت
یہ ایسی کتابیں ہیں جن کا ایک ایک ورق باعث ہدایت۔
یہ ایسے چہرے ہیں جن کے دیکھنے سے ایمان کی شمعیں فروزاں ہوں۔
یہ ایسی قندیلیں ہیں جن کی روشنی سے دلوں کو روشنی اور نور ملے۔
ان کا اٹھنا باعث ہدایت
ان کا بیٹھنا باعث ہدایت
ان کا چلنا باعث ہدایت
ان کا کھانا باعث ہدایت
ان کا پینا باعث ہدایت
ان کی تجارت باعث ہدایت
ان کی عبادت باعث ہدایت
ان کی ریاضت باعث ہدایت
ان کی تلاوت باعث ہدایت

فَبِاَیِّهِمُ اقْتَدَیْتُمْ اِهْتَدَیْتُمْ

پھر یہ چلتے پھرتے ہدایت کے خزانے ہیں۔

Marfat.com

ان کے وجود اسلام کے دلائل
اور ان کی زندگی کا ہر گوشہ روشنی کا مینار

سبحان اللہ

ابی سفیان نے ایک ایک قافلے کا بغور مطالعہ کیا اور آخر بول اٹھا۔ اے عباسؓ تیرے بھتیجے کا ملک اور لشکر اس قدر وسیع ہو گیا ہے۔ بھلا اسے کون اب شکست دے سکتا ہے۔
آخر حضرت سعد بن معاذؓ آ گئے۔ انہوں نے ابو سفیان کو دیکھا تو بے اختیار پکار اٹھے۔

اَلْیَوْمَ یَوْمُ الْمَلْحَمَہ

آج لڑائی کا دن ہے۔ آج بدلہ لینے کا دن ہے۔ آج مظلوموں کے خون سے انتقام کا دن ہے!

آج ان لوگوں کو مزا چکھایا جائے گا!
جو حضورؐ پر اوجھڑیاں پھینکتے تھے
جو حضورؐ کے راستے کانٹے بچھاتے تھے
جو بلالؓ کو تپتی ہوئی ریت پر لٹاتے تھے
جو عمارؓ کے خون سے کوئلوں کی آگ بجھاتے تھے
جو صحابہ کے گلے میں رسیاں ڈال کر مکہ کی گلیوں میں گھسیٹتے تھے

ابو سفیان یہ سن کر پریشان ہو گیا جسم پر کپکپی طاری ہو گئی ——— اوسان خطا ہو گئے! مگر یونہی اس نے ذاتِ نبویؐ کو آتے دیکھا فوراً پکارا اے محمدؐ ——— کیا سعد نے آپ کے حکم سے کہا ہے کہ ——— الیوم یوم الملحمہ نہیں بلکہ اَلْیَوْمَ یَوْمُ الْمَرْحَمَۃ

سبحان اللہ

مکہ مکرمہ میں داخلہ

آج ایک مدت کے بعد سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں داخل ہو رہے تھے! وہی پہاڑ سامنے ہیں جن میں مدتوں خدا کا ذکر کرتے رہے تھے یا دشمنوں کی سختی کی وجہ سے ان میں چند دنوں کے لئے قیام پذیر ہوتے تھے یا چند سالوں کے لئے قید کاٹی تھی! وہ پہاڑ بھی تو حضورؐ کو دیکھنے کے لئے ترس گئے تھے آج

Marfat.com

پھر نبی مکہ میں داخلہ ہو رہا ہے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم آج اکیلے نہیں تھے، بلکہ دس ہزار صحابہ کا مقدس لشکر آپ کے ساتھ تھا ـــــ اور وہ دیکھتے ـــــ صدیق اکبرؓ بھی تو ساتھ ہیں! بھلا وہ مکہ مکرمہ میں داخلے کے وقت کیسے دور رہ سکتے تھے۔

ثُمَّ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم مَکَّۃَ فِیْ کَتِیْبَۃِ الْخَضْرَاءِ وَھُوَ عَلٰی نَاقَتِہِ الْقُصْوَاءِ بَیْنَ اَبِیْ بَکْرٍ وَاُسَیْدِ بْنِ حُضَیْرٍ ۔

(طبقات ابن سعد)

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں ایک کوکبہ خضری میں داخل ہوئے آپ اپنی اونٹنی قصوا پر سوار تھے۔ ابوبکر اور اسید بن حضیر آپ کے پہلوؤں میں تھے۔!

حضرت عبداللہ بن عمران فرماتے ہیں کہ

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم اَقْبَلَ یَوْمَ الْفَتْحِ مِنْ اَعْلٰی مَکَّۃَ عَلٰی رَاحِلَتِہِ مُرْدِفًا اُسَامَۃَ ابْنَ زَیْدٍ وَمَعَہٗ بِلَالٌ ۔

(بخاری)

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن مکہ کی بلند وادی سے تشریف لائے آپ کی سواری پر ساتھ اسامہ بن زید سوار تھے اور بلال حبشی آپ کے ہمراہ تھے!

خطیب کہتا ہے

مکے میں داخلہ اسی یار غار کے ساتھ ہوا جس کے ساتھ مکے سے ہجرت کی تھی۔

جب مکہ مکرمہ سے ہجرت کی تھی تب بھی ابوبکرؓ ساتھ تھے

آج جب مکہ فتح ہوا ہے۔ تب بھی ابوبکرؓ ساتھ ہیں

مدینے میں داخلہ بھی ابوبکرؓ کے ساتھ ہوا تھا

اور

مکے میں داخلہ بھی ابوبکرؓ کے ساتھ ہوا

قربان جائیں اس ہادی اعظم اور پیغمبر مساوات کے

کہ اپنے ساتھ

Marfat.com

اپنے غلام زادے اسامہ کو سواری پر بٹھایا ہوا ہے
تاکہ
دنیا کو معلوم ہو جائے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم غلاموں کو بلند کرنے کے لئے آئے ہیں۔

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز

اور بلال حبشی بھی اس فتح عظیم کے دن اپنے آقا کے ساتھ مکہ مکرمہ میں داخل ہو رہے ہیں ——— یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا

سورہ فتح کی تلاوت اور مکہ میں داخلہ

حضرات گرامی! سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ میں داخل ہوئے تو آپ کا سر مبارک تشکر و امتنان سے جھکا ہوا تھا۔ سب گردنیں حضورؐ کو دیکھنے کے لئے اٹھی ہوئی تھیں، اور آپ کی گردن اپنے خدا کے حضورؐ جھکی ہوئی تھی۔ سبحان اللہ ——— سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر سورہ فتح کی آیات جاری ہو گئیں اور آپ نے نہایت خوش الحانی سے سورہ فتح کی تلاوت فرمائی۔

حضرت عبداللہ بن مغفل فرماتے ہیں کہ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم یَوْمَ فَتْحِ مَکَّۃَ عَلٰی نَاقَتِہٖ وَھُوَ یَقْرَاءُ سُوْرَۃَ الْفَتْحِ یُرَجِّعُ۔ (بخاری)

خطیب کہتا ہے

سورہ فتح کی تلاوت کا مقصد یہ تھا! کہ
یہ فتح میرے اللہ کی عطا کردہ ہے!
پیغمبر کا مشکل کشا صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے
فتح و نصرت صرف اور صرف خدا کے ہاتھ میں ہے
یہی وجہ ہے کہ آج پیغمبر کا سر خدا کے حضورؐ جھکا ہوا ہے۔ اپنے خالق حقیقی کا پیغمبر نے زبان نبوت سے شکر ادا کیا۔ آج کے کلمہ گو اُمتیوں کے لئے اس میں درس حیات ہے۔ سبق ہے اور اسوۂ حسنہ ہے کہ آج بھی تمام خزانے اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہیں۔

Marfat.com

جو اگر چاہے تو حدیبیہ سے عمرہ کے واپس کر دے ـــــ اور اگر چاہے تو مکہ کو چند لمحوں میں فتح کرا دے۔

حرم شریف میں داخلہ

سامعین کرام! آپ خود ہی اندازہ فرمائیے کہ آج مدتوں بعد بیت اللہ شریف پر نظر پڑتی ہے اس وقت رسول اللہ صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جن کیفیات کا ورود ہوگا اسے خطیب کی زبان بیان کرنے سے قاصر ہے! بس یونہی نبوت کی نظر بیت اللہ پر پڑتی ہے بے اختیار آنکھوں سے آنسو اور زبان سے اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ ـــــ پھر حرم پاک خدا کی توحید کے ترانوں سے گونج اٹھا۔ پھر حرم پاک میں انوار توحید کے زمزمے گونجنے لگے! کعبہ پھر آباد ہوگیا۔ مشرک کے ہوش و حواس اُڑ گئے۔ لات و عزیٰ اور ہبل پر لرزہ طاری ہوگیا اور آپ نے طواف مکمل کر کے بیت اللہ کے کنجی بردار کو طلب فرمایا ؟

این عثمان ابن طلحۃ۔

آپ نے فرمایا کہ بیت اللہ کی کنجی مجھے دے دو! یہ وہی عثمان ابن طلحہ ہے کہ ایک مرتبہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم آغاز نبوت میں اس سے بیت اللہ کی چابی مانگی تھی۔ اس نے عداوت رسول کی وجہ سے چابی دینے سے انکار کر دیا تھا۔ اس کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ ایک دن آئے گا کہ یہ کنجی میرے اختیار میں ہوگی! اور میں جسے چاہوں گا سپرد کر دوں گا۔ عثمان کو بھلا اس بات کی کیا خبر تھی ؟ ـــــ اس نے کہا ـــــ شاید اس روز تمام افراد قریش ہلاک ہو چکے ہوں گے !

آپ نے فرمایا نہیں ! ـــــ وہ تو قریش کی سچی عزت کا دن ہوگا۔ آج وہ دن آچکا تھا ـــــ اور آپ نے عثمان بن طلحہ سے کنجی مانگی ـــــ اسے وہ نقشہ ذہن میں آگیا جو آج سے کئی برس پہلے اس کے ساتھ پیش آیا تھا۔ اس نے کپکپاتے ہاتھوں سے بیت اللہ شریف کی کنجی آپ کی خدمت میں پیش کر دی!

Marfat.com

دربیت اللہ کھل گیا

آج برسوں کے بعد حضورؐ کے لئے۔ صدیق کے لئے صحابہ کے لئے بلال کے لئے دربیت اللہ کھل گیا۔ سرتیں تھیں خوشیاں تھیں۔ خدا کی حمد وثنا تھی۔ شکر کے سجدے تھے۔ تلاوت تھی۔ عبادت تھی۔ تسبیح وتہلیل تھی۔ تکبیر کی صدائیں تھیں اور بیت اللہ سے محبت وخلوص کے والہانہ مظاہرے تھے۔

اللہ اکبر۔ اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر۔ سبحان اللہ

حرم کو شرک سے پاک کر دیا

جب حرم شریف میں داخل ہوئے تو تمام بتوں کو اپنی کمان کی لکڑی سے توڑ دیا۔

دَخَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَکَّۃَ یَوْمَ الْفَتْحِ وَحَوْلَ الْبَیْتِ سِتُّوْنَ وَثَلٰثُمِائَۃِ نَصَبٍ فَجَعَلَ یَطْعَنُ بِعُوْدٍ فِیْ یَدِہٖ وَیَقُوْلُ جَاءَ الْحَقُّ وَزَھَقَ الْبَاطِلُ۔ (ابوداؤد)

سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم جب فتح مکہ کے دن مکہ میں داخل ہوئے تو اس وقت خانہ کعبہ میں تین سو ساٹھ بت نصب کئے۔ آپ ایک لکڑی (یعنی کمان) سے ان کو ٹھکراتے جاتے تھے! اور یہ آیت پڑھتے جاتے کہ حق آیا اور باطل کو شکست ہوئی۔ اسی طرح جب بیت اللہ شریف میں داخل ہونے لگے تو خانہ کعبہ میں اس وقت تک داخل ہونا گوارا نہیں فرمایا جب تک اس میں تصویروں کو صاف نہیں کرایا۔

لَمَّا قَدِمَ مَکَّۃَ اَبٰی اَنْ یَّدْخُلَ الْبَیْتَ وَفِیْہِ الْاٰلِھَۃُ فَاَمَرَ بِھَا فَاُخْرِجَتْ فَاُخْرِجَتْ صُوْرَۃُ اِبْرَاھِیْمَ۔ وَاِسْمَاعِیْلَ وَفِیْ اَیْدِیْھِمَا الْاَزْلَامُ۔ فَقَالَ قَاتَلَھُمُ اللّٰہُ لَقَدْ عَلِمُوْا مَا اسْتَقْسَمَا بِھَا قَطُّ ثُمَّ دَخَلَ الْبَیْتَ فَکَبَّرَ فِیْ نَوَاحِی الْبَیْتِ (بخاری)

جب آپ مکہ میں آئے تو خانہ کعبہ میں اس وقت تک داخل نہیں ہوئے جب تک اس میں بت موجود تھے! آپ کے حکم سے ان کو نکالا گیا۔

ان میں حضرت ابراہیم وحضرت اسماعیل علیہما السلام کے مجسمے بھی تھے اور ان کے ہاتھوں میں جوئے کے تیر بھی تھما دیئے گئے! آپ نے ان کو دیکھ کر کہا۔ خدا کفار کو ہلاک کرے۔ وہ

Marfat.com

جانتے تھے کہ ان دونوں پیغمبروں نے کبھی جوا نہیں کھیلا۔ پھر آپ خانہ کعبہ میں داخل ہوئے اور اس کے تمام گوشوں میں تکبیر کا نعرہ بلند فرمایا!

خطیب کہتا ہے

بتوں کو توڑ دیا ——— یہ بت دراصل اولیاء اللہ کے ناموں سے موسوم تھے۔ (تفسیر عزیزی)

اس لئے مشرکین بتوں کے پس منظر میں اولیاء اللہ کا تصرف سمجھتے تھے، ورنہ خالی پتھروں میں کیا رکھا تھا؟

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے شرک کی جڑیں اکھاڑ دیں! حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل علیہما السلام کی تصویریں بھی اتروا دیں ——— جب انبیاء کی تصویریں بیت اللہ میں نہیں رکھی جا سکتیں ——— تو اولیاء کی تصویروں کو تبرک سمجھ کر رکھنا کیونکر روا ہو سکتا ہے؟

جو بت زیادہ بلندی پر تھے اور وہاں تک دست مبارک نہیں پہنچ سکتا تھا۔ انہیں گرانے کے لئے حضرت علیؓ کو دوش مبارک پر کھڑا کیا۔ حضرت علیؓ نے انہیں توڑ ڈالا اور گرا دیا۔ اسی طرح حرم پاک کی تطہیر بھی پایۂ تکمیل کو پہنچ گئی ——— اور قریش پر بھی آشکارا ہو گیا کہ بت نہ کسی کو نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ نقصان کا ہدف بنا سکتے ہیں، بلکہ اپنی جنس کے لئے بھی انسانوں کے محتاج ہیں۔

بیت اللہ شریف میں دیر تک آپ ذکر و فکر اور تضرع و زاری میں مصروف رہے۔ آپ جب فارغ ہوئے تو باہر تشریف لائے، حرم شریف میں لوگوں کا ہجوم تھا۔ وہ یہ دیکھنے کے لئے آئے تھے کہ ان کے ساتھ آج کیا سلوک ہوگا!

ان میں وہ لوگ بھی تھے جنہوں نے آپ پر مظالم ڈھائے تھے۔ آپ کے راستے میں کانٹے بچھاتے تھے وہ لوگ بھی تھے جنہوں نے بدر و احد میں آپ کو ستایا تھا اور آپ کے جانثاروں کو شہید کیا تھا وہ لوگ بھی تھے جنہوں نے آپ کے چچا حمزہؓ کو شہید کیا تھا اور وہ لوگ بھی تھے جن کی تلواروں پر مظلوم صحابہ کے خون کے نشان تھے۔ ہر کوئی اپنی ماضی کو یاد

Marfat.com

کر کے خوف سے لرزا اٹھا تھا کہ نامعلوم آج وطن سے باہر کیا ہو گیا ہے
نے سب سے پہلے عثمان بن طلحہ کو بلا کر بیت اللہ شریف کی چابی ان سے سپرد فرما
اور فرمایا کہ میں وفادار ہوں۔ یہ کنجی تیرے سپرد کرتا ہوں۔ یہ کنجی تیرے خاندان کے پاس
گی جب تک کوئی ظالم آپ لوگوں سے نہ چھین لے۔

عثمان ——— حضورؐ کی وفا کو دیکھ کر اسلام کا گرویدہ ہو گیا۔

خطبہ نبوّت پھر آپ نے مسجد حرام میں قریش کے سامنے ایک خطبہ ارشاد فرمایا کہ

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ صَدَقَ وَعْدَہٗ
وَنَصَرَ عَبْدَہٗ وَھَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَہٗ اَلَا کُلُّ مَاثُرَۃٍ اَوْ دَمٍ
اَوْ مَالٍ یُدْعٰی فَھُوَ تَحْتَ قَدَمَیَّ ھَاتَیْنِ۔ اِلَّا سُدَانَۃَ الْبَیْتِ
وَسِقَایَۃَ الْحَاجِ۔ یَا مَعْشَرَ قُرَیْشٍ۔ اِنَّ اللّٰہَ قَدْ اَذْھَبَ عَنْکُمْ
نَخْوَۃَ الْجَاھِلِیَّۃِ وَتَعَظُّمَھَا بِالْاٰبَاءِ اَلنَّاسُ مِنْ اٰدَمَ۔ وَاٰدَمُ
مِنْ تُرَابٍ۔

پھر یہ آیت تلاوت فرمائی

یَا اَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنَاکُمْ مِنْ ذَکَرٍ وَّاُنْثٰی وَجَعَلْنٰکُمْ
شُعُوْبًا وَّقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ
اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ۔

(حجرات)

خدا کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یگانہ و یکتا ہے کوئی اس کا شریک نہیں۔ اس نے
اپنا وعدہ پورا کر دکھایا۔ اپنے بندے کی نصرت فرمائی اور تمام مخالف جتھوں کو تنہا تو نے
ہاں تمام مفاخر تمام انتظامات تمام خون بہا میرے قدموں کے نیچے ہیں۔ صرف حرم کعبہ کی
تولیت اور حجاج کے لئے پانی کا انتظام مستثنیٰ ہیں ——— جاہلیت کا غرور اور نسب
کا افتخار خدا نے مٹا دیا۔ تمام لوگ آدم کی نسل سے ہیں اور آدم مٹی سے بنے تھے۔
اے لوگو! ہم نے تمہیں مرد اور عورت بنایا ایک ہے تمہارا رب ایک ہے تمہارا باپ

Marfat.com

تاکہ تم ایک دوسرے سے پہچان لئے جاؤ ! خدا کے نزدیک زیادہ عزت کا مستحق
ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے۔ خدا دانا اور واقف کار ہے !

خطیب کہتا ہے

دیکھئے ——— اس نبوی خطبہ میں انسانی عظمتوں کا کس قدر بے نظیر منشور ہے !
آج کی ترقی یافتہ دنیا بھی اسی منشور کی روشنی میں اپنے دستور العمل ترتیب دے رہی
ہے جو میرے آقا نے آج سے صدیوں پہلے عرب کے باسیوں کو عطا کیا تھا !

اندازہ فرمایئے ! الناس ۔ من ۔ آدم و آدم من ۔ تراب !
انسانی مساوات کے درس کے لئے کل سات الفاظ ہیں لیکن ان میں وہ سب کچھ
ہے جو مساوات کے باب میں کہا جا سکتا ہے !
اور مساوات کی بنیادی دلیل بھی پیش کر دی جس سے اختلاف کی کسی کو جرأت نہیں
ہو سکتی !

یعنی جب تمام انسان حضرت آدم کی اولاد ہیں، تو وہ کالے ہوں یا گورے یا
عربی ہوں یا غربی ! کسی قوم کے ہوں کسی ملک کے ہوں ! کسی خطے کے ہوں۔ سب بھائی
ہیں۔ انسانی عظمت کا راز نہ رنگ میں ہے نہ نسل خاندانی میں اور نہ ہی دولت میں اس کا
معیار صرف تقویٰ اور حسن عمل پر ہے۔ انسانوں کے لئے مسابقت کا میدان صرف تقویٰ ہے
جو معاملے میں مسابقت۔ رقابت اور حسد کا باعث ہوتی ہے، لیکن تقویٰ میں ایسی کوئی
چیز آ ہی نہیں سکتی ! اس لئے کہ وہ منافی تقویٰ ہوگی !

پھر آپ نے قریش کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا !

نام	معانی
	يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ مَا تَظُنُّونَ أَنِّي فَاعِلٌ بِكُمْ

اے گروہ قریش تمہارا میرے متعلق کیا خیال ہے کہ میں تمہارے ساتھ کیا سلوک
کرنے والا ہوں ؟

قَالُوا خَيْرًا أَخٌ كَرِيمٌ وَابْنُ أَخٍ كَرِيمٍ
لوگوں نے کہا ——— ہمارا خیال ہے کہ آپ شریف بھائی ہیں اور شریف بھائی

Marfat.com

کے بیٹے ہیں

آپ نے ارشاد فرمایا کہ

قَالَ فَاِنِّیْ اَقُوْلُ لَکُمْ کَمَا قَالَ یُوْسُفُ لِاِخْوَتِہٖ لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ ۔ اِذْھَبُوْا فَاَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ ۔

(سیرۃ ابن ہشام)

آپ نے فرمایا کہ میں تم سے وہی کہتا ہوں جو یوسف علیہ السلام سے آپ کے بھائیوں نے کہا۔ تم پر آج کوئی عتاب اور ملامت نہیں ہے۔ جاؤ تم سب آزاد ہو!

خطیب کہتا ہے

تاریخ عالم کے اوراق کھنگال ڈالئے اس کمال حسن سلوک کی کوئی مثال نہیں مل سکے گی! یہ عفو عام ان لوگوں کے لئے تھا۔

جو اکیس سال تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کے خلاف اذیتوں۔ دکھوں اور مصیبتوں کے وہ تمام طوفان برابر برپا کرتے رہے تھے! جو ان کے بس میں تھے! ان کی تلواریں۔ ان کی برچھیاں۔ ان کے تیر مسلسل آپ پر اور آپ کے ساتھیوں پر برستے رہے تھے۔

مگر قربان جاؤں رحمۃ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے معافی اور دریائے رحمت کے ان سب کو فرما دیا کہ

لا تثریب علیکم الیوم وانتم الطلقاء

بلالؓ کعبے کی چھت پر

آج عظمت بشر کا ڈنکا بھی بجا دیا کہ بلالؓ حبشی کو حکم ہوا کہ کعبے کی چھت پر چڑھ جاؤ اور اذان دو! بلالؓ کعبے کی چھت سے پکارتے ہیں۔

اللہ اکبر اللہ اکبر

اشھدان لا الہ الا اللہ

اشھدان لا الہ الا اللہ

اشھدان محمدا رسول اللہ

اشھدان محمدا رسول اللہ

Marfat.com

مشرکین کے دل دہل گئے اور چند ایک کی زبان سے تو نکل ہی گیا کہ اچھا ہوا کہ اس آواز کو سننے سے پہلے ہی مر گیا۔ اس کے کان میں آواز نہ پڑی !

خطیب کہتا ہے

کعبے کا مقام بھی بہت بلند
اور بشر کا مقام بھی بہت بلند

آج

بشر کعبے کی چھت پر کھڑا ——— ہو کر توحید و رسالت کا غلغلہ بلند کرتا ہے۔

ابو محذورہ جو ایک بچہ تھا۔ اس نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اذان کی نقل اتارنا شروع کر دی۔ جب اذان ختم ہوئی تو آپ نے اشارہ فرمایا کہ اس بچے کو پکڑ کر میرے پاس لاؤ ابی محذورہ کو لایا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اسی طرح کہو جس طرح پہلے کہتے تھے۔

ابی محذورہ نے کہا۔ اللہ اکبر۔ دو مرتبہ آہستہ آہستہ کہا آپ کے ارشاد پر پھر دو مرتبہ بلند آواز سے کہا۔

اسی طرح اشہدان لا الٰہ الا اللہ دو مرتبہ آہستہ کہا
پھر دوسری مرتبہ آپ کے ارشاد کے مطابق دو مرتبہ بلند آواز سے کہا !
پھر آپ کے ارشاد پر دو مرتبہ بلند آواز سے کہا اشہدان محمدًا رسول اللہ۔
اذان مکمل ہوئی تو آپ نے ابی محذورہ کے سر اور سینے پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا کہ اب تم جا سکتے ہو!

ابی محذورہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پھیرنے سے میرے دل سے وہ تمام کدورتیں دور ہو گئیں جو پہلے موجود تھیں۔ آپ حضورؐ کے دامن رحمت کے ساتھ وابستہ ہو گئے۔ اور ہمیشہ کے لئے بیت اللہ شریف کے مؤذن ہونے کی درخواست کی جو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے منظور فرمائی۔ ابی محذورہ سولہ برس کے نوجوان

Marfat.com

تھے بہت ہی خوش الحان اور بلند آواز رکھتے تھے۔ پھر آپ وفات تک حرم شریف کے مؤذن رہے!

حضرات گرامی! فتح مکہ کے ضروری اور سبق آموز واقعات نہایت تفصیل سے آپ حضرات کے سامنے عرض کر دیئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح محبت اور عشق عطا فرمائے! اور آپ کے لائے ہوئے لائحہ عمل پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ (امین)

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

Marfat.com

پانچواں خطبہ رمضان

لیلۃ القدر
بخششوں کی رات

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ وَمَا اَدْرٰىكَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۝ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ سَلٰمٌ هِیَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝

بے شک ہم نے اس قرآن کو شب قدر میں اتارا ہے اور آپ کو خبر ہے کہ قدر کیا ہے؟ شب قدر ہزار مہینوں سے بڑھ کر ہے! اس رات فرشتے اور روح القدس اترتے ہیں۔ اپنے پروردگار کے حکم سے۔ ہر امر خیر کے لئے سلامتی (ہی سلامتی) ہے وہ رہتی ہے طلوع فجر تک!

حضرات گرامی! اس سورۃ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے شب قدر کی فضیلت بیان فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جس طرح تمام دنوں میں جمعہ کے دن کو اور تمام مہینوں میں رمضان شریف کے مہینہ کو فضیلت فرمائی ہے۔ اسی طرح تمام راتوں میں شب قدر کو فضیلت عطا فرمائی ہے!

شب قدر کے فضائل کا جب جائزہ لیا جائے گا تو کچھ فضائل تو وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنی زبان مبارک سے بیان فرمائے ہیں اور کچھ فضائل و مناقب وہ ہیں جو سرکار دو عالم

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے بیان فرمائے ہیں۔ میں آپ حضرات کے سامنے دونوں کو علی الترتیب انشاء اللہ بیان کروں گا تاکہ آپ شب قدر کی فضیلت کو آسانی سے سمجھ سکیں!

فضائل شب قدر اور قرآن

اللہ تعالیٰ نے شب قدر کے فضائل میں جس بنیادی بات کا تذکرہ فرمایا ہے وہ اس رات میں قرآن حکیم کا نازل کرنا ہے! گویا کہ قرآن اس قدر برکت والی کتاب ہے کہ اس کے ساتھ جس کا بھی تعلق ہوا وہ بابرکت بن گیا!

محترم سامعین! آپ دیکھئے کہ آپ کہیں بازار میں جا رہے ہیں۔ راستے میں آپ کو ایک بہت قیمتی رومال ملتا ہے۔ آپ اسے اٹھاتے ہیں اور معمولی سا جھاڑ کر کندھے پر رکھ لیتے ہیں۔ نہ کوئی اس کا احترام کیا اور نہ ہی اس کی عظمت آپ کے دل میں آئی۔ بس ایک قیمتی کپڑا سمجھ کر اٹھایا اور چل دیئے۔ مگر آپ مسجد میں تشریف لے جاتے ہیں، تو آپ کو ایک پرانا سا بوسیدہ غلاف ملتا ہے تو اسے آپ اٹھاتے ہیں اور جھاڑتے ہیں اور چومتے ہیں اور پھر آنکھوں پر لگاتے ہیں۔ اور پھر اسے عزت و احترام سے الماری میں رکھ دیتے ہیں۔ آپ سے اگر کوئی پوچھتا ہے کہ بھائی بازار سے آپ کو اس قدر قیمتی کپڑا ملا۔ آپ نے صرف ایک مرتبہ جھاڑ کر اسے کندھے پر رکھ لیا کوئی عزت نہیں کی اور کوئی احترام اس کپڑے کا آپ نے نہیں کیا، مگر آپ نے مسجد میں اس کپڑے کو دیکھتے ہی اٹھایا۔ پھر چوما اور آنکھوں سے لگایا اور پھر بڑے احترام سے الماری میں رکھا ——— اس قیمتی کپڑے کا احترام کیوں نہیں کیا اور اس کا اس قدر احترام کیوں کیا ہے اس کی کیا وجہ ہے تو آپ فوراً جواب دیں گے کہ بھائی جو کپڑا مجھے بازار سے ملا تھا وہ قیمتی ضرور تھا، مگر وہ ایک عام کپڑا تھا، لیکن یہ غلاف اگرچہ قیمتی کپڑا نہیں تھا، مگر اس کی نسبت قرآن سے تھی اس لئے اس کی نسبت نے مجھے مجبور کیا کہ میں اس کا احترام کروں۔ اسے آنکھوں سے لگاؤں، کیونکہ جو چیز قرآن سے مل جاتی ہے اور جس کا تعلق قرآن سے ہو جاتا ہے وہ بابرکت ہو جاتی ہے اور اس کی نسبت اسے اونچا کر دیتی ہے، چونکہ نسبت اونچی تھی اس لئے

Marfat.com

کپڑے کو بھی اونچا کر دیا۔
معلوم ہوا کہ قرآن خود اونچا ہے
اور جو چیز اس سے متعلق ہوگی وہ بھی اونچی ہو جائے گی!
خطیب کہتا ہے
جس سینے میں قرآن آیا وہ سینہ افضل ہو گیا
جس مدینے میں قرآن آیا وہ مدینہ افضل ہو گیا
جس مہینے میں قرآن آیا وہ مہینہ افضل ہو گیا
اور جس شب میں قرآن آیا وہ شبینہ افضل ہو گیا
لیلۃ القدر ——— بہت اونچی رات ہے
لیلۃ القدر ——— بہت افضل رات ہے
لیلۃ القدر ——— بہت مبارک رات ہے
مگر اس رات کو قرآن نے افضل بنایا۔
اگر قوم بلند ہونا چاہتی ہے
اگر آپ بلند ہونا چاہتے ہیں
؎ گر تو مے خواہی مسلماں زیستن
نیست ممکن جز بقرآن زیستن
آپ کی بلندی
قوم کی بلندی
ملک کی بلندی ——— سب قرآن سے وابستہ ہے
اور آئین قرآن سے وابستہ ہے
اس رات کو جو لوگ صرف نوافل پڑھ کر خوش ہو جاتے ہیں کہ ہم نے لیلۃ القدر کا حق ادا کر دیا۔ ان کو خوب خوب سمجھ لینا چاہیئے کہ جب تک عقیدہ، عمل اور زندگی کے شب و روز قرآنی تعلیمات کے مطابق نہیں ہوں گے! تمہاری کسی نیکی کو بارگاہ الٰہی میں شرف قبولیت

Marfat.com

نہیں بخشا جائے گا !

تمہارے عقیدے میں قرآن آئے
تمہارے عمل میں قرآن آئے
تمہارے کردار میں قرآن آئے
تمہارے اقتدار میں قرآن آئے
تمہارے قول و عمل میں قرآن آئے

غرضیکہ تمہاری پوری زندگی قرآن کے رنگ میں رنگی جائے تو پھر سمجھا جائے گا کہ تم نے لیلۃ القدر کا حق ادا کر دیا !

شب قدر کی عبادت ۸۳ سال برابر ہے

لیلۃ القدر خیر من الف شھر

شب قدر کی صرف اسی رات کی عبادت ہزار مہینے سے افضل اور برتر ہوگی۔ اگر حساب لگایا جائے تو ہزار مہینے کے ۸۳ سال بنتے ہیں۔ گویا کہ اس ایک رات کی عبادت کا مقام ۸۳ سال کی عبادات کے برابر ہو جاتا ہے۔

خطیب کہتا ہے

جس طرح اس دور میں ہزاروں میلوں کا سفر چند گھنٹوں میں ہو جاتا ہے اور اس پر کسی کو تعجب نہیں ہوتا۔

بلکہ اسے ترقی کا دور کہا جاتا ہے کہ پہلے اونٹوں کی سواری ہوتی تھی۔ اب طیاروں کی سواری ہوتی ہے۔ اس لئے دنوں کا سفر اور مہینوں کی مسافت چند گھنٹوں میں طے ہو جاتی ہے۔

اسی طرح لیلۃ القدر کی عبادت کو اسی طرح پرواز عطا کی جاتی ہے کہ وہ سالوں کے درجات گھنٹوں کی مسافت سے طے کرتی ہے۔ امت محمدیہ کے دامن کو سعادتوں اور برکتوں سے مالا مال کر دیتی ہے۔

(سبحان اللہ)

یہ عطائے خداوندی ہے
یہ حضور کی امت پر عنایت خداوندی ہے !

Marfat.com

یہ قرآن کی برق رفتاری کا زندہ ثبوت ہے
قرآن کی سنگت اور یاری ساعتوں میں وہ منزلیں طے کرا دیتی ہے جو دوسرے طریقوں سے ممکن ہی نہیں ہے۔
امت محمدی کی عمر یہی کوئی ساٹھ برس سے لگ بھگ ہوگی !
پہلی امتوں کی عمریں سینکڑوں برس ہزاروں برس ہوتی تھیں !
آخران سے بھی اس امت کو بلند کرنا تھا
ان کی کثرت عبادت سے بھی اس امت کی عبادت کو بڑھانا تھا!
یہ میرے آقا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اور قرآن کی نسبت کی برکات ہیں کہ سالوں کا کام مہینوں میں ہوگیا اور مہینوں کا کام راتوں میں ہوگیا۔ !

ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء

تنزل الملائکہ

فرشتے اس رات کو آتے ہیں
کس کے پاس آتے ہیں
کس کے دروازے پر آتے ہیں
بشر کے دروازے پر آتے ہیں
اور بشر کے پاس آتے ہیں
کیوں آتے ہیں۔ دعائیں دینے کے لئے
بھلائی دینے کے لئے، خیر دینے کے لئے اور مغفرت اور بخشش کی بشارت دینے کے لئے۔
کس کی طرف سے خیر ہوگی
کس کی طرف سے بھلائی ہوگی
کس کی طرف سے بخشش ہوگی
مولیٰ کریم کی طرف سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جھولیاں پھیلاؤ۔ وہ رحمتِ خداوندی تمہارا انتظار کر رہی ہے۔

Marfat.com

سیّد الملائکہ

صرف ملائکہ ہی نہیں، بلکہ ملائکہ کا سردار جبریل امین
ملائکہ کا صدر جبریل امین
خود آیا ——— اور آواز دیتا ہے

او ——— شب قدر میں رونے والو ——— اور گناہوں سے معافی مانگنے والو! رات میں خدا کے حضور سربسجود ہونے والو رب ذوالجلال کے حضور دست سوال دراز کرنے والو۔

سَلَامٌ

تمہارے لئے بھلائی ہی بھلائی ہے
خیر ہی خیر ہے۔ برکات ہی برکات ہیں۔
بخشش ہی بخشش ہے بلکہ ؎

تیرے کرم سے اے کریم کون سی شے ملی نہیں
جھولی ہی تیری تنگ ہے ان کے یہاں کمی نہیں

وہ کریم ہے۔ وہ داتا ہے، وہ غفور ہے، وہ رحیم ہے، وہ ذرہ نواز ہے۔ وہ اپنے دروازے پر آنے والوں کو خالی نہیں لوٹاتا۔ دامن بھر کے بھیجتا ہے اور گناہوں کی سیاہی کو مٹا کے بھیجتا ہے۔

اِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۝

جب کوئی بندہ آپ سے سوال کرے (تو کہہ دو) کہ میں قریب ہوں۔ پکارنے والے کی پکار کا جواب دیتا ہوں!
پکارنا تیرا کام ہے
اور گناہوں سے نکھارنا میرا کام ہے
سبحان اللہ

Marfat.com

ھی حتی مطلع الفجر

یہ سماں طلوع فجر تک رہتا ہے۔ گویا کہ کوئی بدنصیب ہی ہوگا جو اس رات کی برکات سے مالا مال نہ ہو سکے۔ تہجد کے

لئے اٹھے گا ـــــ اگر تہجد بھی نصیب نہیں ہوئی، تو ان راتوں میں سحری کھانے کے

لئے تو اٹھے گا؟

بس ذرا دو گھنٹے پہلے اٹھ بیٹھئے اور پھر وضو کر کے خدا کے حضور کھڑے ہو جایئے اسے پکاریئے اس سے دعا مانگئے۔ اس کو اپنے دکھڑے سنایئے۔ اس کے سامنے اپنی حاجات کی فہرست رکھئے!

خطیب کہتا ہے

طلوع فجر سے پہلے پہلے تمہاری قسمت کا ستارہ طلوع ہو جائے گا
طلوع فجر سے پہلے تمہارے مقدر کا ستارہ طلوع ہو جائے گا
طلوع فجر سے پہلے تمہاری نیکیوں کا باب روشن ہو جائے گا
طلوع فجر سے پہلے تمہیں اپنی مغفرت کا ستارہ طلوع ہوتا دکھائی دے گا۔
جس طرح رات اپنی سیاہی ساتھ لے جائے گی۔
اسی طرح یہ رات تمہارے گناہوں کی سیاہی ساتھ لے جائے گی۔

زبان نبوّت اور فضائل شب قدر

حضرات گرامی! میں نے اس وقت تک شب قدر کے ان فضائل کا تذکرہ آپ حضرات کے سامنے کیا ہے جو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی اس سورہ مبارکہ میں بیان فرماتے ہیں۔ اب میں چاہتا ہوں کہ اس رات کے جو فضائل اور مناقب زبان نبوّت سے بیان ہوتے ہیں۔ ان کا تذکرہ بھی آپ حضرات کے سامنے ہو جائے، تاکہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولات اور اس رات کی صحیح پوزیشن آپ کے سامنے بیان ہو جائے۔!

حضرات گرامی! حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَجْتَهِدُ فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مَالَا يَجْتَهِدُ فِي غَيْرِهٖ۔ (مسلم)

Marfat.com

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں عبادت میں جو محنت و مجاہدہ کرتے اور جو مشقت اٹھاتے وہ دوسرے دنوں کی بہ نسبت زیادہ ہوتی تھی۔

اس حدیث پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ویسے تو سارا سال ہی عبادت میں گزارتے تھے۔ مگر رمضان کے آخری عشرہ میں اس مشقت اور جد وجہد میں اضافہ ہو جاتا تھا! اس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ رمضان کا آخری عشرہ ویسے بھی انوار و برکات کا خزینہ ہوتا ہے مگر لیلۃ القدر کی وجہ سے اس کی فضیلتوں کو اور بھی چار چاند لگ جاتے ہیں۔ اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادات میں کا رنگ اور زیادہ ہو جاتا تھا!

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ایک اور روایت میں فرماتی ہیں کہ

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم اِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ شَدَّ مِئْزَرَهٗ وَاَحْيٰى وَاَيْقَظَ لَيْلَهٗ (بخاری)

جب رمضان کا عشرۂ اخیرہ شروع ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کمر کس لیتے اور شب بیداری کرتے (یعنی پوری رات عبادت اور ذکر و دعا میں مشغول رہتے!) اور اپنے گھر کے لوگوں (یعنی ازواج مطہرات اور دوسرے متعلقین) کو بھی جگا دیتے (تاکہ وہ بھی ان راتوں کی برکتوں اور سعادتوں میں حصہ لیں!

اس حدیث میں اَيْقَظَ اَهْلَهٗ کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ گھر کے تمام افراد کو بھی آپ خصوصی طور پر ان راتوں میں اپنے رب کے پکارنے اور اس سے خلوص و دعاؤں کا ارشاد فرمایا کرتے تھے!

عشرہ آخر رمضان شریف چونکہ آپ کے ارشاد کے مطابق حق من النار ــــــ کا پیغام لے کر آتا ہے۔ اس لئے پوری امت کو کوشش کرکے اس عشرہ میں اپنے روٹھے ہوئے رب کو منانا چاہیئے!

یہ رحمت کے سیلانی اور بخشش خداوندی کے دن ہوتے ہیں۔ یہ سال کے بعد آتے ہیں اور کسی خوش نصیب کو میسر آتے ہیں اس لئے جو بھی ممکن ہو

Marfat.com

اس موسم بہار کی بہاروں کو لوٹنا چاہیئے !

شب قدر طاق راتوں میں تلاش کرو

حضرات گرامی ! یہ تو آپ کو معلوم ہوگیا کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان شریف کے آخری عشرہ میں نہایت تندہی سے عبادت میں مصروف رہتے تھے ! نہ صرف عبادت فرماتے تھے بلکہ اپنے گھر کے تمام افراد کو بھی اس کے لئے ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ اب سوال یہ ہے کہ جس رات کے لئے یہ تمام محنت اور مشقت اٹھائی جاتی تھی وہ کون سی رات ہے تاکہ اس کے انوارات سے پوری امت فائدہ اٹھا سکے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم تَحَرَّوْا لَیْلَۃَ الْقَدْرِ فِی الْوِتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ۔

(بخاری)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شب قدر کو تلاش کرو رمضان کی آخری دس راتوں میں سے طاق راتوں میں۔ اس سے معلوم ہوا کہ شب قدر زیادہ تر عشرہ اخیرہ کی طاق راتوں میں سے کوئی ایک رات ہوتی ہے ! یعنی اکیسویں یا تیئسویں یا پچیسویں یا ستائیسویں یا انتیسویں۔

شب قدر کی اگر اس طرح تعین کر دی جاتی کہ وہ خاص فلاں رات ہے تو بہت سے لوگ بس اسی رات میں عبادت وغیرہ کا خاص اہتمام کیا کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو اس طرح مبہم رکھا کہ قرآن مجید میں ایک جگہ فرمایا گیا کہ قرآن شب قدر میں نازل ہوا اور دوسری جگہ فرمایا گیا کہ قرآن کا نزول ماہ رمضان میں ہوا۔ اس سے اشارہ ملا کہ وہ شب قدر رمضان کی راتوں میں سے کوئی رات تھی ! پھر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید نشان دہی کے طور پر فرمایا کہ رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں اس کا زیادہ امکان ہے۔ لہٰذا ان راتوں کا خاص اہتمام کیا جائے !

Marfat.com

خطیب کہتا ہے !

یہ تین روایات سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہیں !
سیدہ طاہرہ کی برکات سے امت کو رمضان کے عشرہ آخری کی برکات کا علم ہوا۔

سیدہ طاہرہ کی روایت سے معلوم ہوا کہ لیلۃ القدر کو آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو !

سیدہ عائشہؓ کے ذریعے اسوہ رسول کے بہت سے گوشے امت کے سامنے آئے !

سیدہ عائشہؓ حضورؐ کی خلوت وجلوت کی گواہ ہیں۔

سیدہ کی برکت سے پوری امت لیلۃ القدر کی تلاش میں نکل پڑی !

اَلدَّالُّ عَلَی الْخَیْرِ کَفَاعِلِہٖ

چونکہ آپ نے لیلۃ القدر میں حضورؐ سے عمل کو امت کے سامنے پیش کیا۔ اس لئے جو امتی اس رات کو اٹھے گا۔ اس کا ثواب سیدہؓ کو بھی ملے گا۔

پس ثابت ہے۔ صدیقہ طاہرہؓ پوری امت کی محسنہ ہے۔ علم نبوی کی وارث تھیں۔ ان کی وجہ سے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے بعض مخفی پہلو امت کے سامنے کھل آئے۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہا

شب قدر ستائیسویں رات کو ہوگی

حضرات گرامی ! سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے تو شب قدر کو رمضان کے عشرہ اخیرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرنے کا ارشاد فرمایا تھا۔ مگر حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے شب قدر کے ستائیسویں رات میں ہونے کا یقین ظاہر فرمایا تھا ؟ چنانچہ حضرت زر بن حبیشؒ ارشاد فرماتے ہیں کہ

قَالَ سَالْتُ اُبَیَّ بْنَ کَعْبٍ فَقُلْتُ اِنَّ اَخَاکَ ابْنَ مَسْعُوْدٍ یَقُوْلُ مَنْ

Marfat.com

يَهْتِمُ الْحَوْلَ يُصِبْ لَيْلَةَ الْقَدْرِ فَقَالَ رَحِمَهُ اللّٰهُ اَرَادَ اَنْ لَّا يَتَّكِلَ النَّاسُ اَمَا اِنَّهُ قَدْ عَلِمَ اَنَّهَا فِي رَمَضَانَ وَاَنَّهَا لَيْلَةُ سَبْعٍ وَعِشْرِيْنَ ثُمَّ حَلَفَ لَا يَسْتَثْنِيْ اَنَّهَا لَيْلَةُ سَبْعٍ وَعِشْرِيْنَ فَقُلْتُ بِاَيِّ شَيْءٍ تَقُوْلُ ذَالِكَ يَا اَبَا الْمُنْذِرِ ـ قَالَ بِالْعَلَامَةِ اَوْ قَالَ بِالْاٰيَةِ الَّتِيْ اَخْبَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم اَنَّهَا تَطْلُعُ يَوْمَئِذٍ لَا شُعَاعَ لَهَا (مسلم)

زر بن حبیش جو اکابر تابعین میں سے ہیں بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ آپ کے دینی بھائی عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ جو کوئی پورے سال کی راتوں میں کھڑا ہوگا۔ (یعنی ہر رات عبادت کیا کرے گا) اس کو شب قدر نصیب ہو ہی جائے گی! (یعنی لیلۃ القدر سال کی کوئی نہ کوئی رات ہوتی ہے) پس جو اس کی برکات کا طالب ہو اسے چاہیئے کہ سال کی ہر رات کو عبادت سے معمور کرے! اس طرح وہ یقینی طور پر شب قدر کی برکات پا سکے گا!

زر بن حبیش نے حضرت ابن مسعود کی یہ بات نقل کر کے حضرت ابن بن کعبؓ سے دریافت کیا کہ آپ کا اس بارے میں کیا ارشاد ہے! انہوں نے فرمایا کہ بھائی ابن مسعودؓ پر خدا کی رحمت ہو! ان کا مقصد اس بات سے یہ تھا کہ لوگ (کسی ایک ہی رات کی عبادت پر) قناعت نہ کر لیں ورنہ ان کو یہ بات یقیناً معلوم تھی کہ شب قدر رمضان ہی کے مہینہ میں ہوتی ہے اور اس کے بھی خاص آخری عشرہ میں ہوتی ہے۔

اور وہ معین "ستائیسویں شب" ہے۔ پھر انہوں نے پوری قطعیت کے ساتھ قسم کھا کر کہا! کہ وہ بلاشبہ ستائیسویں شب ہی ہوتی ہے! میں نے عرض کیا کہ اے ابی المنذر (حضرت ابی بن کعب کی کنیت ہے) یہ آپ کس بنا پر فرماتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ میں یہ بات اس نشانی کی بنا پر کہتا ہوں! جس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو خبر دی تھی!

اور وہ یہ کہ شب قدر کی صبح کو جو سورج نکلتا ہے تو اس کی شعاع نہیں ہوتی!

Marfat.com

حضرات گرامی! حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے جواب سے معلوم ہوا کہ انہوں نے جو قطعیت کے ساتھ یہ بات کہی کہ شب قدر معین طور سے ستائیسویں شب ہی ہوتی ہے۔ یہ بات انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنی تھی، بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی جو ایک خاص نشانی بتائی تھی! انہوں نے چونکہ وہ نشانی ستائیسویں شب کی صبح کو ہی دیکھی تھی! اس لئے یقین کے ساتھ انہوں نے یہ رائے قائم کرلی تھی! رسول اللہ نے کبھی تو یہ فرمایا کہ اس کو آخری عشرہ میں تلاش کرو! اور کبھی فرمایا کہ آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو! کسی خاص رات کا تعین نہیں فرمایا۔ ہاں بہت سے اصحاب ادراک کا تجربہ یہی ہے کہ وہ زیادہ تر ستائیسویں رات ہی ہوتی ہے اس عدم تعین کی بڑی حکمت یہی ہے کہ طالب بندے مختلف راتوں میں عبادت و ذکر و دعا کا اہتمام کریں۔ ایسا کرنے والوں کی کامیابی یقینی ہے۔

جبرائیل علیہ السلام دعائے رحمت کرتے ہیں

حضرات گرامی! لیلۃ القدر میں جو لوگ عبادت کرتے ہیں اور ذکر و عبادت میں مصروف رہتے ہیں حضرت جبرائیل امین اور ملائکۃ اللہ ان لوگوں کے لئے دعا کرتے ہیں۔

چنانچہ حضرت انس فرماتے ہیں کہ

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا کَانَ لَیْلَۃُ الْقَدْرِ نَزَلَ جِبْرَئِیْلُ عَلَیْہِ السلام فِیْ کَبْکَبَۃٍ مِنَ الْمَلَائِکَۃِ یُصَلُّوْنَ عَلٰی کُلِّ عَبْدٍ قَائِمٍ اَوْ قَاعِدٍ یَذْکُرُ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ۔

(بیہقی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب شب قدر ہوتی ہے! تو جبرائیل علیہ السلام فرشتوں کے جھرمٹ میں نازل ہوتے ہیں اور ہر اس بندے کے لئے دعائے رحمت کرتے ہیں جو کھڑا یا بیٹھا اللہ کے ذکر و عبادت میں مشغول ہوتا ہے۔!

شب قدر کو کیا دعا مانگی جائے

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ

Marfat.com

قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَئَيْتَ اِنْ عَلِمْتُ اَىُّ لَيْلَةٍ لَيْلَةُ الْقَدْرِ مَا اَقُوْلُ فِيْهَا۔ قَالَ قُوْلِىْ۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ كَرِيْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّىْ۔ (ترمذی)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے بتایئے کہ اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ کون سی رات شب قدر ہے تو میں اس رات اللہ سے کیا عرض کروں اور کیا دعا مانگوں ؟

آپ نے فرمایا یہ عرض کرو !

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ كَرِيْمٌ
تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّىْ

"اے میرے اللہ تو بہت معاف فرمانے والا
اور بڑا کرم فرما ہے ! اور مجھے معاف کر دینا تجھے
پسند ہے ! پس تو میری خطائیں معاف فرما دے"

اس لئے آپ حضرات کو چاہیئے کہ رمضان کے آخری عشرہ میں بالعموم اور طاق راتوں میں بالخصوص اس دعا کو زیادہ سے زیادہ کیا کریں۔

صدیقہ طاہرہؓ کا احسان | خطیب کہتا ہے

حضورؐ کے معمولات آخری عشرہ میں کیا تھے ؟
سیدہ عائشہؓ نے ان سے پوری اُمت کو باخبر کیا ؟
لیلۃ القدر کن راتوں میں تلاش کی جائے ؟
سیدہ طاہرہؓ نے پوری اُمت کو خبردار کیا کہ آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو !

پھر آخری احسان سیدہ طاہرہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ فرما دیا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ لیا کہ اس رات میں کون سی دعا کریں ؟

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدہ کے استفسار پر پوری امت کو لیلۃ القدر کی دعا بتائی۔

سچ ہے پوری اُمّت نہ تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے احسانات فراموش کر سکتی ہے اور نہ ہی سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے احسانات کو فراموش کیا جا سکتا ہے۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو رمضان شریف اور لیلۃ القدر کے برکات و انوارات سے مالا مال ہونے کی توفیق نصیب فرمائے، امین

وما علینا الا البلاغ

Marfat.com

پہلا جمعہ شوال

عید الفطر

خدائی انعام کا دن!

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم امابعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔
قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰی وَذَکَرَ اسْمَ رَبِّہٖ فَصَلّٰی ۔
یقیناً کامیاب ہوا وہ شخص جو باطنی کدورتوں سے پاک ہوا اور اللہ کا نام لیا اور نماز (عید) پڑھی!

قَالَ النَّبِیُّ صَلَی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ اِنَّ لِکُلِّ قَوْمٍ عِیْدًا وَھٰذَا عِیْدُنَا ۔

ہر قوم کے لئے عید کا دن ہوتا ہے اور آج کے دن ہماری عید ہے!

حضرات گرامی! آج عید کا دن ہے پورے ملک میں بلکہ پورے عالم اسلام میں مسلمان آج نہایت ہی مسرتوں اور خوشیوں سے مالا مال ہیں ہر شخص بچہ ہو یا بوڑھا آج نئے کپڑے پہنے خوشبو لگائے عیدگاہ کی طرف جا رہا ہے۔ ایک دوسرے کو مبارک باد دی جا رہی ہے گلے ملا جا رہا ہے۔ مسلمان کے ہاں خوشی ہو یا غم دونوں میں اعتدال ہوتا ہے اس کی خوشیاں بھی اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہیں اور غم بھی وہی دیتا ہے، لیکن مسلمان اس خوشی کو جو اسے عید کی شکل میں دی گئی ہے۔ حقیقی خوشی بنانے کے لئے کھیل کود یا لہو لعب میں نہیں گنواتا، بلکہ اس میں وہ اللہ تعالیٰ کی رضا سامنے رکھتا ہے اور اپنے عمل سے یہ ثابت کرتا ہے کہ میری خوشی میرا غم سب کچھ اس ذات باری تعالیٰ کی طرف سے ہے جو میرا

Marfat.com

منعم حقیقی ہے۔ اس لئے جب وہ عید کی صبح طلوع ہوتے دیکھتا ہے تو وہ اپنے ہر ایک عمل کو خدا اور رسولؐ کی رضا میں رنگنے کی کوشش کرتا ہے اور وہ یہ دیکھتا ہے کہ یہ خوشی تنہا میرے لئے تو نہیں ہے۔ صرف میرے بچے ہی تو اس خوشی میں شریک نہیں ہیں، اس میں تو ہر مسلمان کا حق ہے۔ خواہ وہ امیر ہے یا غریب چھوٹا ہے یا بڑا آج کی خوشیوں میں ان سب کو ان کے بچوں کو غریبوں کو ناداروں کو مفلسوں کو معذوروں کو شریک ہونا چاہیئے ان کے گھر بھی آج عید کی خوشیاں ہونی چاہیئں، مگر جب وہ محلے میں دیکھتا ہے کہ کچھ لوگ آج بھی پھٹے پرانے کپڑوں میں ملبوس ہیں۔ کچھ لوگ آج بھی ان خوشیوں سے محروم ہیں۔ کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جن کے کپڑے نئے تو کیا دھلے ہوئے بھی نہیں ہیں۔ کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جن کے چولہے آج بھی سرد ہیں۔ ان کے گھروں سے کوئی دھواں نہیں اٹھ رہا، بلکہ ان کے بچے سرد آہوں سے اپنی محرومی کا اظہار کر رہے ہیں اور ان کے دلوں سے غربت اور افلاس کا دھواں اٹھ رہا ہے، تو وہ دل ہی دل میں اداس ہو جاتا ہے۔ ان غریبوں کی عید کیسے ہوگی۔ ان کے چہروں سے غبار کون دھوئے گا۔ ان کے گھروں میں عید کی خوشیاں کون لائے گا۔ یکایک آواز آتی ہے پریشان نہ ہوں! محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کی عید کا پہلے انتظام کیا ہے۔ ان کی عید ہوگی تو عیدگاہ جانے کی اجازت دی جائے گی۔ ان کی خوشیاں ہوں گی تو تمہیں خوشیاں منانے کی اجازت ہوگی۔

غریب کی عید پہلے

حضرات گرامی! رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت تک مسلمانوں کو عیدگاہ جانے کی اجازت نہیں دی۔ جب تک اپنے حلال و طیب مال سے اپنے شہر اور اپنے علاقے اور اپنے محلے کے غریبوں کی عید کا انتظام نہ کر دیا جائے! غریب پہلے امیر بعد میں! یہ ہے پیغمبر مساوات کا عادلانہ اور غریب پرور نظام حیات۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اعلان کرایا جاتا ہے کہ

اَلَا اِنَّ صَدَقَةَ الْفِطْرِ وَاجِبَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى حُرٍّ اَوْ عَبْدٍ صَغِيْرٍ اَوْ كَبِيْرٍ۔ (ترمذی)

Marfat.com

آگاہ ہو جاؤ کہ صدقہ فطر ہر مسلمان مرد عورت آزاد غلام چھوٹے بڑے پر واجب ہے!

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ

فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم زَکٰوۃَ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعًا مِنْ شَعِیْرٍ عَلَی الْعَبْدِ وَالْحُرِّ وَالذَّکَرِ وَالْاُنْثٰی وَالصَّغِیْرِ وَالْکَبِیْرِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ وَاَمَرَ بِھَا اَنْ تُؤَدّٰی قَبْلَ خُرُوْجِ النَّاسِ اِلَی الصَّلٰوۃِ۔ (بخاری)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں میں سے ہر غلام اور آزاد پر اور ہر مرد و عورت پر اور چھوٹے اور بڑے پر صدقہ فطر لازم کیا ہے۔ ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو! اور حکم دیا ہے کہ یہ صدقہ فطر نماز عید کے لئے جانے سے پہلے ادا کر دیا جائے!

خطیب کہتا ہے

صدقہ فطر — غریبوں کی عید کا سامان ہے!

صدقہ فطر — غریبوں کو عید کی خوشیوں میں شامل کرنے کے لئے ہے

صدقہ فطر — اسلام کی طرف سے غریبوں کے لئے عیدی ہے

صدقہ فطر — غریبوں کے دکھ درد میں شرکت کا دروازہ ہے

صدقہ فطر — امیر پر غریب کا حق ہے

صدقہ فطر — غریب کے لئے مسرتوں کا گلدستہ ہے

صدقہ فطر — غریب کی عید ہے۔ عید ہے۔ عید ہے

رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

اَنْ تُؤَدّٰی قَبْلَ خُرُوْجِ النَّاسِ اِلَی الصَّلٰوۃِ

نماز عید سے پہلے پہلے صدقہ فطر کو ادا کر دیا جائے

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی اُمّت کے غریبوں نادار دں اور بے کس اپاہجوں کا کس قدر فکر تھا

اسلام کے معاشی نظام میں غربت کا خاتمہ اور غریب کے دکھ درد کو بانٹنا اساسی حیثیت

Marfat.com

رکھتا ہے!

اس لئے اسلام کی عید ——— صرف امیروں کی عید نہیں، بلکہ غریبوں کی بھی ع

عیسائی ہوں یا یہودی

ہندو ہوں یا پارسی

دنیا کا کوئی مذہبی گروہ ہو۔ ان کے تہواروں میں غریب کا کوئی حصہ نہیں ہے! یہ
اور صرف اسلام ہے جس نے عید کی مسرتوں میں سب سے پہلے غریب کے حقوق کا علم
کیا!

آج بھی دنیا ——— غریب امیر اور اونچ نیچ میں معاشی انصاف لانا چاہتی
تو اسے اسلام کے عادلانہ نظام کی طرف رُخ کرنا ہوگا!

اسلام کی نظر میں ——— امیر غریب کا قرض دار ہے۔

صدقہ فطر روزے کی تطہیر

حضرات گرامی! ہر مسلمان جب کوئی بھی نیکی کرتا ہے
اس کی یہ فطری خواہش ہوتی ہے کہ میری نیکی اور میر
عبادت ہر طرح کی کھوٹ اور رزائل سے پاک صاف ہو۔ ظاہر ہے ایک انسان کی حیثیت
سے روزہ دار جب روزہ جیسی پاکیزہ عبادت کرتا ہے تو اس سے عملی یا فعلی اعتبار سے
کوئی نہ کوئی فروگزاشت ہو جاتی ہے یا اور نہ سہی تو اس کی زبان سے کوئی ایسا کلمہ نکل
ہے جو روح صیام سے مطابقت نہیں رکھتا تھا۔ اس پر اس کو پچھتاوا ہوتا ہے۔ دل
رنج ہوتا ہے کہ مجھ سے یہ کیا ہو گیا اور کیوں ہو گیا؟ اس قسم کی الائشوں سے رمضان کے
روزوں کی تطہیر کے لئے صدقہ فطر ہر روزے دار مسلمان پر واجب کر دیا گیا تاکہ اس کی
آلائشوں کو عیدگاہ جانے سے پہلے پہلے دور کر دیا جائے اور رمضان شریف کے روزے
اس قدر صاف ستھرے ہو کر اس کے نامہ اعمال میں رکھے جائیں کہ ان کی خوشبو سے اس کے
نامہ اعمال کا گلدستہ معطر ہو جائے!

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ

فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ زَکٰوۃَ الْفِطْرِ

Marfat.com

طُهْرَةً لِّلصِّيَامِ مِنَ اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ وَطُعْمَةً لِّلْمَسَاكِيْنِ۔

(ابوداؤد)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزوں کو فضول ولایعنی اور فحش باتوں کے اثرات سے پاک صاف کرنے کے لئے اور مسکینوں محتاجوں کے کھانے کا بندوبست کرنے کے لئے صدقہ فطر واجب قرار دیا ہے!

معلوم ہوا کہ صدقہ فطر جہاں مسلمان روزے دار کو ان تمام الائشوں سے پاک کر دیتا ہے جو اس کی غلطیوں کی وجہ سے رمضان شریف میں اس کے اعمال کو آلودہ کر گئے تھے! وہیں پر صدقہ فطر دراصل معاشرے کے ان غریب اور مساکین افراد کی وقار دلجوئی اور بھرپور اعانت ہے جو اپنی غربت کی وجہ سے عید کی مسرتوں سے بے بہرہ ہیں۔ ان کی عید کا نہایت خوش اسلوبی سے سامان کر دیا گیا!

صدقہ فطر سے تطہیر صیام بھی ہو گئی
اور غریبوں کے لئے تدبیر طعام بھی ہو گئی

مسلمان کی صرف دو عیدیں ہیں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ ہجرت فرما کر تشریف لے گئے تو وہاں دیکھا کہ لوگ زمانہ جاہلیت کے تہوار مناتے ہیں۔ ان تہواروں میں وہ سب کچھ ہوتا تھا جو ہمارے ہاں میلوں میں یا عرسوں کے موقعہ پر ہوتا ہے۔ لہو لعب جاہلانہ رسومات، رقص وسرود، ڈھول ڈھمکے اور نجانے کیا کیا آبائی رسومات ہیں، جن کو میلوں اور عرسوں میں بجالایا جاتا! سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے رسم ورواج اور کھیل کود کو دیکھا تو اسے ناپسند فرمایا ـــــ اور ان سے دریافت فرمایا کہ

فَقَالَ مَا هٰذَانِ الْيَوْمَانِ ؟

یہ دو دن جو تم مناتے ہو ان کی حقیقت اور حیثیت کیا ہے ؟

قَالُوْا كُنَّا نَلْعَبُ فِيْهِمَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ۔

انہوں نے عرض کیا کہ ہم جاہلیت میں (یعنی) اسلام سے پہلے یہ تہوار اسی طرح منایا

Marfat.com

کرتے تھے! (بس وہی رواج ہے جو اب تک چل رہا ہے)

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہ صلی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ اَبْدَلَکُمُ اللّٰہ بِھِمَا خَیْرًا مِنْھُمَا یَوْمَ الْاَضْحٰی وَیَوْمَ الْفِطْرِ۔ (ابی داؤد)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ان دو تہواروں کے بدلے میں ان سے بہتر دو دن تمہارے لئے مقرر کر دیئے ہیں (اب وہی تمہارے قومی اور مذہبی تہوار ہیں)۔

یوم عید الاضحیٰ ـــــ یوم عید الفطر

ابو داؤد شریف کی اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے امتِ محمدیہ کو صرف اور صرف دو عیدیں عطا فرمائی ہیں!

اسلام میں تیسری عید کا نہ لفظ موجود ہے اور نہ ہی کوئی تصور پایا جاتا ہے لیکن برا ہو ان لوگوں کا جنہوں نے اسلام کے روشن چہرے کو بدعت کی روشنی سے بگاڑنے کی ٹھان رکھی ہے۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی کے باوجود ایک تیسری عید وضع کر لی ہے اور اس کا نام رکھ دیا ہے عید میلاد ـــــ گویا کہ یہ تیسری عید بھی اسی طرح کی عید ہے جس کا حکم سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمت کو دیا تھا۔ قرآن و حدیث کے ذخیرہ میں اس عید میلاد کا کہیں تذکرہ نہیں ملتا اور نہ ہی خلفائے راشدین کے ہاں اس عید میلاد کا کوئی ذکر موجود ہے اور نہ ہی ائمہ ثلاثہ نے اس عید میلاد کے مسائل بیان فرماتے ہیں، بلکہ یہ بدعت پرست جاہل ملاں کی اختراع ہے اور اس کی عمر بھی کوئی زیادہ طویل نہیں ہے۔ ہمارے دیکھتے دیکھتے پاکستان بننے کے بعد یہ وضع کی گئی اور چند سال ہوتے ہیں کہ اس کو توانائی اور شباب ملا ہے۔

لیکن عیدِ شاں در حیرت انداخت
خدا و جبرائیل و مصطفٰے را

اسلام میں تیسری عید کا وجود نہیں ہے

اسلام میں عید میلاد یا تیسری عید کا کوئی وجود نہیں ہے۔ عید میلاد سرے سے قرآن و حدیث

Marfat.com

اصطلاح ہی نہیں ہے۔ قرآن کے تیس پارے اس کے تذکرے سے خالی ہیں اور حدیث ذخیرہ صلح سے اس کے تذکرے سے ناآشنا ہیں۔ اس عید میلاد میں ہونے والے رسوم اور خرافات سے اسلام شرمندہ ہے۔ فحش ریکارڈنگ، ناچ گانے۔ عورتوں کا بے حجابانہ جلوس میں آنا اور گھنگھرو مچولی کھیلنا اور ٹرکوں پر بیٹھ کر فحش حرکات کرنا اور ہزاروں روپیہ کا اسراف یہ اسلام کے کسی ورق کی تصویر نہیں ہے۔ صحابہ نے ایسا کبھی نہیں کیا۔ اہل بیت کے ہاں اس کا تصور بھی نہیں ملتا۔ آپ کے چہیتے اور لاڈلے خلفائے راشدین نے ایسا کبھی نہیں کیا ؟

پھر کیا خطیب سوال کر سکتا ہے ؟

ماھٰذا العید ؟ یہ عید میلاد کیا ہے ؟

اس کا پس منظر کیا ہے۔ ؟

کیا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ؟

کیا حضرت صدیق اکبرؓ نے فرمایا ہے ؟

کیا فاروقِ اعظمؓ نے فرمایا ہے ؟

کیا اہل بیت سے اس کی سند ملتی ہے ؟

کیا ازواج مطہرات نے اس کا حکم دیا ہے ؟

کیا امام ابوحنیفہ کا حکم ہے ؟

اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو ؟

خوف کرو اس دن کا

ڈرو اس دن سے

جس دن تمہیں حوض کوثر سے دھتکار دیا جائے گا اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلّم سے فرمایا جائے گا کہ

اِنَّکَ لَا تَدْرِیْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَکَ

آپ کو نہیں معلوم کہ انہوں نے آپ کے جانے کے بعد دین میں اپنی طرف سے ایجادات (یعنی بدعات) پیدا کر لی تھیں !

Marfat.com

دین وہی ہے جو کتاب اللہ سے ثابت ہے اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود ہے۔ دین تمہارے اور میرے گھڑے ہوئے افسانوں کا نام نہیں ہے۔ دین خدا اور رسول کے حسین گلدستے کا نام ہے۔

اس لئے خوب سوچ لینا چاہیئے کہ اس دور میں عید میلاد کے نام سے جو تیسری عید نکالی گئی ہے اس کا اسلام کے دامن میں کوئی تصور اور وجود نہیں ہے، بلکہ یہ واعظوں کی ایجاد ہے بلکہ پاکستان میں تو ایسے بھی بے باک اور خوف خدا سے عاری واعظ پیدا ہو گئے جنہوں نے بارہ ربیع الاوّل کو باقاعدہ عید الفطر کی طرح عید میلاد کی دو رکعتیں پڑھنے کا اعلان کر دیا۔ گویا کہ یہ مقابلہ تھا خدا کے رسولؐ سے ؟

(معاذ اللہ ثم معاذ اللہ)

حضرات گرامی! بدعت دراصل سنت کی ضد اختلاف ہے اور بدعتی اہل سنت کا ضد اختلاف ہوتا ہے۔ اس طرح کی جو لوگ حرکات کا ارتکاب کرتے ہیں۔ وہ دراصل سنتِ رسول کے گلشن کو اجاڑنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان لوگوں سے اپنے دامن کو بچانا چاہیئے یہ قیامت کے دن سخت گرفت میں ہوں گے!

مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَیْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ۔

جس شخص نے کوئی بدعت دین میں داخل کی اس کو رد کر دیا جائے گا۔ یعنی اس کی بات مسترد کر دی جائے گی!

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ مَنْ وَقَّرَ صَاحِبَ بِدْعَةٍ فَقَدْ اَعَانَ عَلٰی هَدْمِ الْاِسْلَامِ۔

جس شخص نے کسی بدعتی کی تعظیم کی اس نے اسلام کے ستون کو گرا دیا۔

اس لئے آپ حضرات کو مکمل ان لوگوں سے بچنا چاہیئے جو اسلام کو اپنی ایجادات کا پیوند لگانا چاہتے ہیں اور سنت کو اپنی خواہشات کے مطابق ڈھالنا چاہتے ہیں۔ اس لئے خوب یاد رکھئے کہ اسلام میں اور سنتِ رسولؐ میں صرف اور صرف دو عیدیں ہیں تیسری کسی عید کا تصور نہیں ہے!

Marfat.com

عید میں حضورؐ کا معمول

حضرات گرامی! عید کے دن سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم پہلے غسل فرماتے تھے، مسواک فرماتے اور نئے کپڑے پہنتے، خوشبو لگاتے تھے۔ اس لئے عید کے دن ہمارے لئے بھی غسل کرنا، نئے کپڑے یا صاف ستھرے کپڑے پہننا اور خوشبو لگانا سنت قرار دیا گیا۔ اگر عید الفطر ہوتی تو آپ نماز کے لئے تشریف لے جانے سے پہلے لَا یَخْرُجُ یَوْمَ الْفِطْرِ حَتّٰی یَطْعَمَ ـــــ نماز کے لئے جانے سے پہلے کچھ تناول فرمالیا کرتے تھے!

گویا کہ عید الفطر کے دن نماز کے لئے جانے سے پہلے کچھ کھانا بھی مسنون ہے! اسی طرح آپ جب نماز کے لئے تشریف لے جاتے تھے تو جاتے ہوتے اور راستہ اختیار فرماتے تھے اور آتے ہوتے دوسرا راستہ اختیار فرماتے تھے! چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ!

قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صلی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا کَانَ یَوْمُ عِیْدٍ خَالَفَ الطَّرِیْقَ۔ (بخاری)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن راستہ بدل دیتے تھے!

اس طرح ہمارے لئے بھی یہ مسنون ہے کہ عیدگاہ جاتے وقت جو راستہ اختیار کیا جائے آتے وقت اس سے مختلف راستہ اختیار کیا جائے! مسلمان کی پوری زندگی سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق گزرنی چاہیئے۔

مپندار سعدی کہ راہ صفا
تواں رفت جز بر پئے مصطفیٰؐ

خطبہ عید اور نماز

سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم عید کی نماز مدینہ طیبہ کے باہر ایک کھلے میدان میں پڑھا کرتے تھے۔ اس کے گرد کوئی چار دیواری بھی نہیں تھی! آپ نے مسجد میں عید کی نماز صرف ایک دفعہ بارش ہونے کی وجہ سے پڑھی تھی ورنہ ہمیشہ نماز عید باہر کھلے میدان میں ہی ادا فرماتے تھے اور یہی سنت ہے۔ آج ہر مسجد میں جو عید کی نماز پڑھی یا پڑھائی جاتی ہے۔ اس میں خطبا اور ائمہ کے اپنے مفادات وابستہ ہیں ورنہ

Marfat.com

مسجدوں میں عید غیر مسنون ہے۔ ہر خطیب اور امام نے اپنی عیدی بنانے کے لئے مسجد کو عیدگاہ بنا رکھا ہے ورنہ عید کے لئے کھلے میدان میں جانا سنتِ رسول ہے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن نماز پڑھاتے تھے اور پھر خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

شَهِدتُّ الصَّلٰوةَ مَعَ النَّبِیِّ صلی اللہ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ یَوْمِ عِیْدٍ فَبَدَأَ بِالصَّلٰوةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ بِغَیْرِ اَذَانٍ وَلَا اِقَامَةٍ فَلَمَّا قَضَی الصَّلٰوةَ قَامَ مُتَّکِئًا عَلٰی بِلَالٍ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰی عَلَیْهِ وَوَعَظَ النَّاسَ وَذَکَّرَهُمْ وَحَثَّهُمْ عَلٰی طَاعَتِهٖ وَمَضٰی اِلَی النِّسَاءِ وَمَعَهٗ بِلَالٌ فَاَمَرَهُنَّ بِتَقْوَی اللّٰهِ وَوَعَظَهُنَّ وَذَکَّرَهُنَّ۔ (نسائی)

میں عید کے دن نماز کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عیدگاہ حاضر ہوا کہ آپ نے خطبہ سے پہلے نماز پڑھی بغیر اذان اور اقامت کے پھر جب آپ نماز پڑھ چکے تو بلال رضؓ پر سہارا لگا کر آپ خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے! پہلے اللہ کی حمد و ثنا کی اور لوگوں کو پند و نصیحت فرمائی! اور اللہ کی فرمانبرداری کی ان کو ترغیب دی! پھر آپ خواتین کے مجمع کی طرف گئے اور بلال رضؓ آپ کے ساتھ ہی تھے! وہاں پہنچ کر آپ نے ان کو اللہ سے ڈرنے اور تقوے والی زندگی گزارنے کے لئے فرمایا اور ان کو پند و نصیحت فرمائی!

خطیب کہتا ہے

خطبہ میں خدا کی حمد و ثنا ضروری ہے۔

خطبہ کا آغاز ہی خداوند قدوس کی توحید سے ہوتا ہے۔

خطبہ میں خدا اور رسول کی اطاعت پر زور دیا جائے!

عورتوں کو بھی ایسا وعظ کہنا چاہیئے جو ان کی عاقبت سنوارے۔

خطیب وہی ہو سکتا ہے

جو خوش عقیدہ ہو!

خوش لباس ہو اور خوش اطوار ہو!

Marfat.com

بلال رضی اللہ عنہ کے قربان جو نبی کا خطبے میں سہارا بنا
بلال رضی اللہ خطبے میں نبی کا سہارا بنا
اذان میں بلالؓ نبی کا پیارا بنا
اور مسلمانوں کی آنکھوں کا تارا بنا

عیدگاہ اور فوجی چھاؤنی

سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم بعض اوقات اہم امور اور احکامات کا اعلان بھی میدان عیدگاہ میں فرمایا کرتے تھے اور بعض اوقات اسلام کے عظیم الشان لشکر عیدگاہ ہی سے تربیت دے کر روانہ فرمایا کرتے تھے جس سے معلوم ہوتا ہے مسجد ہی اسلام کی اسمبلی ہے اور مسجد ہی اسلامی لشکر کی فوجی چھاؤنی ہے۔

چنانچہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ

كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَخْرُجُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَالْاَضْحٰى اِلَى الْمُصَلّٰى فَاَوَّلُ شَيْءٍ يَبْدَءُ بِهِ الصَّلٰوةُ ثُمَّ يَنْصَرِفُ مُقَابِلَ النَّاسِ وَالنَّاسُ جُلُوْسٌ عَلٰى صُفُوْفِهِمْ فَيَعِظُهُمْ وَيُوْصِيْهِمْ وَيَاْمُرُهُمْ وَاِنْ كَانَ يُرِيْدُ اَنْ يَقْطَعَ بَعْثًا قَطَعَهُ اَوْ يَاْمُرَ بِشَيْءٍ اَمَرَ بِهِ ثُمَّ يَنْصَرِفُ۔ (بخاری)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیدالفطر اور عیدالضحیٰ کے دن عیدگاہ تشریف لے جاتے تھے۔ سب سے پہلے آپ نماز پڑھاتے تھے! پھر نماز سے فارغ ہوکر لوگوں کی طرف رخ کرکے خطبہ کے لئے کھڑے ہوتے تھے! اور لوگ بدستور صفوں میں بیٹھے رہتے تھے! پھر آپ ان کو خطبہ اور وعظ ونصیحت فرماتے تھے! اور احکام دیتے تھے! اور اگر آپ کا ارادہ کوئی لشکر یا دستہ تیار کرکے کسی طرف روانہ کرنے کا ہوتا تو آپ (عیدین کی نماز وخطبہ کے بعد) اس کو بھی روانہ فرماتے تھے! یا کسی خاص چیز کے بارے میں آپ کوئی حکم دینا ہوتا تو اسی موقع پر وہ بھی دیتے تھے! پھر! ان تمام مہمات سے فارغ ہوکر) آپ عیدگاہ سے واپس تشریف لاتے تھے!

اس حدیث سے معلوم ہوتا تھا کہ عید جہاں مسلمانوں کے لئے بے حد خوشیوں اور مسرتوں

Marfat.com

کے سامان لے کر آتی تھی وہیں مسلمانوں کے لئے جذبہ جہاد اور اعلائے کلمۃ اللہ کی بہار
لے کر بھی آتی تھی۔ یہیں سے کئی قافلے روانہ ہوتے جن کی یلغار سے دنیائے کفر میں زلزلہ
برپا ہو گیا اور اسلام کو عظیم الشان فتوحات نصیب ہوئیں۔

گویا کہ عیدگاہ اسلام کی فوجی چھاؤنی کی حیثیت رکھتی تھیں

عید کے تحفے

حضرات گرامی! جس طرح شب معراج آئی وہ گناہ گاروں کے لئے کچھ تحفے عطا کر گئی اور جس طرح شب قدر آئی اس نے ہمیں اپنے تحفوں سے سرفراز کیا ـــــ اور لیلۃ القدر نے تو کمال ہی کر دی۔ ہم گناہ گاروں کے نامہ اعمال سے گناہوں کی سیاہی کو دھو ڈالا اسی طرح عید بھی اپنے ساتھ مغفرت۔ بخشش اور رحمت خداوندی کے لازوال تحفے ساتھ لاتی ہے۔ ہم گناہ گار کسی نہ کسی دن تو ضرور بخشے جائیں گے۔ اس طرح سمجھئے کہ بخشش اور رحمت ہمارے تعاقب میں ہے۔ وہ ہمیں تب چھوڑے گی۔ جب اسے ہماری بخشش کا یقین ہو جائے گا۔

خطیب کہتا ہے

معراج کی رات بخشش نے ہمیں ڈھونڈا
شب برات کو بخشش نے ہمیں ڈھونڈا
لیلۃ القدر کو بخشش ہمارے پیچھے پورے جوبن سے آئی
اور ہمارے گناہوں کو بہا کر لے گئی
عید کی رات پھر بخشش ہمارے پیچھے آئی
اور ہمیں خدا کی رحمتوں میں چھپا دیا۔

قال النبی ـــــ صلی اللہ علیہ وسلم من قام لَیْلَتَیِ الْعِیْدَیْنِ مُحْتَسِبًا لَمْ یَمُتْ قَلْبُہٗ یَوْمَ تَمُوْتُ الْقُلُوْبُ۔ (ابن ماجہ)

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے عیدین کی راتوں میں قیام کیا اپنے نفس کا محاسبہ کرتے ہوئے!

جس دن لوگوں کے دل مر چکے ہوں گے اس کا دل زندہ ہو گا۔!

Marfat.com

ایک دوسری روایت میں ہے کہ

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ اَحْیَا اللَّیَالِیَ الْخَمْسَ وَجَبَتْ لَہُ الْجَنَّۃُ لَیْلَۃَ التَّرْوِیَہِ۔ وَلَیْلَۃَ عَرَفَۃَ۔ وَلَیْلَۃَ النَّحْرِ وَلَیْلَۃَ الْفِطْرِ۔ وَلَیْلَۃَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ (ترغیب)

جس شخص نے پانچ راتوں کو (اپنی عبادت) سے زندہ کیا اس پر جنت واجب ہو جائے گی! ترویتہ کی رات۔ عرفہ کی رات۔ قربانی کی رات عیدالفطر کی رات۔ اور شعبان کی پندرھویں رات۔

یہ عید کے تحفے ہیں۔ عید کی رات کو جاگنا جنت لینا ہے۔ عید کی رات عبادت کرنا زندہ دلوں کا کام ہے۔ زندہ دل وہ ہوتے ہیں جن کے دل ذکر خدا سے آباد ہوں۔

عید کے دن گناہ گاروں کو عام معافی

حضرات گرامی! عید نے مغفرت کا تحفہ دیا اور اللہ کے راستہ میں زندہ دل ہونے کا انعام دیا اور ساتھ ہی ساتھ خدا کا دریائے رحمت جوش میں آتا ہے اور ارشاد ہوتا ہے۔!

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا کَانَ یَوْمُ عِیْدِ الْفِطْرِ وَقَفَتِ الْمَلَائِکَۃُ عَلٰی اَبْوَابِ الطُّرُقِ فَنَادَوْا اُغْدُوْا یَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِیْنَ اِلٰی رَبٍّ کَرِیْمٍ۔ یَمُنُّ بِالْخَیْرِ ثُمَّ یَثِیْبُ عَلَیْہِ الْجَزِیْلَ۔

لَقَدْ اُمِرْتُمْ بِقِیَامِ اللَّیْلِ فَقُمْتُمْ وَاُمِرْتُمْ بِصِیَامِ النَّہَارِ فَصُمْتُمْ وَاَطَعْتُمْ رَبَّکُمْ فَاقْبِضُوْا جَوَائِزَکُمْ فَاِذَا صَلَّوْا نَادٰی مُنَادٍ اِلَّا اَنَّ رَبَّکُمْ قَدْ غَفَرَ لَکُمْ فَارْجِعُوْا رَاشِدِیْنَ اِلٰی رِحَالِکُمْ۔ (ترغیب)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب عیدالفطر کا دن ہوتا ہے تو فرشتے تمام راستوں کے دروازوں پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور آواز دیتے ہیں کہ اے مسلمانوں رب کریم کے دروازے پر آؤ وہ تمہارے لئے بھلائی اور خیر کے خزانے لئے ہوتے ہے اور تمہیں بہت

Marfat.com

سا اجر جزیل عطا فرمائے گا !

تمہیں میں نے رات کے قیام کا حکم دیا تو تم نے رات بھر قیام کیا۔

تمہیں میں نے دن کے روزے کا حکم دیا تم نے دن بھر روزہ رکھا۔

تم نے اپنے رب کی اطاعت کا حق ادا کر دیا۔

جب نماز کے لئے کھڑے ہوں گے تو ایک فرشتہ ندا کرے گا۔ آگاہ رہو کہ تمہارے رب نے تمہیں بخش دیا ہے۔ اب تمہیں اپنے گھروں کو گناہوں سے پاک صاف ہو کر واپس جاؤ۔

خطیب کہتا ہے

یہ عام معافی کا اعلان ہے !

کس کے لئے

گناہ گاروں کے لئے

سیاہ کاروں کے لئے

غم کے ماروں کے لئے

معافی معافی معافی ——— راشدین بن کر جاؤ۔

سبحان اللہ

حضرات گرامی ! میں نے تفصیل سے آپ حضرات کے سامنے عید الفطر کے تمام ضروری اور اہم امور بیان کر دیئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس دن کی برکات اور انوارات سے مالا مال فرمائے۔ امین۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

Marfat.com

دوسرا جمعہ شوال

شہدائے اُحد اور

غزوہ اُحد میں صحابہ کرام کی بے مثال قربانی

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ط بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۝

اور اے مخاطب تو ان لوگوں کو جو اللہ کے راستے میں قتل کئے گئے ہیں مردہ نہ سمجھو بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے پروردگار کے مقرب ہیں۔ انہیں رزق دیا جاتا ہے!

حضرات گرامی! چونکہ شوال کے مہینہ میں اسلام کی ایک عظیم الشان جنگ مدینہ کے قریب جبل احد کے دامن میں کفار مکہ کے ساتھ لڑی گئی تھی۔ اس جنگ کو بھی اسلام کی تاریخ میں تاریخی حیثیت حاصل ہے اس لئے آج کے جمعہ میں آپ حضرات کے سامنے غزوۂ اُحد کے تاریخی واقعات کے متعلق عرض کیا جائے گا!

غزوہ احد پر جب نظر دوڑائی جائے اور اس کا جائزہ لیا جائے تو مسائل اور عنوانات کے بے شمار پہلو سامنے آتے ہیں جو اپنی علمی اور تاریخی حیثیت سے مستقل خطبات کا عنوان ہو سکتے ہیں۔ مگر میں نے صرف غزوہ احد میں صحابہ کرامؓ کی بے مثال قربانی اور ان کی شہادت فی سبیل اللہ کے عنوان پر کچھ عرض کرنا ہے، تاکہ آپ کو معلوم ہو سکے کہ جانثاران رسولؐ نے کس بے جگری اور جرأت سے اسلامی عظمتوں کو بلند کرنے کے لئے قربانی پیش کی اور اپنی جان کا نذرانہ پیش کر کے خدا کی جنتوں سے مالا مال ہو گئے!

Marfat.com

جذبہ شہادت میں ڈوبی ہوئی تقریریں

حضرات گرامی! چونکہ ابھی بدر کے زخم تازہ تھے اور شہدائے بدر کی جدائی کا صدمہ ہی نہیں بھولا تھا کہ پھر سے مشرکین مکہ نے ایک عظیم امتحان میں مسلمانوں کو مبتلا کر دیا۔ بدر کے شکست خوردہ مشرکین نے اپنے مقتولین کا بدلہ لینے کے لئے پھر سے مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کا منصوبہ بنایا اور اپنی پوری طاقت جمع کر کے ایک لشکر ترتیب دیا۔ اس لشکر میں ان لوگوں کا غصہ اور اشتعال نہایت ہی نمایاں تھا جن کے عزیز و اقارب جنگِ بدر میں قتل ہو گئے تھے۔ وہ ہر قیمت پر مسلمانوں کو نقصان پہنچانا چاہتے تھے اور اس کے لئے انہوں نے بھرپور تیاری کی تھی۔ یہاں تک کہ مکہ کے سرداروں کی عورتیں بھی اس لشکر میں شریک ہوئیں۔ کیونکہ عرب میں رواج تھا کہ جب عورتیں کسی جنگ میں شریک ہو جائیں تو پھر مردوں کا میدان سے بھاگنا یا واپس ہونا نامردی اور بے غیرتی تصور کیا جاتا تھا۔ اس لئے دنیائے کفر پوری تیاری اور قوت سے مدینہ پر حملہ آور ہونے کے لئے آئے اور جبل اُحد کے قریب پڑاؤ ڈال دیا۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب معلوم ہوا تو آپ نے اپنے جانثار شیدائیوں سے مشورہ کیا کہ ہمیں کیا کرنا چاہیئے کیا مدینہ میں رہ کر جنگ لڑنی چاہیئے یا شہر سے باہر جا کر دشمن کا مقابلہ کرنا چاہیئے۔ تمام صحابہ کرامؓ کی رائے تھی کہ جنگ مدینہ منورہ سے باہر جا کر لڑی جائے اور دشمن کو وہ عبرتناک سزا دی جائے کہ وہ دوبارہ سر اٹھانے کے قابل نہ ہو سکے! اس سلسلہ میں صحابہ کرامؓ نے جو تاریخی تقریریں کیں وہ اسلام کے دامن میں ہمیشہ مہکتی رہیں گی۔ چنانچہ سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ

وَالَّذِیْ اَنْزَلَ عَلَیْکَ الْکِتَابَ لَا اُطْعِمُ الْیَوْمَ طَعَامًا حَتّٰی اُجَالِدَھُمْ بِسَیْفِیْ خَارِجَ الْمَدِیْنَۃِ۔

قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ پر قرآن نازل کیا ہے۔ میں اس وقت تک کھانا نہیں کھاؤں گا جب تک مدینہ سے باہر اپنی تلوار سے ان کے پرخچے نہ اڑا دوں۔!

حضرت نعمانؓ نے فرمایا۔

یَارَسُوْلَ اللّٰہِ لَا تُحْرِمْنَا الْجَنَّۃَ فَوَالَّذِیْ بَعَثَکَ بِالْحَقِّ لَاَدْخُلَنَّ الْجَنَّۃَ اِلَیَّ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ

Marfat.com

وَلَا اَفِرُّ یَوْمَ الزَّحْفِ ـــــ لِاَنِّیْ اُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ ۔

اے اللہ کے رسول ہمیں جنت سے محروم نہ فرمائیں ۔ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حقانیت کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میں ضرور جنت میں داخل ہوں گا ، کیونکہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور آپ اللہ کے رسول ہیں ۔ میں یقین دلاتا ہوں کہ میں میدان جہاد سے منہ پھیر کر نہیں بھاگوں گا !

کیونکہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو محبوب رکھتا ہوں ۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت نعمان کے ان جذبات کو سن کر ارشاد فرمایا کہ صَدَقْتَ !

آپ نے سچ کہا ہے !

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کے ان ایمان پرور اور جذبہ جہاد سے سرشار خیالات سن کر میدان میں جہاد کرنے کا فیصلہ فرمالیا اور حجرہ میں تشریف لے گئے ۔ ابوبکرؓ و عمرؓ بھی ساتھ ہی حجرہ میں تشریف لے گئے اور نبی دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم زرہ پہن کر حجرہ سے واپس تشریف لائے اور لشکر اسلام کو احد کی طرف روانگی کا ارشاد فرمایا !

چشم فلک نے آج تک یہ نظارہ نہیں دیکھا

عشق محبت میں قربانی کی بے شمار مثالیں ملتی ہیں مگر میدان اُحد میں صحابہ کرامؓ نے جس قربانی اور ایثار کا مظاہرہ فرمایا اس کی مثال چراغ رخ زیبا لے کر ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتی ! یوں معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرامؓ اپنی جان ، اپنی اولاد ، اپنا مال خدا کے حضور قربان کرنے کے لئے ہتھیلی پر لئے پھرتے تھے ! سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ان کے دلوں میں اس قدر راسخ ہو چکی تھی کہ وہ ان کے اشارہ ابرو پر جان فدا کرنا اپنی زندگی کا معراج سمجھتے تھے ! سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز دامن احد میں گونج اٹھتی تھی کہ مَنْ یَّاْخُذُ ھٰذَا السَّیْفَ بِحَقِّہٖ ـــــ کون شخص یہ تلوار لے کر اس کا حق ادا کرے گا ؟

حضور اکرمؐ کا یہ ارشاد سن کر تمام صحابہ کے دل میں ایک ولولہ پیدا ہو گیا کہ اس تلوار کو حاصل کر کے اس کا حق ادا کریں ۔ چنانچہ تمام صحابہ کرامؓ اس ارشاد کو سن کر کھڑے ہو گئے ، مگر آج جس کو یہ سعادت عظیم میسر آنی تھی اور جس کا ستارہ عرش و فرش پر چمکنا تھا وہ حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ

Marfat.com

تھے ۔ ابو دجانہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ۔ اس کے حق سے کیا مراد ہے
جواب میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اَنْ تَضْرِبَ بِہٖ الْعَدُوَّ
حَتّٰی یَنْحَنِیَ ۔ اس کا حق یہ ہے کہ اس سے دشمنوں کو اتنا مارو کہ مارتے مارتے ٹیڑھی
ہو جائے !

ابو دجانہؓ نے عرض کیا ۔ یا رسول اللہ ! یہ تلوار میں لوں گا !

ابو دجانہ بڑے بہادر دلیر اور لڑائی کی بہتر سے بہتر ترکیبیں جانتے تھے ! جنگ میں
شرکت کے وقت ان کا طریقہ تھا کہ سرخ رنگ کی ایک پٹی بطور نشان سر پہ باندھ لیتے ۔
اس سے سمجھ لیا جاتا کہ جنگ کے لئے تیار ہو گئے ! چنانچہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے دست مبارک سے انہوں نے تلوار حاصل کی تو یہی سرخ پٹی نکال کر سر پہ باندھ لی تو
اکڑتے اور تنتے ہوئے دونوں فریقوں کی صفوں کے درمیان پھرنے لگے !

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ابو دجانہؓ کو اکڑتے ہوئے چلتے دیکھا تو فرمایا
کہ اِنَّہَا لَمَشْیَۃٌ یُبْغِضُ اللّٰہُ اِلَّا فِیْ مِثْلِ ھٰذَا الْمَوْطِنِ ۔ اکڑنا اور تننا
اللہ تعالیٰ بہت ہی ناپسند کرتا ہے مگر ایسے موقع پر ناپسند نہیں ہے !

اگرچہ ناپسندیدہ ہے ادا یہ تکبر کی
مگر ایسے مواقع پر یہی رفتار ہے پیاری

مقدر ڈھونڈتا تھا اس ادا سے والہانہ کو
عطا کر دی گئی یہ تیغ بُرّاں ابو دجانہؓ کو

خطیب کہتا ہے

جس طرح میں لا عطینّ الرایۃ غدًا میں کل کو جھنڈا ایسے شخص کو دوں گا جو
خدا اور رسول سے محبت کرتا ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شخصیت کو نمایاں کرنے کے لئے
فرمایا گیا تھا !

اسی طرح

آج بھی حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ کو نمایاں کرنے کے لئے [illegible]

Marfat.com

نہ خیبر میں حضرت علیؓ کی تمام صحابہؓ پر افضلیت ثابت کرنا مقصود تھی اور نہ ہی ابو دجانہ
کی تمام صحابہ پر افضلیت مقصود ہے۔ بعض اوقات اجتماعی حالات میں والد کسی بیٹے کو
شاباش دیتا ہے اور بعض اوقات کسی بیٹے کو
علیؓ نے خیبر میں جھنڈے کا حق ادا کر دیا۔
ابو دجانہؓ نے احد میں تلوار کا حق ادا کر دیا
خیبر کے علم سے جس طرح حضرت علیؓ کو صدیقؓ و فاروقؓ، عثمانؓ پر افضلیت حاصل
نہیں ہے۔
اسی طرح ابو دجانہؓ کو خلفائے راشدین پر برتری حاصل نہیں ہوگی۔
خیبر میں بھی ایک خصوصیت کو نکھارنا تھا۔

اور

احد میں بھی ابو دجانہؓ کی اس خوبی کو نکھارنا تھا
نہ جھنڈا خلافت بلافصل کی دلیل ہے
نہ تلوار افضلیت علی الصحابہ کی دلیل ہے
سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ خلیفہ راشد ہیں
اور خلافت ثلاثہ کے بعد آپ کا چوتھا نمبر ہے
اہلِ سنت کا یہی مسلک ہے
اسی میں ہماری نجات ہے

تکبر ——— اکڑنا ——— تننا

خدا کو ناپسندیدہ ہے!
مگر جب یہ سب کچھ خدا کے لئے ہو تو اکڑنا بھی عبادت ہو جاتا ہے۔
کبھی سر جھکا کر چلنا عبادت ہوتا ہے
کبھی سر اٹھا کر چلنا عبادت ہوتا ہے
کبھی نیاز عبادت کی علامت

Marfat.com

کبھی ناز عبادت کی غلامت

طواف کرتے ہوئے رَمل کرنا عبادت ہے

رَمل مشرکین کے سامنے اکڑ کر چلنے کا نام ہے !

معلوم ہوا کہ اکڑے ہوتے مشرک کے سامنے اکڑ کر چلنا ہی عبادت ہے !

اسلام میں جہاں جمال ہے

وہیں پر جلال بھی ہے

اس لئے عبادت میں کہیں جمال نظر آئے گا ۔

اور

عبادت میں کہیں جلال نظر آئے گا

ابو دجانہؓ نے حق ادا کر دیا

ابو دجانہؓ سر پر سُرخ پٹی باندھے چل رہے ہیں میدان جہاد میں مشرکین پر جلال الٰہی بن کر ٹوٹ پڑے ۔ زبان پر یہ ترانہ جاری تھا کہ ۔

اَنَا الَّذِیْ عَاهَدَنِیْ خَلِیْلِیْ ۔۔۔ وَنَحْنُ بِالسَّفْحِ لَدَیّ النَّخِیْلِ

لَا اَقُوْمُ الدَّهْرَ فِی الْکَیُّوْلِ ۔۔۔ اَضْرِبُ بِسَیْفِ اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ

میں وہی ہوں جس سے میرے حبیب (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) نے کھجور کے درختوں کے قریب پہاڑ کے دامن میں عہد و پیمان لیا تھا ! میں کھڑے ہو کر آخری صف تک مقابلہ کرتا رہوں گا ۔ اللہ اور اس کے رسول کی تلوار برابر چلاتا رہوں گا ! حضرت ابو دجانہؓ دشمن کی صفوں میں گھس گئے اور بڑے بڑے مشرک جرنیلوں کا صفایا کر دیا ۔ میدان جنگ میں مہندہ سامنے آگئی مگر آپ نے اس کو قتل کرنے سے تلوار کو روک لیا تاکہ رسول اللہ کی تلوار عورت کے سر پر نہ لگے !

خطیب کہتا ہے

یہ رسول اللہ کی تلوار کا تقدس تھا ۔

میدان جنگ میں بھی عورت کے وجود سے تلوار کو الگ رکھا گیا

اس دور کے پیر فقیر اپنے عمل پر غور کریں ۔

Marfat.com

بلاحجاب عورتوں کو سامنے بٹھانا
ان کے ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر بیعت لینا
کیا رسول اللہ کی سنت کی تضحیک نہیں ہے ؟

؎ صحابہ دیکھتے تھے جانثاری بو دجانہؓ کی
کہ تھی بیٹھی ہوئی اِک دھاک اس مردیگانہ کی
رسول اللہ کی بخشی ہوئی شمشیر چلتی تھی
تو گویا آسپائے گردش تقدیر چلتی تھی
وہ سب افسر جو بنیاد فساد جاہلانہ تھے
وہی جنگِ احد میں زیرِ تیغ بو دجانہؓ تھے!

ہندہ جب حضرت ابو دجانہؓ رضی اللہ عنہ کی تلوار کی زد میں آئی تو آپ نے دیکھا کہ یہ تو عورت ہے تو آپ نے ہندہ کو مخاطب کر کے فرمایا ؎

کیا معلوم ہے گو مجھ کو تیری فتنہ انگیزی
تیری آنکھوں سے ظاہر ہو رہی ہے خوئے خوں ریزی
طرح بہر شفیع دو جہاں دیتا ہوں میں تجھ کو
تو کوئی بھی ہو او عورت اماں دیتا ہوں میں تجھ کو
یہ شمشیر رسالت ہے ستودہ اور محمودہ
کروں گا میں نہ عورت کے لہو سے اس کو آلودہ

سبحان اللہ

رسالت کی عطا کردہ تلوار کا حق ادا کر دیا !

اور یہی ابو دجانہؓ رضی اللہ عنہ تھے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر احد میں تیروں کی بارش ہو رہی تھی تو ابو دجانہؓ نے اپنے جسم پر تمام تیروں کو روکا اور اپنے بدن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ڈھال بنا دیا !

Marfat.com

سیّدنا امیر حمزہ کی شہادت اور شجاعت

سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے معرکہ احد میں شجاعت و دلیری کے وہ بہادرانہ کارنامے سرانجام دیئے کہ رہتی دنیا تک ان کے یہ تاریخی کارنامے سنہری حروف سے لکھے جائیں گے! وحشی نے حملہ کیا اور نہایت ہی بے دردی سے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا۔ شہادت حمزہ کے عنوان پر مستقل تقریر پہلی جلد میں آچکی ہے۔ اس لئے تفصیلات وہاں دیکھ لی جائیں اس مقام پر ان کا تذکرہ تبرکاً ضروری تھا، کیونکہ حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ جنگ احد کے شہداء میں شہید اعظم کا مقام رکھتے ہیں۔ سید الشہداء حمزہ رضی اللہ عنہ۔

زمین سے آسماں تک ایک نورانی غبار اٹھا
فرشتے لے کے جان بندۂ پروردگار اٹھا
زمین پر رہ گیا باقی فقط ایک خوں چکاں لاشہ
فروغ زخم بے حد سے بہار بے خزاں لاشہ
رخ انور پہ وہ ریش سفید و شاندار اس کی
شہادت سے نمایاں اور شان باوقار اس کی
رضائے حق یہی تھی جو قضا کی مشیت سے نکلی
پر برچھی ناف کے نیچے لگی اور پشت سے نکلی

حضرت حنظلہؓ کی شہادت اور جانثاری

حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ نے جب اعلان جہاد سنا تو شب عروسی میں ہی بے تابانہ تلوار اٹھائے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہو گئے۔ جنگ احد میں آپ نے بہت ہی کارہائے نمایاں سرانجام دیئے۔ ابوسفیان جو اس وقت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے خون کے پیاسے تھے اور پوری قوت سے مسلمانوں پر حملہ آور تھے۔ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ نے تاک کر ابوسفیان پر بھرپور حملہ کیا! اور اس کے گھوڑے کی گردن پر تلوار ماری، گھوڑا تڑپ کر گر پڑا۔ ابوسفیان زمین پر لوٹنے لگا اور شور مچا دیا کہ اے گروہ قریش میں ابوسفیان ہوں اور یہ شخص مجھ کو ذبح کرنا چاہتا ہے۔

Marfat.com

شاعر نے عجیب نقشہ کھینچا ہے!

قریشی فوج کو اس نے پکارا اور دہائی دی

سپاہی دفعتہً لپکے تو یہ صورت دکھائی دی

ابوسفیان کے سینے پر سوار اک مرد غازی تھا

اور اس غازی کا دستِ راست محو کارسازی تھا

گرفت دست چپ میں تھی سپہ سالار کی گردن

جہنم کے لئے تھی منتظر اک وار کی گردن

مگر اس وار کی مہلت نہ دی قرشی سواروں نے

کہ جسم مرد مومن چھید ڈالا نیزہ داروں نے

یہ گلزار جوانی آج سیراب شہادت تھا

بزور دست و بازو و فاتح باب شہادت تھا

لبوں میں مسکراہٹ تھی لباس سرخ تن پر تھا

عجب رنگ بہار جاوداں گل پیرہن پر تھا

غسیل ملائکہ حضرت حنظلہ رضی اللہ نے جام شہادت نوش فرمایا آپ کی لاش مبارک تلاش کی گئی مگر مل نہ سکی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے فرشتوں کو دیکھا کہ حنظلہ رضی اللہ عنہ کو بادل کے پانی سے چاندی کے برتنوں میں غسل دے رہے ہیں معلوم کرنے سے پتہ چلا کہ جہاد کا سنتے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روانہ ہو گئے اور حالت جنابت تھے۔ اس لئے اس شہید فی سبیل اللہ کو اللہ کے فرشتوں نے غسل دیا۔ اس وجہ سے حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کو غسیل ملائکہ کہا جاتا ہے۔

لڑائی ختم ہونے کے بعد جب ان کی لاش تلاش کی گئی تو آپ کے سر مبارک سے پانی ٹپکتا ہوا پایا گیا!

یہ گلزار جوانی آج سیراب شہادت تھا

عجب رنگ بہار جاوداں گل پیرہن پر تھا

Marfat.com

خطیب کہتا ہے

عظمت بشر کا کیا کہنا
نوری خادم ——— اور بشر مخدوم
پانی پاک
غسل دینے والے پاک
ان کے وجود پاک
ان کے ہاتھ پاک
جس وجود مطہر کو غسل دیا گیا

وہ
وجود پاک ! وجود بشریت کا کیا کہنا !
فرشتوں سے بہتر ہے انسان بننا
مگر اس میں ہوتی ہے محنت زیادہ

تو مردِ میداں تو میر لشکر
نوری حضوری ہیں تیرے سپاہی
معلوم ہوا کہ بشر کا درجہ نوریوں سے اونچا ہوتا ہے
اللہ کی شان ہے کہ باپ کفر کا نمائندہ تھا
اور
بیٹا حضرت حنظلہ اسلام کا نمائندہ اور شہید ——— !
ذالك فضل الله يوتيه من يشاء

زیاد بن سکن رضؓ کی شہادت اور جانثاری

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب احد میں مشرکین نے ایک بھرپور حملہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ کون شخص ہے جو ان دشمنوں

Marfat.com

کو مجھ سے دور کرے اور جنت میں میرا رفیق بنے۔ انصار کے سات آدمی اس وقت آپ پر پروانہ وار جانثار ہو گئے اور باری باری لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مشرکین کے ہجوم کو وجود رسالت پر حملہ آور ہوتے دیکھا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ مَنْ رَجُلٌ یَشْرِیْ لَنَا نَفْسَہ ۔کون ہے تم میں سے جو ہمارے لئے اپنی جان فروخت کر دے !

یہ سنتے ہی زیاد بن سکنؓ دوڑے اور آپ پر پروانہ وار قربان ہو گئے۔ دشمنوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دور کر دیا، مگر خود جام شہادت نوش فرمایا ! زیاد بن سکنؓ جب زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے گر پڑے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے فرمایا کہ ان کو میرے قریب کر دو۔ اصحاب رسول نے زیاد بن سکن کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب کر دیا ـــــ آپ نے شفقت سے فرمایا کہ کوئی آرزو !

بس ایک ہی آرزو تھی ـــــ کہ اپنے رخسار نبوّت کے قدموں پر رکھتے ہوئے جان جانِ آفرین سے سُپرد کر دی۔

نکل جائے دم تیرے قدموں کے نیچے
یہی دل کی حسرت یہی آرزو ہے

بچہ ناز رفتہ باشد زجہاں نیاز مندے ۔ کہ بوقت جاں سپردن بہ سرش رسیدہ باشی

خطیب کہتا ہے

صحابہ کرامؓ تو رسول اللہ کے خریدے ہوئے ہیں۔
ہر شخص کو اپنی دولت عزیز ہوتی ہے۔
سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو صحابہؓ عزیز ہیں۔
رسولؐ کو خدا نے سنوارا ہے

اور

صحابہ کو رسولؐ نے سنوارا ہے
صحابہ کرامؓ ـــــ رسول کے ہاتھوں بک گئے۔

Marfat.com

رسولؐ ـــــ اپنے مال کا خود ذمہ دار

رسولؐ ـــــ اپنے مال کا خود محافظ و نگہبان

جو رسول اللہ کے مال میں عیب نکالے گا

وہ نگاہِ نبوّت پر بے اعتمادی کا مرتکب ہوگا

اللہ اللہ فی اصحابی لا تتخذوھم من بعدی غرضاً

اللہ اللہ میرے صحابہ کو میرے بعد نشانِ تنقید نہ بنایا۔

صحابہؓ کی محبت ـــــ رسول کی محبت

صحابہؓ سے عداوت ـــــ رسول سے عداوت

سعدؓ بن ربیع کی شہادت اور زبان نبوّت سے اعزازی تمغات

حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ نے معرکہ احد میں عظیم جرأت اور دلیری کے مظاہرے کئے۔ آخر آپ کا جسم اطہر زخموں سے چور چور ہو گیا۔ آپ حالت میں تڑپتے ہوئے نڈھال ہو گئے۔ قریش کی روانگی کے بعد سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن ثابتؓ کو حکم دیا کہ سعد بن ربیع انصاری رضی اللہ عنہ کو تلاش کیا جائے اور اگر مل جائیں تو ان سے کہنا۔ !

سبحان اللہ

اَنْ رَاَیْتَہٗ فَاقْرَاْہُ مِنِّی السَّلَامَ وَقُلْ لَّہٗ یَقُوْلُ لَکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ کَیْفَ تَجِدُکَ۔

اگر تو اس کو دیکھ لے تو میرا سلام کہنا کہ رسول اللہ یہ دریافت فرماتے ہیں کہ تم اس وقت اپنے آپ کو کیسا پاتے ہو !

حضرت زید بن ثابت فرماتے ہیں کہ میں حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ گیا۔ آپ موت و حیات کی کش مکش میں مبتلا تھے۔ آپ کے جسم اطہر پر تیروں اور تلواروں کے ستر زخم تھے۔ میں نے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام پہنچایا۔ تو آپ نے اسی زخمی حالت میں موت و حیات کی کش مکش میں محبوب کبریا کا سلام سن کر جواب دیا کہ

Marfat.com

علی رسول اللہ السلام وعلیک السلام قل لہ یا رسول اللہ اجد ریح الجنۃ وقل لقومی الانصار لا عذر لکم عند اللہ ان یخلص الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شفر یطرف تالَ وفاضت نفسہ رحمہ اللہ ۔ (زرقانی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) پر بھی سلام اور آپ پر بھی سلام ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میرا پیغام پہنچا دینا کہ یا رسول اللہ اس وقت میں جنت کی خوشبو سونگھ رہا ہوں اور میری قوم انصار سے کہہ دینا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی تکلیف تمہارے ہوتے ہوتے پہنچی تو سمجھ لینا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں تمہارا کوئی عذر قبول نہیں ہوگا !

یہ کہا اور روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

محب کو محبوب کو پیغام

ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت سعد بن ربیعؓ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے ذریعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغام بھیجا کہ

اَخْبِرْ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ اِنِّیْ فِی الْاَمْوَاتِ وَاقْرَأْہُ السَّلَامَ وَقُلْ لَّہٗ یَقُوْلُ سَعْدٌ جَزَاکَ اللّٰہ عَنَّا وَعَنْ جَمِیْعِ الْاُمَّۃِ خَیْرًا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دینا کہ اس وقت میں قریب المرگ ہوں۔ میرا اسلام قبول فرمائیں اور سلام کے بعد کہنا کہ سعد یہ کہتا ہے کہ جَزَاکَ اللّٰہُ عَنَّا وَعَنْ جَمِیْعِ الْاُمَّۃِ خَیْرًا۔ اے اللہ کے رسول اللہ تعالیٰ آپ کو ہماری اور تمام امت کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے! کہ آپ نے ہم کو حق کا راستہ بتایا۔

رسول اللہ کا جواب

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو سعد کا یہ جواب اور سلام پہنچا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ رَحِمَہُ اللّٰہ نَصَحَ لِلّٰہِ وَلِرَسُوْلِہٖ حَیًّا وَمَیِّتًا ۔ (استیعاب)

Marfat.com

اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے۔ یہ اللہ اور اس کے رسول کا زندگی اور موت میں وفادار رہا۔

خطیب کہتا ہے

اس امتی کے قربان جس کو کملی والا سلام بھیجے !
اس نبیؐ کے بھی قربان جو آخری وقت اپنے جانثاروں سے پیار کرے
اس امتی کے قربان جس کے لئے موت سے پہلے جنت کے دروازے کھل گئے
اس نبیؐ کے بھی قربان جس نے صحابہ کو نقد جنتی بنا دیا
محب تو محبوبوں کو تلاش کیا ہی کرتے ہیں مگر
میں اس محبوب دوجہاں کے قربان جو اپنے چاہنے والوں کو تلاش کرے
اس کی قسمت کا کیا کہنا جس کو پیغمبر نے تلاش کرا کے سلام بھجوایا
یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا
ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں

پوری قوم کو عشق رسالت کا درس دیا
جان دے دینا نبیؐ کی آن پر آنچ نہ آئے
اللہ اللہ یہ ہے عشق رسول ؟

قوم کا غم نہیں
قبیلے کا غم نہیں
بیوی بچوں کا غم نہیں
خویش و اقارب کا غم نہیں ہے
غم ہے تو رسولؐ کا ۔ فکر ہے تو رسولؐ کا !
میرے محبوب کو دکھ نہ پہنچے
میرے رسول کو دکھ نہ پہنچے
میرے مقتدا کو دکھ نہ پہنچے

Marfat.com

میرے پیشوا کو دکھ نہ پہنچے۔
یہ سلامت ہیں تو تم بھی سلامت ہو
یہ سلامت نہیں ہیں تو تم بھی سلامت نہیں!
سبحان اللہ

جاں کنی کا وقت ہے۔
اس وقت میں بھی اگر کچھ یاد رہا تو رسول اللہ کی قیمتی جان کی حفاظت ـــــ پوری قوم ذبح ہو جائے، مگر رسول اللہ کی ذات گرامی کو دکھ نہ پہنچے!
صحابہ کو دراصل رسول اللہ ہی عزیز تھے۔
صحابہ کا عقیدہ تھا کہ آپ کی محبت ہی روح ایمان ہے۔ آخر سعدؓ کے لبوں پر دعا آجاتی ہے اس کے لئے اس پیغمبر کے لئے جنہوں نے توحید و رسالت کی کرنوں سے دلوں کو منور کر دیا تھا۔ جَزَاكَ اللهُ عَنَّا وَعَنْ جَمِيعِ الْأُمَّةِ خَيْرًا ـــــ سبحان اللہ یہ ادائے فرض تھا جس کو ادا کیا۔

معلوم ہوا کہ جس کے ذریعے ہدایت میسر آئے اس کے لئے دعائیں کرنا اور اس کی بلند درجات کے لئے خدا کے حضور ہاتھ اٹھانا۔ اصحاب رسول کی سنت ہے۔ سبحان اللہ ـــــ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی جاتے وقت سیدنا سعد بن ربیعؓ کو وفاداری کی سند عطا فرمادی!

سند وفاداری رحمہ اللہ نصح لِلّٰہ ولرسولہ حیًّا وَمیّتا ـــــ اللہ کی سعد پر رحمت ہو جس نے زندگی اور موت میں وفاداری کا حق ادا کر دیا!

صحابہؓ رسولؐ کی متاع عزیز تھے!
رسولؐ صحابہؓ کی متاع عزیز تھے!
رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ!
دشمن اصحاب رسول کو ـــــ اس سے عبرت حاصل کرنا چاہیئے۔ نبیؐ کے محبوبوں۔ نبیؐ

Marfat.com

کے جانثاروں پر تبرا اور سب وشتم۔ تمہارے نامہ اعمال کو بھسم کر دے گا۔ جنت کو شرمندگی گی اور حوض کوثر پر داخلہ بند ہو جائے گا۔

خبردار نبیؐ کے صحابہ کے خلاف سب وشتم نہ کرو!

صحابہ نبی کے سند یافتہ جنتی تھے!

سبحان اللہ

سعد بن ربیع کی صاحبزادی ام سعدؓ ایک مرتبہ ملاقات کے لئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئی تھیں تو خلیفہ وقت نے ام سعدؓ کے لئے کپڑا بچھایا اور اس پر بٹھایا۔ عمرؓ آئے اور پوچھا یہ کون ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ نے جواب دیا کہ یہ سعد بن ربیعؓ کی بیٹی ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جنت کا راستہ لیا تھا!

عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی بے مثال شہادت

حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ غزوہ احد کی بے مثال شہداء کی صف میں شامل ہیں۔ آپ جب احد پہنچے تو آپ نے حضرت سعد بن ابی وقاص کو علیحدگی میں فرمایا کہ آؤ ہم دونوں الگ بیٹھ کر دعا مانگیں اور ایک دوسرے کی دعا پر آمین کہیں!

حضرت سعدؓ فرماتے ہیں کہ ہم دونوں ایک الگ گوشہ میں جا کر بیٹھ گئے اور سب سے پہلے میں نے دعا مانگی اور عبداللہ بن جحش آمین کہتے ہیں۔

حضرت سعدؓ کی دعا! اے اللہ آج ایسے دشمن سے میرا مقابلہ ہو جو نہایت قوی اور دلیر اور غضب ناک ہو، کچھ دیر تک میں اس کا مقابلہ کروں اور وہ میرا مقابلہ کرتا رہے پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ مجھ کو اس پر فتح نصیب فرمائے! اور میں اس کو شکست دے دوں!

عبداللہ بن جحش نے حضرت سعدؓ کی اس دعا پر آمین کہی ——!

حضرت عبداللہ بن جحش کی دعا

اے اللہ آج ایسے دشمن سے مقابلہ جو بہت ہی قوی ہو اور سخت زور آور ہو۔ میں محض تیری رضا کے لئے اس سے جنگ کروں اور اس کا تیری رضا کے لئے مقابلہ کروں۔ آخر وہ زور آور اور سخت کافر مجھ پر غالب آجائے اور مجھ کو قتل کر ڈالے۔ نہ صرف قتل کرے بلکہ میرے

Marfat.com

ناک کان کاٹ ڈالے۔ اے اللہ پھر میں اسی حالت میں تجھ سے ملوں کہ میرے ہاتھ ناک کان کٹے ہوتے ہوں۔ تو میری اس حالت کو دیکھ کر مجھ سے سوال کرے کہ اے عبداللہ یہ تیرے ناک اور کان کہاں کٹے۔ تو میں اس حالت میں عرض کروں کہ یا اللہ یہ تیری اور تیرے پیغمبر کی راہ میں ناک کان کٹے ہیں ——— اور تو اس وقت فرمادے کہ صَدَقْتَ۔ تو نے سچ کہا ہے ——— سعد نے ان کی دعا پہ آمین کہی اور ساتھ ہی فرمایا کہ عبداللہ کی دعا مجھ سے کہیں بہتر تھی! شام کو دیکھا کہ ان کے کان اور ناک کٹے ہوئے تھے! ان کی دعا منظور ہو چکی تھی۔ ان کی دعا کے الفاظ یوں آتے ہیں کہ

اَللّٰھم انی اقسم علیک ان الفی العدو فیقتلونی ثم یبقرو بطنی۔ ویجدعوا انفی واذنی ثم تسالنی بِمَ ذالک فاقول فیک!

اے اللہ میں تجھ کو قسم دیتا ہوں کہ میں تیرے دشمنوں کا مقابلہ کروں اور پھر وہ مجھ کو قتل کریں اور میرا شکم چاک کر دیں اور میری ناک اور کان کاٹیں اور پھر تو مجھ سے دریافت فرمائے کہ یہ کیوں ہوا؟

تو میں عرض کروں کہ محض تیری وجہ سے؟

خطیب کہتا ہے

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن!

مگر یہ مقام صرف اصحاب رسول کو حاصل ہے کہ اپنی زندگی میں دیار محبوب میں کٹ مرنے کی تمنا کرتے ہیں۔

گردن کٹ جائے
ہاتھ کٹ جائے
ناک کٹ جائے
زبان کٹ جائے
اس حالت میں دربار خداوندی میں حاضری ہو!

Marfat.com

زہے نصیب ؟ کیا تمنا ہے کیا ادائے نیاز مندانہ ہے۔
کیا دلبری ہے اور کیا سروری ہے
عضا کٹ چکے ہوں گے
نہ ہاتھ کام کر سکے ! نہ زبان
پھر محبوب پوچھے ؟
عبداللہ یہ کیوں ہوا ؟

سبحان اللہ

اب اسی کٹی ہوئی زبان میں قوت گویائی آجائے گی اور عرض کر دوں گا ــــ تیرے لئے۔ تیری وجہ سے

میں صرف تجھے الہ کہتا تھا
میں صرف تجھے مشکل کشا کہتا تھا
میں صرف تجھے داتا کہتا تھا
میں صرف تجھے مختار مطلق کہتا تھا
میں صرف تیرے حضور جھکتا تھا
میرے سجدوں کا صرف تو محور و مرکز تھا
میری وفائیں اور عبادت کی ادائیں تیرے لئے وقف تھیں
اس لئے میرا ناک کٹا تو تیرے لئے
میرا دل چیرا تو صرف تیرے لئے
میری زبان کاٹی تو صرف تیرے لئے

خالق حقیقی اپنے بندے سے جب یہ فرمادے گا کہ

صَدَقْتَ ــــــ اے عبداللہ تو نے سچ کہا ہے۔
تو بندہ ــــــ پھولے نہیں سمائے گا۔
اس کو شہادت کے تمام مزے پھر سے چاشنی بخش دیں گے !

Marfat.com

مولیٰ کا اپنے بندے کو کہنا کہ صَدَقْتَ
بندے کے لئے یہ عروج ہے
بندے کے لئے یہ تمغہ نجات ہے
بندے کے لئے یہ جنت کا پروانہ ہے
بلکہ خدا کی رضا کی ڈگری ہے

سبحان اللہ

صحابہؓ یہی چاہتے تھے صحابہ کا یہی مطمع نظر تھا۔ صحابہ کی زندگی کا یہی ماحصل تھا!
وہ خدا سے راضی اور خدا ان سے راضی!

عمرو بن جموحؓ کی شہادت

حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ پاؤں سے معذور صحابی تھے۔ آپ کے چار فرزند تھے۔ غزوہ بدر میں ان چاروں کو شرکت کی سعادت نصیب ہوئی۔ جب غزوہ احد کے لئے مسلمانوں کے لشکر نے تیاری کی تو حضرت عمرو بن جموح بھی جہاد میں جانے کے لئے تیار ہو گئے۔ آپ کے فرزندوں نے ہر چند آپ کو عرض کیا کہ آپ معذور ہیں۔ اس لئے شرکت نہ فرمائیں مگر آپ نے کسی کی بات نہ مانی۔ چنانچہ ان کا معاملہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پیش ہوا تو آپ نے بھی فرمایا کہ آپ رہ جائیں۔ آپ معذور ہیں۔ آپ پر جہاد فرض نہیں ہے مگر آپ کے اشتیاق اور والہانہ جذبات کا یہ عالم تھا کہ آپ لنگڑاتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے بیٹے مجھے آپ کے ساتھ جہاد میں جانے سے روکتے ہیں حالانکہ

وَاللّٰہِ اِنِّیْ لَاَرْجُوْ اَنْ اَطَاءَ بِعَرْجَتِیْ ھٰذِہٖ فِی الْجَنَّۃِ

خدا کی قسم میں امید واثق رکھتا ہوں کہ اسی لنگ کے ساتھ جا کر جنت کی زمین کو روندوں گا! سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے اس جذبہ کو دیکھ کر جہاد میں جانے کی اجازت عنایت فرما دی!

Marfat.com

مدینہ سے رخصت ہوتے وقت دعا

حضرت عمرو بن جموح جب مدینہ منورہ سے جہاد کے لئے رخصت ہونے لگے تو آپ نے بارگاہِ ایزدی میں دعا کی کہ

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ الشَّھَادَۃَ وَلَا تَرُدَّنِیْ اِلٰی اَھْلِیْ۔

اے اللہ مجھ کو شہادت نصیب فرما اور گھر والوں کی طرف واپس نہ کر۔

حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ میدان احد میں شہید ہو گئے۔ آپ کی زوجہ محترمہ کے بھائی اور ایک بیٹا بھی اسی غزوہ میں شہید ہو گیا تھا۔ انہوں نے ارادہ کیا کہ اپنے بھائی اور بیٹے اور اپنے خاوند کی لاشوں کو لے جا کر مدینہ منورہ میں دفن کر دیا جائے۔ چنانچہ انہوں نے تینوں لاشوں کو اونٹ پر رکھ کر مدینہ لے جانا چاہا، مگر اونٹ نے ایک قدم بھی نہیں اٹھایا۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو آپ نے دریافت فرمایا کہ عمرو بن جموح مدینہ سے آتے وقت کوئی دعا تو نہیں کی تھی۔ آپ کو بتایا گیا کہ ہاں انہوں نے یہ دعا کی تھی کہ ولا تردنی الی اھلی۔

آپ نے فرمایا کہ اسی وجہ سے اونٹ نہیں چلتا تھا۔ اس لئے ان کو یہیں پر دفن کر دیا جائے! اور ساتھ ہی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اِنَّ مِنْکُمْ مَنْ لَوْ اَقْسَمَ عَلَی اللّٰہِ لَاَبَرَّہٗ مِنْھُمْ عَمْرُو بْنُ جَمُوْحٍ وَلَقَدْ رَاَیْتُہٗ بِعَرْجَتِہٖ فِی الْجَنَّۃِ

قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ تمہارے اندر بعض ایسے لوگ بھی ہیں اگر اللہ تعالیٰ پر قسم کھا بیٹھیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو ضرور پورا کر دے گا۔ ان میں عمرو بن جموح بھی ہیں۔ میں نے انہیں اسی معذور پاؤں کے ساتھ جنت میں چلتے دیکھا ہے!

خطیب کہتا ہے

صحابہ کا جذبہ شہادت ان کی عظمت کی دلیل ہے

صحابہ کا جذبہ شہادت ان کی صداقت کی دلیل ہے۔

Marfat.com

جو ان پر تبرا کرے وہ ذلیل ہے اور علیل ہے
لوگ جنت کی تلاش میں پھرتے ہیں
مگر جنت صحابہ کی تلاش میں ہے
پاؤں صحابی کا ——— زمین جنت

سبحان اللہ

حضرات گرامی! میں نے آپ حضرات کے سامنے غزوۂ احد کے صرف اس پہلو پر کچھ گزارشات پیش کی ہیں جن سے بعض ممتاز صحابہ کرام کی شہادت پر روشنی پڑتی ہے۔ ورنہ غزوہ احد اس قدر وسیع عنوان ہے کہ اس پر مسلسل کئی خطبے دیئے جا سکتے ہیں، لیکن یہاں پر اس تفصیل کی گنجائش نہیں ہے۔ اب تک آپ حضرات کے سامنے چھ اصحاب رسول کی شہادت اور ان کی جانثارانہ قربانیوں کا تذکرہ ہوا ہے۔ ان قربانیوں اور دلیرانہ جرأتوں کا صلہ ہے کہ آج ہم میں اسلام صحیح صورت میں موجود ہے۔ یقین جانئے کہ اسلام کی بالیدگی اور تروتازگی میں صحابہ کرام کا خون ہے جو آج سے صدیوں پہلے صحابہ کرام نے شجر اسلام کو دیا تھا۔ میری دعا ہے کہ مولیٰ کریم ہمیں بھی اصحاب رسول کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عنایت فرمائے!

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

جبل احد چونکہ مدینہ منورہ سے دو میل کے فاصلے پر ہے اور جنگ احد جبل احد کے دامن میں لڑی گئی تھی۔ اس لئے احد پہاڑ کے متعلق بھی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی سنتے جائیے! آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ هٰذا جبلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهٗ یہ پہاڑ ہمارے ساتھ محبت کرتا ہے اور ہم اس پہاڑ کے ساتھ محبت کرتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ پہاڑ کے پتھروں نے بھی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی تو ان کے دلوں میں بھی حضورؐ کی محبت سرایت کر گئی۔ اس لئے آپ جس طرح نبی کل ہیں۔ اسی طرح محبوب کل بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے سرشار فرمائے۔ آمین۔

وما علینا الا البلاغ

Marfat.com

تیسرا جمعہ شوال

ختمِ نبوّت !

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ امابعد فاعوذباللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیّین۔ وکان اللہ بکل شیئٍ علیما ٥

نہیں ہیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ لیکن آپ اللہ کے رسول اور تمام انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں اور ہے اللہ تعالیٰ ہر چیز کا جاننے والا۔

حضراتِ گرامی! مسئلہ ختم نبوّت مسلمانوں کا بنیادی عقیدہ ہے۔ اور اس عقیدہ پر پوری امت کا اتفاق ہے کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر نبوّت ختم ہو چکی ہے اور آپ کے بعد کسی قسم کا کوئی نیا نبی نہیں آئے گا!

اس عقیدہ کے اثبات کے لئے قرآن وحدیث میں سیکڑوں دلائل وبراہین موجود ہیں اور ہر آیت اور حدیث برہان قاطع اور بیان شافع ہے جس سے دلوں کو سرور اور ایمان کو تازگی ملتی ہے، مگر برا ہو نفسانی خواہشات اور دین سے بے زار افراد کی افتادِ طبع کا کہ انہوں نے واضح اور مستحکم عقیدہ کو بھی اپنی اغراض اور ناپاک مقاصد کے بھینٹ چڑھا دیا۔

(اعاذنا اللہ)

میرے نزدیک مسئلہ ختم نبوت پر دلائل قائم کرنا اور انہیں براہین کی بنیاد پر بیان کرنا ایک بدیہی مسئلہ کو نظری بنانے کے مترادف ہے۔ جس طرح آسمان آسمان ہیں اور سورج سورج ہے۔ چاند چاند ہے ان پر دلائل قائم کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اسی طرح یہ بھی

Marfat.com

سمجھ لینا چاہیئے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ آپ پر نبوت اور رسالت کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے۔ آپ کی ختم نبوت کی صف اتنی واضح اور غیر مبہم ہے کہ اس پر دلائل قائم کرنا تحصیل حاصل ہے۔

حضورؐ کا وجود کامل

حضورؐ کا ورود کامل

حضورؐ کا دین کامل

صرف کامل ہی نہیں بلکہ اکمل ۔۔ آپ کی ذات گرامی پر تمام نعمتیں مکمل اور فضائل و درجات نبوت مکمل کر دیئے گئے۔ اس لئے آپ کو خاتم الانبیاء اور خاتم النبیین ماننا اور عقیدہ رکھنا یہ ایک ایسا بدیہی امر ہے کہ اس کو دلائل سے ثابت کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ آپ خاتم الانبیاء ہیں اور ہم آپ کو خاتم النبیین بغیر دلائل کے آنکھیں بند کر کے یقین کرتے ہیں۔ آپ کے بعد جو شخص بھی نبوت کا دعویٰ کرے گا خواہ وہ تشریعی ہو یا غیر تشریعی ظلی ہو یا بروزی ہر قسم کا مدعی نبوت کافر ہوگا اور اس کو ماننے والے مرتد اور کافر قرار دیئے جائیں گے! اس لئے میں اس وقت آپ حضرات کے سامنے بطور دلائل نہیں بلکہ بطور تبرک چند آیات بینات بیان کروں گا جن میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا مسئلہ بیان کیا گیا ہے اور ان آیات سے آپ کی ختم رسالت پر عجیب انداز سے روشنی پڑتی ہے۔ اس سے میرا مقصود آپ حضرات کے ایمان کو تازگی اور روحانی بالیدگی عطا کرنا ہے تاکہ آپ کے قلوب قرآنی آیات کی اور نبوی ارشادات کی روشنی سے منور ہو جائیں۔

نمبر اوّل ـــــ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝

خطیب کہتا ہے

اس آیت میں ـــــ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ سے ثابت ہوا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ امت کا رشتہ

نبوت کا ہے ـــــ رابوت کا نہیں

Marfat.com

اسی لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کی حیات طیبہ میں ہی آپ کے فرزندان حقیقی کو ایک ایک کرکے اپنے ہاں بلالیا اور سب کی وفات آپ کی مبارک زندگی ہی میں ہوگئی تاکہ دنیا کے اصول کے مطابق والد کی رحلت کے بعد کسی فرزند کو بھی منصب نبوت کا دعویٰ کرنے کا موقع نہ دیا جائے! اب جب کہ آپ کے فرزندان حقیقی دنیا سے رخصت ہوگئے تو ماکان محمد ابا احد من رجالکم ——— کا حقیقی مفہوم بھی واضح ہوگیا اور تاج ختم رسالت کا تحفظ بھی ہوگیا ——— گویا کہ یہ بتلادیا گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اب باپ بیٹے کا رشتہ نہیں ہوگا، بلکہ نبی اور امتی کا رشتہ ہوگا ——— جو امتی جہاں جہاں ہوگا ——— اس کا نبی ——— صرف اور صرف محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں گے!

جو شخص جس مقام پر یہ کہے گا کہ میں امتی ہوں، اسی مقام پر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے نبی ہوں گے اور یہ سلسلہ قیامت تک برابر چلتا رہے گا۔

وخاتم النبیین ——— آدم علیہ السلام سے این دم تک تمام انبیاء کی نبوت کا سلسلہ جاری تھا۔ مگر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے تو نبوت کا دروازہ بند کردیا گیا اور ختم نبوت کا تاج آپ کے سر پر رکھ کر آپ کو خاتم النبیین قرار دے دیا گیا!

بوں سمجھ لیجئے!

آسمان پر تارا چمکا

پھر چاند نکلا

پھر تاروں کا بے شمار سیلاب امڈ نکلا

ستارے اور چاند پوری رات چمکتے رہے، مگر زمین ایک تیز روشنی کے لئے بے تاب رہی ——— صبح ہوئی سورج چمکا تو چاند اور تارے رخصت ہوگئے ——— اور اب سورج کا راج ہوگیا ——— طلوع آفتاب نے تمام ستاروں کو اور قمر منیر کو رخصت کردیا اور اب اس کے بعد کسی روشنی کی ضرورت نہیں رہی! اسی طرح سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ

Marfat.com

تشریف لاتے تو تمام انبیاء علیہم السلام اپنی ڈیوٹی سے فارغ ہو گئے اور اب تمام انبیاء کے بعد سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا آفتاب اس طرح سے چمکا کہ کسی نبی کی ضرورت نہیں رہ گئی، بلکہ جہاں جہاں خدا کی خدائی ہوگی وہیں وہیں محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مصطفائی ہوگی!

جس کا اللہ ـــــ خدا ہوگا
جس کا محمدؐ ـــــ مصطفےٰ ہوگا

وکان اللہ بکل شیئ علیما ٥

اللہ تعالیٰ چونکہ ہر چیز کا علم رکھتے ہیں اس لئے اس کا یہ اعلان اس کی حکمت بالغہ کے ہزاروں موتی اپنے دامن میں لئے ہوئے ہے! جہاں جہاں نبوّت کے دعوے ہوں گے؟ اس کو ان کا علم بھی!
جو جو مدعی اپنے دلائل رکھتا ہے۔ اس کو ان کا بھی علم!
گویا کہ یہ بتایا گیا کہ ختم نبوّت کا اعلان ویسے ہی نہیں کر دیا گیا، بلکہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو جانتے بوجھتے کیا ہے۔

سبحان اللہ

ذرا یہ انداز بھی دیکھیں!
جب اللہ کے خزانے میں محمدؐ کے وجود کو اکملیت حاصل ہے۔ ان کے وجود جیسا کوئی وجود ہی نہیں ہے تو ختم نبوّت جیسا اعزازی تغمہ یا اعزازی تاج اسی رسول کے سر سجتا ہے جو اللہ کے خزانے میں ایک ہی ہو اور دُرِّ یکتا ہو!

خدا الوہیت میں یکتا
محمدؐ نبوّت میں یکتا

نبوت جیسی ـــــ عظیم نعمت کو رکھنے کے لئے
آدم کو بنایا ـــــ پھر بنی آدم میں
نوحؑ کا دل

Marfat.com

یعقوبؑ کا دل
یوسفؑ کا دل
سلیمانؑ کا دل
ابراہیمؑ کا دل
اسماعیلؑ کا دل
عیسیٰؑ کا دل
(علیہم السلام)
بنایا ——— اور اس میں نبوت کو رکھا

ختم نبوت چونکہ نبوت سے ایک اعلیٰ اور ارفع نعمت ہے اس کے لئے ایک ایسے وجود کا ہونا ضروری تھا جو اللہ کی تخلیقات کا شاہکار بھی ہو اور ختم نبوت کے بار کا برداشت کرنے والا اور ہر اعتبار سے کامل مکمل ہو اس لئے اس مقام کے لئے صرف وجود محمدؐ کو منتخب کیا گیا اور ختم رسالت جیسی نعمت کا حامل قلب محمدؐ اور وجود محمدؐ قرار پایا ——— نہ ان کے وجود جیسا کوئی وجود قیامت تک پیدا ہوگا اور نہ ہی نبوت اور ختم نبوت کی نعمت ان کے سوا کسی اور کو عطا کی جائے گی۔ اس لئے آپ کو خاتم النبیین اسی لئے بنایا گیا۔

وکان اللہ بکل شیئٍ علیما ۰

حضراتِ گرامی! آپ حضرات نے پہلی آیت کریمہ کا مطلب اور مفہوم سمجھ لیا۔ اب میں آپ حضرات کے سامنے قرآن مجید کی ایک دوسری آیت کریمہ پیش کرتا ہوں جس سے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا مسئلہ روز روشن کی طرح آشکارا ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ۰

(ترجمہ) آج میں نے تمہارا دین کامل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی! اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا۔

Marfat.com

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کی فضیلت وعظمت کو بیان فرماتے ہوئے امت کو تین اعزاز عطا فرمائے !

اعزاز اوّل ——— تمہارا دین کامل کر دیا !

اعزاز ثانی ——— تم پر اپنی نعمت مکمل کر دی !

اعزاز ثالث ——— تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کر لیا !

حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک جس قدر انبیاء علیہم السلام تشریف لاتے وہ اپنی اپنی امتوں کے لئے دینی احکامات اور انعامات لاتے رہے، مگر ہر نبی کے بعد ایک دوسرے نبی اور دوسرے انعامات واحکامات کی ضرورت رہتی۔ یہ سلسلہ نبوت و انعامات حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک برابر چلتا رہا۔ مگر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ آخری نبی تھے اور آپ کے بعد کسی کو نبوت نہیں ملنی تھی اس لئے اللہ تعالیٰ نے دین کو کامل اور مکمل کر کے امتِ محمدیہ کو بشارت دی کہ تم وہ خوش قسمت امت ہو کہ میں نے دین کا معاملہ جو ابھی تک نشوونما پاتا آرہا تھا اس کا وجود اب ہمیشہ کے لئے مکمل اور کامل کر دیا آج کے بعد دین کا کوئی شعبہ غیر مکمل نہیں سمجھا جائے گا جس دین کی عمارت کا نقشہ آدم علیہ السلام سے بننا شروع ہوا اس کی عمارت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ختم ہوگئی ——— اب جیسے دین کامل ہے اسی طرح اس دین کو لانے والا نبی بھی کامل ہے جس طرح اب اس دین کے بعد کسی اور دین کی ضرورت نہیں ہے ! اسی طرح اب محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی اور رسول کی ضرورت نہیں !

امام المفسرین حضرت العلامہ ابن کثیر اس آیت کریمہ کی تفسیر میں ارشاد فرماتے ہیں کہ

هٰذِهٖ اَكْبَرُ نِعَمِ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلٰى هٰذِهِ الْاُمَّةِ حَيْثُ اَكْمَلَ لَهُمْ دِيْنَهُمْ فَلَا يَحْتَاجُوْنَ اِلٰى دِيْنٍ غَيْرِهٖ وَلَا اِلٰى نَبِيٍّ غَيْرِهِمْ صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهٗ عَلَيْهِ۔ وَلِهٰذَا جَعَلَهُ اللّٰهُ خَاتَمَ الْاَنْبِيَاءِ۔ وَبَعَثَهٗ اِلَى الْاَحْمَرِ وَالْاَسْوَدِ۔ (ابن کثیر)

(ترجمہ) یہ اس امت پر اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت ہے کہ اس نے ان کے

Marfat.com

لئے دین کو کامل فرما دیا! لہٰذا امت محمدیہ نہ اور کسی دین کی محتاج ہے اور نہ کسی نبی کی! اسی لئے اللہ تعالیٰ نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء بنایا! اور تمام جن و انس کی طرف مبعوث فرمایا!

خطیب کہتا ہے

دین بھی ——— مکمل

نبوت بھی ——— مکمل

جو لوگ تکمیل نبوت کے بعد چور دروازے نکال کر نبی بنتے ہیں وہ بھی اسلام کے دشمن

اور جو لوگ

دین کامل کی مضبوط دیواروں کو نقب لگا کر بدعات کو دین میں داخل کرتے ہیں۔ وہ بھی اسلام دشمن ہیں۔

دونوں طبقے اسلام کے خیر خواہ ہیں

ایک نبوت کا چور اور دوسرا دین کا چور

دین اور نبوت ——— مکمل ہو چکے ہیں

اب نہ تو کسی کو ——— نبی بنانے دیا جائے گا

اور نہ ہی

کسی کو نبی کے دین میں پیوند کاری کرنے دی جائے گی۔

نماز۔ اذان۔ تکبیر۔ جنازہ۔ ان کی شکلیں اور ان کے خاکے نبوت کی طرف سے امت کو مکمل طور پر مل چکے ہیں۔ اب جو بھی کوئی ان میں نئے نئے خاکے بنا کر ڈالنے کی کوشش کرے گا۔ وہ نبوت سے براہ راست مقابلے کا ارتکاب کرے گا جس کی سزا اللہ کے حضور جہنم ہے۔

مَنْ اَحْدَثَ فِی اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَیْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ۔ (بخاری)

بدعات پسند طبقوں کے لئے خدا کے دین میں کوئی گنجائش نہیں ہے!

اعزاز ثانی | امت پر تمام نعمتیں مکمل کر دی گئیں۔

Marfat.com

تہجد کی نعمت مکمل
فرائض کی نعمت مکمل
زکوٰۃ وصدقات کی نعمت مکمل
وضو وتیمم کی نعمت مکمل
حج کی نعمت مکمل
عیدین کی نعمت مکمل
رمضان وقرآن کی نعمت مکمل

اور اسی طرح

محمد مصطفےٰ ﷺ کی نبوت کی نعمت مکمل !

مسلمان کے لئے سب سے بڑی نعمت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود گرامی ! اور وجود بھی ایسا جس کو ختم نبوت کے موتیوں سے سجایا گیا ہو ! اس سے بڑی نعمت اور کیا ہو سکتی ہے۔ اس لئے خطیب کو کہنے دیں۔

خطیب کہتا ہے

جس امت کو حضورؐ جیسا پیغمبر ملا ہو
جس امت کو حضورؐ جیسا رہبر ملا ہو
جس امت کو حضورؐ جیسا مقتدی ملا ہو
جس امت کو حضورؐ جیسا مصطفےٰ ملا ہو
جس امت کو حضورؐ جیسا شافع ملا ہو

اس امت کو اس نعمت عظمےٰ کے بعد کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے۔
جس کو حضورؐ مل گئے اس کو دونوں جہاں کے سرور مل گئے۔

خدا نے ہمیں حضورؐ دیئے

اور

کائنات کو حضورؐ نے ہمیں خدا دیا

Marfat.com

اس لئے اب خدا کے بعد خدا کوئی نہیں
اور حضورؐ کے بعد مصطفےٰ کوئی نہیں

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ ——— لا نبی بعدی

اعزازِ ثالث ! رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔

اسلام تمہارا دین ہے ! خدا کا پسندیدہ دین۔ خدا کا محبوب دین اسلام ہے

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامَ

اس آیت کریمہ نے امت محمدیہ کو ایسے اعزازات کی بشارت دی ہے کہ پوری امت کے لئے یہ آیت مسرتوں کا سامان لئے ہوئے ہے !

خلاصہ یہ ہوا۔

امّتِ محمدی کا دین کامل
امّتِ محمدی پر نعمتیں کامل
امّتِ محمدی کا اسلام کامل

اب کوئی نبوت کا دعویٰ کرنے والا بتلائے کہ دین تو مکمل ہو چکا اس کی تو ہمیں ضرورت نہیں ہے تم بتاؤ کس مشن پر آتے ہو !

نعمت مکمل ہو چکی ہے۔ تمہارا دامن نعمتوں سے مالا مال ہے۔ تم بتلاؤ کس مرض کی دوا ہو !

اسلام کو بطور دین امت کے لئے پسند کر لیا گیا ہے اور اسلام سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کے رگ و ریشے میں راسخ کر دیا ہے۔ مدعی کذاب بتائے کہ وہ کیا پروگرام لے کر آیا ہے۔ کذاب مدعی نبوت کو چاہیئے کہ وہ ڈوب مرے اس سجے سجائے گلشن میں اس کی کوئی گنجائش نہیں ہے !

ختمِ نبوّت کانفرنس کا نظارہ

حضراتِ گرامی ! ایک دفعہ اللہ تعالیٰ نے بھی عالم ارواح میں ختم نبوت کانفرنس منعقد فرمائی تھی۔ اس میں انبیاء علیہم السلام کو شرکت کی دعوت دی گئی تھی۔ کسی غیر نبی کو اس کانفرنس میں شرکت کی اجازت

Marfat.com

ہیں تھی! خطاب خداوند قدوس کا تھا اور سامعین انبیاء علیہم السلام تھے! اور موضوع سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا تھا! چنانچہ قرآن مجید اس ختم نبوت کانفرنس کی کارروائی کو اس طرح بیان فرماتا ہے کہ

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ۔

(ترجمہ) جب اللہ تعالیٰ نے انبیاء سے عہد لیا کہ جب تک تم کو کتاب اور حکمت دوں! اور پھر ایسا رسول تمہارے پاس آئے۔ جو تمہاری آسمانی کتابوں کی تصدیق کرے! (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) تم سب ان پر ایمان لاؤ اور ان کی مدد کرو!

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ عہد میثاق صرف انبیاء علیہم السلام سے تھا۔ جو نبی ہوگا وہ اس عہد میں شریک ہوگا اور جو نبی نہیں ہوگا اس کا اس عہد و میثاق سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہوگا۔

ذرا دیکھئے تو! اس کانفرنس میں شریک ہونے والے کون کون آرہے ہیں۔ وہ دیکھو چشم بصیرت سے دیکھو۔ تصورات کی دنیا میں دیکھو! اس کانفرنس میں شرکت کے لئے

آدم علیہ السلام
نوح علیہ السلام
شعیب علیہ السلام
صالح علیہ السلام
داؤد علیہ السلام
زکریا علیہ السلام
سلیمان علیہ السلام
ابراہیم علیہ السلام
یعقوب علیہ السلام
یوسف علیہ السلام

Marfat.com

موسیٰ علیہ السلام

عیسیٰ علیہ السلام

تشریف لا رہے ہیں۔ ذرا آنکھیں بند کر کے دیکھیں کوئی ان میں قادیانی دجّال تو نہیں ہے۔ اگر نہیں ہے اور یقیناً نہیں ہے تو اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو نبی ہوگا۔ وہ عالم ارواح کے عہد و میثاق میں شریک ہوگا اور جو اس عہد میں شریک نہیں تھا وہ دجّال تو ہو سکتا ہے مگر نبی نہیں ہو سکتا!

سبحان اللہ

نبی ہونے کے لئے ضروری تھا کہ وہ عالم میثاق میں شامل ہو نہ مسیلمہ پنجاب اس میثاق میں شریک ہوا اور نہ ہی اس کی نبوّت کا سوال پیدا ہوا۔

لَمَا اٰتَیْتُکُمْ مِنْ کِتَابٍ وَّحِکْمَةٍ

کتاب و حکمت انبیاء کو دیا جائے گا مگر ثُمَّ جَاءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ۔

ثُمَّ ـــــ جَاءَکُمْ رَسُوْل

پھر آئے گا تمہارے ہاں رسولؐ

لفظ ثُمَّ ـــــ نے ختم نبوّت کا ڈنکا بجا دیا کیونکہ عربی محاورات میں ثُمَّ اس مقام پر آتا ہے جہاں آنے والے کا سب سے آخر میں آنا بیان کرنا مقصود ہو۔ ثُمَّ للتراخی جَاءَ نی القوم ثم ـــــ عمر ـــــ میرے پاس قوم آئی اور سب کے بعد عمر آیا ـــــ اس آیت کریمہ میں یہ بتایا جا رہا ہے کہ اے انبیاء علیہم السلام تم سب کے بعد ثم جاءکم رسول پھر تمہارے پاس محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں گے! یعنی آپ سب کے آخر میں سب کے بعد تشریف لائیں گے۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کو تمام انبیاء علیہم السلام کے بعد مبعوث فرمانا تھا اس لئے ان کو خبردار کیا گیا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت سب کے بعد ہوگی! اور آپ خاتم الانبیاء ہوں گے!

Marfat.com

مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ

جو کچھ تمہارے پاس ہوگا۔ محمد الرسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کی تصدیق کریں گے

خطیب کہتا ہے

لفظ ثُمَّ ـــــ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخر الزماں ہونے کی دلیل!

مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ ـــــ ختم نبوّت کی واضح دلیل!

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب انبیاء کے مصدق ہوں گے!

معلوم ہوا کہ جس نبی کے مصدق حضورؐ رہوں گے وہی نبی ہوگا اور جس کی تصدیق کا سرٹیفکیٹ آپ نے نہیں دیا وہ دجال تو ہو سکتا ہے، نبی نہیں ہو سکتا!

سب انبیاء علیہم السلام حضورؐ کے تصدیق شدہ ہیں مسیلمہ پنجاب اور اس کے پیروکار کوئی تصدیق شدہ کاپی دکھائیں۔

فان لم تفعلو ولن تفعلوا فاتّقوا النّار الّتی وقودها الناس والحجارة۔

تصدیق کا منظر یوں ہو سکتا ہے! حضور صلی اللہ علیہ وسلم مصدّق ہوں گے

آپ کون؟	آدمؑ	تصدیق کی جاتی ہے
آپ کون؟	نوحؑ	تصدیق کی جاتی ہے
آپ کون؟	شعیبؑ	تصدیق کی جاتی ہے
آپ کون؟	زکریاؑ	تصدیق کی جاتی ہے
آپ کون؟	سلیمانؑ	تصدیق کی جاتی ہے
آپ کون؟	موسیٰؑ	تصدیق کی جاتی ہے
آپ کون؟	یعقوبؑ	تصدیق کی جاتی ہے
آپ کون؟	یوسفؑ	تصدیق کی جاتی ہے
آپ کون؟	عیسیٰؑ	تصدیق کی جاتی ہے

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیائے کرام کی تصدیق فرما دیں گے تو ان کی نبوت

Marfat.com

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مصدقہ ہوگی ! اور نبی وہی ہوگا جس کی تصدیق سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے !

مسیلمہ پنجاب چونکہ جعلی ہے اور اس نے جھوٹا دعویٰ نبوت کیا ہے ! اس لئے اس کی تصدیق کا منظر کچھ یوں بن جائے گا کہ

ثَلَاثُوْنَ كَذَّابُوْنَ دَجَّالُوْنَ كُلُّهُمْ يَزْعَمُ اَنَّهٗ نَبِيُّ اللّٰهِ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ ۔

جن جھوٹے اور دجّال صفت لوگوں نے نبوت کا دعویٰ کر کے منصب نبوت پر ڈاکہ مارنے کی ناکام کوشش کی ہے ان میں مرزا غلام احمد قادیانی کا نام سرفہرست ہے۔ اس کو ان دجالوں کی فہرست میں رکھا جائے گا۔ جن کو زبان نبوت سے دجال وکذاب کا لقب ملا ہے !

وہ نبوت ہے مسلماں کے لئے برگ حشیش
جس نبوت میں نہیں شوکت وحشمت کا پیام

معلوم ہوا کہ نبی وہ ہوگا ـــــ جس کے پاس حضورؐ کا تصدیق شدہ شناختی کارڈ ہوگا !

سبحان اللہ

نہ مرزائے قادیان کے پاس مصدقہ شناختی کارڈ ہوگا اور نہ اس کو نبی مانا جائے گا۔

دکھاؤ مصدقہ شناختی کارڈ !

اس آیت کریمہ میں ختم نبوت کانفرنس کی عظیم الشان جھلکیاں موجود ہیں جو انبیاء علیہم السلام کے میثاق میں خود اللہ تعالیٰ کی زبان مبارک سے بیان ہوئی ہیں معلوم ہوا کہ یہ شرف صرف اور صرف سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے کہ آپ نبی بھی ہیں اور رسول بھی ـــــ خاتم الانبیاء بھی ہیں اور خاتم الرسل بھی ـــــ آپ کے بعد ہر قسم کی نبوت کا دروازہ بند ہے!

حضراتِ گرامی ! آپ حضرات کے سامنے اس وقت تک میں نے قرآن مجید کی تین آیتیں پیش کی ہیں جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے مسئلہ کو نہایت ہی بلاغت وفصاحت سے بیان کر رہی ہیں۔ اب آپ حضرات کے سامنے چوتھی آیت کریمہ پیش کر رہا

Marfat.com

ہوں! جو اس مسئلہ کو اور بھی واضح کرتے ہوئے ایمان کو جِلا اور تازگی بخشی ہے۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے کہ

قل یاایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا ــــ الّذی لہ ملک السمٰوات والارض ــــــ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)، آپ کہہ دیجئے کہ میں تمہارے تمام لوگوں کی طرف اللہ کا رسول ہوں!

خطیب کہتا ہے

اس آیت میں الناس کو خطاب ہے!

روئے زمین پر جو بھی انسان زادہ ہوگا۔ روئے سخن اسی کی طرف ہے!

جو الناس ہوگا وہ نبی کا امتی ہوگا۔

جو نبی کا امتی ہوگا۔ وہ آپ کی غلامی کرے گا اور جو غلامی نہیں کرے گا وہ الناس نہیں ہوگا خناس ہوگا۔

انی رسول اللہ الیکم جمیعا

جہاں جہاں انسان بستے ہیں

حضورؐ ان سب کے لئے نبی ہیں

جو انسان اب روئے زمین پر ہے یا قیامت تک ہوگا۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان سب کے نبی ہیں۔

اس آیت میں لفظ جمیعا اس قدر کامل اور مکمل ہے جس کے ہوتے ہوئے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمومیت اور تمام مخلوقات پر آپ کی سرداری اور بالاتری ثابت ہوتی ہے

سبحان اللہ

جمیعا	تمام انسانوں کے نبی
جمیعا	تمام جنات کے نبی
جمیعا	تمام ملائکہ کے نبی
جمیعا	تمام زمینوں کے نبی

Marfat.com

جمیعا تمام آسمانوں کے نبی
جمیعا تمام نبیوں کے نبی ـــــ سبحان اللہ
جمیعا قیامت تک تمام مخلوقات کے نبی !

سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تمام کائنات کے نبی ہیں۔!

جو کائنات میں ہوگا اس کے نبی محمدؐ
جو زمین پہ ہوگا اس کے نبی محمدؐ
جو آسمانوں پہ ہوگا اس کے نبی محمدؐ
جو خدا کی مخلوق میں ہوگا اس کے نبی محمدؐ

تو پھر بتایا جائے کہ مرزائے قادیان کس کے لئے آیا ہے ؟

انسانوں میں تو نبی کی اب گنجائش نہیں
زمینوں میں تو نبی کی اب گنجائش نہیں
آسمانوں میں تو نبی کی اب گنجائش نہیں

تو پھر کہنے دیجئے کہ مرزائے قادیان ایک ایسی بدبودار اور متعفن لاش ہے جس کے لئے اب صرف اور صرف غلاظت ڈالنے والے سٹور کے سوا کوئی مقام نہیں ؟

اب آیت کریمہ میں الذی لہ السمٰوٰت والارض کہہ کر بھی یہ بتایا گیا ہے جس ذات باری تعالیٰ کی جہاں جہاں حکمرانی ہے۔ وہیں وہیں محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت کا آفتاب چمکے گا۔

"کمکدی مکاواں ؟

جنہاں چیزاں دا اللہ رب اے
انہاں چیزاں دا محمدؐ رسول اے

جن چیزوں کا خدا رب ہے
ان چیزوں کے حضورؐ رسول ہیں

سبحان اللہ

لعینہ
لعینہ
لعینہ

Marfat.com

نبوت کے جھوٹے مدعیو!
یا تو خدا کی خدائی سے نکلو
یا پھر میرے مصطفیٰؐ کی ختم نبوت کا اقرار کرو
ماشاء اللہ ۔ سبحان اللہ

حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ اَنَا رَسُوْلٌ مَنْ اَدْرَکَہٗ حَیًّا وَمَنْ یُوْلَدُ بَعْدِیْ ۔
میں ان لوگوں کے لئے بھی نبی ہوں جن کو اپنی زندگی میں پاؤں اور ان کے لئے بھی جو میرے بعد پیدا ہوں گے!

ختم نبوت ایک عجیب انداز سے

سامعین کرام! آپ اگر توجہ فرمائیں گے تو قرآن مجید کے اس اعلان پر بھی توجہ فرماتے جائیے کہ

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَۃُ ـــــ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ

قیامت قریب ہے ـــــ اور چاند پھٹ گیا!

قیامت قریب ہے ـــــ اس اعلان خداوندی پر بار بار غور فرمائیں تو معلوم ہو گا کہ قیامت قریب ہونے کا اعلان یونہی نہیں فرما دیا گیا بلکہ اس میں یہ بتلانا مقصود ہے کہ جس پروگرام کو لے کر

آدمؑ آئے ـــــ کسی نے مانا کسی نے نہیں مانا
نوحؑ آئے ـــــ کسی نے مانا کسی نے نہیں مانا
شعیبؑ آئے ـــــ کسی نے مانا کسی نے نہیں مانا
سلیمانؑ آئے ـــــ کسی نے مانا کسی نے نہیں مانا
ابراہیمؑ آئے ـــــ کسی نے مانا کسی نے نہیں مانا
یعقوبؑ آئے ـــــ کسی نے مانا کسی نے نہیں مانا
یوسفؑ آئے ـــــ کسی نے مانا کسی نے نہیں مانا
موسیٰؑ آئے ـــــ کسی نے مانا کسی نے نہیں مانا
عیسیٰؑ آئے ـــــ کسی نے مانا کسی نے نہیں مانا

Marfat.com

جس نے مانا — اس کو عظمتیں ملیں رفعتیں ملیں
جس نے نہیں مانا — اس کو ذلت ملی اور رسوائی ملی
ماننے والوں کو — عزت ملی
نہ ماننے والوں کو — نیست و نابود کر دیا

خبردار اب معاملہ یہ نہیں ہوگا کہ ماننے والوں کو چھوڑ دیا جائے اور نہ ماننے والوں کو ذلت و رسوائی دی جائے گی، بلکہ اب معاملہ یہ ہوگا کہ میں نظام کائنات ہی کو ختم کر دوں گا، کیونکہ جب تم میرے محمدؐ کو نہیں مانو گے

تو

میں پوری کائنات کا نظام ہی درہم برہم کر دوں گا۔ وہ ہوں گے تو نظام کائنات میں بہاریں ہوں گی۔

وہ نہیں ہوں گے تو قیامت برپا کر دی جائے گی۔

اقتربت السّاعۃ

قیامت کا آنا اس بات کی بین دلیل ہے کہ خاتم النبیین کے بعد اب کسی دنیا کے نظام کو برقرار رکھنے کی ضرورت نہیں۔

جس طرح قیامت کے بعد نظام کائنات ختم

اسی طرح

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نظام نبوت ختم

ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین

جس طرح آخری مقرر کے بعد تمام جلسہ اور کانفرنس لپیٹ لی جاتی ہے۔ سائبان ختم۔ دریاں اٹھالی گئیں۔ لاؤڈ سپیکر اور ریٹیج اٹھالئے گئے۔ اسی طرح آخری نبی حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کائنات کا تمام سامان لپیٹ لیا جائے گا۔ چاند ستارے رخصت ہو جائیں گے۔ آفتاب اپنی درخشندگی سمیت چلا جائے گا۔ رہے نام اللہ کا۔

اذا زلزلت الارض ۔ زلزالھا۔

Marfat.com

القارعة۔ ما القارعة۔ وما ادراک ما القارعة۔ یوم یکون الناس کالفراش المبثوث ۔

بس بس میرے محمد کی تو کائنات تھی
وہ نہیں تو کائنات نہیں !

یہ آیت کریمہ ختم نبوت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اللہ تعالیٰ غور و فکر اور عشق رسالت کی چاشنی اور دولت سے مالا مال فرمائے !

سبحان اللہ

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم بُعِثْتُ اَنَا والساعۃ کھاتین ۔

(مشکوٰۃ)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (انگشت شہادت اور بیچ کی انگلی کو ملا کر) فرمایا کہ میں اور قیامت دونوں اس طرح ملے ہوئے بھیجے گئے ہیں جس طرح یہ دو انگلیاں ملی ہوئی ہیں۔

ایک اور نرالا انداز

سامعین کرام ! قرآن حکیم کے سمندر میں ذرا غوطہ لگاتے تو ایک اور موتیوں سے بھری ہوئی آیت شریفہ آپ کو ملے گی ۔

هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ ؟

وہ ذات ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت کے ساتھ بھیجا اور سچے دین کے ساتھ ۔ تاکہ غالب کرے اس کو تمام دینوں پر !

اللہ تعالیٰ نے اس آیت شریف میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد بعثت یوں بیان فرمایا ہے کہ لِیُظْهِرَهٗ علی الدین کُلِّہٖ کہ حضورؐ کو تمام ادیان اور ملتوں پر غلبہ دیا جائے گا ۔

خطیب کہتا ہے

تمام ملتوں پر غلبہ تبھی ہو سکتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے تمام ادیان ملل موجود ہوں " !

Marfat.com

دین آدم سے لے کر دین عیسیٰ تک تمام دینوں پر غلبہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو ہوگا !

سب دین موجود ہے !
مگر دوسرے دین کی آمد آمد !
سب انبیاء اپنا اپنا دین لا چکے تو
ارشاد ہوا کہ اب جس قدر دین آچکے ہیں۔ بس ـــــ اب صرف محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کا سکہ چلے گا۔ غلبۂ دین محمدی ـــــ تبھی ہوگا کہ سب دین آپ کے آنے سے قبل اپنی روشنی پھیلا چکے ہوں۔ اب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا دین ـــــ تمام ادیان پر غالب !
جیسے ان کے دین کے بعد کوئی دین نہیں اسی طرح ان کی نبوت کے بعد کوئی نبی نہیں!
دین دینوں پر غالب
نبی نبیوں پر غالب
دین بھی کامل
نبی بھی کامل
مسیلمہ پنجاب کے نام لیوا اول میں شکت ہو تو بتائیں کہ دین غالب اور رسول غالب تو آپکے اب تم یہ بجھا ہوا چراغ کاہے کو اٹھائے پھرتے ہو۔

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

لیظہرہ علی الدین کلہ
حضور کے دین کے بعد انبیائے صادقین کے دین کی ضرورت نہیں تو مسیلمہ پنجاب اور اس کے حواری کیا حیثیت رکھتے ہیں۔

سراجاً منیراً ـــــ سامعین کرام! ذرا دیکھئے تو قرآن مجید ایک اور انوکھے انداز سے ختم نبوت کے مسئلہ کو بیان فرما رہا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ

Marfat.com

انا ارسلنک شاهداً ومبشراً ونذیرا وداعیا الی اللہ باذنہ وسراجاً منیراً ٥

ہم نے آپ کو بھیجا ہے۔
شاہد بنا کر
مبشر بنا کر
نذیر بنا کر
داعی الی اللہ بنا کر
سراجاً منیراً بنا کر

سراج منیرا کے مفہوم کو اگر اردو زبان میں بیان کرنے کی کوشش کی جائے تو آفتاب ماہتاب کے لفظوں سے تعبیر کیا جا سکتا ہے یا روشن چراغ کی تعبیر بھی ہو سکتی ہے۔ مگر آپ کی رسالت کی عمومیت کے پیش نظر آفتاب ماہتاب کی تعبیر زیادہ تعبیر موزوں اور مناسب ہے!

مسئلہ حل ہو گیا

آسمانوں کا آفتاب آیا ——— تو اندھیرا گیا
آسمانوں کا آفتاب آیا ——— تو ظلمتیں گئیں
آسمانوں کا آفتاب آیا ——— تو سویرا ہو گیا
آسمانوں کا آفتاب آیا ——— تو چاند رخصت ہو گیا
آسمانوں کا آفتاب آیا ——— تو ستارے بستر باندھ گئے

لیکن قربان جاؤں سراجاً منیرا کے ؟

محمدؐ کی نبوت کا آفتاب آیا تو ——— کفر کا اندھیرا گیا
اور توحید و سنت حق و صداقت کا ——— سویرا آیا۔
محمدؐ کی نبوت کا آفتاب آیا ——— تو تمام روشنیوں پر چھا گیا
نبی رخصت ہو گئے ——— اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا سکہ رائج ہو گیا۔

Marfat.com

پاکستانی سے پاس پاکستان کا سکہ ہوگا
امریکی سے پاس امریکی سکہ ہوگا
حجازی سے پاس حجاز کا سکہ ہوگا
مصری سے پاس مصر کا سکہ ہوگا

اسی طرح

محمدی سے پاس محمد رسول اللہ کی نبوت کا سکہ ہوگا۔
جس طرح جعلی سکہ رکھنے والا ہر ملک میں مجرم ہوگا۔
اسی طرح جعلی نبوت کا سکہ رکھنے والا خدا کے حضور مجرم ہوگا۔
سورج کے بعد کسی روشنی کی ضرورت نہیں
اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کی ضرورت نہیں

دن ہوندیاں جیہڑا دیوا بالے اوہنوں احمق کہیئے
محمد نوں چھڈ جیہڑا غیراں نبیاں اوہراناں کی لیئے

دن کی روشنی میں جو چراغ جلاتا پھرے اس کو بیوقوف کہا جائے گا اور حضور کی نبوت کاملہ کی موجودگی میں جو کسی اور نبوت کو چلائے اس سے بڑا احمق کرۂ ارضی پر کوئی نہیں ہو سکتا!

حضرات گرامی! چلتے چلتے ان آیات پر نظر ڈالتے جائیں۔

عالمین کا نبی

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً وَّمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ
تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا ۝

- ۝ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم دونوں جہانوں کے لئے رحمت ہیں۔
- ۝ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت تمام کائنات کے انسانوں کے لئے کافی ہے۔
- ۝ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم دونوں جہانوں کے لئے نذیر ہیں۔

ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاں جہاں اور جس جس کا خدا خدا ہے وہیں وہیں اس اس کا نبی مصطفےٰ ہے ——— خدا کے بعد خدا کوئی اور حضور کے بعد نبی کوئی نہیں!

Marfat.com

سبحان اللہ ـــــ قرآن نے ختم نبوت کے مسئلے کو روز روشن کی طرح واضح کر دیا جس کے دل میں ذرہ برابر ایمان وحیاء کی روشنی ہوگی۔ وہ فوراً سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کو حرز جاں بنالے گا اور آپ کے بعد ہر مدعی نبوت کو کافر و مرتد سمجھے گا۔

ختم نبوت کی عجیب مثال

حضرات گرامی! آپ حضرات کے سامنے میں نے قرآن مجید کی دس آیات بینات پیش کی ہیں جو سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے لئے برہان قاطع اور روشن دلیل ہے۔ اب میں تبرکاً چند احادیث مبارکہ کا تذکرہ کرتا ہوں جن میں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان سے ختم نبوت کا مسئلہ بیان فرمایا ہے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ختم نبوت کی مثال ایک عجیب انداز سے بیان فرماتے ہیں کہ

اِنَّ مَثَلِیْ وَمَثَلَ الْاَنْبِیَاءِ مِنْ قَبْلُ کَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰی بَیْتًا فَاَحْسَنَہٗ وَاَجْمَلَہٗ اِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَۃٍ مِنْ زَاوِیَۃٍ فَجَعَلَ النَّاسُ یَطُوْفُوْنَ بِہٖ وَیَعْجَبُوْنَ لَہٗ وَیَقُوْلُوْنَ ھَلَّا وُضِعَتْ ھٰذِہِ اللَّبِنَۃُ ـــــ قَالَ فَاَنَا اللَّبِنَۃُ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ۔ (بخاری مسلم)

میری مثال اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے کوئی گھر بنایا ہو! اور اس کو آراستہ پیراستہ کیا ہو! مگر ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی ہو! اور لوگ اس کے پاس چکر لگاتے اور خوش ہوتے ہوں! اور کہتے ہوں کہ یہ ایک اینٹ بھی کیوں نہ رکھ دی گئی (کہ تعمیر مکمل ہو جاتی) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پس وہ آخری اینٹ میں ہوں! اور میں ہی خاتم النبیین ہوں!

خطیب کہتا ہے

نبوت کا محل مکمل ہو چکا ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے بعد اس کی تکمیل کا آخری مرحلہ بھی ختم ہو گیا!

محل میں جو مقام خالی تھا۔ وہ مقام ختم نبوت سے پایۂ تکمیل کو پہنچ چکا ہے!

اب نہ دروازے کی ضرورت ہے

اور نہ ہی روشن دان کی۔

Marfat.com

اب نہ چھت کی ضرورت ہے
اور نہ ہی فرش کی
مرزا قادیانی اگر پسند کریں گے تو انہیں باہر کسی کوڑا کرکٹ سے بھرے ٹرک میں پھینکا جا سکتا ہے
مسیلمہ پنجاب کا وجود ہی غلاظت ہے
اس لئے قصر نبوّت کے قریب اس کی گنجائش ہی نہیں۔

فضیلتوں کے تاج

حضرات گرامی! آپ نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی سماعت فرمایا اور ختم نبوت کے محل کی ایک عجیب تمثیل فرمائی۔ اب آیئے ذرا آپ کو خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک پر فضیلتوں کے چھ تاج دکھاؤں جن سے آپ محسوس فرمائیں گے کہ نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی کے سر پر فضیلتوں کے چھ تاج ہوں گے اور نہ ہی کوئی نبوت کا دعویٰ کر سکے گا۔ چنانچہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ

فضلت علی الانبیاء بستٍ اعطیت جوامع الکلم و نصرت بالرعب۔ واحلت لی الغنائم وجعلت لی الارض مسجداً و طھورا وارسلت الی الخلق کافۃ وختم بی النبیون۔ (مسلم)

مجھے تمام انبیاء پر چھ وجہ سے فضیلت دی گئی ہے
ایک یہ کہ مجھے کلمات جامعہ عطا فرمائے گئے
دوسرے یہ کہ رعب کے ذریعے سے میری مدد فرمائی گئی
تیسرے میرے لئے مال غنیمت حلال کر دیا گیا
اور چوتھے میرے لئے تمام زمین کو نماز پڑھنے کی جگہ اور بذریعہ تیمم پاک کرنے والی بنایا گیا!
پانچویں مجھے تمام خلقت کی طرف بھیجا گیا!
چھٹے میرے بعد سلسلہ نبوت کو ختم کر دیا گیا!

تاج ختم نبوّت

خطیب کہتا ہے
حضورؐ کے سر پر چھ تاج ایسے سجتے ہیں جیسے چاند کے ساتھ تارے
مگر تاج ختم نبوت اس طرح سج رہا ہے جیسے سراجا منیرا

Marfat.com

سبحان اللہ
میرے حضورؐ بشارتوں کی بھی معراج
اور
میرے حضورؐ فضیلتوں کی بھی معراج
خدا سے تو کم ہیں اور سب سے زیادہ
دو عالم سے اعلیٰ ہمارے محمدؐ

اس حدیث کو اگر پھیلا کر بیان کیا جائے تو اس سے پورا مجمع معطر ہو جائے !
ایک اور مقام پر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ
اَنَا اٰخِرُ الْاَنْبِیَاءِ وَاَنْتُمْ اٰخِرُ الْاُمَمِ ۔ (ابن ماجہ)
میں سب انبیاء سے آخر میں ہوں اور تم سب امتوں سے آخری !
ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا کہ
اِنِّیْ عِنْدَ اللّٰہِ مَکْتُوْبٌ خَاتِمُ النَّبِیِّیْنَ وَاِنَّ اٰدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِیْ طِیْنَتِہٖ ۔ (مشکوٰۃ من شرح السنۃ)
تحقیق میں اللہ تعالیٰ کے ہاں خاتم النبیین اس وقت میں لکھا ہوا تھا جب کہ آدم علیہ السلام اپنی مٹی میں ہی تھے !

اَنَا قَائِدُ الْمُرْسَلِیْنَ

ایک اور مقام پر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ
انا قائد المرسلین ولا فخر وانا خاتم النبیین ولا فخر وانا اول شافع ومُشَفَّعٌ ولا فخر ۔ (مشکوٰۃ)
میں تمام رسولوں کا قائد ہوں لیکن فخر نہیں کرتا اور میں تمام انبیاء کا ختم کرنے والا ہوں مگر فخر نہیں کرتا اور میں پہلا شفاعت کرنے والا اور مقبول شفاعت ہوں اور کوئی فخر نہیں کرتا ۔

خطیب کہتا ہے
ان احادیث سے ان مسائل کی روشنی پھیلی ۔
حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی اور امتِ محمدی آخری اُمّت ۔

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم تخلیق آدم سے بھی پہلے خاتم النبین بنا دیئے گئے تھے۔
حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبین ہیں اور قیامت میں شفاعت کا تاج بھی آپ کے سر پر رکھا جائے گا۔

معلوم ہوا کہ تاج ختم نبوت بھی حضورؐ کے سر پہ ہوگا
اور تاج شفاعت بھی حضورؐ کے سر پہ ہوگا

سبحان اللہ العظیم

حضرات گرامی! میں آپ حضرات کے سامنے قرآن و حدیث کا ایک عظیم ذخیرہ عقیدۂ ختم نبوت کے اثبات اور ایقان کے لئے پیش کر دیا ہے اس کی روشنی میں اپنا یہ عقیدہ بنائیں کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ آپ کے بعد ہر قسم کی نبوت کا دعوی کرنے والا جھوٹا ہوگا اور کذاب ہوگا۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کے بعد ہمیں کسی ظلی۔ یا بروزی نبی کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمارا خدا ہماری مشکلکشائی کے لئے کافی ہے اور ہمارے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری پیشوائی کے لئے کافی ہیں۔

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

Marfat.com

چوتھا جمعہ شوال

ذَالِكَ عِيسَى بِنْ مَرْيَمَ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم امابعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ۔
نہ ان کو قتل کیا اور نہ ان کو سولی پر چڑھایا، لیکن ان کو اشتباہ ہو گیا۔

حضرات گرامی! گذشتہ جمعہ کے خطبہ میں تفصیل سے مسئلہ ختم نبوت کو بیان کیا گیا ہے جو لوگ ختم نبوت کا انکار کر کے دائرہ اسلام سے خارج ہو چکے ہیں۔ وہ انکار نبوت کے ساتھ ساتھ مسیح ہونے کے بھی دعویدار ہیں۔ اس لئے میں ضروری سمجھتا ہوں کہ آج کے خطبہ میں حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات طیبہ کے نورانی اوراق آپ کے سامنے رکھوں تاکہ آپ حضرات کے سامنے عیسیٰ علیہ السلام کا حقیقی اور روشن چہرہ آسکے اور پہچان سکیں کہ قرآن کا مسیح کون ہے! اور شیطان کا مسیح کون ہے!

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وجود مقدس سراپا معجزہ ہے اس لئے آپ کی مقدس زندگی اور حیات طیبہ کو تین حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

بچپن۔ جوانی۔ بڑھاپا
آپ کا بچپن انوکھا اور نرالا

Marfat.com

جوانی بھی انوکھی اور نرالی

اور

بڑھاپا بھی انوکھا اور نرالا

چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمانوں پر اٹھایا جانا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے شروع میں ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ایسے حالات سے گزارا جن کا ایک ایک واقعہ نادر اور ایک ایک لمحہ محیر العقول اور مستقبل کے نادر ہونے کی تابندہ و درخشندہ دلیل ہے۔ !

سیدہ مریم صدیقہ ایک انوکھی ماں

قانون قدرت ہے کہ انسان کی نشوونما کے لئے اور سلسلہ افزائش انسانی کے لئے میاں بیوی کا سلسلہ قائم فرمایا۔ مگر عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کے لئے قانون قدرت کو چھوڑ کر صرف قدرت کو استعمال فرمایا گیا اور آپ کی ولادت بغیر باپ کے ہوئی۔ یہ ایک ایسا قدرتی فیصلہ تھا جس سے عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ محترمہ سیدہ طاہرہ حضرت مریم صدیقہ رضی اللہ عنہا کی زندگی کا ایک نادر پہلو نمایاں کیا گیا، کیونکہ جب عورت کے بطن سے بغیر خاوند کے بچہ پیدا کیا جا سکتا ہے تو اس بچہ کو آسمانوں پر زندہ بھی اٹھایا جا سکتا ہے۔ اگر بغیر باپ کے بچہ کا پیدا ہونا قابل تسلیم ہے تو نہ دیکھے جانے والے وسائل کے بغیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمانوں پر اٹھایا جانا بھی ایک حقیقت اور ناقابل تردید واقعہ ہے۔ قرآن مجید حضرت مریم صدیقہ رضی اللہ عنہا کا واقعہ ایک عجیب انداز سے بیان فرماتا ہے جو دراصل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بے مثال بچپن کی تمہید ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پوری زندگی کی ایک انوکھی تمہید ہے۔ یوں سمجھ لیجئے کہ ماں اپنے فرزند کے لئے ایک برہان قاطع بن گئی !

چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے کہ

وَكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا۔ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ج قَالَ يَا مَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ط اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝

اور اس (مریم) کی کفالت زکریا نے کی۔ جب اس (مریم) کے پاس زکریا داخل ہوتے

Marfat.com

تو اس کے پاس کھانے کی چیزیں رکھی پاتے۔ زکریا نے کہا اے مریم! یہ تیرے پاس کہاں سے آتی ہیں؟ مریم نے کہا یہ اللہ کے پاس سے آتی ہیں۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے بے گمان رزق دیتا ہے۔

مریم صدیقہ علیہا السلام شب و روز عبادت میں رہتی تھیں اور جب خدمتِ مسجدِ اقصیٰ کی نوبت آتی تو اس کو بھی بخوبی انجام دیتی تھیں حتیٰ کہ ان کا زہد و تقویٰ بنی اسرائیل میں ضرب المثل بن گیا اور ان کے زہد و تقویٰ کی مثالیں دی جانے لگیں۔ زکریا علیہ السلام مریم صدیقہ علیہا السلام کی کفالت کے سلسلہ میں کبھی کبھی ان کے حجرہ میں تشریف لے جایا کرتے تھے! انہیں یہ دیکھ کر بے حد تعجب ہوا کرتا تھا کہ وہ جب بھی سیدہ مریمؑ کے حجرہ میں تشریف لے جاتے تو ان کے پاس اکثر بے موسم پھل موجود پاتے! آخر ایک دن حضرت زکریا علیہ السلام نے سیدہ مریم سے پوچھ ہی لیا کہ اے مریم! تیرے پاس یہ بے موسم کے پھل کہاں سے آتے ہیں؟ مریم علیہا السلام نے فرمایا! یہ میرے پروردگار کا فضل و کرم ہے! وہ جس کو چاہتا ہے بے گمان رزق پہنچاتا ہے! حضرت زکریا علیہ السلام نے جب یہ سنا تو سمجھ گئے کہ خدائے برتر کے یہاں مریم کا خاص مقام اور مرتبہ ہے اور ساتھ ہی بے موسم تازہ پھلوں کے واقعہ نے دل میں یہ تمنا پیدا کر دی کہ جس خدا نے اپنی قدرت کاملہ سے یہ بے موسم پھل بی بی مریم کو دے دیتے ہیں۔ وہ مجھے بڑھاپے کے باوجود ایک چاند سا بیٹا بھی عطا کر سکتا ہے حضرت زکریا علیہ السلام نے وہیں پر اس وقت خداوند قدوس کی بارگاہ میں دستِ سوال دراز کر کے بیٹے کی درخواست پیش کر دی جسے منظور کر لیا گیا اور حضرت یحییٰ علیہ السلام جیسا بیٹا عطا کیا گیا اور نہ صرف بیٹا دیا گیا بلکہ فرمایا کہ

بیٹا تیرا ہوگا نبی میرا ہوگا

خطیب کہتا ہے

سیدہ مریم صدیقہ سلام اللہ علیہا کی یہ زندہ کرامت تھی!
آپ کو بے موسم کے میوے عطا کر کے ایک ایسی ذات کی قدرت کاملہ پر یقین محکم کرانا مقصود تھا کہ

Marfat.com

جو ذات والا تیار بے موسم کے میوے دے سکتا ہے۔

وہ

بے خاوند کے اولاد دینے پر بھی قادر ہے۔

بی بی مریم کے حالات وطیبات کو عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ پیش آنے والے واقعات کا مقدمہ اور تمہید بنا دیا!

سچ ہے کہ سیدہ مریم سلام اللہ علیہا ایک ایسی انوکھی ماں تھی جس کو خدا نے تمام دنیا سے نرالا اور انوکھا بیٹا بنا دیا!

یعنی مریم کو میوے دیئے تو بن موسم کے
اور مریم کو بیٹا دیا تو بن خاوند کے

طہارت مریم کا خدائی اعلان

قرآن مجید نے نہایت ہی روشن اور پاکیزہ بیان دیتے ہوئے حضرت مریم طاہرہ کی عظمت اور طہارت کو ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے کہ

اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ۔ يٰمَرْيَمُ اقْنُتِيْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِيْ وَارْكَعِيْ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ۔ (آل عمران)

اے پیغمبر وہ وقت یاد کیجئے۔ جب فرشتوں نے کہا اے مریم بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تجھ کو بزرگی دی! اور پاک کیا اور دنیا کی عورتوں پر تجھ کو برگزیدہ کیا۔ اے مریم! اپنے پروردگار کے سامنے جھک جا اور سجدہ ریز ہو جا اور نماز پڑھنے والوں کے ساتھ نماز ادا کر۔ اور تم اس وقت ان کاہنوں کے پاس موجود نہ تھے۔ جب وہ اپنے قلموں کو (قرعہ اندازی کے لئے) ڈال رہے تھے کہ مریم کی کفالت کون کرے اور تم اس وقت (بھی) موجود نہ تھے۔ جب وہ اس کی کفالت کے بارے میں آپس میں جھگڑ رہے تھے!

Marfat.com

خطیب کہتا ہے

جب سیدہ مریم سلام اللہ کی کفالت کے بارے میں قلمیں دریا میں ڈالی گئیں تو حضرت ذکریا علیہ السلام کی قلم اس رُخ پر چل نکلی جدھر سے پانی آرہا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدہ مریم کو تربیت کے لئے نبوت کی کفالت میں دے دیا گیا۔ تاکہ نبی کی ماں بننے والی مریم کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خصوصی تربیت کی ٹریننگ دی جاسکے!

انوکھے نبی کی انوکھی ماں دراصل دلیل ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے انوکھے مستقبل کی!

جو خدا تیز پانی کے بہاؤ میں قلم کو اس کی تیزی کے خلاف رُخ پر لے جاسکتا ہے۔

وہ خدا عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ سلامت آسمانوں پر بھی لے جاسکتا ہے!

ماں صدیقہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ محترمہ کو خداوند قدوس نے قرآن مجید میں صدیقہ کے لقب سے یاد فرمایا ہے۔

چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے کہ

مَا الْمَسِيْحُ بْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ۔ (مائدہ)

ابن مریم تو ایک پیغمبر ہیں۔ جن سے پہلے اور بھی پیغمبر گزر چکے اور ان کی والدہ صدیقہ تھیں!

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کائنات میں ایک ممتاز اور اعلیٰ مقام پر فائز کیا جانا تھا۔ اس لئے خداوند قدوس نے ان کی والدہ محترمہ کا بالخصوص ذکر فرماتے ہوئے انہیں صدیقہ کے لقب سے یاد فرمایا۔ تاکہ عیسیٰ علیہ السلام کے محاسن اور خوبیوں میں اس کو بھی خصوصیت سے شامل رکھا جائے کہ ان کی والدہ صدیقہ ہے!

خطیب کہتا ہے

مسیح کی ماں کا صدیقہ ہونا ضروری ہے۔

اور

قادیانی کی ماں کا زندیقہ ہونا ضروری ہے۔

Marfat.com

حقیقی مسیح کو	صدیقہ کی گود ملی
بنا سکتی قادیانی مسیح کو	زندیقہ کی گود ملی
ایک مسیح کی ماں	طاہرہ تھی
قادیانی کی گود	فاجرہ تھی
ایک مریم کا	بیٹا
ایک گھسیٹی کا	(مرزا کی ماں کا نام تھا) بیٹا
صداقت کی گود میں	صداقت کے چشمے پھوٹے
اور	
ضلالت کی گود میں	رزالت کے چشمے پھوٹے

ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے دنیا میں تشریف لانے سے قبل ہی ان کے لئے عقلی اور نظری راستے ہموار کر دیئے گئے اور ان کی والدہ محترمہ کو ایسی روشن کرامات سے نوازا گیا جو حضرت مسیح علیہ السلام کے بے مثال مستقبل کے لئے روشنی کی عظیم کرنیں ثابت ہوئیں اور ان کی والدہ محترمہ بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع الی السماء اور دوسرے معجزات کے لئے دلیل و برہان بن گئیں۔

حضرات گرامی ! یہ کوئی افسانہ نہیں بیان کر رہا کہ حضرت مریم کو اللہ تعالیٰ نے ایک دلیل و برہان بنا دیا تھا بلکہ قرآن مجید نے اس حقیقت کو بیان فرماتے ہوئے اس طرح ارشاد فرمایا ہے کہ

وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗ اٰيَةً ۔ (المومنون)

اور ہم نے عیسیٰ بن مریم اور اس کی ماں (مریم) کو اپنی قدرت کا نشان بنا دیا۔

خطیب کہتا ہے

مریم کو خدا نے قدرت کا نشان بنا دیا ؟
کس کے لئے نشان ؟
کیا مریم اپنے لئے نشان تھیں ؟ نہیں ؟
تو کیا مریم اپنے خویش و اقارب کے لئے نشان تھیں ؟

Marfat.com

آخر نشان کس کے لئے تھیں ؟
دلیل کس کے لئے بن کر آئی تھیں ؟
ان کا وجود ان کی کرامات روشن دلائل تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی انوکھی زندگی اور انوکھے واقعات کے لئے اس سے معلوم ہوا کہ اگر حضرت مریم کی کرامات صحیح ہیں تو پھر ماننا پڑے گا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وہ تمام معجزات درست اور صحیح ہیں جو ان کی حیاتِ طیبہ میں ظہور پذیر ہوئے اور پھر رفع اِلَی السَّماء ان کا معجزہ پوری دنیا میں ایک صداقت کی حیثیت اختیار کر گیا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمانوں پر اٹھائے جانے کو خلاف عقل بتانے والے یہ بتا سکتے ہیں کہ حضرت بی بی مریم کے ساتھ جو واقعات پیش آئے ان کی عقلی توجیع کیا ہو سکتی ہے!

اگر ان کی کرامات کو آنکھیں بند کر کے تسلیم کر لیتے ہو تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کے انکار کا کیا جواز ہے ؟

مریم کا نشانی ہونا

اسی طرح صحیح ثابت ہو سکتا ہے کہ مریم کو ابن مریم کی حیات طیبہ کے لئے مقدمہ اور دلیل مانا جائے!

جو خدا مریم کے لئے اپنی قدرت کاملہ سے خلاف عقل واقعات کو ظاہر فرما سکتا ہے، وہ ابن مریم کے لئے بھی رفع اِلَی السَّماء جیسے معجزات دکھا سکتا ہے۔

وما ذالك على الله بعزيز

عیسیٰ علیہ السلام کی نرالی ولادت

جس طرح عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ محترمہ کو اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کے انوکھے مستقبل کے لئے دلیل و برہان بنا دیا۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بچپن اور ان کی ولادت کو پوری دنیا کے لئے ان کے مستقبل کی دلیل قاطع اور برہان ساطع بنا دیا۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت مبارکہ اس انوکھے اور نرالے طریقوں سے ہوئی

Marfat.com

ہے جو آپ کی زندگی کو عام غالبطوں سے ہٹ کر مطالعہ کرنے کی دعوت دیتی ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے کہ

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا فَاَرْسَلْنَا اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ۝ قَالَتْ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ۝ قَالَ اِنَّمَا اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ۝ قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَكُ بَغِيًّا ۝ قَالَ كَذٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَّلِنَجْعَلَهٗ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا ۝

اور اے پیغمبر کتاب میں مریم کا واقعہ ذکر کرو۔ اس وقت کا ذکر کہ جب وہ ایک جگہ جو کہ پورب کی طرف تھی اپنے گھر کے آدمیوں سے الگ ہوئی پھر اس نے ان لوگوں کی طرف سے پردہ کر لیا پس ہم نے اس کی طرف اپنا فرشتہ بھیجا اور وہ ایک بھلے چنگے آدمی کے روپ میں نمایاں ہو گیا ——— مریم اسے دیکھ کر گھبرا گئی۔ وہ بولی اگر تو نیک آدمی ہے تو میں خدائے رحمان کے نام پر تجھ سے پناہ مانگتی ہوں! فرشتہ نے کہا کہ میں تیرے پروردگار کا فرستادہ ہوں اور اس لئے نمودار ہوا ہوں کہ تجھے ایک پاک فرزند دے دوں! مریم بولی! یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میرے لڑکا ہو! حالانکہ کسی مرد نے مجھے چھوا نہیں اور نہ میں بدچلن ہوں فرشتہ نے کہا! ہو گا ایسا ہی! تیرے پروردگار نے فرمایا کہ یہ میرے لئے کچھ مشکل نہیں۔ وہ کہتا ہے کہ یہ اس لئے ہو گا کہ اس (مسیح) کو لوگوں کے لئے ایک نشان بنا دوں! اور میری رحمت کا اس میں ظہور ہو اور یہ ایسی بات ہے جس کا ہونا طے ہو چکا ہے۔

خطیب کہتا ہے

○ فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا

○ اِنَّمَا اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ

○ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا

Marfat.com

- وَلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ
- قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ
- وَلِنَجْعَلَهُ اٰيَةً لِّلنَّاسِ

جبرائیلؑ کا صورت بشریت میں آنا
جبرائیلؑ کا خدائی قاصد ہونے کا اعلان کرنا
جبرائیلؑ کا ایک بیٹے کی مریم کو بشارت دینا
مریم کا تعجب سے کہنا کہ غیر شادی شدہ کے ہاں بچہ کیسے ؟
جواب میں جبرائیل کا فرمانا کہ
تیرے رب کے لئے یہ آسان ہے
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کو
اٰیَةً لِّلنَّاسِ قرار دینا۔
یہ تمام تر دلائل ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمانوں کی طرف اٹھائے جانے کے لئے !
کیونکہ جو خدا فرشتہ کو انسانی صورت دے سکتا ہے۔
جو خدا حضرت مریم کو بغیر خاوند کے بیٹا عطا کر سکتا ہے
وہ خدا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمانوں پر بھی اٹھا سکتا ہے
اٰیَةً لِّلنَّاسِ اکا ارشاد ربانی اپنے اندر انوارات و جواہرات کا ایک سمندر لئے ہوئے ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جب نبوت کا اعلان فرمایا تو ارشاد ہوتا ہے۔
وَرَسُوْلًا اِلٰى بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ ——— عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے تھے !

واذ قال عیسیٰ بن مریم یٰبنی اسرائیل اِنّی رسول اللہ الیکم

اور جب کہا عیسیٰ بن مریم نے کہ اے بنی اسرائیل میں رسول ہوں تمہاری طرف !
مگر جب آپ کے وجود مقدس اور ذات گرامی کی امتیازی خصوصیت بیان فرمائی گئی، تو ارشاد فرمایا کہ آپ کی ذات ہمہ گیر ہے اور اس میں پوری کائنات کے لئے نشانیاں ہیں یعنی نبوت

Marfat.com

تو صرف بنی اسرائیل کے لئے ہو گی، مگر آپ کا وجود لِلنّاس ـــــ پوری کائنات کے لئے نشان عظیم ہو گا۔ پوری کائنات کے لئے آپ کا آیۃ ہونا بھی ثابت ہو گا کہ آپ پوری کائنات نبی کے زمانہ میں تشریف لا کر آپ کی ختم المرسلینی کی تصدیق اور آپ کے لائے ہوئے دین قیم کی نصرت فرمائیں۔

اسی لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمانوں پر زندہ رہنا اور قیامت کے قریب تشریف لا کر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی تصدیق کرنا پوری امت کا اجماعی عقیدہ بن گیا!

اٰیَۃً لِّلنَّاس ـــــ نبوت مسیح بنی اسرائیل کے لئے اور وجود مقدس کا نشان ہونا پوری کائنات کے انسانوں کے لئے نشانِ عظیم ہو گا۔

○ عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائے تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی بشارت دی!

○ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائے تو انبیائے بنی اسرائیل کا سلسلہ نبوت ختم ہوا۔

○ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو تمام انبیاء کا سلسلہ نبوت اختتام پذیر ہوا اور آپ خاتم الانبیاء والرسل قرار پائے۔

○ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ماں کو صدیقہ کے لقب سے سرفراز فرمایا گیا!

○ حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ عائشہ رضؓ کو صدیقہ کے لقب سے سرفراز فرمایا گیا۔

○ حضرت مریم پر تہمت لگی تو حضرت مسیح علیہ السلام نے گواہی دی۔

○ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگی تو خداوند قدوس نے خود طہارت و تقدیس عائشہ رضؓ کی گواہی دی!

○ جس سورۃ میں مریم سلام اللہ علیہا کا ذکر آیا اسے سورہ مریم کا نام دیا گیا!

○ جس سورۃ میں حضرت عائشہ صدیقہؓ کا ذکر آیا اس کو سورہ نور کا نام دیا گیا۔

○ مریم طاہرہ کو چادر تطہیر سے نوازا گیا۔

○ عائشہ طاہرہ کو چادر نور سے سرفراز فرمایا گیا۔

Marfat.com

○ اٰیَۃً لِّلنَّاس ! کی تفسیریوں پوری دنیا کے سامنے ماہتاب عالمتاب بن کر آتی گئی۔

○ آسمانوں کی طرف عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ اٹھایا جانا بھی اٰیَۃً للناس ہے۔

○ نزول مسیح بھی اٰیَۃً لِّلنَّاس ہے !

سامعین کرام ! آپ حضرات نے قرآن حکیم کی آیات سے بخوبی معلوم کر لیا ہوگا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی والدہ محترمہ کو اللہ تعالیٰ نے ایسی نادر اور غیر معمولی چیزوں سے نوازا تھا جو اس بات کی نشاندہی کرتی تھیں کہ اس عورت کے ہاتھوں کوئی ایسا غیر معمولی واقعہ ظاہر ہوگا جو دنیا کے لئے محیر العقول ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح علیہ السلام کی والدہ بنا کر ایک ایسے بچے کو جنم دیا جو بغیر باپ کے پیدا ہوا اور پھر کسی ظاہری وسیلے کے بغیر آسمانوں پر چلا گیا اور آج تک وہاں زندہ ہے اور قیامت کے قریب تشریف لائیں گے اور پوری دنیا کے لئے نشان صداقت بن جائیں گے۔

سبحان اللہ

اب میں چاہتا ہوں کہ عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کا واقعہ آپ حضرات کے سامنے پیش کروں تاکہ آپ کو معلوم ہو سکے کہ خداوند قدوس نے آپ کی ولادت مبارک میں کن معجزات اور محیر العقول واقعات کو ظاہر فرمایا۔ آپ غور فرمائیں کہ یہ سب باتیں جو ظاہر ہو رہی ہیں یہ کوئی اتفاقی باتیں نہیں ہیں، بلکہ ان کے پس منظر میں ان حقائق پر غور کیا جائے جو حضرت مسیح علیہ السلام کو پیش آئیں گے۔ جن کی ابتدا ایسی ہوگی ان کی انتہا خدا جانے کن غیر معمولی واقعات پر مشتمل ہوگی !

چنانچہ قرآن مجید آپ کی ولادت کے واقعات کو اپنے فصیحانہ انداز میں یوں بیان فرماتا ہے کہ

وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرَانَ الَّتِيْ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا (تحریم) اور عمران کی بیٹی مریم کہ جس نے اپنی عصمت کو برقرار رکھا پس ہم نے اس میں اپنی روح کو پھونک دیا !

Marfat.com

فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا ۝ فَاَجَاءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى
جِذْعِ النَّخْلَةِ قَالَتْ يٰلَيْتَنِيْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا ۝
فَنَادٰهَا مِنْ تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِيْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا ۝
وَهُزِّيْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ۝ فَكُلِيْ
وَاشْرَبِيْ وَقَرِّيْ عَيْنًا ۝ فَاِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا ۝ فَقُوْلِيْٓ اِنِّيْ
نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا ۝ فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا
تَحْمِلُهٗ ط قَالُوْا يٰمَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا فَرِيًّا ۝ يٰٓاُخْتَ هٰرُوْنَ
مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّمَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِيًّا ۝ فَاَشَارَتْ
اِلَيْهِ ط قَالُوْا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا ۝ قَالَ اِنِّيْ
عَبْدُ اللّٰهِ اٰتٰنِيَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِيْ نَبِيًّا ۝ وَّجَعَلَنِيْ مُبٰرَكًا اَيْنَ
مَا كُنْتُ وَاَوْصٰنِيْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ۝ وَّبَرًّا بِوَالِدَتِيْ
وَلَمْ يَجْعَلْنِيْ جَبَّارًا شَقِيًّا ۝ وَالسَّلٰمُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ وَيَوْمَ
اَمُوْتُ وَيَوْمَ اُبْعَثُ حَيًّا ۝ (سورہ مریم)

(ترجمہ) پھر اس ہونے والے فرزند کا حمل ٹھہر گیا وہ (اپنی حالت چھپانے کے لئے) لوگوں سے الگ ہو کر دور چلی گئی۔ پھر اس کو دردِ زہ (کا اضطراب) کھجور کے ایک درخت کے نیچے لے گیا (وہ اس کے تنہ کے سہارے بیٹھ گئی) اس نے کہا کاش میں اس سے پہلے مر چکی ہوتی بیری ہستی لوگ یک قلم بھول گئے ہوتے۔ اس وقت (ایک پکارنے والے فرشتے نے) اسے نیچے سے پکارا۔ غمگین نہ ہو تیرے پروردگار نے تیرے تلے نہر جاری کر دی ہے! اور کھجور کے درخت کا تنہ پکڑ کے اپنی طرف ہلا! تازہ اور پکے ہوئے پھلوں کے خوشے تجھ پر گرنے لگیں گے! کھا پی (اور اپنے بچے کے نظارے سے) آنکھیں ٹھنڈی کر پھر اگر کوئی آدمی نظر آئے (اور پوچھ گچھ کرنے لگے) تو (اشارہ) سے کہہ دے میں نے خدائے رحمٰن کے حضور روزہ کی منت مان رکھی ہے۔ میں آج کسی آدمی سے بات چیت نہیں کر سکتی۔ پھر ایسا ہوا کہ وہ لڑکے کو ساتھ لے کر اپنی قوم کے پاس آئی۔ لڑکا اس کی گود میں تھا۔ لوگ (دیکھتے ہی) بول اٹھے مریم؟

Marfat.com

تو نے عجیب ہی بات کر دکھائی اور بڑی تہمت کا کام کر گزری ! اے ہارون کی بہن نہ تو تیرا باپ بُرا آدمی تھا ! نہ تیری ماں ! بدچلن تھی ! تو یہ کیا کر بیٹھی۔ اس پر مریم نے لڑکے کی طرف اشارہ کیا (کہ یہ تمہیں بتا دے گا کہ حقیقت کیا ہے) لوگوں نے کہا بھلا اس سے ہم کیا بات کریں جو ابھی گود میں بیٹھنے والا شیر خوار بچہ ہے ! مگر لڑکا بول اُٹھا میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب دی اور نبی بنایا۔ اس نے مجھے بابرکت کیا۔ خواہ میں کسی جگہ ہوں ! اس نے مجھے نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا کہ جب تک زندہ رہوں یہی میرا شعار ہو اس نے مجھے اپنی ماں کا خدمت گزار بنایا۔ ایسا نہیں کیا کہ خود سر اور نافرمان ہوتا ! مجھ پہ اس کی طرف سے سلامتی کا پیغام ہے جس دن پیدا ہوا جس دن مروں گا ! اور جس دن پھر زندہ اٹھایا جاؤں گا !

نرالا بچپن

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم سلام اللہ علیہا کی کرامات اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بچپن کے معجزات کو بیان فرمایا ہے۔

- مریم سلام اللہ علیہا کے پاؤں تلے پانی کا چشمہ جاری ہو گیا۔
- سوکھے کھجور کے تنے کو ہلانا تیرا کام ہے۔ اس سے کھجوروں کے تازہ گچھے گرانا ہمارا کام ہے۔
- چھوٹے دودھ پیتے بچے کو آواز دینا تمہارا کام ہے اسے قوت گویائی دے کر تمہارے ساتھ ہم کلام کرانا میرا کام ہے۔

خطیب کہتا ہے

عیسیٰ علیہ السلام کی ماں کے قدموں کے نیچے سے پانی کے چشمے جاری ہو گئے۔ !
قادیانی کے آنے سے پہلے چشمے بھی ختم ہو گئے۔

- مسیح علیہ السلام کی ماں کو ولادت مسیح پر خدائی راشن ملنے لگ گیا !
- قادیانی کی ولادت پر پورے خاندان کا راشن بند ہو گیا۔ !
- جو خدا خشک زمین سے ٹھنڈا اور میٹھا پانی نکال سکتا ہے۔ وہ خدا آسمانوں پر عیسیٰ علیہ السلام کے لئے ٹھنڈے پانی کا انتظام بھی کر سکتا ہے۔ !

جو خدا کھجور کے خشک تنے سے تر و تازہ کھجوروں کی غذا مریم سلام اللہ علیہا کو دے

Marfat.com

سکتا ہے !

وہ خدا آسمانوں پر عیسیٰ علیہ السلام کے لئے تر و تازہ غذا کا بھی انتظام کر سکتا ہے !

خدا کو معلوم تھا کہ لوگ کہیں گے کہ آسمانوں پر اگر عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں تو وہ کھاتے اور پیتے کہاں سے ہیں ؟

اس کا عملی مظاہرہ یوں فرمادیا کہ عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ کے قدموں سے پانی کا چشمہ جاری کر دیا اور ایک خشک کھجور کے تنے سے تر و تازہ کھجوریں عطا فرمادیں۔ تاکہ دنیا کو معلوم ہو جائے کہ جو خدا مریم کے لئے یہ تمام چیزیں اپنی قدرت کاملہ سے عطا کر سکتا ہے۔ وہ خداوند قدوس مسیح علیہ السلام کے لئے بھی یہ انتظامات خصوصی کر سکتا ہے !

وَلِنَجْعَلَهٗ اٰيَةً لِّلنَّاسِ ——— یہ مظاہر قدرت تمام کے تمام آیات بینات ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بے مثل اور بے نظیر زندگی کے لئے !

حضرت مریم سلام اللہ علیہا کی زندگی بھی مسیح علیہ السلام کی پوری زندگی کے لئے دلیل بن گئی اور آپ کو مسیح علیہ السلام کی ولادت کے وقت جو واقعات پیش آئے وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے غیر معمولی مستقبل کے لئے دلائل و براہین بن گئے !

حضرات گرامی ! ان قرآنی آیات سے حضرت مریم سلام اللہ علیہا کے واقعات سے استدلال کیا گیا ہے کہ جس مسیح کی والدہ کی پوری زندگی ہی محیر العقول اور عام انسانوں کے ضابطوں سے ہٹ کر ایک کراماتی زندگی ہے اس کا بچہ ضرور ایک معجزہ ہوگا۔ چنانچہ قرآن مجید نے حضرت مسیح علیہ السلام کے بچپن کے اس کے بے نظیر معجزہ کو اس طرح بیان فرمایا ہے کہ فَاَشَارَتْ اِلَيْهِ۔ قَالُوْا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا ۝ قَالَ اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ ۖ اٰتٰنِيَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِيْ نَبِيًّا ۝

مریم نے لڑکے کی طرف اشارہ کیا (کہ یہ تمہیں بتلا دے گا کہ حقیقت کیا ہے) لوگوں نے کہا بھلا اس سے ہم کیا بات کریں جو ابھی گود میں بیٹھنے والا شیر خوار بچہ ہے ! مگر لڑکا بول اٹھا۔ میں اللہ کا بندہ ہوں۔ اس نے مجھے کتاب دی اور نبی بنایا۔

Marfat.com

بیٹے نے ماں کی صداقت کا ڈنکا بجا دیا

ماں اگر بیٹے کے لئے دلیل اور برہان بن گئی تھی تو بیٹے نے اس کا نقد سود اچکا دیا اور مریم کے سلام اللہ کی عصمت کا چار دانگ عالم میں ڈنکا بجا دیا کہ میری ماں کو پریشان کرنے والو! اس کو پریشان کیوں کرتے ہو؟ اس سے کیوں پوچھتے ہو کہ یہ کون ہے۔ مجھ سے کیوں نہیں پوچھتے کہ تو کون ہے؟

آؤ میں تمہیں بتاؤں کہ میں کون ہوں لو سنو! اور کان کھول کر سنو کہ میں اللہ کا بندہ ہوں اور اس کا نبی ہوں! جو خدا بچے کو قوتِ گویائی دے کر بلوا سکتا ہے وہ مریم کو بن خاوند کے بیٹا بھی دے سکتا ہے! تم تو ابھی پریشان ہو کہ میں کیا ہوں اور کیسے آیا ہوں۔ جیسے تم میرے آنے پر پریشان ہو ایسے ہی تم میرے جانے پر پریشان ہو جاؤ گے؟

خطیب کہتا ہے

مسیح کا آنا بھی لوگوں کے لئے تعجب کا باعث

اور

مسیح کا جانا بھی لوگوں کے لئے تعجب کا باعث

آنے پر تعجب بھی منکرین و معاندین کو ہوا

اور آسمانوں پر جانے پر تعجب بھی منکرین معاندین کو ہوا

صادقین کے لئے مسیح علیہ السلام کا آنا بھی مبارک

صادقین کے لئے مسیح علیہ السلام کا آسمانوں پر جانا بھی مبارک

منکرین اب کیوں نہیں بولتے؟

کیا چند دنوں کا بچہ اس طرح کی بے مثال تقریر کر سکتا ہے؟

اس کو تمہاری عقلوں نے تسلیم کر لیا!

اور رفع الی السماء کو تسلیم نہیں کرتے!

دراصل یہ تمام معجزات تمہید ہیں اس عظیم معجزے کی جسے رفع الی السماء اور نزول الی الارض کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

Marfat.com

حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمانوں پر اٹھالے گئے

حضرات گرامی! آپ حضرات کے سامنے نہایت تفصیل سے مر
ابن مریم کی زندگی کے ابتدائی محیر العقول معجزات اور کرامات کا بیان کر دیا گیا ہے۔ اب
چاہتا ہوں کہ عیسیٰ علیہ السلام کے آسمانوں کی طرف اٹھائے جانے کے بے مثال واقعہ کا تذکرہ کر
تاکہ آپ کے سامنے اس تاریخی واقعے کے حقائق بھی آجائیں اور آپ رفع الی السماء کے معجز
سے واقف ہو جائیں اور اپنے ایمان اور عقیدے کو قرآن کی روشنی میں تازگی بخش سکیں!

محترم سامعین! جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے سامنے خدا کی توحید اور
وحدانیت کا انقلابی پروگرام پیش فرمایا تو جہاں نیک اور سعید روحوں نے اس پر لبیک کہا وہیں
پر اس دور کے دنیا پرست اور پیٹ کے پجاری راہبوں اور علمائے سُو نے آپ کے خلاف
ایک ہنگامہ کھڑا کر دیا اور طرح طرح کے بہتان اور الزام تراشیوں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام
کی مقدس ہستی کو بدنام کے مذموم منصوبے بنائے! مگر جب ان حاسدین اور معاندین کی کوئی چال
اور کوئی سازش کامیاب نہ ہوئی تو انہوں نے بادشاہ وقت پلاطیس کے پاس وفود بھیجے۔ ان
وفود میں نصاریٰ تو تھے ہی مگر بُرا ہو حاسدین کا کہ اس میں یہود بھی اپنے حسد اور بغض کی آگ کو
ٹھنڈا کرنے کے لئے شامل ہو گئے، گویا کہ یہود و نصاریٰ پر مشتمل وفود نے وہی راستہ اختیار کیا جو
اس دور کے جھوٹے اور مکار مولوی اور پیر اختیار کرتے ہیں۔ ان سب نے مل کر پلاطیس کے کان
بھرنے شروع کر دیئے کہ یہ عیسیٰ ابن مریم فرقہ وارانہ فضا پیدا کر کے ایک طرف تو مذہبی انارکی پیدا
کر رہا ہے تو دوسری طرف آپ کی حکمرانی اور اقتدار کے خلاف بھی ایک گروہ تیار کر رہا ہے
جو کسی وقت بھی آپ کے اقتدار کے لئے خطرہ بن سکتا ہے! حکمران وقت کو اپنا اقتدار اپنی
جان سے زیادہ عزیز ہوتا ہے اور وہ اسے قائم رکھنے کے لئے بڑے سے بڑا گناہ بھی کر گزرتا
ہے۔ پلاطیس کو جب تمام ڈیروں، گدی نشینوں، راہبوں، پیٹ پرست علماؤں نے جھوٹ موٹ
سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف رام کر لیا تو بادشاہ نے آپ کو قتل کرنے کا فرمان صادر کر دیا۔

تدبیر پر تقدیر غالب آگئی

چنانچہ فرمان شاہی کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے
قتل کا منصوبہ بنا لیا گیا اور آپ جس مکان میں تشریف فرما

Marfat.com

[illegible] تھے۔ اس کا محاصرہ کر لیا گیا اس کڑے اور مصیبت کے وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام [illegible] کو بشارت دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اے عیسیٰ! فکر مند نہ ہوں یہ دشمن آپ کا کچھ بھی نہیں [illegible] بگاڑ سکیں گے، بلکہ میں آپ کو آسمانوں کی طرف اٹھاؤں گا اور ان کی سازش ناکام ہو جائے گی [illegible] دشمن اپنے منہ کی کھائیں گے اور آپ کو عزت و عظمت عطا فرمائی جائے گی۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے کہ

اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰى اِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۝

(وہ وقت ذکر کے لائق ہے) جب اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ اے عیسیٰ بے شبہ میں تیری مدت کو پوری کروں گا اور تجھ کو اپنی جانب اٹھا لینے والا ہوں! اور تجھ کو (کافروں) (یعنی بنی اسرائیل) سے پاک رکھنے والا ہوں اور جو تیری پیروی کریں گے! ان کو تیرے منکروں پر قیامت تک کے لئے غالب رکھنے والا ہوں۔ پھر میری جانب ہی لوٹنا ہے۔ پھر میں ان باتوں کا فیصلہ کروں گا جن کے بارے میں (آج) تم جھگڑ رہے ہو!

اِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ ——— اس ارشاد ربانی میں عیسیٰ علیہ السلام کو بشارت دی گئی ہے کہ آپ کو جو زندگی کے دن دیئے گئے ہیں وہ پورے کئے جائیں گے اور قبل از وقت آپ کو موت سے دوچار کیا جائے .... اس سے عیسیٰ علیہ السلام کو یقین دہانی کرا دی گئی کہ دشمن کی کوئی تدبیر میری تقدیر پر غالب نہیں آسکتی! بلکہ آپ کی حیات طیبہ کے مقررہ دن پورے کئے جائیں گے!

عجیب منطق قادیانی دجل و تلبیس نے متوفیک کے لفظ سے عجیب مفہوم پیدا کر کے ایک جہان کو مغالطے میں ڈال رکھا ہے کہ متوفیک کے معنی وفات اور موت دینے کے ہیں۔ اس معنی پر محققین نے نہایت ہی شرح و بسط سے گفتگو کی ہے۔ اہل ذوق وہاں مطالعہ فرما سکتے ہیں مگر

خطیب کہتا ہے

یہ عجیب بشارت ہے کہ دشمنوں نے عیسیٰ علیہ السلام کا گھیراؤ کر رکھا ہے اور وہ پوری

Marfat.com

قوت صرف کرکے آپ کو قتل کرنا چاہتے ہیں۔ بجائے اس کے کہ اس مصیبت اور پریشانی کے عالم میں اللہ تعالیٰ فرماتے کہ اے عیسیٰ بن مریم آپ پریشان نہ ہوں میں آپ کو دشمنوں کے نرغہ اور محاصرہ سے نکال لاؤں گا اور ان کی ہر تدبیر کو ختم کرکے اپنی تقدیر کو غالب کر دوں گا وہ آپ کا بال تک بیکا نہیں کر سکتے!

لیکن ——— یہاں پر بقول قادیانی دجل کے خدا بھی (معاذ اللہ) دشمنوں کے ساتھ مل گیا اور عین اس وقت جب کہ عیسیٰ علیہ السلام کا محاصرہ ہو چکا تھا اور دشمن آپ کو قتل کرنے کا پورا عزم کر چکے تھے تو اللہ تعالیٰ نے بھی بذریعہ وحی عیسیٰ علیہ السلام کو بشارت دی کہ یَعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ (یعنی اے عیسیٰ میں تجھے قتل کرانے والا ہوں۔ معاذ اللہ؟)

اس معنی اور مفہوم سے تو قرآن کی روح بدل گئی ہے۔ کیونکہ یہ تو عیسیٰ علیہ السلام پر مصیبت کا وقت تھا اس وقت تو اللہ تعالیٰ کو بشارت اور خوش خبری دے کر عیسیٰ علیہ السلام کی حوصلہ افزائی اور ہمت بڑھانا چاہیئے تھی، مگر قادیانی دجل کے بقول عین کڑے وقت میں خدا نے بھی عیسیٰ علیہ السلام کا ساتھ چھوڑ دیا اور آپ کے قتل کے منصوبے پر مہر تصدیق ثبت کر دی۔ اس لئے ترجمہ اور مفہوم وہی صحیح ہوگا جس کی طرف جمہور مفسرین گئے ہیں اور ماننا ہوگا کہ اس بشارت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فرمایا گیا ہے کہ آپ بے فکر رہیں کیونکہ اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ اللہ تعالیٰ آپ کی زندگی کے دن پورے کرکے رہے گا۔ دشمنوں کی کوئی تدبیر کارگر نہیں ہوگی۔ ان کی سازش جب مکمل ہو کر آپ کو قتل کرنے کے قریب پہنچ جائے گی تو آپ یقین کریں کہ

وَرَافِعُکَ اِلَیَّ

میں آپ کو اپنی طرف اٹھالوں گا!

یہ ہے بشارت

یہ ہے حوصلہ افزائی

یہ ہے کرم نوازی

اور یہ ہے اپنے پیغمبر کی نصرت

وَرَافِعُکَ اِلَیَّ

Marfat.com

گویا کہ بزبان یوں کہا جارہا ہے کہ بے فکری سے رہیئے جو خدا آپ کو بن باپ کے پیدا کرسکتا ہے۔

اور جو خدا آپ کو پنگھوڑے میں قوتِ گویائی عطا کرسکتا ہے !

اور جو خدا آپ کو بے شمار معجزات سے سرفراز فرماسکتا ہے وہ خدا آپ کو زندہ آسمانوں پر اٹھا کر دشمنوں کے منصوبوں سے بچا سکتا ہے !

چنانچہ اب آپ کو دشمنوں کی ہر تدبیر سے بچا کر زندہ آسمانوں پر اٹھا لیا جائے گا۔

اس طرح آپ کا بول بالا کر دیا جائے گا

اور دشمن کا منہ کالا کر دیا جائے گا

وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ! اور تجھ کو کافروں سے پاک رکھنے والا ہوں

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بشارت دی جارہی ہے کہ کافروں کے ناپاک ہاتھ آپ کے پاک وجود سے دور رکھے جائیں گے اور یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ ان کے ناپاک ہاتھ آپ کے وجود مقدس کے قریب آسکیں !

یہ بشارت تبھی پوری ہوسکتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ سلامت ان کفار کے محاصرے سے نکال لیا جائے، چنانچہ ایسا ہی ہوا اور قرآن حکیم نے یہود و نصاریٰ کے اس ناپاک منصوبے کو خاک میں ملا دیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمانوں پر اٹھا لیا گیا۔ !

حضرات گرامی ! اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے چار وعدے فرمائے اور چار ہی پورے ہو کر رہیں گے۔ ان چاروں وعدوں کی ترتیب یوں بنتی ہے !

اِنِّیْ متوفیک

ورافعک اِلَیَّ

ومطهرک من الّذین کفروا

وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامة

یہ چاروں وعدے ہی اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ نبھائے اور ان کو پورا

Marfat.com

کر دکھایا !

آخری وعدہ کہ آپ کے پیروکار تمام دنیا پر غالب اور سربلند ہوں گے۔ یہ بھی انشاءاللہ روز روشن کی طرح پورا ہوگا اور قیامت سے پہلے آپ کا نزول ہوگا اور پوری دنیا آپ کی اتباع میں محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین قیم کو بلند کرتے ہوئے سرکار دو عالم صلی اللہ کا یہ پرچم پورے عالم پر لہرائیں گے۔ صدق اللہ وعدہ ــــــ

اس آیت کریمہ نے دشمن کی فریب کاریوں اور ابلہ فریبیوں پر پانی پھیر دیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمانوں پر اٹھایا جانا اس طرح ثابت ہو گیا جس طرح آفتاب عالم تاب !

رہے نام اللہ کا ۔

قرآن کی ضرب شدید

قرآن حکیم نے بڑے ہی اچھوتے انداز میں ایک مقام پر یہود و نصاریٰ کی سازشوں کا پردہ چاک کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ

وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ اِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝

اور نہ انہوں نے اس کو قتل کیا اور نہ ہی اس کو سولی دی بلکہ معاملہ ان کے لئے گھپلا کر دیا اور جن لوگوں نے اس بارے میں اختلاف کیا وہ اس کی طرف سے شک میں ہیں ! انہیں اس کے بارے میں کوئی علم نہیں محض اٹکل کے تیر تکے چلا رہے ہیں اور انہوں نے اس کو قتل یقیناً نہیں کیا اس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھا لیا اور اللہ غالب اور حکمت والا ہے !

خطیب کہتا ہے

وَمَا قَتَلُوْهُ ۔ وَمَا صَلَبُوْهُ

قتل بھی نہیں ہوئے اور سولی بھی نہیں دی گئی !

آخر ہوا کیا ؟

بل رَّافَعَه اللّٰه ــــــ بلکہ اللہ نے اپنی طرف اٹھا لیا۔

پہلی دو شکلوں کی نفی کر کے تیسری صورت کا اثبات کر دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام

Marfat.com

کو قتل ہونے دیا اور نہ ہی پھانسی لگانے دیا، بلکہ اپنی قدرت کاملہ سے آپ کو زندہ سلامت
لوں پر اٹھالیا۔

قادیانی ——— دجال کو اس تاویل میں جانے کی ضرورت تب تھی کہ یہاں رفع درجات
وہے جب کہ رفع درجات تو ماں کی گود میں ہو چکا تھا۔ اس سے رفع الی اللہ کا معنی سوائے
انوں پر زندہ اٹھانے کے اور کوئی نہیں ہو سکتا!

یہاں پر کوئی بلندی درجات کا مباحثہ تھوڑا ہی ہو رہا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہ کہہ
سلی دے دی جائے کہ آپ ان کے محاصرے اور قتل کی سازشوں سے دل برداشتہ ہوں کیونکہ
پ کا درجہ بلند کر دیا جائے گا۔ یہاں پر تو صحیح معنوں میں نصرت خداوندی کا یہی تقاضا تھا کہ عیسیٰ
السلام کو بشارت دی جائے کہ عیسیٰ! آپ فکر نہ کریں یہ جتنا مرضی محاصرہ تنگ کر لیں اور
س قدر چاہیں تلواروں کو تیز کر لیں ان کی کوئی تدبیر کارگر نہیں ثابت ہوگی، بلکہ آپ کو آسمانوں پر
زندہ اٹھا کر ان کے تمام ناپاک منصوبے ختم کر دیئے جائیں گے۔ بل رفعه الله اليه۔

حضرات گرامی! میں نے آپ حضرات کو پوری تفصیل سے عرض کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام
ابتدائی ماحول ہی سے ایسے بے مثال واقعات اور معجزات سے نوازا گیا جو محیر العقول ہونے
ے ساتھ ساتھ آپ کو غیر معمولی زندگی کی نشاندہی کر رہے تھے! اس لئے صرف اتنی بات کہہ کر
ع الی السماء کا انکار کر دینا کہ یہ واقعہ دنیائے عقل و فکر کے پیمانوں پر پورا نہیں اترتا بجائے
د ایک غیر وقیع اور غیر علمی بات ہے۔ آیئے عقل و فکر کے ترازو میں اس واقعہ کو تولنے کی
ائے قدرت خداوندی کے ترازو میں تولیں تو فوراً نتیجہ نکل آئے گا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت
س طرح قدرت خداوندی کے عظیم شاہکار کی حیثیت رکھتی ہے۔ اسی طرح آپ کا آسمانوں کی
رف اٹھایا جانا بھی قدرت خداوندی کا عظیم شاہکار اور عقل و خرد کو حیران کر دینے والا ایک
ر شمہ قدرت ہے۔ وما ذالك على الله بعزيز

وما علينا الا البلاغ

Marfat.com

پانچواں جمعہ
شوال

نزولِ مسیح!

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ان من اھل الکتاب۔ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ قَبْلَ مَوْتِہٖ۔

(ترجمہ) نہیں ہے کوئی اہلِ کتاب میں سے مگر آپ کی موت سے قبل آپ پر ایمان لائے گا۔

حضرات گرامی! آپ حضرات کے سامنے گذشتہ خطبہ میں نہایت تفصیل سے حضرت عیسٰی علیہ السلام کی زندگی کے نادر الوقوع اور بے مثال واقعات کا تذکرہ ہو چکا ہے اور آپ کو تفصیل سے یہ بھی بتایا جا چکا ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام زندہ آسمانوں پر اٹھا لئے گئے ہیں آپ کا آسمانوں پر زندہ اٹھایا جانا عظیم معجزہ ہے جسے قرآن مجید نے اپنے اچھوتے انداز سے بیان فرمایا ہے۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام آسمانوں پر زندہ موجود ہیں اور قیامت کے قریب آپ آسمانوں سے نازل ہوں گے! اور حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی تصدیق فرمائیں گے! دجال کو قتل فرمائیں گے! اور اسلام کا پورے عالم میں ڈنکا بجائیں گے اور اپنی عمر عزیز کا ایک قیمتی حصہ امتِ محمدیہ میں گزار کر اس عالم فانی سے رخصت ہو جائیں گے اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں آپ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے آرام فرمائیں گے! آپ کی زندگی کا یہ پہلو بھی چونکہ ایک انوکھا اور نادر پہلو ہے اس لئے اسلام بھی مفکرین نے تعجب اور حیرت کی نظر سے دیکھا ہے، مگر ہمارے پاس ضد اور ہٹ دھرمی کا کوئی علاج نہیں ہے لیکن جس کے قلب و دماغ میں سلامتی موجود ہے۔ اسے قرآن و حدیث کے دلائل سے

Marfat.com

اطمینان ہو سکتا ہے اور ایسے افراد کی بھی کمی نہیں ہے جو قرآن و حدیث کی روشنی سے اپنے ایمان کو جلا بخشتے ہیں۔ اس لئے اب میں آپ حضرات کے سامنے ان دلائل و براہین کا ذکر کروں گا۔ جن سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمانوں سے نازل ہونا ثابت ہوتا ہے اور آپ کی زندگی کے اس پہلو پر تفصیل سے روشنی پڑتی ہے!

میثاق انبیاء کی نمائندگی عیسیٰ علیہ السلام کریں گے

قرآن مجید میں حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کے میثاق کو بیان فرمایا گیا ہے جو عالم بالا میں لیا گیا تھا۔ چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے کہ

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ. قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا. قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ۝

اور یہ وقت قابل ذکر ہے جب اللہ تعالیٰ نے نبیوں سے (یہ) عہد لیا کہ جب تمہارے پاس (خدا کی جانب سے) کتاب اور حکمت آئے۔ پھر ایسا ہو کہ تمہاری موجودگی میں ایک رسول (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آئے جو تصدیق کرتا ہو! ان کتابوں کی جو تمہارے پاس ہیں۔ ضرور تم اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا۔ اللہ نے کہا کیا تم نے اقرار کیا؟ انہوں نے جواب دیا۔ ہاں۔ ہم نے اقرار کیا۔ اللہ نے کہا۔ پس تم اپنے اس عہد پر گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں!

حضرات گرامی! ازل میں چونکہ اس میثاق کے اوّلین گواہ انبیاء علیہم السلام تھے، اس لئے اس میثاق کی عملی حیثیت کا تقاضا تھا کہ خود انبیاء و رسل سے بھی کوئی نبی یا رسول اس عہد و میثاق کا علمی مظاہرہ کر کے دکھاتے! تاکہ یہ پہلا خطاب براہِ راست مؤثر ثابت ہو! مگر ثم جاءکم رسولٌ میں عربیت کے قاعدہ کے مطابق ان تمام انبیاء و رسل سے خطاب تھا جو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس سے پہلے اس کائنات ارضی میں مبعوث ہونے والے تھے، کیونکہ ازل ہی میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے یہ مقرر ہو چکا تھا۔

Marfat.com

وَلٰكِنْ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ۔ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت خاتم النبین اور ازل سے مقدر میثاق النبین کا اجتماع صرف اسی شکل میں ممکن تھا کہ انبیائے سابقین میں کوئی ایک پیغمبر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد نزول فرمائیں اور وہ ان کی اُمّت دنیائے انسانی کے سامنے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں اور دین حق کی مدد و نصرت کا مظاہرہ کریں۔

لتومنن بہ ولتنصرنّہ کا وعدہ حق پورا ہو، اگرچہ تمام انبیاء و رسل اپنے اپنے زمانہ میں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارات دیتے چلے آئے تھے، لیکن یہ خصوصیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی کے حصے میں آئی کہ وہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے لئے تمہید اور براہِ راست منادو مبشر بنے اور بنی اسرائیل کو تعلیم دیتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا کہ

اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْ بَعْدِ اسْمُهٗ اَحْمَدُ۔

اور حقیقت میں یہ حق ہی خاتم الانبیاء بنی اسرائیل کا تھا کہ وہ خاتم الانبیاء والرسل کی بعثت کا منادا اور مبشر ہو!

اس لئے حکمت ربانی کا یہ فیصلہ ہوا کہ میثاق کی تصدیق و نصرت کے لئے انہی کو منتخب کیا جائے! اور اس معاملہ میں وہی تمام انبیاء و رسل کی نمائندگی کریں، تاکہ امتوں کی جانب سے ہی نہیں بلکہ براہِ راست انبیاء و رسل کی جانب سے وفائے عہد کا عملی مظاہرہ ہو سکے! اسی حقیقت کے پیشِ نظر سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اَنَا اَوْلَى النَّاسِ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ۔

مگر قرآن چونکہ خدا کا آخری پیغام ہے اور انا لہ لحافظون کے وعدہ الٰہی نے رہتی دنیا تک اس کو تحریف سے محفوظ کر دیا ہے اس لئے قدرتی طور پر اس کی تعلیم کے ثمرات دوسرے انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات کے مقابلے میں مدت طویل تک اپنا کام کرتے رہیں گے! اور اس کی روشنی سے قلوب کو گرمانے اور طاعت ربانی کے لئے مشتعل کرنے کے لئے علمائے اُمّت انبیائے بنی اسرائیل کی طرح خدمت حق سرانجام دیتے رہیں گے! لیکن جب بعثت

Marfat.com

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو گزرے ہوئے بہت ہی طویل عرصہ گزر جائے گا ! اور امتِ مرحومہ سے عملی قوٰی اور اجتماعی اعضاء میں انتہائی اضمحلال پیدا ہو کر یہ کیفیت ہو جائے گی ! کہ ان کی بیداری اور تیز روی کے لئے صرف علمائے حق کی روحانیت ہی کافی ثابت نہیں ہو گی! وہ وقت اس بات کا تقاضا کرے گا کہ کوئی قائم بالحجۃ ان کو سنبھالے اس لئے مشیت الٰہی نے یہ مقدر کیا کہ جو ہستی انبیاء و رسل کے میثاق ازل کی نمائندگی کے لئے مامور ہے اس کا ایسے ہی وقت نزول ہو اور وہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان رہ کر ذات اقدس کی نیابت اور امت کی امامت کا فرض سرانجام دے اور لتؤمنن بہ ولتنصرنہ کا عملی مظاہرہ کر کے دکھائے !

خطیب کہتا ہے

تمام انبیاء علیہم السلام نے اپنے اپنے وقت میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی پیش گوئی اور اپنی اپنی امت کو حضور پر ایمان لانے کی تلقین فرمائی !
مگر عیسیٰ علیہ السلام بنفسِ نفیس تشریف لا کر ایمان اور نصرت مصطفوی کا عملی مظاہرہ کریں گے !

اس آیت سے ثابت ہوا کہ نزول عیسیٰ اس لئے بھی ضروری ہے کہ ایمان و نصرت محمدی کا عملی مظاہرہ ہو سکے !

سبحان اللہ

قرآن کی دوسری گواہی

حضرات گرامی ! جس طرح قرآن مجید نے لتؤمنن بہٖ ولتنصرنہ میں ایک بلیغ انداز سے نزول مسیح کے مسئلہ کو بیان فرمایا ہے اسی طرح ایک اور مقام پر نزول مسیح کے مسئلہ پر نہایت ہی شاندار انداز میں اشارہ فرمایا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ

وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا (نساء)

اور کوئی اہل کتاب میں سے باقی نہ رہے گا مگر یہ کہ وہ ضرور ایمان لائے گا عیسیٰ پر

Marfat.com

اس کی موت سے پہلے اور وہ (عیسیٰ علیہ السلام) قیامت کے دن ان پر (اہل کتاب پر) گواہ بنے گا۔ اس آیت کریمہ سے پہلی آیات میں وہی واقعہ مذکور ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو نہ صلیب پر چڑھایا گیا اور نہ قتل کیا گیا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی جانب اٹھا لیا۔ یہ یہود و نصاریٰ کے اس عقیدہ کی تردید ہے جو انہوں نے اپنے زعم باطل اور اٹکل سے قائم کر لیا تھا۔ ان سے کہا جا رہا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق صلیب پر چڑھائے جانے اور قتل کیے جانے کا دعویٰ قابل لعنت ہے۔

اس آیت میں اس جانب توجہ دلائی جا رہی ہے کہ آج اگر اس ملعون عقیدہ پر فخر کر رہے ہو تو وہ وقت بھی آنے والا ہے جب عیسیٰ بن مریم علیہما السلام خدائے برتر کی حکمت و مصلحت کو پورا کرنے کے لئے کائنات ارضی پر واپس تشریف لائیں گے! اور اس عینی مشاہدہ کے وقت اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) میں سے ایک موجود ہستی کو قرآن کے فیصلہ کے مطابق عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے کے سوا کوئی چارہ کار باقی نہ رہے گا!

خطیب کہتا ہے

اہل کتاب تمام کے تمام ابھی تک عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان نہیں لائے!

آپ کی وفات شریف سے پہلے قرآن کی روشنی میں ان کا ایمان لانا ضروری ٹھہرا۔ اس پیش گوئی کی صداقت تبھی ہوگی کہ عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں اور یہود و نصاریٰ اپنی آنکھوں سے ان کو دیکھیں اور پھر عظیم معجزہ کے ظہور پذیر ہونے کے بعد تمام کے تمام حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئیں۔ اس لئے قرآن مجید کی صداقت کے مطابق اس وقت کا ابھی انتظار ہے جب تمام کے تمام اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) ایمان لائیں گے اور وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کے ساتھ وابستہ ہے۔ اور یہ عظیم واقعہ آپ کی وفات سے قبل ہوگا۔ ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تشریف لانا ابھی ضروری ہے۔

قرآن کی تیسری گواہی

حضرات گرامی! قرآن مجید میں ایک مقام پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ۔۔۔ عیسیٰ علیہ السلام کی مثال اللہ کے ہاں ایسی ہے جیسے آدم علیہ السلام کی

Marfat.com

اس آیت کریمہ سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح آدم علیہ السلام کی جنت سے زمین کی طرف نزول ہوا تھا اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بھی نزول ہوگا حضرت آدم علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش میں اللہ تعالیٰ نے ایسے انوکھے اور بے مثال واقعات رکھے ہیں جو خداوند قدوس کی قدرت کے عظیم شاہکار ہیں اس لئے قرآن مجید کی ان آیات سے نزولِ مسیح کا ایک بلیغانہ بیان ہے جو اپنے اندر اسرار و رموز کے کروڑوں موتی لئے ہوئے ہے! ہبوط آدم اور نزول مسیح دونوں میں قدر مشترک ہے ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم۔

قرآن مجید کی چوتھی شہادت

قرآن مجید نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ایک مقام پر یوں ارشاد فرمایا ہے کہ وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ

حضرات گرامی! آپ حضرات کے سامنے قرآن مجید کی آیات سے یہ ثابت کیا جا چکا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر زندہ موجود ہیں اور وہ قیامت کے قریب آسمانوں سے نازل ہوں گے!

اب میں مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ کے سامنے ان احادیث کا تذکرہ کر دیا جائے، جن سے حضرت مسیح علیہ السلام کی آمد اور نزول مسیح کا مسئلہ بالکل بے غبار ہو کر سامنے آگیا ہے۔

پہلی حدیث

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَیُوْشِکَنَّ اَنْ یَّنْزِلَ فِیْکُمْ اِبْنُ مَرْیَمَ حَکَمًا عَدْلًا فَیَکْسِرُ الصَّلِیْبَ وَیَقْتُلُ الْخِنْزِیْرَ وَیَضَعُ الْحَرْبَ وَیُفِیْضُ الْمَالَ حَتّٰی لَا یَقْبَلَهٗ اَحَدٌ حَتّٰی تَکُوْنَ السَّجْدَةُ الْوَاحِدَةُ خَیْرٌ مِّنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْهَا۔ (بخاری باب نزول عیسیٰ ابن مریم) مسلم باب نزول عیسیٰ)

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے ضرور اتریں گے۔ تمہارے درمیان ابن مریم حاکم عادل بن کر پھر وہ صلیب کو توڑ ڈالیں گے اور خنزیر کو ہلاک کر ڈالیں گے اور جنگ کا خاتمہ کر دیں گے! اور مال کی وہ کثرت ہوگی کہ اس کو قبول کرنے والا کوئی نہیں

Marfat.com

ہوگا اور حالت یہ ہو جائے گی کہ لوگوں کے نزدیک خدا کے حضور ایک سجدہ کر لینا دنیا و ما فیہا سے بہتر ہوگا۔

حضرات گرامی! اس حدیث میں صلیب کو توڑنے اور خنزیر کو قتل کرنے کا مطلب یہ ہے کہ عیسائیت ایک الگ دین کی حیثیت سے ختم ہو جائے گی! دین عیسوی کی پوری عمارت اس عقیدے پر قائم ہے کہ خدا نے اپنے اکلوتے بیٹے کو صلیب پر چڑھا دیا ہے جس سے وہ تمام انسانوں کے گناہوں کا کفارہ بن گیا ہے۔ (معاذ اللہ) دوسرے انبیاء کی امتوں کے درمیان عیسائیوں کی امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ انہوں نے صرف عقیدے کو لے کر خدا کی پوری شریعت رد کر دی۔ حتیٰ کہ خنزیر تک کو حلال کر لیا۔ جو تمام انبیاء کی شریعتوں میں حرام رہا ہے۔ پس جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آکر خود اعلان کر دیں گے کہ نہ میں خدا کا بیٹا ہوں اور نہ میں نے صلیب پر جان دی ہے نہ میں کسی کے گناہ کا کفارہ بنا تو عیسائی عقیدے کے لئے سرے سے کوئی بنیاد ہی باقی نہ رہے گی! اسی طرح جب وہ بتائیں گے کہ میں نے نہ تو اپنے پیروؤں کے لئے خنزیر حلال کیا تھا اور نہ ہی ان کو شریعت کی پابندی سے آزاد ٹھہرایا تھا تو عیسائیت کی دوسری امتیازی خصوصیت کا بھی خاتمہ ہو جائے گا!

دوسری حدیث عن ابی ھریرہ (رضی اللہ عنہ) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ کَیْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْیَمَ فِیْکُمْ وَاِمَامُکُمْ مِنْکُمْ۔ (بخاری، مسلم)

حضرت ابی ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیسے ہوگے تم جب کہ تمہارے درمیان ابن مریم اتریں گے اور امام اس وقت خود تم میں سے ہوگا!

خطیب کہتا ہے

سبحان اللہ ——— امام امت محمدیہ سے ہوگا

اور مقتدی ——— ابن مریم ہوں گے

کیا شان ہے مصطفےٰ کی امت کی!

Marfat.com

قیادت ان کے گھر کی ہے
سیادت ان کے گھر کی ہے
امامت ان کے گھر کی ہے

سبحان اللہ

تیسری حدیث

عن ابی ھریرۃؓ ان النبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لَیْسَ بَیْنِیْ وَبَیْنَہٗ نَبِیٌّ (یعنی عیسیٰ) وَاَنَّہٗ نَازِلٌ فَاِذَا رَاَیْتُمُوْہُ فَاعْرِفُوْہُ فَاِنَّہٗ رَجُلٌ مَرْبُوْعٌ اِلَی الْحُمْرَۃِ وَالْبَیَاضِ بَیْنَ مُمَصَّرَتَیْنِ کَاَنَّ رَاْسَہٗ یَقْطُرُ وَاِنْ لَّمْ یُصِبْہُ بَلَلٌ فَیُقَاتِلُ النَّاسَ عَلَی الْاِسْلَامِ فَیَدُقُّ الصَّلِیْبَ وَیَقْتُلُ الْخِنْزِیْرَ وَیَضَعُ الْجِزْیَۃَ وَیُھْلِکُ اللّٰہُ فِیْ زَمَانِہِ الْمِلَلَ کُلَّھَا اِلَّا الْاِسْلَامَ وَیُھْلِکُ الْمَسِیْحَ الدَّجَّالَ فَیَمْکُثُ فِی الْاَرْضِ اَرْبَعِیْنَ سَنَۃً ثُمَّ یُتَوَفّٰی فَیُصَلِّیْ عَلَیْہِ الْمُسْلِمُوْنَ۔

(ابی داؤد۔ باب خروج الدجال)

حضرت ابی ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے اور ان (یعنی عیسیٰ علیہ السلام) کے درمیان کوئی نبی نہیں ہے اور یہ کہ وہ اترنے والے ہیں۔ پس جب تم ان کو دیکھو تو پہچان لینا۔ وہ ایک میانہ قد آدمی ہیں۔ رنگ مائل بسرخی وسپیدی ہے وہ زرد رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے ہوں گے۔ ان کے سر کے بال ایسے ہوں گے گویا اب ان سے پانی ٹپکنے والا ہے۔ حالانکہ وہ بھیگے ہوئے نہ ہوں گے! وہ اسلام پر لوگوں سے جنگ کریں گے! صلیب کو پاش پاش کر دیں گے۔ خنزیر کو قتل کر دیں گے! جزیہ ختم کر دیں گے اور اللہ ان کے زمانے میں اسلام کے سوا تمام ملتوں کو ختم کر دے گا اور وہ مسیح دجال کو ہلاک کر دیں گے اور زمین میں وہ چالیس سال ٹھہریں گے! پھر ان کا انتقال ہو جائے گا! اور مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے!

عیسیٰ علیہ السلام کا سراپا

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے مسئلہ کو نہایت واضح طور پر بیان فرمایا

Marfat.com

ہے۔ وہیں آپ کے نقش و نگار اور سراپا کو بھی بیان فرمادیا ہے۔

میانہ قد
رنگ سرخی و سپیدی مائل
زرد رنگ کی دو چادریں پہنے ہوتے
بال اس طرح جیسے بھیگے ہوتے

مسیح علیہ السلام کے اس سراپا سے آپ کی پہچان آسان ہو جائے گی۔

کہاں یہ حسن و جمال کا پیکر ——— مسیح

اور

کہاں قادیان کا بدشکل اور یک چشم گل دجال
ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا

چوتھی حدیث عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَنْزِلُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ فَيَقُوْلُ اَمِيْرُهُمْ تَعَالَ فَصَلِّ فَيَقُوْلُ لَا اِنَّ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ اُمَرَاءُ تَكْرِمَةَ اللّٰهِ هٰذِهِ الْاُمَّةَ۔

حضرت جابر بن عبداللہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ سے سنا ہے کہ ——— پھر عیسیٰ ابن مریم نازل ہوں گے! مسلمانوں کا امیر ان سے کہے گا کہ آیئے آپ نماز پڑھایئے! مگر وہ کہیں گے نہیں!

تم لوگ خود ہی ایک دوسرے کے امیر ہو! یہ وہ اس عزت کا لحاظ کرتے ہوئے کہیں گے جو اللہ نے اس امت کو دی ہے۔

پانچویں حدیث مسلم شریف میں خروج دجال کے ذکر میں ارشاد ہوتا ہے کہ
فَاِذَا جَاؤُا الشَّامَ خَرَجَ فَبَيْنَمَا هُمْ يَعُدُّوْنَ لِلْقِتَالِ يَسُوُّوْنَ الصُّفُوْفَ اِذْ اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَيَنْزِلُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ

(مسلم)

Marfat.com

پس جب مسلمان ملک شام پہنچیں گے ! تو دجال کا خروج ہوگا ابھی مسلمان اس کے مقابلہ کی جنگ کی تیاریاں کر رہے ہوں گے۔ صفیں درست کرتے ہوں گے کہ نماز کے لئے اقامت ہونے لگے گی۔ اس درمیان میں عیسیٰ بن مریم کا نزول ہوگا۔ اور وہ مسلمانوں کی امامت کا فرض انجام دیں گے !

اس حدیث پاک سے بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آنا اور پھر دجال کو قتل کرنا معلوم ہوتا ہے۔

حضرات گرامی ! اس وقت تک میں نے پانچ حدیثیں آپ حضرات کے سامنے پیش کی ہیں جن سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ تشریف آوری اور ان کی تفصیلات سامنے آئی ہیں ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے اور دجال کے فتنہ کا استیصال فرمائیں گے اور پھر اسلام کا بول بالا ہوگا اور تمام باطل ملتیں مٹ جائیں گی اور صرف اسلام ہی دین غالب ہوگا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام چالیس برس رہیں گے اور بعض روایات کے مطابق آپ کی شادی بھی ہوگی اور پھر آپ وفات پائیں گے اور آپ کی قبر مبارک سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ انور میں ہوگی اور آپ ہمیشہ کے لئے پہلوئے مصطفےٰ میں صدیقؓ و فاروقؓ کی معیت میں حجرہ صدیقہ عائشہؓ میں آرام فرماہوں گے۔

ذالك فضل الله يوتيه من يشاء

عیسیٰ علیہ السلام روضہ رسولؐ میں

حضرت عبداللہ بن سلام فرماتے ہیں کہ

يُدْفَنُ عِيْسٰى مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَاحِبَيْهِ فَيَكُوْنَ قَبْرُهُ رَابِعًا - (درمنثور)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے دو ساتھیوں کے ساتھ دفن کئے جائیں گے !

عَنْ عَائِشَةَ (رضی اللّٰه عَنْهَا) قَالَتْ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰه اَنِّیْ اَرَاى اَنِّیْ اَعِيْشُ مِنْ بَعْدِكَ فَتَاذَنُ لِیْ اَنْ اُدْفَنَ اِلٰى جَنْبِكَ فَقَالَ وَاَنّٰى لِیْ بِذَالِكَ مِنْ مَوْضَعِ قَبْرِیْ - وَقَبْرَ اَبِیْ بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعِيْسٰى ابْنِ مَرْيَمَ

(ترجمان السنۃ)

Marfat.com

حضرت عائشہ فرماتی تھیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ میرا خیال ہوتا ہے شاید میں آپ کے بعد تک زندہ رہوں گی تو آپ مجھ کو اس کی اجازت دیں کہ میں آپ کے پہلو میں دفن ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ بھلا میں ایسے کیسے کر سکتا ہوں کیونکہ یہاں تو صرف میری قبر اور ابوبکرؓ و عمرؓ اور عیسیٰ علیہ السلام کی قبر مقدر ہے۔

خطیب کہتا ہے

روضہ رسول میں عیسیٰ علیہ السلام کے دفن کے بعد ابوبکرؓ و عمرؓ دو نبیوں کے درمیان ہوں گے۔

ایک نبی مبشر ہوگا
دوسرا نبی مبشر ہوگا
ایک نبی مصدق ہوگا
دوسرا نبی مصدق ہوگا
ایک نبی کی والدہ صدیقہ ہوگی
دوسرے نبی کی اہلیہ صدیقہ ہوگی

صدیقؓ ـــــ فاروقؓ ـــــ قیامت کو روضہ رسولؐ سے نکلیں گے۔
آگے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں گے
درمیان میں صدیقؓ و فاروقؓ ہوں گے
پیچھے عیسیٰ بن مریم ہوں گے

کوئی آگے سے تیر چلائے گا تو محمد مصطفیٰؐ روکیں گے
اور کوئی پیچھے سے تیر چلائے گا تو عیسیٰ علیہ السلام روکیں گے

دشمن کو سوچ لینا چاہیئے ؟
صدیقؓ و فاروقؓ کے پہرے دار بہت مضبوط ہیں ؟
حملہ کی نیت سے آگے نہ بڑھو، ورنہ منہ کی کھانی پڑے گی۔

Marfat.com

پہلوے مصطفےٰ میں بنا آپ کا مزار
پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا

ذالک عیسیٰ بن مریم

وما علینا الا البلاغ

Marfat.com

پہلا خطبہ جمعہ

ذیقعد

حقوق والدین

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم امابعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّآ اِیَّاہُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا۔ اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَکَ الْکِبَرَ اَحَدُھُمَآ اَوْ کِلٰھُمَا فَلَا تَقُلْ لَّھُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْھَرْھُمَا وَقُلْ لَّھُمَا قَوْلًا کَرِیْمًا وَاخْفِضْ لَھُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَۃِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْھُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا۔ (سورہ بنی اسرائیل)

تیرے رب نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ تم اس کے سوا کسی کی پوجا مت کرو اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو! اگر ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو تم ان کو (اونہہ) یعنی اُف بھی مت کہو اور نہ ان پر خفا ہو اور نہ ان کو جھڑکو اور ان سے ادب، عزت اور نرم لہجے میں بات چیت کرو اور ان کے لئے اطاعت کا بازو محبت سے بچھا دو اور کہو اے پروردگار تو ان کی کمزوری میں ان پر ایسا ہی رحم فرما جس طرح انہوں نے میرے بچپن میں مجھے مہربانی سے پالا پوسا ہے!

حضرات گرامی! اس وقت معاشرہ جن برائیوں اور خرابیوں میں مبتلا ہے۔ ہر شخص ان کے مذموم اثرات سے پریشان ہے۔ ہر شخص پرانے وقتوں کی بات کر کے ان کے محاسن اور ان لوگوں کی خوبیوں کو یاد کر کے خون کے آنسو بہاتا ہے اور آرزو کرتا ہے کہ اے کاش وہ پرانے لوگوں کا اخلاق اور حسن معاشرت پھر سے لوٹ آتے اور موجودہ معاشرہ ان خوبیوں اور محاسن سے

Marfat.com

آراستہ پیراستہ ہوجائے۔ اگر غور کیا جائے تو معاشرے کی یہ بے راہ روی خود بخود پیدا نہیں ہوتی، بلکہ اس کو لانے میں معاشرے کا اپنا ہاتھ بھی ہے، اگر مسلمان اپنے بچوں اور بچیوں کو اس تعلیم اور تربیت سے آراستہ رکھتے جو ہمارے بڑوں نے اپنے بچوں اور بچیوں کو دی تھی تو یقیناً آج ہمارے معاشرے میں وہ برائیاں جڑ نہ پکڑتیں جنہوں نے ہمیں آج پریشان کر رکھا ہے میں سمجھتا ہوں کہ آج بھی ہماری تمام تر مرضوں کا علاج موجود ہے اور ایک ایک بیماری کو تلاش کر کے اس کا علاج آسانی سے کیا جاسکتا ہے۔ بشرطیکہ قرآن و سنت کے دارالشفاء کی طرف لایا جائے!

اس بات پر محنت کی جائے کہ قرآنی دارالشفاء میں آج بھی وہ دوا موجود ہے جو تمام برائیوں کو بیخ و بن سے اکھاڑ سکتی ہے۔ اس سلسلہ میں جب قرآن و حدیث کا مطالعہ کیا جاتا ہے تو وہ بچوں کو خدا و رسول کی اطاعت و پیروی کے بعد والدین کی عزت و احترام اور اعتماد کی بہت سختی سے تاکید کرتا ہے، کیونکہ والدین تعلیم و تربیت کا پہلا مدرسہ ہوتے ہیں جو بچے کی دینی، اخلاقی تربیت کا ذریعہ بنتے ہیں۔ اس لئے قرآن مجید بچے کو آوارگی سے بچانے کے لئے سختی سے اس بات کی تعلیم دیتا ہے کہ عبادت خداوندی کے ساتھ ساتھ والدین پر اعتماد اور ان کا احترام نہایت ضروری ہے تاکہ ان کی نیک اور سچی سوچ بچے میں اچھی زندگی گزارنے کا سلیقہ پیدا کر دے۔ اس وقت جو آیت کریمہ میں نے آپ حضرات کے سامنے تلاوت کی ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے اولاد کو یعنی معاشرے کے فرزندوں کو چھ باتوں کا حکم دیا ہے۔

(۱) اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ ۔ خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔

(۲) وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۔ اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو۔

(۳) اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ! اگر ان میں ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو تم ان کو (اونہہ) اُف بھی مت کہو۔

(۴) وَلَا تَنْهَرْهُمَا ۔ اور نہ جھڑکو ان دونوں کو

(۵) وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ۝ اور ان سے ادب عزت نرم لہجے میں بات کرو۔

(۶) وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ ۔ اور ان کے لئے اطاعت کا بازو محبت سے بچھا دو

Marfat.com

(۷) وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ۝

اور کہہ اے پروردگار تو ان دونوں پر رحم فرما۔ جیسا کہ انہوں نے بچپن میں مجھے پالا اور پوسا ہے۔

اداب والدین کی دفعات

حضرات گرامی! قرآن وسنّت کے معاشرے میں والدین کو جو اسلامی حقوق دیئے گئے ہیں۔ قرآن حکیم نے ان کو چھ دفعات میں تقسیم فرمایا ہے۔

اوّلاً۔ والدین کے ساتھ احسان کرو۔ احسان کا معنی یہ ہے کہ ان کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے! جہاں اپنے بچوں کے لئے بیوی کے لئے اچھی خوراک اچھی پوشاک کا اہتمام ہو وہیں والدین کے لئے بھی اسی طرح کا انتظام ہو۔ سفر میں اور حضر میں جو چیزیں اور جو باتیں اپنے لئے پسند کی جائیں وہی والدین کے لئے بھی پسند کی جائیں۔ رہن سہن میں جو سلیقہ اور صفائی اپنے پسند ہو وہی ان کے لئے پسند کی جائے۔ کھانے پینے۔ علاج معالجے۔ تہذیب و تمدّن میں کوئی پہلو ایسا نہ ہو جو ان کے لئے تکلیف دہ ہو، بلکہ ان کی پسند و ناپسند میں ان کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے اور انہیں ہر طرح اور ہر وقت خوش رکھا جائے! دینی اور دنیاوی زندگی میں وہ ہر طرح سے حسن سلوک کے مستحق ہیں۔ یہ دفعہ ہر اس بچے کے لئے ہے جو کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ پڑھ کر اسلام کے دائرۂ اخلاق میں آگیا ہے!

ثانیاً۔ جب والدین کو بڑھاپا آجائے تو انہیں اُف تک نہ کہو، کیونکہ بڑھاپا انسانی زندگی کا کمزور ترین دور ہوتا ہے۔ اس وقت جوان فرزند اپنے پورے جوبن پر ہوتا ہے۔ تمام خاندان اس کے سامنے اس کا دریوزہ گر ہوتا ہے۔ اس لئے اس کی اکڑی ہوئی گردن کسی کو بھی خاطر میں نہیں لاتی۔ اس لئے قرآن مجید نے اس جوان فرزند سے فرمایا کہ اے اکڑے ہوئے نوجوان فرزند کبھی تجھ پر یہ وقت آسکتا ہے اس جوانی اور طاقت نے تیرے ساتھ بھی اسی طرح بے وفائی کرنی ہے جس طرح تیرے جوان والدین کو بڑھاپے کی سرحدوں تک پہنچا دیا۔ اگر تو یہ چاہتا ہے کہ تیری اولاد بھی بڑھاپے میں تیرا احترام کرے اور تجھے بات بات پر ڈانٹ ڈپٹ نہ کرے تو تجھے بھی چاہیئے کہ اپنے والدین سے اُف تک نہ کر۔ کیونکہ وہ بوڑھے ہیں۔ بوڑھے میں چڑچڑا پن ہوتا

Marfat.com

ہے۔ بوڑھے میں قوت برداشت کم ہوتی ہے اور بڑھاپا یہ بھی تو سمجھتا ہے کہ میری تربیت
ے میری دلائی ہوئی تعلیم نے اس نوجوان بیٹے کو یہ عزت یہ دولت یہ جوانی دی ہے۔ اس لئے
اگر اس سے سخت سست کہہ بھی لیا تو اسے مت تم کچھ کہو۔ اس کے ساتھ اونچی آواز سے مت
بولو۔ اسے اف نہ کہو، کیونکہ اس نے تمہیں یہ سب بہاریں دی ہیں۔ اس نے تمہیں یہاں تک پہنچانے
کے لئے اپنی جوانی کی بہاریں لٹا دی ہیں۔ اس لئے قرآن نے بیٹوں کو والدین کے حقوق کی اس دفعہ
نمبر ۲ سے اخلاقی ضابطے کا پابند کر دیا۔

ثالثاً ——— والدین کو جھڑکنا مت !

اس تیسری دفعہ میں اس تلخی سے روکا گیا ہے جو نوجوان اولاد عالم شباب کی مستی میں والدین
سے روا رکھتی ہے۔ والدین اگر کوئی معمولی سا کام بھی اولاد اور اکڑی ہوئی گردن والے فرزند کے
مزاج کے خلاف کر دیتے ہیں تو بس قیامت برپا ہو گئی۔ والدین کو وہ جلی کٹی سنائیں کہ الامان والحفیظ
دنیا جہان کی مغلظات۔ بیہودہ بکواس اور قلب و جگر کو جلا دینے والی گفتگو کی جاتی ہے کہ بس
بوڑھے والدین اس طرح بے بسی کی تصویر بن جاتے ہیں کہ ان کا وجود سراپا التجا۔ اور بے روح جسم
نظر آتا ہے۔ ٹوٹے ہوئے دلوں سے دھواں نکلتا ہے کہ اے اللہ مجھے اس رسوائی کی زندگی
سے بہتر ہے کہ موت دے دے !

والدین کی بے بسی کا یہ منظر نہایت ہی المناک ہوتا ہے کہ اس طرح کی بدتمیزی اور زبان درازی
سے اولاد کو روکنے کے لئے اس دفعہ نمبر ۳ کا نفاذ ہوا کہ دیکھنا والدین کو ڈانٹ ڈپٹ اور جھڑکنا
تو کہیں ان کا دل ٹوٹ کر عرش اعظم ہی کو ہلا کر نہ رکھ دے اور تمہارے تمام غرور ٹوٹ جائیں
اور تم مارے مارے پھرو اور ہر دروازے تمہیں اوئے توئے ہونے لگ جائے اس لئے خبردار
والدین کو جھڑکنا نہیں ہوگا !

رابعاً ۔ والدین سے عزت و احترام اور ادب سے گفتگو کرنا۔ اس چوتھی دفعہ میں گفتگو
میں ادب ملحوظ رکھنے کا حکم ہے۔ کہیں ایسی ناشائستہ گفتگو نہ کرنا کہ والدین تمہاری بدتمیزی کی وجہ سے
دل و دماغ کو زخمی پائیں۔ ان سے انداز گفتگو مہذب ہو، اور شیریں ہو !

خامساً ۔ ان کے لئے اطاعت کا بازو محبت سے پھیلا دے اس پانچویں دفعہ سے مراد

Marfat.com

یہ ہے کہ ان کے احکامات اور ارشادات کے سامنے سراپا اطاعت و محبت بن جا۔ ان کے لئے تیرا عمل خوشی اور مسرت کا باعث بن جائے تیرے کسی عمل سے ان کو دکھ اور تکلیف پہنچنے پائے۔

سادساً ـــــ والدین کے لئے دعا ـــــ کرتے رہو۔ زندہ ہوں تو ان کی دینی اور دنیاوی زندگی میں حسن و خیر کی دعا کرتے رہیں اور اگر فوت ہو گئے ہوں تو ان کی مغفرت کی دعا کرتے رہیں۔ یعنی ان کے لئے ایصال ثواب اور صدقات جاریہ کا اہتمام رکھیں، تاکہ ان کی قبر روشن ہو اور آخرت میں ان کو سکون اور چین نصیب ہو!

كَمَا رَبَّيَانِيْ صَغِيْرًا ـــــ قرآن حکیم کے اس جملہ نے تو عجیب ہی سماں باندھ دیا ـــــ اس میں اولاد کو ان کا بچپن یاد دلایا ہے کہ دیکھو۔ تمہارا بچپن پورے کا پورا مرہون منت ہے۔ تمہارے والدین کا۔

تمہیں بھوک لگتی تھی تو رحم والدین کو آتا تھا
تمہیں پیاس لگتی تھی تو رحم والدین کو آتا تھا
تمہیں سردی اور گرمی لگتی تھی تو رحم والدین کو آتا تھا
تمہیں بیماری لاحق ہوتی تھی تو رحم والدین کو آتا تھا
تمہیں کوئی دکھ تکلیف پہنچتی تھی تو رحم والدین کو آتا تھا

اب والدین کے بڑھاپے کے وقت تمہیں ان پر رحم اور شفقت کا رویہ اختیار کرنا چاہئے کیونکہ والدین تمہارے محسن ہیں۔ اور والدین تمہاری تربیت کے لئے شب و روز اپنی زندگی کا قیمتی حصہ صرف کر چکے ہیں۔ خداوند قدوس کے حضور ! دعا کرو کہ اے اللہ جس طرح انہوں نے بچپن میں میری پرورش کی میں اس کا صلہ نہیں دے سکتا۔ اب آپ ہی اپنی ذات کریم سے ان پر اپنی رحمت اور شفقت کا دروازہ کھول دے۔ گویا کہ اس آیت کے دعائیہ الفاظ میں بتا دیا گیا کہ اے انسان تو اپنے والدین کی خدمت کا حقیقی صلہ نہیں ادا کر سکتا۔ اسے اپنے خدا کے سپرد کر دے کہ وہ اپنے رحمت کے خزانوں کو تیرے والدین پر نثار کر دے۔

سبحان اللہ

Marfat.com

یہاں تک والدین کے حقوق کی چھ دفعات کا تذکرہ ہوا ہے۔ اب قرآن مجید کی ان آیات کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔ جن میں گاہے بگاہے والدین کے حقوق کی ادائیگی کی تاکید ہوتی رہتی تھی!

والدین نے مصائب سہے پہاڑ اٹھائے

حضرات گرامی! بچپن انسان کا ایک ایسا غیر شعوری دور ہے جس میں والدین بہت ہی مشقتیں اٹھا کر بچے کو عالم شعور میں لاتے ہیں۔ اس دور کا ایک ایک لمحہ ایک احسان شناس بچے کے لئے سبق آموز اور والدین کی خدمت پر مستعد کرنے کے لئے ایک مہمیز کا کام دیتا ہے۔ قرآن مجید انسان کے اس دور کا نقشہ اس انداز سے کھینچتا ہے کہ والدین کے لئے ہمیشہ ہمیشہ بچے کو اطاعت کی باہیں بچھا دینی چاہیئے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے کہ

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسَانًا حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا وَحَمْلُهٗ وَفِصَالُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا ط حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَبَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ اِنِّيْ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاِنِّيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ (سورہ احقاف)

اور ہم نے انسان کو تاکید کر کے کہہ دیا کہ اپنے ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنا۔ اس کی ماں نے اس کو تکلیف کر کے پیٹ میں اٹھایا اور تکلیف کر کے جنا، اور تین مہینوں تک اس کو پیٹ میں رکھا اور دودھ چھڑایا۔ یہاں تک کہ وہ بچے سے بڑھ کر جوان ہوا اور چالیس برس کا ہوا اس نے کہا کہ میرے پروردگار! مجھ کو توفیق دے کہ تیرے اس احسان کا شکر ادا کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر احسان کیا ہے اور اس کی کہ میں وہ کام کروں جس کو تو پسند کرے اور میری اولاد کو نیک کر۔ میں تیری طرف لوٹ کر آیا اور میں تیرے فرمانبرداروں میں سے ہوں!

خطیب کہتا ہے

اس آیت میں ماں کے بچہ کے لئے مصائب اٹھانے کے تین مرحلے بتائے گئے ہیں۔

Marfat.com

حَمَلَتْهُ اُمُّهُ كُرْهًا۔ ماں نے نہایت تکلیف سے بچے کو پیٹ میں رکھا۔
وَوَضَعَتْهُ كُرْهًا ۔ اور نہایت تکلیف سے بچے کو جنا۔
حَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا ۔ تیس مہینوں تک اس کو دودھ پلایا۔ اور
اٹھائے پھرتی رہی !

بچے پر یہ تین دور ماں کی زندگی میں آئے۔ ماں نے مشقتیں اٹھا کر ان تینوں ادوار میں بچے کے ساتھ خوب نبھائی۔ حمل کی مشقتوں سے دوچار ہوئی مگر اپنے لاڈلے کے لئے سب کچھ برداشت کیا !

ولادت کی مشقتیں اٹھائیں۔ مگر اپنے لاڈلے کے لئے سب کچھ برداشت کیا۔
اڑھائی تین سال اسے اٹھائے پھرتی رہی۔ اسے دودھ پلاتی رہی۔ اس کے پنگھوڑے ہلاتی رہی۔ اس کے لاڈ اور ناز اٹھاتی رہی۔ سردیوں کی رات کو اٹھ اٹھ کر اسے ڈھانپتی رہی۔ اس کے پیشاب سے گیلے بچھونے پر خود سوتی رہی اور خشک بچھونا اس کے لئے بچھاتی رہی۔ اپنے جسم کی گرمی سے اس کو آرام اور گرمی پہنچاتی رہی۔ گرمیوں میں تمام رات اپنے دوپٹے سے اس کو ہوا جھیلتی رہی۔ اب جب بچہ عالم شعور کو پہنچا تو اس کے لئے اچھا کھانا پکاتی رہی۔ اس کی تعلیم کا انتظام کرتی رہی۔ اپنے کھانے سے اچھی چیزیں بچا کر اپنے لاڈلے کے لئے چھپا کر رکھتی رہی تاکہ میرا لاڈلا اچھی چیز کھائے۔ میری خیر ہے ! میرا لاڈلا نہ ترسے۔ وہ بھوکا نہ رہے۔ اس کو نہ دکھ پہنچے۔ اس کی راحت اور آسانی کے لئے وہ سب کچھ کر گزری جو ماں کے بس میں تھا ! ایک طویل مدت اس کی تربیت کی۔ اس کو پالا پوسا۔ اس کی بلائیں لیں۔ اس پر سب کچھ وارے نیارے کر دیا۔ اب جب اس کی جوانی آئی تو اس نے والدین کو کیا صلہ دیا ! یہی نا ؟ کہ بیوی کے کہنے سے ان کی بے عزتی کی۔ ان کو گھر سے الگ کر دیا۔ ان پر جیون تنگ کر دیا۔ ان کا دل دکھانے کے لئے بیوی کی زبان درازیوں کو تحفظ دیا۔ دکان سے اور دفتر سے واپس آ کر خود والدین پر ستم کے پہاڑ توڑے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ماں کے احسانات یاد دلا کر اس کی بچپن میں مشقتیں یاد دلا کر انسان کو اس بات کا حکم دیا کہ دیکھنا والدین کے ساتھ بدتمیزی اور بدسلوکی نہ کرنا کیونکہ والدین نے بالعموم اور تیری والدہ نے بالخصوص تیرے لئے زندگی کے نہایت ہی کٹھن دور گزارے

Marfat.com

ہیں۔ ان کا صلہ حسن سلوک رواداری۔ محبت عزت و احترام سے دینا۔ یہی قرآنی ہدایت ہے۔ جس نے اسلام کے فرزندوں کو والدین کے لئے سراپا نیاز اور اخلاص بنا دیا تھا!

ماں کا احترام دو تاریخی واقعے

سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں تو آپ نے اپنی چادر مبارک اتار کر سیدہ حلیمہ سعدیہؓ کے قدموں تلے بچھائی۔ صحابہ کرام حیران ہوئے کہ یہ سعادت مند خاتون کون ہے جس کے پاؤں تلے نبوت نے اپنی چادر بچھا دی ——— آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ حلیمہ سعدیہ ہے ——— جس نے حضورؐ کو دودھ پلایا تھا۔ جو حضورؐ کو بچپن میں لے گئی تھیں۔ یہ تھا رضاعی ماں کا اعزاز جو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا تھا۔ اس سے ماں کی عظمتوں اور رفعتوں پر روشنی پڑتی ہے۔ اسی طرح تاریخ کے دامن میں حضرت اویس قرنی کا وہ واقعہ بھی ناقابل فراموش ہے کہ جب انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی سعادت نصیب ہوتی ہے تو آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتے ہیں، لیکن ماں کی شدید علالت اور ان کی خدمت کی وجہ سے حاضری سے معذور رہے۔ مگر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی یہ ادا اتنی پسند آئی کہ آپ نے اویس قرنیؓ کی ماں کی خدمت کی وجہ سے ان کی تحسین فرمائی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پیغمبر کی نظر میں ماں کی عزت و احترام کا پہلو بہت ہی ممتاز تھا۔

سچ ہے ماں جنت کا نشان!

خدائی آرڈی ننس

اللہ تعالیٰ نے والدین کے حقوق کو مختلف مقامات پر مختلف انداز میں بیان فرمایا ہے۔ قرآن مجید میں ایک مقام پر اللہ تعالیٰ نے والدین کے حقوق کا آرڈی ننس ان الفاظ میں نافذ فرمایا کہ

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّفِصَالُهٗ فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ ۝

اور ہم نے انسان کو جتلا دیا کہ اپنے ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو۔ اس کی ماں نے اس کو تھک تھک کر پیٹ میں رکھا اور دو سال میں اس کا دودھ چھڑایا۔ وہ میرا اور اپنے ماں باپ کا شکر گزار ہو، میرے ہی پاس پھر آنا ہے!

Marfat.com

خطیب کہتا ہے

اس آیت میں ماں کا خصوصی ذکر اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ ماں کا کردار بچے کی تربیت میں بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ اس لئے ماں کی عزت بہت زیادہ ہونی چاہیئے!

یہ بھی قدرتی بات ہے کہ بڑھاپے میں سب سے زیادہ بے بسی کی زندگی ماں ہی گزارتی ہے۔ اس لئے اس کی طرف بار بار توجہ دلائی جا رہی ہے!

ویسے بھی ماں کی گود بچے کے لئے پہلا مدرسہ ہوتی ہے۔

ماں ہاجرہ ہو تو ——— بچہ اسماعیلؑ پیدا ہوتا ہے

ماں مریم ہو تو ——— بچہ عیسیٰؑ پیدا ہوتا ہے

ماں آمنہ ہو تو ——— بچہ محمدؐ پیدا ہوتا ہے

ماں فاطمہ ہو تو ——— بچہ حسینؓ پیدا ہوتا ہے

یہی مائیں تھیں جن کی گود میں اسلام پلتا تھا
انہی گودوں میں انسان نور کے سانچے میں ڈھلتا تھا

ماں کا دودھ بھی رنگ لاتا ہے اس لئے خداوند قدوس نے ماں کے دودھ کا تذکرہ کیا!

ماں کی گود بھی اثر انداز ہوتی ہے۔ اس لئے خدا نے ماں کی گود کا تذکرہ فرمایا!

والدین کی عزت ضروری ہے

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ایک اور مقام پہ والدین کے حقوق کی طرف توجہ دلائی ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے کہ

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى

اور عبادت اللہ کی کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا اور والدین کے ساتھ احسان کرو اور اپنے قریبی رشتہ داروں کے ساتھ یتیموں، مسکینوں اور ہمسایوں کے ساتھ بھی اچھا سلوک کرو!

Marfat.com

اس آیت کریمہ میں بھی اسی مضمون کو بیان فرمایا گیا ہے جو پہلی آیات میں بیان ہو چکا ہے گویا کہ قرآن مجید میں والدین کے ساتھ حسن سلوک کے مسئلہ کو نہایت تاکید کے ساتھ بیان فرمایا گیا ہے اور ہر مسلمان فرزند کو اپنی زندگی کا اسے منشور بنا لینا چاہیئے !

والدین سے حسن سلوک انبیاءؑ کی صفت ہے

حضرت زکریا علیہ السلام کا واقعہ قرآن مجید میں مشہور ہے کہ جب آپ نے رو رو کر اللہ تعالیٰ سے بیٹا مانگا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریا علیہ السلام کو خوشخبری دی۔

فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ ——— وَاسْمُهٗ يَحْيٰى

ہم نے زکریا علیہ السلام کو بیٹے کی بشارت دی ——— اور اس کا نام بھی یحییٰ ہوگا ——— (اللہ تعالیٰ نے خود ہی تجویز فرمایا)

اے پیغمبر آپ کو بیٹا عطا فرمایا ——— بیٹا بھی ایسا ہوگا کہ بیٹا تیرا ہوگا ——— اور نبی میرا ہوگا۔ اس خدا کے نبی اور زکریا علیہ السلام کے فرزند کی خصوصی شان بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ

وَبَرًّا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا یعنی یحییٰ علیہ السلام اپنے والدین کے ساتھ نیکی کرنے والا ہوگا اور خود سر نہیں ہوگا۔ اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام نے پنگھوڑے ہی میں ارشاد فرمایا تھا کہ وَبَرًّا بِوَالِدَتِيْ وَلَمْ يَجْعَلْنِيْ جَبَّارًا شَقِيًّا ۝ اور نیک سلوک کرنے اپنی ماں سے نہیں بنایا مجھے بدنصیب یعنی ماں باپ کی گستاخی کرنے والا۔

اسی طرح حضرت اسماعیل علیہ السلام کا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے جواب میں یہ عرض کرنا کہ يَا اَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ۔ اے والد گرامی آپ کر گزریں جو آپ کو حکم دیا گیا ہے۔ یہ سعادت مند فرزند کا والد کی تکریم اور اطاعت کا بے مثال مظاہرہ تھا۔ جسے قرآن مجید نے نہایت ہی پیارے انداز میں بیان فرمایا ہے۔ تین انبیائے کرام کے ان واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ والدین کے ساتھ حسن سلوک نہ صرف احکام خداوندی سے ثابت ہے، بلکہ انبیائے کرام نے بھی عملاً والدین کے ساتھ حسن سلوک کا ایک حسین نمونہ چھوڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو والدین کے ساتھ حسن سلوک کے عمل سے بہرہ ور فرمائے !

Marfat.com

حضرات گرامی! آپ حضرات نے قرآن حکیم سے والدین کے درجات اور ان کے حقوق وفرائض کے مسئلہ کو نہایت تفصیل سے سماعت فرمایا ہے۔ اب میں ضروری سمجھتا ہوں کہ آپ حضرات کے سامنے ان ارشادات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر بھی کر دوں جن میں والدین کے حقوق ادا کرنے کی تاکید فرمائی گئی ہے۔

ماں کی نافرمانی حرام ہے

سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَیْکُمْ عُقُوْقَ الْاُمَّھَاتِ (بخاری)

خدا نے ماؤں کی نافرمانی تم پر حرام کر دی ہے۔

ایک دوسری حدیث میں ارشاد ہوتا ہے کہ

ثَلٰثَۃٌ لَا یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ اَلْعَاقُّ لِوَالِدَیْہِ وَالدَّیُّوْثُ وَالرَّجِلَۃُ (نسائی)

تین قسم کے لوگ جنت میں داخل نہیں ہوں گے۔

- ماں باپ کا نافرمان
- دیوث
- مردوں سے مشابہت کرنے والی عورت۔

سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات عالیہ سے معلوم ہوا کہ والدین کی ناراضگی انسان کو جہنم میں لے جائے گی۔ اس لئے انسان کو ہر ممکن کوشش کرنی چاہیئے کہ والدین کو خوش رکھا جائے اور ان کی ہر اعتبار سے دل جوئی کی جائے!

والدین کا فرمانبردار جنتی ہوگا

سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

رِضَی الرَّبِّ فِی رِضَی الْوَالِدِ وَسَخَطُ الرَّبِّ فِیْ سَخَطِ الْوَالِدِ (ترمذی)

خدا کی خوشنودی باپ کی خوشنودی میں ہے اور خدا کی ناراضگی باپ کی ناراضگی میں ہے۔

ایک اور روایت میں ہے۔

یَارَسُوْلَ اللّٰہِ مَا حَقُّ الْوَالِدَیْنِ عَلٰی وَلَدِھِمَا قَالَ ھُمَا جَنَّتُکَ وَنَارُکَ

(ابن ماجہ)

Marfat.com

یارسول اللہ ماں باپ کا اولاد پر کیا حق ہے ؟
فرمایا تیری جنّت و دوزخ وہی دونوں ہیں

اس حدیث میں جنت و دوزخ کا سبب والدین کی ناراضگی اور خوشی کو قرار دیا ہے ! والدین کی خدمت اور ان سے حسن سلوک جنّت کا باعث ہوگا اور ان کی ناراضگی جہنم کا باعث ہوگی۔ قرآن مجید نے جس حسن سلوک کا ارشاد فرمایا تھا حدیث میں اسی کی تاکید فرمائی جارہی ہے!

رحمت کی نظر

ایک حدیث میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں ۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَامِنْ وَلَدٍ بَارٍ یَنْظُرُ اِلٰی وَالِدَیْہِ نَظْرَۃَ رَحْمَۃٍ اِلَّا کَتَبَ اللّٰہُ لَہٗ بِکُلِّ نَظْرَۃٍ حَجَّۃً مَبْرُوْرَۃً (مسلم شریف)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ماں باپ کے ساتھ جو نیکی کرنے والا فرزند اپنے ماں باپ کو محبت کی نگاہ سے دیکھتا ہے تو خدا اس کے لئے ہر مرتبہ دیکھنے کے بدلے میں اس کے اعمال نامے میں ایک حج مقبول کا ثواب لکھتا ہے !

حج مبرور ایک عظیم سعادت ہے جو کسی خوش نصیب کو حاصل ہوتا ہے۔ اس حدیث میں یہ بتانا مقصود ہے کہ جس طرح خداوند قدوس ایک حج کرنے والے سے خوش ہوتے ہیں۔ اسی طرح ایسے شخص کو بھی اپنی رضا اور مسرت سے مالا مال فرماتے ہیں جو والدین کی اطاعت اور فرمانبرداری پر کمربستہ رہتا ہے۔ گویا کہ حج کی طرح یہ بھی ایک بہت بڑی نیکی ہے۔

ایک اور حدیث میں ارشاد ہوتا ہے کہ

مَنْ اَصْبَحَ مُطِیْعًا لِلّٰہِ فِیْ وَالِدَیْہِ اَصْبَحَ لَہٗ بَابَانِ مَفْتُوْحَانِ مِنَ الْجَنَّۃِ فَاِنْ کَانَ وَاحِدًا فَوَاحِدًا وَمَنْ اَصْبَحَ عَاصِیًا لِلّٰہِ فِیْ وَالِدَیْہِ اَصْبَحَ لَہٗ بَابَانِ مَفْتُوْحَانِ مِنَ النَّارِ (بیہقی)

جو شخص والدین کے حق اطاعت ادا کرنے میں خدا کا فرمانبردار ہوتا ہے اس کے لئے جنّت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور اگر والدین سے ایک زندہ ہوتا ہے تو ایک دروازہ کھلتا ہے اور جو شخص والدین کے حق میں خدا کا نافرمان ہوتا ہے تو اس کے لئے دو دوزخ کے دو دروازے

Marfat.com

کھل جاتے ہیں!

والدین کے لئے دعا

اللہ تعالیٰ نے جہاں اولاد کو والدین کے حقوق ادا کرنے اور ان کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم دیا ہے وہیں پر اولاد کو والدین کے لئے دعا کرنے کی بھی ترغیب دی ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہوا ہے کہ

رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِيْ صَغِيْرًا ۝ (سورہ بنی اسرائیل)

اے میرے پروردگار جس طرح انہوں نے مجھے بچپن میں پالا ہے اور میرے حال پر وہ رحم کرتے رہے ہیں اس طرح تو بھی ان پر اپنا رحم کیجیو۔

ابراہیم علیہ السلام کی دعا

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کرتے وقت یہ کہا

رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ (ابراھیم)

ابراہیم علیہ السلام نے دعا کرتے وقت یہ بھی کہا کہ اے ہمارے پروردگار جس دن اعمال کا حساب ہونے لگے مجھ کو اور میرے ماں باپ کو اور سب ایمان والوں کو بخش دیجیو!

نوح علیہ السلام کی دعا

رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا تَبَارًا ۝

نوح علیہ السلام نے قوم کی طرف سے مایوس ہو کر یہ دعا کی کہ اے میرے پروردگار مجھ کو اور میرے ماں باپ کو اور جو شخص ایمان لا کر میرے گھر میں پناہ لینے آیا ہے اس کو اور عام ایمان لانے والے مردوں اور عورتوں کو بخش دے! اور ایسا کر کہ ان ظالموں کی تباہی روز بروز بڑھتی چلی جائے!

حضرات گرامی! آپ حضرات کے سامنے قرآن و حدیث کی روشنی میں حقوق والدین کے مسئلہ پر بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ امید ہے آپ حضرات مسئلہ کے تمام پہلوؤں پر غور فرمانے کے بعد والدین کو ان کا اصلی مقام اور حقیقی منصب عطا کریں گے! اور کوئی دقیقہ والدین کی خدمت سے فروگزاشت نہیں کریں گے! والدین کی حقیقی مسرتیں ہی خدا اور رسول کی

Marfat.com

رضا اور خوشنودی کا باعث ہوں گی ! اللہ تعالیٰ ہم سب کو خدا و رسول کی مرضیات کے
مطابق زندگی گزارنے کی توفیق نصیب فرمائے !

وما علینا الا البلاغ

Marfat.com

دوسرا خطبہ
ذیقعد

توبہ کا دروازہ ہر وقت کھلا ہے

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ امابعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْا اِلَی اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ط عَسٰی رَبُّكُمْ اَنْ یُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَیِّاٰتِكُمْ وَیُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ۔

(سورہ تحریم)

اے ایمان والو تم اللہ کے سامنے سچی خالص توبہ کرو ممکن ہے تمہارا رب تمہارے گناہ دور کر دے اور تمہیں ایسی جنتوں میں پہنچا دے جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔

حضرات گرامی! انسان گناہ وعصیان کا پتلا ہے۔ انبیاء علیہم السلام معصوم ہیں ان سے گناہ کا صادر ہونا محال ہے، مگر عام انسان خطاء اور نسیان میں مبتلا ہوتا رہتا ہے۔ گناہ ہو جانا کوئی تعجب کی بات نہیں ہے، مگر گناہ پر قائم رہنا اور اس پر اصرار کرنا باعث تعجب بھی ہے اور قابل رحم بھی۔

گناہ کا تعلق چونکہ بندے سے ہے اور بندے کا تعلق اللہ تعالیٰ کی ذات سے ہے اس لئے اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو اس بات کی طرف متوجہ فرماتے ہیں کہ اے انسان اگر تجھ سے گناہ ہو گیا ہے اور تجھے اس پر دل سے شرمندگی ہے تو فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے میرے دروازے پر آکر گناہوں کی معافی مانگنا تیرا کام ہے اور گناہوں کو معاف کرنا میرا کام ہے! چنانچہ قرآن مجید میں بار بار اس بات کی طرف انسان کو متوجہ کیا گیا ہے کہ اگر تم سے کوئی گناہ ہو گیا ہے تو فوراً اللہ تعالیٰ کے دربار میں توبہ کی درخواست دائر کر دو۔ اس کے دربار عالیہ

Marfat.com

سے یقیناً تمہیں بخشش، مغفرت اور معافی کا سرٹیفکیٹ مل جائے گا۔

اس آیت کریمہ میں بھی سچی توبہ کا حکم دیا گیا ہے۔ سچی توبہ کا صلہ یہ دیا جائے گا۔ یُکَفِّرْ عَنْکُمْ سَیِّاٰتِکُمْ۔ تمہارے گناہ بھی مٹا دیئے جائیں گے!

یعنی اگر تم آئندہ گناہ نہ کرنے کا وعدہ کرتے ہو تو نہ صرف تمہارے موجودہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے، بلکہ ماضی کے گناہوں کو بھی یکسر مٹا دیا جائے گا۔ یہ خداوند قدوس کا اتنا بڑا احسان ہے جو ہر انسان کو گناہوں سے معافی مانگنے کے بعد عطا کیا جاتا ہے!

اس لئے ؎ باز آ باز آ ہر آنچہ ہستی باز آ

گناہ گارو چلے آؤ

یہ عجیب بات ہے کہ اگر کسی انسان نے کسی انسان کے بارے میں کوئی غلطی کی ہو یا کوئی جرم کیا ہو تو وہ انسان اپنے جرم کو تلاش کرتا پھرتا ہے اور تھانے میں رپورٹ کرتا ہے کہ اس کو پکڑا جائے۔ وہ میرا مجرم ہے۔ اس نے میرے ساتھ فلاں زیادتی کی ہے اور فلاں جرم کیا ہے۔ نمبردار اس مجرم کو پکڑنے کے لئے کوشش کرتا ہے۔ پولیس اس کے پکڑنے کے لئے جگہ جگہ چھاپے مارتی ہے، مگر قربان جاؤں اس ذات غفور رحیم کے کہ وہ اپنے مجرموں کو اعلان کر کے بلاتی ہے اور فرمایا جاتا ہے کہ اے گناہ گارو۔ اور اے مجرموں ـــ اگر تم سے جرم ہو گیا ہے اور اگر تم سے گناہ کا ارتکاب ہو گیا ہے تو ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے آجاؤ میرے دروازے پر میرا دروازہ سنبھال لو۔ میری چوکھٹ پر جھک جاؤ۔ میں تمہیں معاف کر دوں گا۔ میں تمہیں چھوڑ دوں گا۔ یعنی انسان اپنے مجرم کو سزا دے کر راضی ہوتا ہے اور رحمان اپنے مجرم کو رہائی دے کر خوش ہوتا ہے!

چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ

تُوْبُوْٓا اِلَی اللّٰہِ جَمِیْعًا اَیُّہَا الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ (سورہ نور)

اے ایمان دارو تم سب اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جاؤ (یعنی توبہ کرو) معافی چاہو، تاکہ تم نجات پا جاؤ۔

گویا کہ راہ نجات اللہ تعالیٰ سے مانگنے میں ہے، توبہ کرنے میں ہے اور ہمہ وقت اس کی ذات گرامی کی طرف رجوع کرنے میں ہے!

Marfat.com

توبہ کرنے والا خدا کا پسندیدہ ہے

قرآن مجید میں ایک مقام پر توبہ کرنے والوں کے اوصاف بیان کرتے ہوئے ان کی تحسین کی گئی اور انہیں بشارت دی گئی ہے! چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ

اَلتَّآئِبُوْنَ الْعَابِدُوْنَ الْحَامِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرَّاكِعُوْنَ السَّاجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحَافِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ (التوبہ)

وہ ایسے ہیں جو توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے، حمد کرنے والے، روزہ رکھنے والے، رکوع کرنے والے، سجدہ کرنے والے، نیک باتوں کی تلقین کرنے والے اور بُری باتوں سے روکنے والے اور اللہ کی حدود کا خیال رکھنے والے اور ایسے مومنین کو خوشخبری سنا دیجئے

اس آیت کریمہ میں التائبون کو مقدم کرکے دراصل توبہ کرنے والوں کی صفت حمیدہ کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ یہ صفت خداوند قدوس کو بہت ہی پسندیدہ ہے!

بخشش کی خوشخبری سنا دو

خدا کی صفت رحمت اور مغفرت سب سے وسیع ہے قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے کہ نَبِّئْ عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ۔ (سورہ الحجر)

میرے بندوں کو آگاہ کر دو کہ میں بخشنے والا اور مہربانیاں کرنے والا ہوں!

اس آیت کریمہ میں خدائی بخشش کا عام اعلان ہے کیا ہے کوئی گناہ گار جو خدا کے اس اعلان کے بعد اس کے دروازے پر جائے اور اپنے گناہ بخشوا لائے!

بخشش کا دریا جوش میں ہے اور گناہ گاروں کے گناہ دھونے کے لئے موج میں ہے اس کی موجیں گناہوں کو اپنے دامن میں بہا کر لے جائیں گی۔ اس لئے گناہ گارو بھاگو اور درِ رحمت سے جھولیاں بھر لاؤ!

گناہ گارو مایوس نہ ہوں

جو گناہ گار ہیں اور اپنے گناہوں کی وجہ سے مایوس ہیں۔ ان کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ

Marfat.com

إِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ (سورہ زمر)

میری جانب سے کہہ دو کہ اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی
تم اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو جاؤ!

مایوسی کو امید سے بدلنے والا۔ گناہ کو مٹانے والا اور گناہ گار کو اپنے دامن رحمت
میں چھپانے والا وہ ذات واحد ہے جس نے اپنے بندے کو پیدا کیا ہے جس ذات کریم
نے انسان کو پیدا کیا ہے وہی اس کی غلطیوں کو معاف کرنے والا اور اس کے گناہوں کو رحمت
کے پانی سے دھونے والا ہے، کیونکہ اسی کی رحمت انسان کے تمام گناہوں پر بھاری ہے!

اس آیات بنیات سے معلوم ہوا کہ توبہ کرنے میں جلدی کرنی چاہیئے اور اپنے گناہوں
کی کثرت سے مایوس نہیں ہونا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندے پر رحمت فرماتے ہوئے ضرور
اس کے گناہوں کو معاف فرمائے گا!

سچی توبہ کرنے والوں کے سچے واقعات

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا
جس نے ننانوے قتل کئے تھے۔ اس کے دل میں خوف خدا پیدا ہوا تو اس نے لوگوں سے
پوچھا کہ کیا کوئی شخص ہے جس سے میں اپنی توبہ کے متعلق سوال کر سکوں کہ کیا اس قدر قتل عام
کے بعد میرے لئے کوئی توبہ کی شکل ہو سکتی ہے۔ لوگوں نے اسے ایک نیک آدمی کا پتہ بتایا تو اس
نے نیک آدمی کے پاس جا کر پوچھا کہ کیا میرے لئے توبہ کی کوئی شکل بن سکتی ہے۔ اس کے جواب میں
اس نیک آدمی نے مایوس کن جواب دیتے ہوئے کہا کہ تمہارے لئے کوئی توبہ کی شکل نہیں ہے، اس
نے اسی وقت اس نیک آدمی کو بھی قتل کر دیا اس طرح اس کے قتل کی تعداد سو ہو گئی۔ پھر اس نے
لوگوں سے پوچھا کہ کیا کوئی اور ہے جس سے میں اپنی توبہ کے متعلق دریافت کر سکوں۔ لوگوں نے
اسے پھر ایک نیک آدمی کا پتہ بتایا اس نے جا کر اس عالم سے دریافت کیا کہ کیا میرے لئے توبہ کی
کوئی شکل موجود ہے، کیونکہ میں اس وقت تک سو آدمی کو قتل کر چکا ہوں۔ اس عالم نے جواب
میں کہا کیوں نہیں! تمہاری توبہ قبول ہو سکتی ہے۔ اس عالم نے کہا کہ فلاں بستی میں چلے جاؤ!

فَاِنَّ بِهَا اُنَاسًا يَعْبُدُوْنَ اللّٰهَ بِهَا فَاعْبُدِ اللّٰهَ تَعَالٰى مَعَهُمْ۔

Marfat.com

وہاں کچھ لوگ رہتے ہیں جو خالص اللہ تعالیٰ کو پکارتے ہیں۔ تم بھی ان کے ساتھ قیام کرو اور عبادت میں شریک ہو جاؤ اللہ تعالیٰ توبہ قبول فرمالیں گے۔

اس عالم کی یہ بات سن کر یہ شخص چل پڑا۔ ابھی راستہ میں ہی تھا کہ فرشتہ موت آپہنچا اور اس کی روح قبض کر لی گئی۔ جس وقت روح قبض ہو گئی تو فَاخْتَصَمَتْ فِيهِ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ وَمَلَائِكَةُ الْعَذَابِ ——— ملائکہ رحمت اور ملائکہ عذاب آگئے اور آپس میں جھگڑنے لگے۔ رحمت والوں نے کہا کہ ہمارا ہے اسے ہم لے جائیں گے اور عذاب والوں نے کہا۔ کہ یہ ہمارا ہے اسے ہم لے جائیں گے!

اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ بھیجا جس نے کہا کہ ایسے کرو کہ جہاں سے یہ چلا ہے اور جس بستی کی طرف جا رہا ہے۔ دونوں کی پیمائش کرو اگر توبہ کی نیت سے سفر زیادہ کر کے بستی کے قریب آگیا ہے تو رحمت کے فرشتے لے جائیں اور اگر سفر کم کیا ہے تو فرشتہ عذاب لے جائے جب زمین کو ماپنے لگے تو ابھی سفر کم ہوا تھا مگر اللہ تعالیٰ کی رحمت نے جوش میں آکر زمین کو حکم دیا کہ سمٹ جا اور جس طرح وہ توبہ کے لئے جا رہا تھا اس کے فاصلے کو بستی کے قریب کر دیا تاکہ اس کی توبہ قبول کر لی جائے۔ (مسلم شریف)

اس طرح خداوند قدوس نے توبہ کے لئے اس شخص کا راستہ بنا دیا۔ کیونکہ رحمت حق بہانہ مے جوید بہانے جوید۔

خطیب کہتا ہے

موحد اور خدا کو پکارنے والے جس بستی میں رہتے ہوں۔ ان کی برکت سے توبہ قبول ہوتی ہے۔

خدا کی پکار اور عبادت بخشش اور مغفرت کا ذریعہ ہوتی ہے۔

معلوم ہوا کہ موحدین کی سنگت کرنے سے خدا کی مغفرت کا دروازہ کھلتا ہے!

معلوم ہوا کہ موحد کے لئے زمین کو خادم بنا دیا جاتا ہے۔

جس طرح موحدین کی رفاقت خدا کی بخشش کا ذریعہ ہوتی ہے۔ اسی طرح موحدین کی توہین خدا کے غضب کا باعث ہوتی ہے۔

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک گناہ گار شخص نے موت کے وقت اپنے
ں سے کہا کہ میں اس قدر گناہ گار ہوں کہ مجھے اپنی بخشش کی امید نہیں ہے اس لئے میرے
ے کے بعد مجھے جلا کر میری راکھ کو دریاؤں اور جنگلوں میں پھینک دینا۔ اس کی اولاد نے
ں کے مرنے کے بعد ویسے ہی کیا جیسے ان کی اولاد نے وصیت کی تھی! چنانچہ اللہ تعالیٰ نے
یاؤں اور جنگلوں کو حکم دیا کہ اس کی راکھ کو اکٹھا کریں جب اس کی راکھ جمع ہوگئی تو اللہ تعالیٰ
اس کو زندہ کر کے پوچھا کہ تو نے ایسا کیوں کیا تھا۔ لِمَ فَعَلْتَ هٰذا۔
تو اس نے کہا قَالَ مِنْ خَشْيَتِكَ يَارَبِّ۔ فَغَفَرَ لَهُ۔
معلوم ہوا کہ جو شخص دل سے اپنے گناہوں پر نادم ہوتا ہے اور توبہ کے لئے خدا کے
ور روتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے اس جذبے اور سچی توبہ سے اپنی رحمتوں کا دروازہ اس
ے لئے کھول دیتا ہے!

سیّد الاستغفار

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اس وظیفہ کو پڑھے گا اس کی بخشش یقینی ہو جائے گی۔

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰی
عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَاسْتَطَعْتُ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ
اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْ لِیْ فَاِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ
اِلَّا اَنْتَ مَنْ قَالَهَا مِنَ النَّهَارِ مُوْقِنًا بِهَا فَمَاتَ مِنْ یَوْمِهٖ قَبْلَ اَنْ یُمْسِیَ
فَهُوَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ۔ وَمَنْ قَالَهَا مِنَ اللَّیْلِ وَهُوَ مُوْقِنٌ بِهَا فَمَاتَ قَبْلَ اَنْ
یُصْبِحَ فَهُوَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ۔ (بخاری)

اے اللہ تو میرا رب ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے تو نے مجھے پیدا کیا ہے۔ میں
ا بندہ ہوں اور تیرے عہد پر پختہ ہوں اور وعدے پر پختہ ہوں اپنی طاقت کے مطابق تجھ
ے پناہ چاہتا ہوں اس بات کی جو کیا میں نے اقرار کرتا ہوں ان نعمتوں کا جو مجھے عطا فرمائی
ی ہیں اور اقرار کرتا ہوں اپنے گناہوں کا اے اللہ مجھے بخش دے، کیونکہ تیرے سوا کوئی
ش ہار نہیں ہے۔ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے یقین کے ساتھ اس استغفار

Marfat.com

کو دن میں پڑھا اور اس کی موت واقع ہو گئی تو وہ شخص جنتی ہو گا اور جس شخص نے اس کو رات میں یقین کے ساتھ پڑھا اور صبح ہونے سے پہلے اس کی موت ہو گئی تو وہ شخص جنتی ہو گا۔

خطیب کہتا ہے

توبہ کرنے والا یقین سے خداوند قدوس کے ہاں معافی مانگے تو جنت اس کا راہ دیکھے گی!

توبہ کرنے والوں کے لئے رحمت کا دروازہ چوبیس گھنٹے کھلا رہتا ہے۔

دروازہ رحمت پر جانا بندے کا کام ہے۔

رحمت سے جھولیاں بھر دینا میرے اللہ کا کام ہے

تو اگر بہت گناہ گار ہے۔

تو اللہ تعالیٰ بہت بڑا غفار ہے۔

تیرے گناہوں پر اس کی رحمت غالب آجائے گی۔

تیرا ایک آنسو خدا کی رحمت کے دریا کو جوش میں لے آئے گا۔

مثنوی کا واقعہ حضرات گرامی! مثنوی شریف جو وعظ و نصیحت کی مشہور کتاب ہے اس میں مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص کا واقعہ لکھا ہے جو نصوح نامی تھا اس نے اللہ تعالیٰ کے ہاں جب اپنے گناہوں کی صدق دل سے معافی مانگی تو اللہ تعالیٰ نے اس کے گناہوں کو معاف کر کے اس پر اپنی رحمت کے دروازے کھول دیئے چنانچہ مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ

ایک شخص جس کا نام نصوح تھا وہ ایک بادشاہ کے ہاں ملازم تھا اس کی آواز اور شکل و صورت عورتوں جیسی تھی اس لئے اس نے عورتوں کا سا لباس پہن کر بادشاہ کے گھر میں ملازمہ کی حیثیت سے نوکری کر لی۔ عورتوں کے ساتھ گھل مل کر وہ بدکردار ہو گیا اور گناہ کی زندگی گزارنے لگا۔ بارہا توبہ کرتا رہا مگر پھر توبہ توڑ دیتا اور گناہ میں مبتلا ہو جاتا ایک دن زنان خانہ میں ایک بیش قیمت موتی گم ہو گیا۔ تلاش بسیار کے باوجود وہ موتی نہ ملا تو بادشاہ نے اعلان کر دیا کہ مستورات کی جامہ تلاشی لی جائے اور تمام کپڑے اتار کر ان کی جامہ تلاشی کرنا ہو گی!

Marfat.com

اس آواز سے نصوح پر لرزہ طاری ہوگیا کیونکہ یہ دراصل مرد تھا عورت کے بھیس میں عرصے سے خادمہ بنا ہوا تھا! اس کے خوف کے مارے رونگٹے کھڑے ہوگئے کہ اگر بادشاہ کو آج میرا علم ہوگیا تو وہ مجھے اپنی عزت وناموس کے لئے قتل کرا دے گا کیونکہ نہایت سنگین ہے۔ اس لئے نصوح فوراً خلوت میں چلا گیا اور مارے خوف کے تھر تھر کانپنے لگا۔

مولانا فرماتے ہیں کہ

آن نصوح از ترس شد در خلوتے
روئے زرد و لب کبود از خشیتے

یہ نصوح خوف کے مارے خلوت میں چلا گیا اور ہیبت سے چہرہ زرد اور ہونٹ نیلے ہو رہے تھے!

پیش چشم خویش او مے دید مرگ
سخت مے لرزید او مانند برگ

نصوح موت کو اپنے سامنے دیکھ رہا تھا اور پتے کی طرح اس کے جسم پر لرزا طاری تھا!

سجدہ میں گر گیا

حضرات گرامی! جب اس شخص پر خوف کی یہ حالت طاری ہوگئی تو کانپتے ہوئے اس غفور الرحیم کے دروازے پر گیا جو اپنے گناہ گار بندوں کے عیب چھپاتا ہے اور اپنے دروازے پر جھکنے کی توفیق عطا فرما کر گناہ گار کے گناہوں کی پردہ پوشی فرما کر گناہ معاف کر دیتا ہے۔ چنانچہ اس گناہ گار شخص نے نہایت عاجزی سے اللہ تعالیٰ کو پکارتے ہوئے فریاد کی! اور کہا ؎

گفت یارب بارہا برگشتہ ام
توبہ ہا و عہد ہا بشکستہ ام

اس نے کہا اے اللہ میں بارہا توبہ کر کے پھر گیا ہوں اور بارہا توبہ کے عہد و پیمان کو توڑا ہے!

اے خدا آں کن کہ از تو مے سزد
کہ زہر سوراخ مارم مے گزد

Marfat.com

اے خدا میرے ساتھ رحم کا وہ معاملہ فرما تو تیری ذات کے لائق ہے، کیونکہ مجھے تو اب ہر سوراخ سے سانپ ڈستا نظر آرہا ہے!

نوبت جستن اگر دامن رسد
وہ کہ جان من چہ سختیہا کشد

اگر موتی کی تلاش کا مسئلہ مجھ تک پہنچ گیا تو میری جان پر بے پناہ تشدد ہوگا!

گر مرا ایں بار ستاری کنی
توبہ کردم من زہر ناکردنی

اے اللہ! اگر تو اس بار میری پردہ پوشی فرمادے تو میں تمام برائیوں سے سچے دل سے توبہ کرتا ہوں!

ابھی نصوح نے سچے دل سے توبہ کی ہی تھی کہ تلاشی لینے والوں نے آوازدی کہ اے نصوح ادھر آؤ اور کپڑے اتار کر اپنی جامہ تلاشی دو۔ یہ سنتے ہی نصوح پر غشی طاری ہوگئی۔

جاں بحق پیوست چوں بے ہوش شد
بحر رحمت آں زماں در جوش شد

اس کی روح بے ہوشی کے وقت حق تعالیٰ سے قریب ہوگئی اور بحر رحمت جوش میں آیا تو اللہ تعالیٰ کی قدرت سے وہ گم شدہ موتی کے ملنے کی اطلاع مل گئی اور نصوح کی توبہ کی وجہ سے اس کی اللہ تعالیٰ نے پردہ پوشی فرمادی اور اس طرح وہ بادشاہ کے احتساب سے بھی بچ گیا اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے پارسا بن گیا۔ جب اس کی جامہ تلاشی کی باری آتی ہے، تو مولانا فرماتے ہیں کہ ؎

بانگ آمد ناگہاں کہ رفت بیم
شد پدید آں گم شدہ در پیم

اچانک آواز آئی کہ وہ خوف دور ہوگیا ہے اور وہ گم شدہ موتی مل گیا ہے!

گفت ید فضل خدا اے دادگر
ورنہ زانچہ گفتہ شد ہستم بتر

Marfat.com

یہ خدا کا خاص فضل و کرم مجھ پر ہوا ہے اے مہربانو !
ورنہ میرے متعلق جو کچھ کہا گیا ہے میں اس سے بھی بُرا ہوں !

تو بہ کردم حقیقت با خدا
نشکنم تا جاں شود از تن جدا

میں نے حقیقی توبہ اپنے خدا کے حضور کر لی ہے۔ میں اب تا حیات اس توبہ کو نہیں توڑوں گا۔

حضرات گرامی! اب تک جو آیات قرآنی اور احادیث مبارکہ اور نصیحت آموز واقعات آپ حضرات کے سامنے بیان کئے گئے ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان خواہ کتنے ہی بڑے گناہ کیوں نہ کر چکا ہو۔ انسان کو اپنے خالق سے رشتہ نہیں توڑنا چاہیئے! اور جب بھی کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو اپنے خدا کے حضور گڑگڑا کے توبہ کرنی چاہیئے اور رو رو کر معافی مانگنی چاہیئے اللہ تعالیٰ ضرور بالضرور اپنے بندے پر رحمت اور مغفرت کے دروازے کھول دے گا۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

Marfat.com

تیسرا خطبہ جمعہ
ذیقعد

بیعت رضوان

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ امابعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ۔ فَعَلِمَ مَا فِیْ قُلُوْبِھِمْ فَاَنْزَلَ السَّکِیْنَۃَ عَلَیْھِمْ وَاَثَابَھُمْ فَتْحًا قَرِیْبًا ۝

تحقیق راضی ہوگیا اللہ ایمان والوں سے جب کہ (اے نبی) وہ تجھ سے بیعت کررہے تھے درخت کے نیچے پس معلوم کیا اللہ نے جو کچھ ان کے دلوں میں تھا! پھر اتارا اللہ نے سکینہ ان پر اور بدلہ میں دی ان کو فتح قریب!

حضرات گرامی! اس وقت جو آیت کریمہ میں نے آپ حضرات کے سامنے تلاوت کی ہے اس میں بیعت رضوان کے تاریخی واقعہ کو بیان فرمایا گیا ہے۔ جو اسی ذیقعد کے مہینہ میں پیش آیا تھا۔ اس واقعہ میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نادر پہلو اور عظمت صحابہ کے بے مثال منظر اور شکست مشرکین کے عجیب مناظر نظر آتے ہیں۔ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کو اس انداز سے بیان فرمایا ہے کہ قرآن مجید کا ایک ایک لفظ اور ایک ایک حرف بلکہ ایک ایک نقطہ اپنے اندر وجد وکیفیات کی بے پناہ لذتیں لئے ہوئے ہے۔ ایک ایک لفظ سے عظمتے مصطفےٰ اور شان صحابہ کے موتی دستیاب ہوتے ہیں کہ انسان کو سکون اور ایمان حلاوت نصیب ہوتی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب

سرکار دوعالم صلی علیہ وسلم نے خواب دیکھا کہ آپ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کے ہمراہ مکہ مکرمہ

Marfat.com

تشریف لے گئے ہیں اور آپ نے صحابہؓ کے ساتھ بیت اللہ شریف کا طواف کیا۔ اس کے بعد کسی نے سر کے بال منڈوا دیئے اور کسی نے کتروا دیئے۔ آپ نے صحابہ کرام کے سامنے جب اس خواب کو بیان فرمایا تو سب کے دل زیارت کعبہ کے شوق سے لبریز ہو گئے اور دلوں میں زیارت بیت اللہ کی تڑپ اور اشتیاق نے ایک اضطرابی لہر پیدا کر دی۔ ہر دل بیت اللہ شریف پہنچنے کے لئے بے تاب تھا اور حکم رسالت کا منتظر تھا۔ چنانچہ اسی سال ذیقعد میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کے ارادہ سے مکہ مکرمہ کے سفر کا عزم فرما لیا اور تیاری کر لی۔ آپ جونہی عمرہ کے ارادہ سے تیار ہوئے تو تقریباً پندرہ سو صحابہ کرام بھی آپ کے ہمراہ عمرہ کے لئے مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کے لئے عازم سفر ہو گئے۔ یہ مظلوموں کا قافلہ مدینہ منورہ سے برسوں کے بعد مکہ مکرمہ کو روانہ ہوا تھا۔ دلوں میں ولولہ تھا ذوق تھا۔ بیت اللہ کے روح پرور نظارے تھے اور طواف کی پرسوز دعائیں تھیں۔ لبوں پر لبیک اللّٰھم لبیک کا ترانہ تھا اور مکہ مکرمہ کی محبوب گلیوں کے پھیرے وہ پرکیف مناظر تھے جنہیں دیکھے ہوئے مدتیں بیت گئی تھیں۔ ایک عجیب شان سے یہ قدوسی صفات قافلہ جب حدیبیہ پہنچتا ہے تو ــــــ

اونٹنی بیٹھ گئی

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی بیٹھ گئی اور بار بار اٹھانے کے باوجود اونٹنی نہ اٹھی۔ صحابہ کرام نے بار بار اونٹنی کو اٹھانے کی کوشش کی اور بار بار حَلْ حَلْ کہا مگر اونٹنی کو نہ اٹھنا تھا اور نہ ہی وہ حَلْ حَلْ کہنے سے اٹھی، آخر صحابہ کرامؓ نے کہنا شروع کر دیا کہ خَلَأَتِ الْقَصْوَا خَلَأَتِ الْقَصْوَاءِ ــــــ اونٹنی بیٹھ گئی اونٹنی بیٹھ گئی۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس قصوا کی یہ عادت نہیں ہے کہ خود بخود بیٹھ جائے بلکہ اس کو اللہ تعالیٰ نے ایسا ہی حکم دیا ہے۔ اس لئے یہ خود نہیں بیٹھی بلکہ اس کو بٹھایا گیا ہے۔

خطیب کہتا ہے

معلوم ہوا کہ پیغمبر کی سواری کی ایک باگ پیغمبر کے ہاتھ میں ہوتی ہے اور دوسری باگ پیغمبر کے خدا کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ جلیمہ کی سواری وہیں لے جائے گی جہاں کا اسے حکم ہوگا

Marfat.com

حدیبیہ کی سواری وہیں لے جائے گی جہاں اس کو اس کا حکم ہوگا۔

اور

ہجرت کی سواری (صدیق اکبرؓ) وہیں لے جائے گی جہاں کا اس کو حکم ہوگا۔

جس طرح پیغمبر کا راہنما خدا ہوتا ہے۔

اسی طرح پیغمبر کی سواری کا راہنما بھی خدا ہوتا ہے۔

حدیبیہ میں قیام اور معجزہ

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹنی کے بیٹھنے کے ساتھ منشائے خداوندی کے مطابق ارشاد فرمایا کہ خدا کی قسم اگر قریش شعائر اللہ کی تعظیم پر مجھ سے کسی امر کی درخواست کریں گے تو میں اس کو ضرور منظور کروں گا یہ ارشاد فرما کر آپ نے اونٹنی کو چھوڑ دیا تو وہ فوراً اٹھ کھڑی ہوئی اور پھر آپ نے وہاں سے ذرا ہٹ کر حدیبیہ کے کنوئیں کے پاس قیام فرمایا۔ چونکہ گرمی کا موسم تھا اس لئے پیاس سے زبانیں سوکھی جا رہی تھیں۔ صحابہ کرامؓ نے حدیبیہ کے کنوئیں میں جس قدر پانی تھا وہ استعمال کر لیا پانی چونکہ تھوڑا تھا اس لئے جلدی ختم ہو گیا۔ جب پانی ختم ہو گیا تو صحابہ کرام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ کنوئیں کا پانی ختم ہو چکا ہے اس لئے پانی کے بغیر وضو اور پینے کے پانی کی تکلیف محسوس ہو رہی ہے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرا تیر لے جاؤ اور گڑھے میں اس کو گاڑ دیا جائے۔ صحابہ کرامؓ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا تیر لے کر چلے گئے اور یونہی تیر کو اس کنوئیں کے گڑھے میں گاڑا گیا وہاں پر پانی کا چشمہ جاری ہو گیا جس سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی پانی کی ضرورت پوری ہو گئی۔ پینے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے پانی کا چشمہ جاری کر دیا صحابہ کرام اس کنوئیں سے خوب سیراب ہوئے۔ اور پانی سے ایک تازگی اور بہار پیدا ہو گئی۔ یہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ایسا معجزہ تھا جو رہتی دنیا تک یاد رہے گا۔ یہ اور اس قسم کے بے شمار معجزات ہیں جو سیرت النبی کے مختلف مواقع پر نظر آتے ہیں۔ ان تمام معجزات سے عظمتِ مصطفیٰؐ رفعت مصطفیٰؐ اور قدرت خدا کا ظہور ہوتا ہے۔ جو اہل سنت

Marfat.com

کے ایمان کی حلاوت اور عقیدے کی جلا ہے۔ ہم ان معجزات کو دل وجان سے تسلیم کرتے ہیں اور ان کی صداقت ہمارے ایمان اور یقین کا ایک حصّہ ہے !

سفیرِ مصطفےٰ سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ

حضرات گرامی ! جب آپ نے حدیبیہ میں قیام فرمایا تو آپ کو بعض ذرائع سے معلوم ہوا کہ قریش مکہ کسی صورت میں بھی مسلمانوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں مکہ مکرمہ داخل نہیں ہونے دیں گے، بلکہ وہ مرنے مارنے پر تلے بیٹھے ہیں اس لئے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ فرمایا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اپنا سفیر بنا کر مکہ مکرمہ بھیجا جائے تاکہ آپ قریش مکہ کو اس بات پر آمادہ کر سکیں کہ مسلمانوں کو عمرہ کرنے کی اجازت دی جائے، کیونکہ یہ دور دراز کا سفر کر کے آئے ہیں اور جنگ و قتال نہ ان کا پروگرام ہے اور نہ ہی اس ارادے سے آئے ہیں۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ پیغام لے کر مکہ مکرمہ پہنچ گئے اور ایک عزیز ابان بن سعید کی پناہ میں مکہ مکرمہ داخل ہو گئے۔ مکہ مکرمہ میں داخل ہوتے ہی آپ نے قریش کے سردار ابوسفیان سے ملاقات کر کے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام دیا اور ان کو یقین دلایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمرے کے علاوہ کوئی ارادہ نہیں ہے اس لئے آپ کو اور مسلمانوں کو عمرہ کرنے کی اجازت دے دی جائے !

ابوسفیان کی پیش کش اور عثمان غنیؓ کا تاریخی جواب

ابوسفیان نے کہا کہ اے عثمان (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو تو طواف کی اجازت نہیں دی جا سکتی ــــ البتہ اگر آپ اکیلے طواف کرنا چاہتے ہوں تو آپ کو طواف کی اجازت ہے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے ابوسفیان میں کٹ تو سکتا ہوں مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر طواف نہیں کر سکتا ! سبحان اللہ ! حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے اس جواب میں جہاں باہمی اعتماد اور محبت کی عظیم الشان وقعت اور بلندی نظر آتی ہے۔ وہیں شریعت مقدسہ کے بیسیوں عقدے بھی حل ہو گئے

خطیب کہتا ہے

حج عبادت ہے

Marfat.com

حجر اسود کا بوسہ عبادت ہے
ملتزم سے لپٹنا اور رونا عبادت ہے
مقام ابراہیم پر دو نفل ادا کرنا عبادت ہے
اسی طرح بیت اللہ شریف کا طواف بھی عبادت ہے۔
حضرت عثمان غنی رضی اللہ نے مسئلہ سمجھا دیا کہ
جو عبادت حضورؐ کی منشاء کے بغیر ہو وہ عبادت عبادت نہیں رہتی!
طواف بیت اللہ بے شک عبادت ہے مگر حضورؐ کی رضا کے بغیر حضورؐ کی مرضی کے بغیر حضرت عثمان غنیؓ نے اکیلے عبادت کرنے سے انکار کر دیا!
معلوم ہوا کہ جب ایک حقیقی عبادت رضائے مصطفےٰؐ کے بغیر نہیں ہو سکتی!
تو اپنی طرف سے من گھڑت چیزوں کو عبادت قرار دینا تو براہِ راست حضورؐ سے مقابلہ ہوگا۔ مثلاً قبروں کا طواف۔ صلوٰۃ غوثیہ۔ وغیرہ یہ مبتدعین کی اپنی ایجاد کردہ بدعات ہیں جن کو عبادت کا درجہ دیا جا چکا ہے۔ ان پر اصرار کرنا اور ان پر عمل کرنا یہ سراسر سنت رسول پر اور رضائے رسول پر بے اعتمادی کا مظاہرہ ہے۔
اللہ تعالیٰ بدعات سے بچائے اور رسولؐ اللہ کی سنت پر عمل پیرا ہونے کی توفیق نصیب فرمائے۔

عبادت وہی ہوگی ۔۔ جو سنت کے مطابق ہو
حج وہی ہوگا ۔۔۔ جو سنت کے مطابق ہو
طواف وہی ہوگا ۔۔۔ جو سنت کے مطابق ہو
اور اہل سنت بھی وہی ہوگا۔ جس کا ہر عمل سنت کے مطابق ہو

معلوم ہوا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ایسی عبادت کو عبادت نہیں سمجھتے جو رضائے مصطفےٰؐ کے بغیر ہو!
معلوم ہوا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر اس قدر بے پناہ اعتماد تھا کہ آپ کوئی کام بھی منشائے رسول کے بغیر نہیں کرتے تھے۔

Marfat.com

جو منشاء رحمٰن کی
وہی منشاء محبوب رحمان کی
جو منشاء محبوب رحمٰن کی وہی منشاء حضرت عثمان غنیؓ کی

عشقِ عثمانؓ پر شیعہ مصنف کی گواہی

حضرت عثمانؓ کے اس واقعہ اور تاریخی جواب کو وہ شہرت اور عظمت حاصل ہوئی کہ مشہور مصنف صاحب حملہ حیدری بھی اس کو بڑے شرف اور فخر سے بیان کرتے ہیں چنانچہ حملہ حیدری کے شیعہ مصنف نے لکھا ہے کہ

چوں سیّد عثمان زمین در زماں
بمقصد رواں شد چو تیر از کماں

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اسی وقت آداب بجالائے اور اپنے مقصد یعنی مکہ مکرمہ کی طرف بہت جلدی سے روانہ ہوگئے!

چوں او رفت اصحاب روزے دگر
بگفتند چندے بخیر البشر

جب آپ روانہ ہوگئے تو چند صحابہ نے دوسرے روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا۔

خوشا حال عثمانؓ باحترام
کہ شد قسمتش حج بیت الحرام

کہ محترم عثمان رضی اللہ عنہ کیا خوش قسمت ہیں کہ بیت اللہ شریف کا حج ان کے نصیب ہوگیا۔

رسول خدا چوں شنید ایں سخن
بپاسخ چنیں گفت با انجمن

جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات سنی تو اہلِ مجلس کو یوں ارشاد فرمایا!

Marfat.com

بعثمان نداریم ما ایں گماں
کہ تنہا کند طوف آں آستاں

عثمانؓ کے متعلق ہمیں ایسا گماں ہے کہ وہ بیت اللہ کا اکیلے ہی طواف کرلیں گے

آگے چل کر مصنف حلہ حیدری نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور ابوسفیان کے سوال جواب کو اس طرح نظم کیا ہے۔

بخوشید آنکہ بدل مہر خون
بعثمان چنیں گفت آں سرنگوں

ابوسفیان کے دل میں اس وقت خون کی محبت نے جوش مارا تو اس نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو یوں کہا۔

کہ گر میل داری تو طوف حرم
بکن مانعت نیست کس زیں حشم

کہ اگر آپ کو بیت اللہ شریف کے طواف کا شوق ہے تو کر لیجئے اس عزت سے آپ کو کوئی نہیں روک سکتا!

ولیکن محال است ایں بے گزاف
کہ آید محمدؐ برائے طواف

اور لیکن یہ بات بالکل محال ہے کہ (حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کو طواف کی اجازت دی جائے!

چوں بشنید عثمان ازو ایں سخن
چنیں داد با سخ بآں اہرمن

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اس کی اس بات کو سن کر یوں جواب دیا کہ

کہ طوف حرم بے رسول خدا
نباشد بر پیروانش روا

کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر بیت اللہ شریف کا طواف آپ کے غلاموں

Marfat.com

کے لئے جائز نہیں ہے!

ازیں گفتہ سفیان برآشفت پیش
بگرداند از سوئے او روئے خویش

اس کے کہنے سے ابوسفیان بھڑک اٹھا اور اپنا منہ دوسری طرف پھیر لیا۔

تیابند رفتن بہ نزد رسول
اگر شاد باشند ازیں گر ملول

حضرت عثمانؓ اور ان کے ساتھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہ جانے پائیں، اگرچہ یہ لوگ راضی ہوں یا رنجیدہ خاطر۔

مکہ کا قیدی

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جب سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام سنا دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر طواف کرنے سے انکار کر دیا تو ابوسفیان نے آپ کو قید کر دیا۔ یہ مکہ کا مظلوم قیدی صرف اس لئے قید کیا گیا کہ اس نے حضورؐ کے بغیر طواف کرنے سے انکار کر دیا تھا ؎

خونے نہ کردہ ایم و کسے را نہ کشتہ ایم
جرمم ہمیں است کہ عاشق روئے تو گشتہ ایم

خطیب کہتا ہے

حق کے لئے قید ہونا یوسف علیہ السلام کی سنّت ہے
حق کے لئے قید ہونا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت ہے
حق کے لئے قید ہونا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی سنّت ہے
حق کے لئے قید ہونا حضرت خبیبؓ کی سنّت ہے
حق کے لئے قید ہونا حضرت مجدد الف ثانیؒ کی سنّت ہے
حق کے لئے قید ہونا خاندان ولی الٰہی کی سنّت ہے

حق کے لئے علمائے حق نے جو قید و بند کی صعوبتیں برداشت کی ہیں۔ یہ انہی قدوسی صفات انبیاء علیہم السلام اور اصحابِ رسول اور اکابر امّت کی پیروی میں تھیں۔ اقبالؒ مرحوم نے

Marfat.com

کہا ہے کہ ؎

ہے اسیری اعتبار افزا جو ہو فطرت بلند

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقاں پاک طینت را

آیئے ہم بھی عہد کریں کہ

کوئی مسئلہ نہیں مانیں گے جب تک اس پر رضائے مصطفےٰ کی مہر نہیں ہوگی !
کوئی مسئلہ نہیں مانیں گے جب تک اس پر سنت مصطفےٰ کی مہر نہیں ہوگی !

بدعت ساز فیکٹری کے مسائل پر زور دینے والو، ذرا تیجہ۔ ساتا۔ نواں چالیسواں کھانے سامنے رکھ کر ختم پڑھنا گیارھویں۔ ان خود ساختہ مسائل پر رضائے مصطفےٰ اور سنت مصطفےٰ کی مہر دکھاؤ، ورنہ اپنے کئے پر پچھتاؤ اور بدعات سے باز آؤ، سنت رسول ہی صراطِ مستقیم ہے۔

سنت رسول ہی روشنی کا مینار ہے
سنت رسول ہی نجات کا باعث ہے

مکہ کا قیدی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ قید ہوگیا، مگر رضائے مصطفےٰ کے بغیر عبادت کے لئے تیار نہیں ہوا۔

سبحان اللہ

خون عثمانؓ کی قدر قیمت اللہ اور رسول کی نگاہ میں

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو جب مکہ مکرمہ میں قید کر لیا گیا تو کسی نے غلط خبر مشہور کر دی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو مکہ مکرمہ میں شہید کر دیا گیا ہے۔ اس پر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نہایت مغموم ہوگئے اور آپ نے قتل عثمان کا بدلہ لینے کے لئے پندرہ سو صحابہؓ سے موت کی بیعت لی، گویا کہ خون عثمانؓ کی قیمت پڑ گئی۔ قیمت کیا تھی ——— پندرہ سو صحابہ کی موت پر بیعت !

Marfat.com

دنیا کو بتایا گیا کہ عثمانؓ کے لئے صدیقؓ کٹ سکتا ہے، فاروقؓ کٹ سکتا ہے ــــ
کی مرتضیٰ کٹ سکتا ہے، پندرہ سو کے پندرہ سو صحابہ کٹ سکتے ہیں، مگر خونِ عثمانؓ کا بدلہ لئے
بغیر پیغمبر واپس نہیں جا سکتے!

عثمان تیری شان نرالی ــــــ عثمان کی جان اس قدر قیمتی تھی کہ پورے پندرہ سو صحابہ
کو قربان کرنے کے لئے رسول خدا تیار ہو گئے۔ سبحان اللہ۔

یہ ہے شان عثمانؓ ــــــ یہ ہے عظمت عثمانؓ

خطیب کہتا ہے

نیچے رسولؐ کا ہاتھ
اوپر صحابہؓ کا ہاتھ
سب کے اوپر خدا کا ہاتھ

اب نقشہ یوں بن گیا ہے۔ صحابہ کے ہاتھ درمیان میں اور خدا اور رسولؐ کا ہاتھ نیچے
اور اوپر گویا کہ صحابہ کے ہاتھ یا اللہ کے ہاتھ میں یا رسول اللہ کے ہاتھ میں!

جو شخص صحابہ کے ہاتھ خدا اور رسول کے ہاتھوں سے نکالنا چاہے گا۔ وہ قیامت تک
اپنے ہاتھ ہی کاٹتا رہے گا۔ مگر صحابہ کے ہاتھ خدا و رسولؐ سے نہیں چھڑا سکے گا۔

جب تک صحابہ کرام جنت میں نہیں پہنچ جائیں گے۔
نہ خدا ان کے ہاتھ چھوڑے گا۔
نہ رسول خدا ان کے ہاتھ چھوڑے گا۔
صحابہؓ جنت کے مالک اور جنت ان کی ملکیت

سبحان اللہ

ہے کوئی جو ان صحابہ کرام کو جنت میں جانے سے روک سکے!

بھلا جن کی انگل خدا کے ہاتھ میں ہو
بھلا جن کی انگل رسول کے ہاتھ میں ہو
اسے جنت میں جانے سے کون روک سکتا ہے۔

Marfat.com

عثمانؓ کو ایک اور تمغہ

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب بیعت سے فارغ ہوئے تو آپ کو اطلاع ملی کہ حضرت عثمانؓ اللہ کے فضل سے زندہ ہیں تو آپ نے اپنا بایاں ہاتھ دایئں ہاتھ پر رکھ کر ارشاد فرمایا کہ یہ عثمانؓ کی طرف سے بیعت ہے کہ میں اپنا بایاں ہاتھ دایئں پر رکھ کر عثمانؓ کی بیعت کر رہا ہوں۔

گویا کہ دایاں ہاتھ نبیؐ کا
اور بایاں ہاتھ عثمانؓ کا
ہاتھ نبی کا ہاتھ مگر نمائندہ عثمانؓ کا
کیوں نہ ہو آخر عثمانؓ بھی تو نبی کا نمائندہ تھا

سبحان اللہ

نبی اور عثمان دونوں نے محبت و اعتماد کا حق ادا کر دیا۔ یہ نبوت کی طرف سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ایک ایسا اعزاز تھا جسے حضرت عثمانؓ کی عظمتوں کا جھومر کہا جا سکتا ہے۔

خدا نے کہا کہ میری بھی سنو!

نیچے نبی کا ہاتھ
اوپر صحابہ کے ہاتھ
ان سب کے اوپر یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ
ان کا ہاتھ ان سب کے ہاتھوں پر ——— گویا کہ اللہ تعالیٰ ان سب کا نگہبان اور ان سب کا محافظ ——— ان سب کا رکھوالا ——— اور ان سب کا کارساز۔

اسی ہاتھ کو ناشر قرآن ہونے کا شرف حاصل ہوا۔

بیعت رضوان اور علم غیب

جاہل و اعظ یہ کہتے ہوئے نہیں تھکتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب ہیں، ذرے ذرے کو جانتے ہیں، علم ماکان ومایکون ہیں۔ بھلا سوچئے تو سہی۔ اگر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب ہوتے یا عالم ماکان ومایکون ہوتے یا ذرے ذرے کو جانتے ہوتے تو کیا قتل عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر یقین کر کے صحابہ سے بیعت لے سکتے تھے! بیعت رضوان کا پورا واقعہ اس بات کا بیّن ثبوت ہے

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی عالم الغیب نہیں ہے اور نہ ہی کوئی ذرے ذرے کی بات کو جانتا ہے
عالم الغیب صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور علم غیب صرف خاصہ خدا ہی ہے۔

علم غیبے کس نمے داند بجز پروردگار
ہر کسے گفتے کہ من دانم باو باور مدار
مصطفیٰؐ ہرگز نہ گفتے تا نہ گفتے جبرائیل
جبرائیلش ہم نہ گفتے تا نہ گفتے کردگار

قریش کے سفیروں کی آمد

قریش مکہ کو جب اطلاع ہوتی ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے موت پر بیعت لے لی ہے، تو انہوں نے صلح کے لئے راستہ ہموار کرنے کی کوشش شروع کر دیں۔ چنانچہ پہلے سفیر بدیل بن ورقا آئے ان کو رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں لڑنے کے لئے نہیں آیا میں تو عمرہ کرنے کی غرض سے آیا ہوں۔ اگر قریش مکہ مجھے عمرہ کرنے دیتے ہیں تو فبہا ورنہ میں ان سے صلح کرنے پر بھی تیار ہوں اور اگر وہ صلح کرنے پر بھی آمادہ نہیں ہوتے تو مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے میں ضرور ان سے قتال اور جہاد کروں گا۔ اگرچہ میری گردن ہی کیوں نہ جدا ہو جائے!

بدیل نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا جب یہ ارشاد عالی سنا تو وہ اٹھ کر مکہ مکرمہ روانہ ہو گیا اور قریش سے جا کر تمام حالات بیان کر دیئے۔ نوجوانوں نے تو فوراً کہا کہ ہم صلح نہیں کرتے، مگر عروہ بن مسعود جو ان سب کا وڈیرا تھا اس نے کہا کہ خود سری کرنے کی ضرورت نہیں ہے، اگر تمہیں مجھ پر اعتماد ہے تو مجھے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) سے خود مذاکرات کرنے کی اجازت دو تاکہ میں خود جا کر پورے حالات کا تجزیہ کر سکوں اور کوئی درمیانی راستہ نکال سکوں چنانچہ عروہ بن مسعود اہل مکہ کا قومی نمائندہ بن کر رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عروہ بن مسعود کو بھی وہی جواب دیا جو بدیل کو دے چکے تھے۔ مگر وہ مطمئن نہ ہوا اور اس نے کہا کہ اے محمدؐ جب لڑائی ہوئی تو آپ کے ساتھی جو مختلف قبائل سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے۔ اس پر صدیق اکبرؓ نے برجستہ کہا کہ

Marfat.com

خبردار ایسی بات مت کرو۔ ہم سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جان کی بازی لگا دیں گے اور ساتھ ہی عروہ کو سخت سست کہا۔ عروہ کو جب پتہ چلا کہ یہ صدیق اکبرؓ ہیں تو وہ خاموش ہو گیا اور پھر حضورؐ اقدس کی ریش مبارک پر ہاتھ رکھ کر بات شروع کرنے لگ گیا۔ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے ایک ہی جھٹکے سے عروہ کا ہاتھ حضورؐ اقدس کے چہرہ انور سے ہٹا دیا اور فرمایا کہ مشرک کا ناپاک ہاتھ نبوت کے پاک چہرے پر نہیں لگ سکتا۔

خطیب کہتا ہے

جب مشرک کا ناپاک ہاتھ نبوت کی ریش مبارک پر نہیں لگ سکتا۔

تو ثابت ہوا کہ مشرک کی ناپاک پیشانی نبوت کی پاک مسجد کی زمین پر بھی نہیں لگ سکتی اس لئے مسجد نبوی میں اسی کو سجدے کی توفیق ہوتی ہے جو پیشانی پر داغ توحید رکھتا ہے

عروہ یارانِ محمدؐ اور محمد مصطفےٰؐ کا جائزہ لیتے ہیں

عروہ سفیر بن کر آیا تھا وہ اس بات کا بھی جائزہ لینا چاہتا تھا کہ اگر میدان جنگ کے سوا کوئی چارہ کار نہ رہا تو یارانِ محمدؐ کا کیا رویہ ہوگا۔ وہ اس بات کا بھی بغور جائزہ لیتا رہا کہ ان میں حضورؐ سے کس قدر لگاؤ ہے اور کس قدر شیفتگی اور عقیدت ہے چنانچہ حملہ حیدری کا شیعہ مصنف اس کو اس انداز سے بیان کرتا ہے کہ

پس آنگاہ در مجلس شاہ دیں
نشست او زمانے دگر در کمیں

پس عروہ کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہوتا اور کبھی گھات میں حالات کا جائزہ لیتا۔

کہ اصحاب او را کند امتحاں
بہ بیند کہ چون است اخلاص شاں

تاکہ آپ کے صحابہ کا امتحان کرے اور تاکہ یہ دیکھے کہ ان کا اخلاص کیسا ہے

بظاہر گرہ کرد ابرو او خشم
نہانی ہمے دید از زیر چشم

Marfat.com

ظاہری طور پر غصے کی وجہ سے ماتھے پر بل ڈال رکھے تھے۔ ویسے چپکے چپکے دیکھ رہا تھا!

چوں اکرام و تعظیم و فرمانبری
آراوث شعار می عقیدت ورزی

جب عروہ نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی عزت و تعظیم اور فرمانبرداری اخلاص اور عقیدت مندی صحابہ کرام کی طرف سے دیکھی تو

ز اصحاب نسبت بالادیں
بیا بید آں مرد دزدیدہ بیں
ازاں طور آمد شگفتش بسے
کزاں پیش دیدہ نبود از کسے

تو عروہ کو اس طریقہ سے بہت تعجب و حیرانگی ہوئی کہ صحابہ میں کتنی جانثاری اور محبت ہے کیونکہ اس نے ایسی جانثاری اپنے بادشاہ کے متعلق اس سے پہلے کسی قوم میں بھی نہیں دیکھی تھی!

عروہ نے جب نہایت ہی سنجیدگی سے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فداکاروں اور جانثاروں کا جائزہ لیا تو اس کو اس بات کا یقین ہو گیا کہ دنیا کی کوئی طاقت (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اور آپ کے جانثاروں کو شکست نہیں دے سکتی تو وہ اپنا سا منہ لئے مکہ مکرمہ روانہ ہو گیا اور مکہ پہنچ کر اس نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کی فداکاری کے جو حالات قریش کو سنائے ہیں وہ خود اصحاب رسول کی عظمت اور رفعت کا زندہ جاگتا ثبوت ہیں۔

عروہ صحابہؓ کے والہانہ کردار کو بیان کرتا ہے

عروہ جب مکہ مکرمہ واپس پہنچتا ہے تو اس نے اپنے دلی جذبات کا کھل کر اظہار کیا اور قریش مکہ سے کہا کہ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) سے لڑائی کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ ان سے صلح ہی میں فائدہ ہے کیونکہ جو نقشے میں دیکھ آیا ہوں ان کی بنیاد پر میں کہہ سکتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے جانثار صحابہ کو دنیا کی کوئی طاقت نہ تو مغلوب کر سکتی ہے اور نہ ہی مرعوب کر سکتی ہے۔!

چنانچہ حملہ حیدری کا شیعہ مصنف عروہ کی تقریر کو نظم کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ

Marfat.com

کہ من آنچہ دیدم نہ یاران او
ازاں سر بکف جاں نثاراں او

عروہ نے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے جانثاروں کا برتاؤ جو کچھ میں نے دیکھا ہے آپ کے جانثار ان کے لئے سر بکف ہیں۔

در ایران در روم و در زنگباز
نہ دیدم از نیک و بد آں دیار
کہ دارند پاس شہِ خود چنیں
بسایند بر نقش پائش جبیں

اس طرح میں نے ایران و روم اور حبش میں بھی نہیں دیکھا کہ وہاں کے بھلے بُرے لوگ اپنے بادشاہ کی ایسی عزت کرتے ہوں اور اس کے نقش قدم پر اپنی پیشانیاں رگڑتے ہوں!

محمدؐ گر انداز د آب دہن
برآں آب خون مے کنند انجمن

مگر صحابہ کا یہ حال ہے کہ محمدؐ اگر تھوکتے بھی ہیں تو صحابہ اس کے تھوک کو اٹھانے کے لئے مرنے مارنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔

کہ گیرند و مالند بر چشم و رو
وز آں آب تازہ کنند آبرو

اس کو حاصل کر کے اپنے چہروں پر مل لیں اور متبرک تھوک سے اپنے چہروں کی رونق کو دوبالا کریں۔

دگر ہر کرا بینی از مہتراں
کند نقش او پاک چوں کہتراں

اور جس بڑے سردار کو بھی تو دیکھے آپ کے جوتے صاف کرتا ہوا ملے گا! یعنی وہ اس سے بھی کبھی عار نہیں کرتے۔

Marfat.com

برآب وضوئے نزاعے کنند
کہ خواہند سرہائے ہم بشکنند

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کے پانی کو حاصل کرنے کی کوشش میں جھگڑنے تک کی نوبت پہنچ جاتی ہے۔ دیکھنے والا سمجھتا ہے کہ ایک دوسرے کا سر پھوڑ دیں گے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہوتا، بلکہ والہانہ عقیدت کا مظاہرہ ہوتا ہے!

غرض اے دلیران بانام وننگ
ندارد برائے شما صرف جنگ

غرض اے دلیرو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے ساتھ لڑائی کا ارادہ نہیں رکھتے ہیں۔

کہ ایشاں زما برنتابند رو
بجا ہائے نازک رسد گفتگو

اگر انہوں نے لڑائی کا خیال ترک نہ کیا تو معاملہ نازک صورت اختیار کر جائے گا۔

مہاں بہ کہ ایں قصہ کوتاہ کنید
ازاں پیش کو راہ کند راہ دہید

اس سے بہتر یہی ہے کہ اس قصہ کو صلح کر کے مختصر کر لو اور اس سے پہلے کہ وہ زبردستی بیت اللہ تک پہنچ جائیں، یعنی صلح کر کے تم خود انہیں بیت اللہ تک پہنچنے کا راستہ دے دو!

خطیب قریش کی آمد

جب قریش مکہ نے عروہ کی زبانی اور دوسرے ذرائع سے مسلمانوں کا جوش وخروش اور جہاد کے لئے بیعت اور پختہ تابی کا سنا تو انہوں نے سہیل بن عمرو کو سفیر بنا کر بھیجا۔ تاکہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے فیصلہ کن مذاکرات ہو سکیں۔ سہیل بن عمرو چونکہ نہایت زیرک اور معاملہ فہم تھے اور اپنی طاقت لسانی کی وجہ سے قریش میں خطیب قریش کے لقب سے مشہور تھے۔ یہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے اور دیر تک مذاکرات کرنے کے بعد معاہدہ صلح میں کامیابی ہوئی۔ اس تاریخی صلح نامہ کو جب احاطہ تحریر میں لایا جانے لگا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تاریخی خدمت سیدنا حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے سپرد فرمائی! سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے

Marfat.com

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ لکھو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

سہیل بن عمرو نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ رحمٰن اور رحیم کیا ہوتا ہے۔ عرب کے دستور کے مطابق باسمک اللّٰھم لکھا جائے!

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو سہیل کہتا ہے وہی لکھ دیا جائے۔ چنانچہ حضرت علیؓ نے باسمک اللّٰھم لکھ دیا!

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ لکھو!

ھٰذَا مَا قَاضٰی عَلَیْہِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ (یعنی اس صلح نامے پر اللہ کے رسول محمدؐ صاد کرتے ہیں)

سہیل بن عمرو بولا ـــــ کہ جھگڑا تو اسی بات پر ہے کہ ہم آپ کو اللہ کا رسول نہیں مانتے اس لئے رسول اللہ کا نام مٹا دیا جائے! اور محمد بن عبداللہ لکھا جائے!

علیؓ ڈٹ گئے

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ـــــ امحُہ یا علی اے علی لفظ رسول اللہ کو اپنے ہاتھ سے مٹا دو حضرت علیؓ ڈٹ گئے یہ ایمان کی بات تھی۔ یہ عشق رسالت کی بات تھی ایک طرف تو الامر فوق الادب تھا اور دوسری جانب الادب فوق الامر تھا۔ کیا خوب کہتا ہے شاعر کہ ؎

خال او فتوی دہد از کعبہ در بت خانہ رقص
زلف او دعوی کند گر عاقل و دیوانہ شو

آخر جذبہ اطاعت پر جذبہ محبت و ادب غالب آگیا۔ دوات اور قلم کو چھوڑ کر یہ کہتے ہوئے الگ ہو گئے کہ رسول اللہ کا لفظ کاٹنے کا کام مجھ سے نہ ہو سکے گا۔ کون جانتا ہے کہ اس عذر پر کتنی فرمانبرداریاں قربان ہیں!

خون شہیدان را ز آب اولی تر است
ایں خطا از صد ثواب اولی تر است

قصہ قرطاس بھی حل ہو گیا

مقام فکر ہے کہ جہاں دوات اور قلم بھی ہے۔ کاغذ و قرطاس بھی ہے اور رسول کا حکم بھی ہے! اگر جذبہ عشق و ادب کی وجہ

Marfat.com

سے ظاہری انکار تقابل ملامت نہیں بلکہ قابل ستائش ہے۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری ایام وفات میں جب کہ نہ دوات موجود تھی اور نہ قلم اور نہ قرطاس اگر دوسرے جانثار سیدنا فاروق اعظم رضؓ صرف یہ عرض کرتے ہیں کہ حسبنا کتاب اللہ ۔ تو فریق ثانی اتنا سیخ پا کیوں ہے۔ یہ نافرمانی نہیں ہے یہ اس امتحانی پرچے کا جواب تھا کہ دیکھوں تو سہی کہ میرے صحابہ کتاب و سنت کے بعد کسی اور چیز کی بھی ضرورت محسوس کرتے ہیں حضرت فاروق اعظم رضؓ جو کہ نبض شناس رسالت تھے انہوں نے فوراً رسول کے مزاج کے مطابق جواب دیا کہ حسبنا کتاب اللہ ۔ اس جواب پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مطمئن ہو گئے اور پھر کبھی زندگی کے بقیہ ایام میں قلم دوات طلب نہیں فرمائی! سبحان اللہ حضرت علیؓ اور حضرت عمر فاروقؓ دونوں محبت و عقیدت کے ترازو میں تولے گئے تو پورے پورے اترے! نہ حضرت عمرؓ ہی کو خدا بہ رسالت میں کم قرار دیا سکتا ہے اور نہ ہی حضرت علیؓ کو دونوں کا مرکز محبت و عقیدت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے!

الغرض سیدنا علی مرتضیٰ کی معذرت کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے وہ جگہ دکھائی جائے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لفظ لکھا گیا ہے۔ آپ کو وہ مقام دکھایا گیا تو آپ نے اپنے دست مبارک سے "رسول اللہ" کا لفظ کاٹ کر محمد بن عبداللہ لکھ دیا! اس کے بعد معاہدہ طے پا گیا اور فریقین کے دستخط ہو گئے۔ یہ پہلا موقع تھا کہ مشرکین نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا فریق اور سیاسی طاقت تسلیم کیا تھا!

صحابہؓ کا ایک اور امتحان

صحابہ تو پہلے ہی اس معاہدہ کی وجہ سے دل شکستہ تھے، کیونکہ بظاہر اس معاہدہ میں ایسی شرائط شامل تھیں جن سے مسلمانوں کی مغلوبیت نظر آتی تھی! مثلاً معاہدہ کی ایک شق یہ بھی تھی کہ

مکہ سے جو مسلمان مدینے چلا جائے تو اسے واپس مشرکین کے حوالے کر دیا جائے گا! لیکن مدینے سے جو مسلمان مکہ آ جائے گا۔ اسے واپس نہیں کیا جائے گا۔ اس شق کا ظاہر تو ایسا ہی تھا کہ صحابہ کے دل اداس ہو گئے اور ان کے دلوں پر ایک بجلی سی گر گئی، مگر نگاہ نبوت کے سامنے انہیں کوئی لب کشائی کی جرأت نہیں تھی۔ ابھی یہ معاہدہ طے پایا ہی تھا کہ اسی خطیب قریش

Marfat.com

سہیل بن عمرو کا بیٹا ابوجندل بیڑیوں میں جکڑا ہوا جسم تشدد سے چور چور اور جسم پر زخموں کے نشانات ہانپتا کانپتا ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے اپنے جسم پر زخموں کے داغ دکھائے۔ زنجیروں میں جکڑے جانے اور ماریں کھانے کی دردناک داستان سنائی مسلمان اس کی فریاد کو سن کر لرز اٹھے۔ اس وقت مسلمانوں کا جوش اور ولولہ ایسا تھا کہ ایک اشارے میں قریش مکہ کی اینٹ سے اینٹ بجائی جا سکتی تھی! لیکن اقدار انسانیت۔ امن پسندی۔ صلح جوئی۔ تحمل و بردباری اور ایثار و قربانی کا جو مظاہرہ آج حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہوا اس کی مثال تاریخ عالم پیش کرنے سے قاصر ہے۔

یہ بھاگ کر آنے والا مظلوم کون ہے۔ یہ ہیں حضرت ابوجندل رضی اللہ عنہ ——! خدا کی شان دیکھئے کہ سہیل بن عمرو ان کے باپ ہیں۔ وہ قریش مکہ کے نمائندہ بن کر آئے ہیں اور ابوجندلؓ ان کے فرزند ہیں اور مکہ مکرمہ میں اسلام کے نمائندے ہیں۔ جو پکے مومن تھے۔ کوئی خوف اور کوئی لالچ ان کے ضمیر کو نہ خرید سکا۔ قید و بند میں رہے۔ زنجیروں میں جکڑے گئے۔ صبح و شام ماریں کھاتے رہے لیکن کوئی شے انہیں ایمان سے نہ ہٹا سکی۔ آج یہ مسلمانوں سے فریاد کرتے ہوئے بھاگ کر آئے ہیں اور مسلمانوں کی طرف سے حوصلہ افزائی اور نصرت کی خواہش رکھتے ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سہیل سے فرمایا کہ —— ابوجندلؓ کو ہمارے ساتھ جانے دو!

سہیل بولا کہ —— معاہدے کی پابندی کا یہ پہلا امتحان ہے۔

حضورؐ نے فرمایا کہ ابھی معاہدے پر دستخط بھی نہیں ہوئے تو!

سہیل نے کہا کہ —— اگر ابوجندل کو واپس نہیں کرو گے تو ہمیں یہ معاہدہ ہی منظور نہیں ہے!

حضورؐ نے پھر حجت کے طور پر فرمایا کہ اچھا صرف میری ذاتی خواہش پر اسے مجھے دے دو! مگر سہیل نے ایک نہ مانی —— اور مجبوراً حضورؐ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوجندلؓ سے بصد حسرت فرمایا کہ

Marfat.com

يَا اَبَا جَنْدَلْ اِصْبِرْ وَاحْتَسِبْ فَاِنَّ اللّٰهَ جَاعِلٌ لَّكَ وَلِمَنْ مَّعَكَ
مِنَ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ فَرَجًا۔ وَمَخْرَجًا۔ اِنَّا قَدْ عَقَدْنَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ
الْقَوْمِ صُلْحًا وَاِنَّا لَا نَغْدِرُ بِهِمْ۔ (ابن ہشام)

ابوجندل صبر اور ضبط سے کام لو خدا تمہارے لئے مظلوموں کے لئے کوئی راہ نکالے گا اب صلح ہوگئی ہے اس لئے صلح کے خلاف کوئی عہد شکنی نہیں ہوسکتی!

واہ رے ابوجندلؓ کا یہ جذبۂ اطاعت و ایثار نفس وہ صریحاً دیکھ رہے تھے کہ بھاگ کر آنے کے بعد پھر واپس جانا پہلے سے کہیں زیادہ کٹھن موت کے منہ میں جانا ہے، مگر اطاعت رسول کے جذبے نے تمام تکالیف اور مصیبتیں جھیلنے پر آمادہ کر لیا۔

؎ جفا جو عشق میں ہوتی ہے وہ جفا ہی نہیں
ستم نہ ہو تو محبت کا کچھ مزا ہی نہیں

خطیب کہتا ہے

ابوجندلؓ کا عشق اور عقیدہ دونوں پختہ ہو چکے تھے۔ قریش کے مظالم نہ ان کے عشق کو ختم کر سکتے تھے! اور نہ ہی ان کے عقیدہ میں کوئی کمزوری پیدا کر سکتے تھے۔

عشق بھی پختہ
عقیدہ بھی پختہ

گویا کہ ابھی اور ابوجندلؓ کو عشق الٰہی کی بھٹی میں چڑھنا تھا۔
ابھی اور عشق کی منزلیں طے کرنا تھیں
ابھی اور عشق کے پرچے حل کرنا تھے!

اور

؎ بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق
عقل تھی محو تماشائے لب بام ابھی

ابوجندلؓ کے پختہ عقیدہ نے انہیں بتایا کہ
پیغمبر کی زبان مبارک سے نکلا ہوا یہ جملہ ضرور پورا ہو کر رہے گا کہ ——— صبر کرو

Marfat.com

اللہ تمہارے لئے ضرور کوئی سبیل پیدا کر دے گا۔

اللہ سبیل پیدا کر دے گا۔

گویا کہ ضرور کوئی راستہ مولیٰ کریم نکال دیں گے اور مصائب کا دور ختم ہو جائے گا!

ابو جندلؓ جانے کو تو چلے مگر مسلمانوں کو بے تاب کر گئے! صحابہ کرام اس امتحان میں کامیاب ثابت ہوئے کہ انہوں نے اپنی طبیعتوں کی شدت کو اور اپنے جذبات کے طوفان کو رسول اللہؐ کے معاہدہ صلح پر قربان کر دیا ——— اللہ اللہ ——— کیا شان فرمانبرداری ہے!

قید خانہ مرکز تبلیغ بن گیا

حضرت ابو جندلؓ کو ان کا والد مارتا پیٹتا مکہ مکرمہ لے گیا اور وہاں جا کر انہیں قید کر دیا گیا اور ایک شخص کو ان کا نگران مقرر کر دیا گیا۔ تاکہ وہ کہیں بھاگنے نہ پائیں۔ جناب ابو جندل رضی اللہ عنہ نے موقع کو غنیمت جانتے ہوئے اپنے نگران کے سامنے اسلام کی تبلیغ شروع کر دی اور اس کو اس خلوص اور محبت سے اسلام کی عظمت سمجھائی کہ وہ بصد خوشی اسلام لے آیا۔ قریش کو معلوم ہوا تو انہوں نے اس نگران کو بھی قید کر دیا اور ان دونوں پر ایک اور آدمی کو نگران مقرر کر دیا۔ اب ان دونوں نے مل کر تبلیغ شروع کی تو اس نگران کو بھی مسلمان کر دیا۔ اب کیا تھا کہ قید خانہ تبلیغ اسلام کا مرکز بن گیا اور یہ تبلیغ کا کام اس قدر متاثر ہوا کہ ابو جندلؓ رضی اللہ عنہ کی تبلیغ سے تین سو آدمی مسلمان ہو گئے!

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

ان حالات نے قریش مکہ کو اس قدر بد دل کر دیا کہ انہوں نے معاہدہ کی اس شق کو منسوخ کرانے پر سوچنا شروع کر دیا اور ادھر ابو بصیر مکہ مکرمہ سے مسلمان ہو کر مدینہ منورہ پہنچے تو قریش نے اپنے آدمی بھیج کر ابو بصیر کو واپس لے لیا۔ حضرت ابو بصیر واپس تو آ گئے مگر انہوں نے راستہ ہی ان دو مشرکین میں سے ایک کو جہنم رسید کر دیا اور خود ساحل سمندر پر اپنا بسیرا بنا لیا۔ مکہ کے مسلمانوں کو جب اس کی خبر ہوئی تو انہوں نے ایک ایک کر کے بھاگنا شروع کر دیا اور ابو بصیرؓ کا ڈیرہ مسلمانوں کا مرکز بن گیا۔ اب قریش کا جو تجارتی قافلہ گزرتا انہوں نے ان کا آنا جانا دوبھر کر دیا۔ قریش نے مجبور ہو کر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھا کہ ہم معاہدہ کی اس شق کو منسوخ

Marfat.com

کرتے ہیں اور آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہمارا کوئی آدمی آپ کے پاس آتے تو واپسی کا مطالبہ نہیں کریں گے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبصیر رضی اللہ عنہ کو گرامی نامہ لکھا کہ تم اور تمہارے تمام رفقاء مدینہ منورہ آجائیں۔ تمہارا خیر مقدم کیا جائے گا۔ خدا کا کرنا یہ ہوا کہ ادھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قاصد حضورؐ کا والا نامہ لے کر ابوبصیرؓ کے پاس پہنچتا ہے اور ادھر ابوبصیرؓ موت وحیات کی کش مکش میں زندگی کے آخری لمحات گزار رہے تھے۔ یونہی والا نامہ آپ کو ملتا ہے آپ اسے آنکھوں پر رکھ کر لبوں سے چومتے ہوئے دنیا سے رخصت ہو گئے اور اس طرح یہ عشق ومحبت کی داستان تکمیل تک پہنچ گئی اور بیعت رضوان کے تمام ثمرات ایک ایک کر کے سامنے آنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے بیعت رضوان میں شریک ہونے والے صحابہ کو مندرجہ ذیل انعامات سے سرفراز فرمایا!

خطیب کہتا ہے

- لقد رضی اللہ عن المومنین

یقیناً اللہ راضی ہو گئے مومنین

- صحابہ کو رضائے خداوندی کا حقیقی سرٹیفکیٹ مل گیا!
- اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ

وہ درخت خدا کو اتنا پسند آیا جس کے نیچے صحابہ کرامؓ نے بیعت کی تھی کہ اس کا ذکر قرآن میں آگیا!

شجرۃ ——— کا ذکر قرآن کی زبان پر آگیا

شجرۃ ——— کا ذکر رحمٰن کی زبان پر آگیا

جس شجر کو حضورؐ سے نسبت ہوئی وہ درخت بلند ہو گیا

جن صحابہؓ کو حضورؐ سے نسبت ہوئی وہ صحابہ بلند ہو گئے

نسبت حضورؐ ہو تو درختوں کو اونچا کر دیتی ہے

اگر نسبت حضورؐ ہے درخت اونچے ہو گئے

تو یقیناً

Marfat.com

ابوبکرؓ بھی نسبت رسول سے صدیق بن گئے
عمرؓ بھی نسبت رسول سے فاروق بن گئے
عثمانؓ بھی نسبت رسول سے ذی النورین بن گئے
علیؓ بھی نسبت رسول سے اسد اللہ الغالب بن گئے
پھل دار درخت حسرت میں رہ گئے
اور کیکر کا درخت نسبت رسول سے بازی لے گیا۔
مسجدوں میں اس کا تذکرہ
منبر پر اس کا تذکرہ
محراب پر اس کا تذکرہ
پیغمبر کی زبان پر اس کا تذکرہ
قرآن کے صفحات پر اس کا تذکرہ
معمولی درخت شجرہ بن گیا
اسی طرح نسبت رسول سے صحابہ آسمان نبوت کے ستارے بن گئے۔
اور اللہ کے پیارے بن گئے۔
اور مومنوں کی آنکھ کے تارے بن گئے۔

○ فَعَلِمَ مَا فِیْ قُلُوْبِهِمْ ۔ خدائے انعام صحابہ کے دلوں کو جانچ کر اور خوب خوب دیکھ بھال کر کے دیا گیا!

سبحان اللہ

دلوں کی صداقت آشکارا ہوگئی اور دلوں کے ایمان کی گواہی عرش والے نے دے دی۔

○ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ ـــــ صحابہ کو سکون دائمی عطا کر دیا گیا!
○ فتح مبین کی خوش خبری سنائی گئی۔
○ سب سے بڑھ کر یہ کہ اللہ اور رسول کے ہاتھ پر بیعت ہوگئی۔
○ عثمان غنیؓ کی عظمتوں کا چار دانگ عالم میں ڈنکا بجا دیا گیا!

Marfat.com

- نبی کا ہاتھ عثمانؓ غنی کا ہاتھ قرار دیا گیا !
- صحابہ کے فضائل و مناقب کا قیامت تک ڈنکا بجا دیا گیا !

اور پھر ان سب صحابہ کرام کے لئے جنت کے سرٹیفکیٹ جاری کر دیئے گئے۔

ذالك فضل الله يوتيه من يشاء

اس طرح بیعت رضوان صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ایمان و یقین کا دستاویزی ثبوت بن گیا ! سبحان اللہ۔ ماشاء اللہ

وما علينا الا البلاغ المبين

Marfat.com

۴۱۶۱۶

چوتھا خطبہ جمعہ

ذیقعد

زبان پر کنٹرول کرنا اور

سچ بولنا بہت بڑی عبادت ہے،

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ امابعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مَا یَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَیْهِ رَقِیْبٌ عَتِیْدٌ۔ (سورۃ ق)

اور نہیں کہتا انسان کوئی بات مگر یہ کہ اس کے نزدیک نگہبان مقرر ہے جو اسی کام کے واسطے تیار ہے۔ (یعنی لکھنے کے لئے)

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ــــ اَلَا اُخْبِرُکَ بِمِلَاکِ ذَالِکَ کُلِّهٖ قُلْتُ بَلٰی یَارَسُوْلَ اللہ صَلَّی اللہ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَخَذَ بِلِسَانِ نَفْسِهٖ ــــ کُفَّ هٰذَا۔ (مشکوٰۃ)

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تجھے ان تمام اعمال کے شیرازہ سے باخبر نہ کر دوں۔ میں نے عرض کیا ہاں یارسول اللہ آپ نے اپنی زبان پکڑ کر فرمایا کہ اس کو قبضہ میں رکھو!

حضرات گرامی! اس وقت میں نے جو آیت کریمہ اور حدیث مبارکہ آپ حضرات کے سامنے پڑھی ہیں ان میں زبان کی ذمہ داریوں کے اہم مسئلہ کو بیان فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے۔ مثلاً ہاتھ۔ پاؤں۔ آنکھ۔ کان۔ دل و دماغ اور جسم حسین کی ایک بے بہا دولت دی ہے۔ ان نعمتوں میں ایک اہم نعمت زبان کی ہے جس طرح ہر نعمت کی الگ

Marfat.com

کی فضا بحال ہو سکتی ہے۔!

اس وقت جو آیت کریمہ تلاوت کی گئی ہے۔ اس میں ایک اہم نکتہ ہے جس کی طرف دھیان کرنے سے زبان کو جھوٹ سے بچا کر صداقت کا گہوارہ بنایا جا سکتا ہے!

زبان پر ہر وقت پہرے دار ہوتا ہے

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ اے انسان خبردار ذرا سوچ سمجھ کر بولنا، کیونکہ تیری ہر بات پر ایک نگہبان موجود ہے جو تیری ہر بات کو لکھتا ہے۔

مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ۔

جو بات بھی انسان کرتا ہے اس پر ایک نگہبان مقرر ہے جو مستعدی سے اس کی ہر بات کو (احاطہ تحریر میں لاکر اس کی فائل بناتا رہتا ہے)

بس یہی ایک بنیادی نکتہ ہے جو انسان کو بے شمار برائیوں سے روک سکتا ہے اور زبان پر سچی بات لانے کے لئے آمادہ کرتا ہے کہ میرے ہر بول کو تولا جائے گا اور مجھے ہر کہی ہوئی بات کا جواب دینا ہو گا۔ اس میں جھوٹ سے بچنے کی کوشش کرے گا۔ اس میں غیبت اور عیب جوئی سے پرہیز کرے گا۔ گویا یہ نگہبان کا خوف اسے سچ کا عادی بنائے گا۔ حسن اخلاق کا خوگر بنائے گا۔ سچی گفتار اور نکھری ہوئی گفتگو کا سلیقہ سکھائے گا۔

اِنَّ الصِّدْقَ يُنْجِي وَالْكَذِبَ يُهْلِكُ۔

سچ انسان کو نجات اور راحت دیتا ہے اور جھوٹ تباہ و برباد کر دیتا ہے۔!

ایک مقام پر قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا ہے کہ قُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا۔ لوگوں کو اچھی بات کہو!

اچھی بات کا مطلب یہی ہے کہ انسان کی زندگی میں نکھار پیدا کرے اور اس میں معاشرے کا فرد صالح بننے کی صلاحیتیں پیدا کرے!

سب سے اچھی بات وہی ہو گی جو سچی ہو، اس لئے زبان کو اس مسئلہ میں بنیادی کردار ادا کرنا ہو گا۔

انسان کو ایک غیر مرئی احساس بھی سچی بات کہنے کا عادی بنائے گا۔ جب بولنے والے

Marfat.com

الگ ڈیوٹی ہے۔ مثلاً آنکھ کی ڈیوٹی دیکھنا ہے اور کان کی ڈیوٹی سننا ہے، اسی طرح زبان کی ڈیوٹی مزے دار ذائقوں سے محظوظ ہو کر بولنا ہے اور پورے جسم کے احساسات اور جذبات کی ترجمانی کرنا ہے۔ گویا کہ انسان کے تمام خیالات و افکار کی ذمہ دار ترجمان زبان ہے۔ زبان انسان کو بام ثریا تک بھی پہنچا سکتی ہے اور زبان انسان کو قعر مذلت میں بھی ڈال سکتی ہے۔ زبان کی درشتی سے فتنے اور حادثات ابھرتے ہیں اور زبان کی شیرینی سے محبت اور پیار خلوص و اعتماد کی فضا ہوتی ہے اس لئے قرآن و حدیث میں زبان کی ذمہ داریوں پر بہت کچھ ارشاد فرمایا گیا ہے تاکہ انسان ان سے آگاہ ہو کر ان حدود کو معاشرے میں قائم رکھ سکے جو ایک نیک اور صالح معاشرہ کی امتیازی خصوصیات ہو سکتی ہے۔

یوں تو زبان کی بے شمار ذمہ داریاں ہیں، لیکن ہر دست جس اہم ذمہ داری کا بیان میں آپ حضرات کے سامنے کرنا چاہتا ہوں۔ وہ ہے زبان کا سچ بولنا اور جھوٹ سے پرہیز کرنا۔ سچ بولنا دراصل تمام خوبیوں کی روح ہے جس سے معاشرے کے تمام روگ دور ہو سکتے ہیں اور جھوٹ بولنا ایک ایسا روگ اور نجاست کا ڈھیر ہے جو تمام معاشرہ کو بدبودار کر دیتا ہے ایک دفعہ سچ بول دیا جائے، اگرچہ غلیظ معاشرے میں شاید اس کے فوری اثرات تلخ ہوں گے، مگر نتائج نہایت ہی خوشگوار ہوں گے۔ اسی طرح اگر جھوٹ سے بروقت ایک بات ٹل جائے گی، مگر جوں جوں جھوٹ کی بدبو پھیلتی جائے گی وہ حال اور مستقبل کو اپنی لپیٹ میں لے لے گی اور جھوٹا انسان خواہش کے باوجود اس کے بد اثرات سے نہیں بچ سکے گا۔ اس لئے قرآن نے اور حدیث نے بار بار صداقت اور سچ بولنے کی تاکید فرمائی ہے اور جھوٹ بولنے کی مذمت کی ہے ہم لوگ جس قدر مہذب کہلاتے ہیں اسی قدر زبان سچ بولنے سے عاری ہوتی چلی جا رہی ہے اور زندگی کے تمام شعبوں میں جھوٹ ایک بنیادی حیثیت اختیار کر گیا ہے۔ تجارت میں جھوٹ، دفتر میں جھوٹ کچہری میں جھوٹ اور عدالت میں جھوٹ۔ مسجدوں میں بیٹھ کر جھوٹ اور مدارس میں جھوٹ خلوت میں جھوٹ اور جلوت میں جھوٹ ہماری زندگی کا وطیرہ بن گیا ہے۔ علماء اور خطباء اور تعلیمی اداروں کے ذمہ دار عمائدین کا فرض ہے کہ وہ اس غلیظ اور مہلک بیماری کے خاتمے کی طرف توجہ دیں اس سے معاشرہ میں پھر سے ایک خوشبودار فضا اور خوشگوار محبت و آشتی

Marfat.com

کو یہ معلوم ہوگا کہ میں
جو بولوں گا اس کا احتساب ہوگا
جو کہوں گا اس کا حساب ہوگا

اور جو کچھ زبان پہ لاؤں گا وہ میری نجات و عدم نجات کا معیار قرار پائے گا! تو وہ خود بخود زبان کی ذمہ داریوں کا احساس کرے گا۔

زبان ہی صلاح و فساد کا مرکز ہے

حضرات گرامی! زبان فساد اور اصلاح احوال میں بے حد دخل انداز ہوتی ہے۔ اس لئے اس پہ کنٹرول کرنے کے لئے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص طور پر ارشاد فرمایا ہے، چنانچہ جو حدیث میں نے ابتداء میں پڑھی ہے اس میں اسی بات کو نہایت ہی فصاحت و بلاغت سے بیان فرمایا گیا ہے۔

اَلَا اُخْبِرُکَ بِمِلَاکِ ذَالِکَ کُلِّہٖ قُلْتُ بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَخَذَ بِلِسَانِ نَفْسِہٖ قَالَ کُفَّ ھٰذَا۔

فرمایا کہ کیا میں تجھے ان اعمال کے تمام تر شیرازہ سے واقف نہ کر دوں؟ آپ نے اپنی زبان مبارک پکڑ کر سمجھایا کہ اس کو روکنے سے تمام مسائل اور مصائب سے بچا جا سکتا ہے۔

آپ دیکھتے ہیں کہ ایک آدمی زبان دراز ہے اور واہی تباہی بکتا رہتا ہے ہر شریف آدمی اس سے گریز کرے گا اور کوشش کرے گا کہ اس سے آمنا سامنا نہ ہونے پائے! اس کی زبان کی آوارگی ہی اس کو تنہا کر دے گی، اس کی محفل اجڑ جائے گی۔ اس کا حلقۂ یاراں تنگ سے تنگ ہوتا چلا جائے گا! لیکن اس کے برعکس جس شخص کو زبان کی شیرینی میسر ہوگی۔ اس کی محفل سدا بہار ہوگی اور اس کا حلقۂ یاراں وسیع سے وسیع تر ہوتا جائے گا اور اس کی خوش اخلاقی کے جگہ جگہ تذکرے ہوں گے اور اسی طرح جو آدمی سچ بولتا ہے۔ اس کے کاروبار میں برکت ہوگی! اس کی شرافت و صداقت کی مثالیں دی جائیں گی اور اس کا ہر حلقے میں احترام کیا جائے گا!

اس لئے ضروری ہے کہ ہر آدمی اپنی زبان کو قابو میں رکھے اور یہ تو عہد کر لے کہ زبان پہ جھوٹ کا گزر نہ ہونے پائے۔ جھوٹ سے ہزاروں برائیاں پھوٹتی ہیں۔

Marfat.com

تمام اعضاء زبان کے حضور ہاتھ جوڑتے ہیں

محترم حضرات! چونکہ زبان سے نکلے ہوئے الفاظ راحت و کلفت خوشی اور غم کا باعث بنتے ہیں اس لئے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ

اِذَا اَصْبَحَ ابْنُ اٰدَمَ فَاِنَّ الْاَعْضَاءَ كُلَّهَا تُكَفِّرُ اللِّسَانَ فَتَقُوْلُ اتَّقِ اللّٰهَ فِيْنَا فَاِنَّا نَحْنُ بِكَ فَاِنْ اسْتَقَمْتَ اِسْتَقَمْنَا وَاِنْ اعْوَجَجْتَ اعْوَجَجْنَا۔ (مشکوٰۃ)

جب آدمی صبح کو اٹھتا ہے تو اس کے تمام اعضاء زبان کے سامنے ہاتھ جوڑ کے کہتے ہیں کہ اللہ سے ڈر ہمارا خیال رکھنا کیونکہ اگر تو سیدھی رہی تو ہم بھی سیدھے رہیں گے اور اگر تو ٹیڑھی ہو گئی تو ہم بھی ٹیڑھے چلیں گے!

تمام اعضاء کو زبان کے کئے اور کہے کا خمیازہ بھگتنا پڑتا ہے!

بولی زبان ڈنڈے کھائے جسم

بولے زبان تکلیف جھیلے سر

بدزبانی کی زبان نے اور مار کھائی اعضائے انسان نے ہاتھ کو تکلیف زبان کی وجہ سے ہوئی۔

آنکھوں کو تکلیف زبان کی وجہ سے ہوئی، کیونکہ جس آدمی کو زبان سے برا بھلا کہا ہوگا اس کے سامنے پھر شرم کے مارے آنکھ نہیں اٹھائی جا سکتی۔

آؤ بھی ذرا خلاں کی بات سن کر آئیں ——— نہیں بھیا ——— میں اس کی بات کیسے سنوں میری زبان تو اس کو تکلیف پہنچا چکی ہے۔ اس لئے انسان کے تمام اعضاء جس قدر صدمے اور دکھ اٹھائیں گے وہ زبان کا کیا ہوا ہوگا۔ اس لئے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام برائیوں سے رکنے کے لئے زبان پر قابو پانا ضروری قرار دیا ہے!

مسلمان کی علامت

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ (بخاری)

مسلمان وہ ہے جن کی زبان اور ہاتھ سے دوسرا مسلمان محفوظ ہو ——— اس حدیث

Marfat.com

میں تو زبان کی ذمہ داری کا احساس اس قدر اہمیت سے بیان فرمایا گیا ہے کہ مسلمان زخمی نہ ہونے پائے عیب جوئی، جھوٹ، غیبت، ناجائز تنقیص، زبان درازی، یا وہ گوئی یہ تمام چیزیں زبان پر جب بلا تکلف جاری ہوں گی تو ایسے شخص کو کسی طور پر بھی اچھا مسلمان نہیں کہا جا سکتا۔ اس لئے رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے زبان کو پابند کرنے کا ارشاد فرمایا ہے!

جنت و دوزخ کے فیصلے میں زبان کا دخل

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے سوال کیا کہ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ فُلَانَۃَ تُذْکَرُ مِنْ کَثْرَۃِ صَلَاتِھَا وَصِیَامِھَا وَصَدَقَتِھَا غَیْرَ اَنَّھَا تُؤْذِیْ جِیْرَانَھَا بِلِسَانِھَا قَالَ ھِیَ فِی النَّارِ قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ فَاِنَّ فُلَانَۃَ تُذْکَرُ قِلَّۃَ صِیَامِھَا وَصَدَقَتِھَا وَصَلَاتِھَا وَاِنَّھَا تَصَدَّقُ بِالْاَثْوَارِ مِنَ الْاَقِطِ وَلَا تُؤْذِیْ بِلِسَانِھَا جِیْرَانَھَا قَالَ ھِیَ فِی الْجَنَّۃِ۔ (مشکوٰۃ)

کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فلاں عورت کے متعلق مشہور ہے کہ وہ نمازیں پڑھتی ہیں بڑے روزے رکھتی ہے اور بڑی خیرات کرتی ہے، لیکن ساتھ ہی یہ بات بھی ہے کہ زبان سے اپنے ہمسایوں کو بڑا ستاتی ہے۔ آپ نے فرمایا وہ دوزخ میں جائے گی! اس شخص نے عرض کی کہ یارسول اللہ فلانی عورت کے متعلق مشہور ہے کہ وہ پہلی عورت سے روزے کم رکھتی ہے، خیرات کم کرتی ہے اور نمازیں کم پڑھتی ہے (یعنی نوافل) اور وہ پنیر کے ٹکڑے خیرات کرتی ہے اور وہ اپنی زبان سے ہمسایوں کو تکلیف نہیں دیتی۔ آپ نے فرمایا کہ وہ جنت میں جائے گی!

اس ارشاد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا واضح مطلب یہ ہے کہ کثرت نوافل کے باوجود اگر انسان اپنی زبان درازیوں سے معاشرے کے تکلیف اور دکھ کی فضا پیدا کئے رکھتا ہے تو وہ اللہ کے ہاں قطعاً محبوب نہیں ہوتا، بلکہ اس کی زبان سے معاشرے کو سکون اور راحت ملنی چاہیے جھوٹ بولنا ایک ایسا فتنہ ہے جس سے سینکڑوں فتنے ابھرتے ہیں۔ اس لئے زبان کو جہاں اور تمام برائیوں سے روکنا ضروری ہے اسی طرح جھوٹ جیسی لعنت سے زبان کا پاک رکھنا تو بید ضروری ہے۔ اس سے قبائل قبائل کے دشمن ہو سکتے ہیں۔ بھائی بھائیوں سے جدا ہو سکتے ہیں

Marfat.com

اور باپ بیٹے کی جنگ ہو سکتی ہے۔ استاد شاگرد سے نفرت کر سکتا ہے۔ غرضیکہ ایک جھوٹ سینکڑوں گھرانوں کو تباہ و برباد کر سکتا ہے۔ یہ سب کا سب زبان کو کنٹرول نہ کرنے کے نتیجے میں ظاہر ہوگا۔ اس لئے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے زبان کی ذمہ داریوں کو دور کرنے کی خصوصی طور پر تاکید فرمائی ہے!

زبان ہی سکون کا ذریعہ ہے
زبان ہی آفتوں کا ذریعہ ہے

زبان پر قابو رکھنے میں نجات ہے

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اَتَیْتُ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فَقُلْتُ مَا النَّجَاۃُ فَقَالَ اَمْلِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ وَلْيَسَعْكَ بَيْتُكَ وَابْكِ عَلٰى خَطِيْئَتِكَ (مشکوٰۃ)

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آفتوں سے بچنے کا کیا طریقہ ہے؟ فرمایا اپنی زبان کو قابو میں رکھو اور گھر میں بیٹھنے کی عادت ڈالو اور اپنی خطاؤں پر پشیمان ہونا سیکھو!

"زبان پر قابو رکھنا" گویا کہ تمام آفتوں سے نجات کا ذریعہ ہوگا۔ ان احادیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ زبان کی حفاظت انسان کو بے شمار خرابیوں سے بچا سکتی ہے! اور انسان صرف زبان کو کنٹرول کرنے کی وجہ سے ہزاروں آفتوں سے نجات پا سکتا ہے۔

جھوٹ بولنا سب سے بڑا فتنہ ہے

حضرات گرامی! یوں تو زبان بہت سی خرابیاں پیدا کر دیتی ہے، مگر زبان سے ایک برائی کا ارتکاب تو ہزار برائیوں کو جنم دیتا ہے اور وہ برائی ہے جھوٹ بولنا اور ہر وقت بولنا اور بے ساختہ بولنا۔ جھوٹ انسان کے اخلاق، اعمال اور کردار کو تباہ و برباد کر دیتا ہے۔ اس دور میں معاشرے میں اکثر خرابیاں اسی جھوٹ کی پیداوار ہیں۔ اس قدر کثرت سے جھوٹ بولا جا رہا ہے کہ اس پر نہ تو ضمیر شرمندہ ہے اور نہ انسان کا دل اسے ملامت کرتا ہے، بلکہ اس جھوٹ بولنے کو سیاست اور ذہانت سے تعبیر کیا جاتا ہے اور آپس کی گفتگو میں کہا جاتا ہے

Marfat.com

کہ دیکھا میں نے کس طرح فلاں شخص کو باتوں باتوں میں بے وقوف بنا دیا۔ حالانکہ اس کو کیا بے وقوف بنایا بلکہ خود بے وقعت ہو گیا اور اپنی قبر کا لی کر لی۔ کیونکہ جھوٹ سے انسان کے اعمال برباد ہو جاتے ہیں اور عاقبت خراب ہو جاتی ہے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں زبان سے لایعنی اور بے ہودہ باتوں سے اجتناب کی تاکید فرمائی ہے۔ اسی طرح زبان سے جھوٹ بولنے سے سختی کے ساتھ منع فرمایا ہے! حضرت جابر رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُوْلُ اِنَّ بَیْنَ یَدَیِ السَّاعَۃِ کَذَّابِیْنَ فَاحْذَرُوْھُمْ (مشکوٰۃ)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ فرماتے تھے کہ قیامت کے قریب جھوٹے لوگ پیدا ہوں گے ان سے بچتے رہنا۔

معلوم ہوا کہ اب قرب قیامت کی وجہ سے جھوٹ بولنے والوں کی ایک پارٹی اور گروہ ہے جن کی سرپرستی شیطان کرتا ہے اور وہ لوگ ہر مقام پر پائے جاتے ہیں اور اس کثرت سے جھوٹ بولتے ہیں کہ شیطان کے بھی کان کترتے چلے جا رہے ہیں۔ جھوٹ بولنے والا زندگی کے ہر شعبے میں موجود ہے اور معاشرے کے تمام محاسن کو اپنی بدبودار روش سے تباہ و برباد کر رکھا ہے۔ مساجد میں جھوٹ، مدارس میں جھوٹ، تجارت میں جھوٹ، مکاتب میں جھوٹ، دفاتر میں جھوٹ، لین دین میں جھوٹ، معاہدات میں جھوٹ، تحریروں میں جھوٹ، تقریروں میں جھوٹ وہ کون سا شعبہ ہے جو اس نجاست سے بچ سکا ہے، اس لئے حفاظت لسان کے سلسلے میں جس بات کا شدت سے خیال رکھنا چاہیے اور زبان کو خاص طور پر جس برائی سے روکنا چاہیے وہ جھوٹ ہے جھوٹ ہے۔ اس لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جھوٹے لوگوں سے بچنے کا ارشاد فرمایا ہے!

مومن جھوٹا نہیں ہو سکتا

حضرات گرامی! جھوٹ اس قدر برا ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں ایک سوال کے جواب میں فرمایا تھا کہ مومن جھوٹا نہیں ہو سکتا ہے۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ

قَالَ لِرَسُوْلِ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم اَیَکُوْنُ الْمُؤْمِنُ جَبَّانًا قَالَ

Marfat.com

نَعَمْ فَقِيْلَ لَهُ اَيَكُوْنُ الْمُؤْمِنُ بَخِيْلاً قَالَ نَعَمْ فَقِيْلَ لَهُ اَيَكُوْنُ الْمُؤْمِنُ كَذَّابًا قَالَ لَا۔ (مشکوٰۃ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ مومن بزدل ہو سکتا ہے۔ فرمایا ہاں۔ پھر پوچھا گیا کہ مومن بخیل ہو سکتا ہے فرمایا ہاں! پھر پوچھا گیا کیا مومن جھوٹا ہو سکتا ہے، فرمایا نہیں؟

جھوٹ زبان سے بھی بولا جاتا ہے۔ روپ بدل کر بھی جھوٹ بولا جا سکتا ہے۔ ظاہر و باطن کے تضاد سے بھی جھوٹ کا اظہار ہوتا ہے۔ فریب، مکر، دجل خواہ اس کا رنگ کوئی ہی کیوں نہ ہو، یہ سب جھوٹ کی مختلف تصویریں ہیں۔ ان سے سب کو بچنا چاہیئے!

کیونکہ مومن ایک ایسا صاف اور صاف آئینہ ہوتا ہے اس میں جھوٹ کی پرچھائیاں اور لکیریں فوراً نظر آنے لگتی ہیں، جھوٹ کا اثر چہرے پر پڑتا ہے اور دل و دماغ اس سے متاثر ہوتے ہیں۔ اس لئے جھوٹ کا مومن سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہونا چاہیئے!

جھوٹ اور سچ کا انجام

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ الصِّدْقَ بِرٌّ وَاِنَّ الْبِرَّ يَهْدِىْ اِلَى الْجَنَّةِ وَاِنَّ الْكَذِبَ فُجُوْرٌ وَاِنَّ الْفُجُوْرَ يَهْدِىْ اِلَى النَّارِ۔ (مشکوٰۃ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ سچائی نیکی ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے اور جھوٹ بدی ہے اور بدی جہنم کی طرف لے جاتی ہے۔

صدق کے معنی سچائی کے ہیں یعنی ظاہر اور باطن میں یکساں ہونا لیکن عربی میں صادق کے معنی اس سے کہیں زیادہ وسیع ہوتے ہیں۔ صرف بولنے ہی پر سچائی موقوف نہیں ہے سچائی، زبان، ہاتھ، پاؤں، اخلاق، برتاؤ، معاملات، میل جول کردار و رفتار غرض ہر ہر شے اندرونی اور بیرونی افعال میں ظاہر ہوتی ہے۔ آدمی کو جیسے قول کا سچا ہونا چاہیئے۔ ویسے ہی اپنے افعال میں بھی سچا ہونا چاہیئے، وہ ہنسے تو اپنے ظاہر و باطن دونوں سے ہنسے روئے تو دل اور آنکھ دونوں سے روئے ملے تو دل سے ملے دکھاوے اور ظاہرداری سے دور بھاگے! یہ نہ کرے کہ ظاہر میں دوستی کرے اور دل میں بیر کرے۔ بہت سے انسان زبان

Marfat.com

سے وعظ و نصیحت کرتے ہیں اور جو کہتے ہیں سچ کہتے ہیں، لیکن معاملہ کے وقت بدترین انسان ثابت ہوتے ہیں۔ یعنی ظاہر و باطن میں یکساں ہونا نیکی ہے اور اس کا بدلہ جنت ہے اور دھوکے بازی خواہ کسی طرح کی ہو بری بات ہے اور اس کی سزا دوزخ ہے۔

اس لئے آدمی کو ہر وقت سچائی اور صداقت کو اپنانا چاہیے اور سختی سے زبان پر کنٹرول کرتے ہوئے اسے سچ بولنے کا عادی بنانا چاہیئے۔

جھوٹی شہادت حضرات گرامی! جب زبان کی مختلف قباحتوں کا ذکر آئے گا تو اس میں جھوٹی گواہی کا ذکر بھی آئے گا۔ جھوٹی شہادت عدالتوں میں اور تفتیش افسروں کے سامنے اس قدر عام ہو گئی ہے کہ اس کے لئے باقاعدہ کچہری میں جھوٹے گروہ کرایہ پر ملتے ہیں ان سے جو مرضی کہلوا لیا جائے اور جہاں چاہیں قرآن اٹھوا کر جھوٹی شہادت دلوا لیں یہ ان کا کاروبار ہے اور اسے دھندے کے طور اپنائے ہوئے ہیں۔ عدالت کو علم ہے۔ پولیس کو علم ہے، وکیل کو علم ہے اور کچہری کے ہر فرد کو علم ہے کہ یہ پیشہ ور گواہ ہے اور اس نے پیسے لے کر جھوٹی گواہی دی ہے، مگر فیصلے انہی گواہوں پر ہو رہے ہیں۔ تفتیش کی بنیاد یہی گواہ ہیں، وکیل کی دلیل یہی گواہ ہیں۔ فیصلے کا دارومدار انہی گواہوں پر ہے جو زبان سے قرآن اٹھا کر جھوٹی گواہی دیتے ہیں۔ جھوٹ بولتے ہیں اور معاشرے میں اس کی بدبو پھیلاتے ہیں۔ سینکڑوں بے گناہ ان کے جھوٹ سے تختہ دار پر کھنچ جاتے ہیں جیل کے مصائب برداشت کرتے ہیں، بلکہ عادی مجرم بن جاتے ہیں۔ اس لئے جہاں زبان کو اور بے احتیاطیوں سے باز رکھنا۔ وہیں پر زبان کو جھوٹی گواہی سے بھی بچانا چاہیئے۔ اسی لئے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ جھوٹی گواہی شرک کے برابر ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم صَلٰوۃَ الصُّبْحِ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَامَ قَائِمًا فَقَالَ عُدِلَتْ شَهَادَةُ الزُّوْرِ بِالْاِشْرَاكِ بِاللّٰهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قَرَءَ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ حُنَفَاءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ۔ (ابوداؤد)

ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز ادا فرمائی۔ جب فارغ ہوئے تو کھڑے

Marfat.com

ہوکر فرمایا (آج) جھوٹی شہادت شرک کے برابر کردی گئی ــــ تین بار فرمایا۔ اس کے بعد قرآن کی یہ آیت تلاوت فرمائی۔ بتوں کی نجاست سے بچو اور جھوٹی شہادت سے بھی اجتناب کرو۔

قرآن کی آیت بالا میں شرک اور بت پرستی کے ساتھ جھوٹی شہادت کو بھی منع فرمایا گیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ شرعی نظر میں ان تینوں کے درمیان کوئی تناسب ہے۔ قرآن حکیم جب ایک سیاق میں چند امور کو ذکر کرتا ہے تو وہ ضرور کسی تناسب کی بنیاد ہی ذکر کرتا ہے گویا کہ شہادت زور ایسی چیز ہے جس کو اسلام سے کوئی تناسب نہیں، اگر جھوٹ کو کسی سے تناسب ہے تو وہ صرف اور صرف شرک سے ہے۔ حق کے خلاف جو کچھ ہے وہ باطل اور جھوٹ میں داخل ہے۔

خواہ عقائد فاسدہ شرک و کفر ہوں یا معاملات میں شہادت میں جھوٹ بولتا ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب کو کبیرہ گناہ قرار دیا ہے۔

اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا اور والدین کی نافرمانی کرنا اور جھوٹی گواہی دینا اور عام باتوں میں جھوٹ بولنا، حضرت سعد بن زید پر ایک عورت نے جھوٹی شہادت دی کہ انہوں نے میرا مکان غصب کر لیا ہے۔ حاکم وقت نے یہ گھر حضرت سعدؓ سے لے کر اس عورت کو دلا دیا، مگر حضرت سعدؓ کی زبان سے نکل گیا کہ یا اللہ اگر اس نے جھوٹی شہادت سے اس کو لیا ہے تو اسے اندھا کر دے! اور اس کی قبر اسی گھر میں بنے۔ وہ عورت اندھی ہوگئی اور اسی طرح وہ عورت ایک دن جو اٹھ کر چلی تو اسی گھر کے کنوئیں میں گر کر مر گئی۔

معراج کی شب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس کی دونوں باچھیں چیر دی جاتی ہیں۔ اسی طرح اس کے ساتھ یہ عمل قیامت تک ہوتا رہے گا۔ آپ نے جبرائیل امین سے دریافت فرمایا کہ یہ کون ہے؟ تو انہوں نے عرض کیا کہ جھوٹ بولنے والا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی پورا مومن اس وقت تک نہیں ہو سکتا۔

جب تک جھوٹ کو بالکل نہ چھوڑ دے۔

جھوٹ کی بدبو سے فرشتے دور ہو جاتے ہیں

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم

اِذَا کَذَبَ الْعَبْدُ تَبَاعَدَ عَنْهُ الْمَلَكُ مِيْلًا مِنْ نَتْنِ مَا جَاءَ بِهٖ۔ (مشکوٰۃ)

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی جب جھوٹ بولتا ہے۔ فرشتہ اس سے میل بھر دور بھاگ جاتا ہے، کیونکہ اس کے اس فعل سے ایک بدبو نکلتی ہے جو اس سے برداشت نہیں ہوتی۔

حضرات گرامی! قرآن حکیم اور احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ زبان ایک رحمت بھی ہے اور زبان ایک فتنے بپا کرنے والا ٹکڑا بھی ہے۔ دانشمند ہے وہ شخص جو اس زبان پر کنٹرول کرکے اس کو رحمت اور رضائے الٰہی کا ذریعہ بنالے۔ زبان پر صداقت اور سچ جاری ہوجائے اور ہمیشہ نغمات توحید و رسالت سے سرشار رہے۔ امین۔

وما علینا الا البلاغ

Marfat.com

پانچواں خطبہ جمعہ

ذیقعد

ایمان اور اعمال صالح

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ۔ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ۔

زمانہ کی قسم کہ انسان گھاٹے میں ہے لیکن وہ ایمان لائے اور اچھے کام کئے!

حضرات گرامی! اس وقت جو آیت کریمہ آپ حضرات کے سامنے تلاوت کی گئی ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے انسان کا مدار نجات دو باتوں کو قرار دیا ہے!

(۱) ایمان باللہ

(۲) عمل صالح

ایمان باللہ سے مراد ان تمام بنیادی اصولوں کو لیا جائے گا جو انسان کے عقیدے کا جزو اعظم کہلاتے ہیں۔ عقیدۂ ایمان، یہ انسانی زندگی میں اساس اولین اور بنیادی خشت قرار دیئے جائیں گے، اسی پر عمل کی دیواریں قائم کی جائیں گی اور اسی پر پھر تمام تر عمارت کی تعمیر کی جائے گی!

اس وقت مجھے پہلے حصّہ پر کچھ بیان کرنا مقصود نہیں ہے، کیونکہ پہلے کئی بیانات میں اس کا تذکرہ ہو چکا ہے۔ آج کا میرا موضوع سخن عمل صالح ہے جو ایمان اور یقین کی دولت حاصل کر لینے کے بعد ہر آدمی کے لئے ضروری ہے اور عمل صالح کے بغیر ایمان کی عمارت مکمل ہی نہیں ہوتی!

قرآن مجید میں جس طرح اقامت صلوٰۃ کے بعد ایتائے زکوٰۃ کو بار بار دہرایا گیا ہے اسی

Marfat.com

روح ایمان اور عمل صالح کو بھی یکجا کر کے بار بار تکرار اور اصرار کے ساتھ بیان کیا گیا ہے!

جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان اور عقیدے کی پختگی کے بعد اللہ تعالیٰ کے حضور سب سے زیادہ جس بات کو پسند یا محبوب سمجھا گیا ہے وہ اعمال صالح کا گلدستہ ہے جس کی خوشبو سے سارے عقیدے کا گلشن مہک جائے گا۔ چنانچہ قرآن مجید کا مطالعہ کرنے سے جو آیات بینات کا نقشہ سامنے آتا ہے اس کا تذکرہ اور خاکہ مختصر سا آپ حضرات کے سامنے بیان کرتا ہوں، تاکہ آپ حضرات اعمال صالحہ کی اہمیت سے باخبر ہو سکیں اور عقیدے کی پختگی کے بعد سب سے زیادہ اعمال صالحہ کی طرف متوجہ ہو سکیں، چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ

وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ۔ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ۔ ثُمَّ رَدَدْنَاهُ اَسْفَلَ سَافِلِيْنَ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ۔

قسم ہے تین کی اور زیتون کی اور طور سینا کی اور اس امن والے شہر کی! بے شک ہم نے انسان کو بہترین حالت درستی میں پیدا کیا۔ پھر اس کو سب سے نیچوں کے نیچے لٹا دیا۔ لیکن جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے۔

اس آیت کریمہ میں انسان کی بلندی اور پھر اس کی انتہائی پستی کے پہلو کو بیان کرنے کے بعد جن لوگوں کو پستی اور ذلت سے تحفظ کی ضمانت دی گئی ہے، وہ ایمان باللہ اور اعمال صالحہ سے مالا مال لوگ ہوں گے۔ معلوم ہوا کہ پستی سے بلندی اور ذلت سے عزت جس بات سے اور جس عمل سے میسر آتی ہے۔ اسے عمل صالح کہا جاتا ہے۔ اس لئے ہر انسان کے لئے ضروری ہے کہ اعمال صالحہ کو اپنی زندگی کا اوڑھنا بچھونا بنا لے تاکہ اس کی زندگی ایک تابندہ ستارا بن جائے!

○ ایک مقام پر قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے کہ

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ۔

اور جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے وہی جنت والے ہیں۔

اس آیت کریمہ میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ جنتی لوگ وہی ہوں گے جو ایمان کی دولت

Marfat.com

سے مالامال ہونے کے ساتھ اعمال صالحہ کی زینت سے بہرہ ور ہوں گے، گویا کہ جنت لوگوں کا حصّہ ہو گی اور اعمال صالحہ انسان کو جنت کی خوبیوں اور نعمتوں سے مالامال کر دے گی!

○ ایک اور مقام پر ارشاد ہوتا ہے کہ

قَالَ اَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهٗ ثُمَّ يُرَدُّ اِلٰى رَبِّهٖ فَيُعَذِّبُهٗ عَذَابًا نُّكْرًا وَاَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهٗ جَزَآءَ الْحُسْنٰى۔

(کہف)

اس نے کہا کہ جو کوئی گناہ کا کام کرے گا تو ہم اس کو دنیا میں سزا دیں گے۔ پھر وہ اپنے رب کے پاس لوٹ کر جائے گا تو وہ اس کو بُری طرح سزا دے گا اور جو کوئی ایمان لایا اور نیک عمل کئے تو اس کے لئے بدلہ کے طور پر بھلائی ہے!

(۱) اس آیت کریمہ میں حضرت ذوالقرنین کی زبانی ارشاد فرمایا گیا ہے کہ ظلم اور برائی کرنے والا دنیا میں بھی سزا کا مستحق ہوگا اور آخرت میں بھی اس کو سخت سزا سے دوچار ہونا پڑے گا۔ مگر نیک اعمال ایسی ڈھال ہیں جو انسان کو دنیا اور آخرت میں خدا کی گرفت سے محفوظ کر سکیں گے!

○ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهٖ وَاِنَّا لَهٗ كَاتِبُوْنَ۔

(الانبیاء)

تو جو کوئی نیک عمل کرے اور وہ مومن بھی ہو تو اس کی کوشش اکارت نہ ہوگی! اور ہم اس کے نیک عمل لکھتے جاتے ہیں۔

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کا ایک نیک عمل بھی ضائع نہیں جائے گا بلکہ وہ اپنے تمام تر ثمرات کے ساتھ خداوند قدوس کے ہاں جمع ہوگا اور انسان کی نجات و فلاح کے کام آئے گا۔

○ ایک مقام پر قرآن مجید میں یوں ارشاد فرمایا ہے کہ

فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ

Marfat.com

يَلْقَوْنَ غَيًّا ۝ إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُونَ شَيْئًا ۝

تو ان کے بعد ان کے ایسے جانشین ہوئے جنہوں نے نماز کو برباد کیا اور نفسانی خواہشوں کی پیروی کی! تو وہ گمراہی سے ملیں گے! لیکن جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور نیک کام کئے تو وہی لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور ان کا ذرا سا حق بھی نہیں مارا جائے گا۔

اس آیت کریمہ اور اسی قسم کی دوسری آیات سے معلوم ہوا کہ جنت کا استحقاق در اصل انہی کو ہے جو ایمان اور ایمان کے ساتھ عمل سے بھی آراستہ ہیں اور جو عمل سے محروم ہیں وہ ان عظیم نعمتوں سے محروم ہوں گے، ہاں اگر اللہ تعالیٰ ہی مغفرت اور بخشش سے سرفراز فرمادیں تو ان کا معاملہ اور ہوگا!

○ ایک اور مقام پر ارشاد ربانی ہے کہ

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فِي رَوْضَاتِ الْجَنَّاتِ لَهُمْ مَا يَشَاءُونَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيرُ ۝ ذَٰلِكَ الَّذِي يُبَشِّرُ اللَّهُ عِبَادَهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ۔ (شوریٰ)

اور جو ایمان لائے اور نیک کام کئے وہ جنت کے باغوں میں ہوں گے! ان کے لئے ان کے پروردگار کے پاس وہ ہے جو وہ چاہیں۔ یہی بڑی مہربانی ہے یہی وہ ہے جس کی خوشخبری اللہ اپنے بندوں کو دیتا ہے! جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے!

اس آیت کریمہ میں ان لوگوں کی فضیلت اور عظمت بیان فرمائی ہے جو نیک اعمال کرتے ہیں نیک اعمال ایک ایسا ذخیرۂ آخرت ہیں جس کے صلے میں جنت عطا ہوگی! اور جنت میں ان کی تمام خواہشات کی تکمیل کی جائے گی جو ان کے دل میں بار بار پیدا ہو رہی ہوں گی! معلوم ہوتا ہے کہ جنت اعمال صالحہ کرنے والوں کی منتظر ہے اور عمل صالح ایمان کے بعد انسانی زندگی کا زیور ہے جس سے پوری زندگی آراستہ پیراستہ ہو جائے گی!

○ ایک اور مقام پر ارشاد ربانی ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنَّاتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا (کہف)

Marfat.com

بے جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے ان کی مہمانی کے لئے باغ فردوس ہیں۔

○ ایک اور مقام پر ارشاد ہے کہ

فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا۔ (کہف)

تو جس کو اپنے پروردگار سے ملنے کی امید ہو تو چاہیئے کہ وہ نیک عمل کرے اور کسی کو اپنے پروردگار کا شریک نہ بنائے!

اس آیت کریمہ میں بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق خصوصی قائم کرنے کے لئے عمل صالح کو لازمی قرار دیا گیا ہے۔

○ ایک اور مقام پر ارشاد ہوتا ہے کہ

فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ (حج)

جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے، وہ آرام کے باغ میں ہوں گے!

اسی طرح قرآن حکیم میں تھوڑے تھوڑے الفاظ کے تغیر کے ساتھ تقریباً پینتالیس مقامات پر ایمان اور عمل دونوں کو جمع کر کے بیان فرمایا گیا ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ایمان اور عمل کے بغیر انسان کی روحانی زندگی کی گاڑی چل ہی نہیں سکتی۔

○ ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ۝

اللہ نے ان میں سے جو ایمان لائے اور نیک کام کئے۔ بخشش اور بڑی مزدوری کا وعدہ کیا ہے۔!

حضرات گرامی! میں نے آپ کے سامنے قرآن حکیم کی ایسی دس آیات کریمہ پیش کی ہیں جن میں ایمان کے ساتھ عمل صالح کو لازم و ملزوم بیان فرمایا گیا ہے! ایمان اور عمل صالح نجات کا دارومدار ہیں۔ اس لئے اب ہمیں نہایت سنجیدگی سے اس بات پر بھی غور کرنا ہے کہ ایمان کے ساتھ عمل صالح کو اس قدر جو ضروری قرار دیا گیا ہے آخر عمل صالح ہے کیا؟ جس کی اس قدر

Marfat.com

اہمیت ہے کہ ایمان کے بعد اسی کا درجہ ہے اور اسے اس قدر بنیادی اہمیت حاصل ہے
کہ اس کے بغیر نجات و فلاح نہیں ہو سکتی !

اس لئے قرآن مجید میں خوط لگانے سے پتہ چلتا ہے کہ عمل صالح ہر اس عمل کو کہا جاتا ہے جو خدا اور اس کے سچے رسول کے احکامات کے مطابق ہو ! جو کام جو فعل اور جو عمل خدا اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے طریقے سے ہٹ جائے گا۔ وہ عمل غیر صالح قرار پا جائے گا۔ خواہ اس کا تعلق نظریات سے ہو یا اخلاق و معاملات سے ہو ! مثلاً ایک نظریہ خواہ کتنا ہی خوبصورت کیوں نہ ہو، لیکن اس کا دائرہ فکر خدا و رسول سے ہٹا ہوا ہے تو اسے نظریاتی طور پر غیر صالح نظریہ قرار دیا جائے گا !

کمیونزم یا سوشلزم یا کیپٹل ازم یہ تین نظریات ہیں، ممکن ہے ان کو وضع کرنے والے اور انہیں تشکیل دینے والے اپنے ہاں انہیں فلاح انسانی کے لئے ضروری سمجھتے ہوں، چونکہ ان کے پس منظر میں خدا اور رسول کی حقیقی اطاعت اور نظریاتی قوت نہیں ہے۔ اس لئے ان کو اسلام میں رد کر دیا جائے گا اور ان کے مقابل میں اسلام کا نظریہ حیات ہی بلند و بالا اور کامل و اکمل ہوگا۔ اسی طرح ایک عمل خواہ اپنے ہاں بہت اچھے مقاصد کے لئے بنایا گیا ہو۔ اگر اس پر خدا اور رسول کی مہر تصدیق ثبت نہیں ہوگی تو اس عمل کو غیر صالح قرار دیا جائے گا!

نماز

روزہ

حج

زکوٰۃ

نوافل

انفاق فی سبیل اللہ ان تمام عبادات کی وہی شکلیں اعمال صالحہ کی تعریف میں آئیں گی جو قرآنی احکامات اور اسوۂ حسنہ کی روشنی میں خدا و رسول کے معیار پر پوری اترتی ہوں گی !

ایک غلط فہمی کا ازالہ حضرات گرامی ! آج تک عمل صالح صرف ان اعمال کو سمجھا گیا ہے۔ جو مستحبات یا نوافل کے درجے کے ہوں ! مثلاً صالح مرد اور درویش صفت

Marfat.com

آدمی یا صوفی اور نیک آدمی اس کو کہتے ہیں جو نوافل کثرت سے پڑھتا ہو! یا زیادہ گفتگو نہ کرتا ہو! یا دنیا سے الگ تھلگ رہتا ہو! ایسے لوگوں کے متعلق فوراً کہہ دیا کہ فلاں شخص بہت نیک ہے کہ وہ دنیا سے الگ تھلگ رہتا ہے۔ گویا کہ نیکی اور صالحیت کو انہی امور تک محدود کر دیا گیا ہے اور ان کے علاوہ جو امور ہیں وہ عمل صالح کی تعریف میں نہیں آتے؟ نہیں ایسا ہرگز ہرگز نہیں ہے۔ کیونکہ عمل صالح کا مفہوم ہی وسیع ہے۔ فرائض واجبات، سنن، مستحبات حقوق اللہ، حقوق العباد اور معاملات یہ تمام عنوان اعمال صالحہ کے ہی ہیں۔ ایمان دراصل یقین کا نام ہے اور اعمال صالح اس یقین کے ساتھ عملی زندگی کو انہی اصولوں پر گامزن کرنے کے ہیں جو ایمان کی دولت کے بعد شریعت مطہرہ نے ہمیں عطا کی ہیں۔

اعمال صالح

حضرات گرامی! ایمان کی دولت نصیب ہونے کے بعد انسان پر دو بنیادی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ ایک ذمہ داری تو یہ ہے کہ انسان کا تعلق اپنے خالق حقیقی کے ساتھ اتنا گہرا اتنا پیارا اور اتنا مخلصانہ ہونا چاہیے کہ اس کے رگ و ریشے میں خدا کی عبادت کی خوشبو سرایت کر جائے گویا کہ یہ انسان کا تعلق مع اللہ کہلائے گا!

تعلق مع اللہ میں سب سے بڑی مشکل نماز کی سامنے آئے گی اس لئے اس میں عمل صالح کی وہ تمام روح آجانی چاہیئے جو تعلق مع اللہ کو اور گہرے سے گہرا کر دے! اسی طرح تمام عبادات میں مثلاً۔ صرف اور صرف رضائے الٰہی کے لئے عبادت کرنا۔

نماز پڑھے تو رضائے الٰہی کے لئے

روزہ رکھے تو رضائے الٰہی کے لئے

حج کرے تو رضائے الٰہی کے لئے

زکوٰۃ دے تو رضائے الٰہی کے لئے

نوافل پڑھے تو رضائے الٰہی کے لئے

خیرات کرے تو رضائے الٰہی کے لئے

گویا کہ یہ رضائے الٰہی جو ہے وہ عمل صالح ہوگیا۔ اس عبادت نماز کا اور دیگر عبادات کا اگر رضائے الٰہی کا ارادہ اس عمل میں شامل نہ کیا جاتا تو یہ تمام عمل عبادت نہیں ہوگا، بلکہ ریاکاری

Marfat.com

ہوگا اور عمل غیر صالح ہوگا۔ اس لئے یہ یاد رکھنا بہت ضروری ہے کہ عمل غیر صالح ہر اس نظریہ اور ارادہ کو کہتے ہیں جو سنت رسول سے ہٹا ہوا ہو! اور پیغمبرانہ طریقہ سے الگ ہو اسی لئے سعدی شیرازی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ

مپندار سعدی کہ راہ صفا
تواں رفت جز بر پئے مصطفےٰ

خطیب کہتا ہے

نماز عمل صالح ہے
روزہ عمل صالح ہے
زکوٰۃ عمل صالح ہے
حج عمل صالح ہے
انفاق فی سبیل اللہ عمل صالح ہے
بیوی کے حقوق
والدین کے حقوق
اولاد کے حقوق
معاشرے کے حقوق

یہ تمام حقوق اعمال صالحہ کی تعریف میں آتے ہیں۔ ان کو ادا کرنے سے انسان ایک صالح مسلمان بنتا ہے اور عمل صالح کا جو قرآنی مطالبہ ہے۔ اس سے مراد بھی یہی ہے کہ حسن نیت سے حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کرنا عمل صالح ہے۔

ان اعمال کو کرنے والا جنتی ہوگا۔ ان اعمال کو کرنے والا خدا اور رسول کا پسندیدہ ہوگا! ان اعمال کو کرنے والا آخرت میں نجات پائے گا اور جنت کا مستحق ہوگا۔

خدا کی دوستی

حضرات گرامی! جس طرح انسان بالخصوص مسلمان اپنے معبود حقیقی اللہ رب العالمین سے محبت کرتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی اپنے بندوں سے محبت فرماتے ہیں۔ آیئے ذرا قرآن مجید میں غوطہ لگائیں کہ خداوند قدوس کن لوگوں

Marfat.com

سے محبت کرتے ہیں۔
کیا دولت مندوں سے
کیا محلات والوں سے ؟
کیا دنیاوی جاہ وجلال والوں سے ؟
کیا بادشاہوں سے ؟

جب قرآن سے پوچھا گیا کہ اے قرآن تو بتا کہ خداوند قدوس کن لوگوں سے محبت فرماتے ہیں تو قرآن مجید نے فرمایا کہ

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا (مریم)

بلاشبہ جو بندے ایمان لائیں اور عمل صالح والی زندگی گزاریں۔ بڑی رحمت والا پروردگار ان کو ضرور محبت سے نوازے گا!

یعنی اس دنیا کی زندگی میں ان کو اللہ کی محبت و محبوبیت کا مقام نصیب ہوگا اور اللہ تعالیٰ اپنی مخلوقات کے دلوں میں بھی ان کی محبت پیدا فرمادیں گے!

مقام فکر ہے! کسی بندے کے لئے اس دنیا میں اس سے بڑی نعمت اور کیا ہو سکتی ہے کہ اس کے دل کو اللہ سے محبت و تعلق کی دولت نصیب ہو جائے اور اللہ تعالیٰ اس کو اپنی محبت کے لئے چن لے اور عامۂ مخلوق کے دلوں میں بھی اس کی محبت و مقبولیت پیدا کر دی جائے!

صرف مادی لذتوں اور برائیوں سے دلچسپی رکھنے والے جو انسان اپنی انسانیت کھو کر حیوانیت کی سطح پر آچکے ہیں۔ غالباً ان کے نزدیک تو اس دنیا کی بڑی نعمتیں صرف روپوں کے ڈھیر اینٹوں اور پتھروں سے ہوئے عالی شان محلات طرح طرح کے مرغن کھانے بیش قیمت کپڑے اور قیمتی سواریاں ہی ہوں گی۔ لیکن جو واقعی انسان ہیں انہیں اس میں قطعاً کوئی شک نہیں ہو سکتا کہ اللہ کی محبت و محبوبیت اور مقبولیت سے محرومی بہت بڑا زوال ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے محفوظ فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ جس بندے کو اس دنیا میں اپنی محبت و مقبولیت کا کوئی حصہ عنایت فرمادیں تو یہ اس کے لئے بہت بڑی دولت ہے جس پر جس قدر فخر اور شکر کیا جائے وہ

Marfat.com

اس سے معلوم ہوا کہ عمل صالح سے انسان کو محبت الٰہی کی دولت سے سرفراز فرمایا جاتا ہے۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء گویا کہ وہ شخص خدا کا دوست بن گیا۔ جو اعمال صالحہ سے مزین ہوگا اور اس کا نامہ اعمال پاکیزہ اعمال سے روشن ہوگا۔ الحمدللہ۔

حیاۃ طیبہ عطا ہوگی

حضرات! آپ حضرات نے سینکڑوں نہیں، لاکھوں نام سنے اور پڑھے ہوں گے جن کو دنیا محبت وعظمت سے یاد کرتی ہے تاریخ کے اوراق ایسی شخصیات کے اسمائے گرامی سے بھری پڑی ہے۔ جن کا نام سنتے ہی انسان کے دل میں محبت واحترام کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ آخر وہ کون سا عمل یا فعل تھا جن کے کرنے سے وہ شخصیات آج بھی عقیدتوں اور محبتوں کا مرکز ہیں قرآن حکیم میں جب نظر دوڑائی جاتی ہے تو قرآن ارشاد فرماتا ہے کہ

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ج وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۔(النحل)

جو بندہ عمل صالح والی زندگی گزارے خواہ مرد ہو یا عورت اور وہ صاحب ایمان بھی ہو تو ہم ضرور اس کو (حیاۃ طیبۃ) دیں گے اور آخرت میں ان کے اعمال حسنہ کا ان کے استحقاق سے بہت زیادہ اچھا صلہ ان کو عطا فرمائیں گے!

اس آیت میں عمل صالح والی زندگی پر جس "حیات طیبہ" کا وعدہ کیا گیا ہے۔ اس کا تعلق اس دنیا سے ہے اور وہ اللہ کی محبت ومحبوبیت سکینت وطمانیت اور اللہ کی مخلوق میں مقبولیت کی وہی زندگی ہے جو اہل اللہ کو حاصل ہوتی ہے اور اس کا سرور وکیف وہی جانتے ہیں جو اس محبت کی وادی میں قدم رکھ چکے ہیں۔

آج لاکھوں خدا کے مقبول بندے جو اپنی محنت کی بادشاہی لوگوں کے دلوں پر کر رہے ہیں وہ صرف اور صرف اس بات کا صلہ ہے جو ایمان اور عمل صالح کی بدولت اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں عطا کیا گیا ہے اس لئے بڑے ہی دولت مند ہیں وہ لوگ جو خدا اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے اصولوں اور طریقوں کے مطابق زندگی گزار کے حیات طیبہ کے مستحق قرار دیئے گئے اور انہیں حقیقی زندگی کی لذتوں سے سرشار کیا گیا!

Marfat.com

حسن نیّت

حضرات گرامی! اعمال صالحہ میں آپ کو سب سے بڑی بات جو ہر وقت یاد رہنی چاہیئے وہ یہ ہے کہ کوئی عمل اس وقت تک صالح اور نیک نہیں ہو سکتا جب تک اس میں نیت اچھی نہیں ہوگی۔ اس لئے آپ کوئی بھی عمل کریں اس کے کرنے سے پہلے بار بار اس بات کا ارادہ کر لیں کہ یہ عمل صرف اور صرف خداوند قدوس کی رضا کے لئے کر رہا ہوں، گویا کہ جس قدر آپ اپنی نیت کو درست کریں گے اسی قدر اس عمل میں نکھار پیدا ہوتا چلا جائے گا۔!

مثلاً آپ نماز پڑھتے ہیں۔ نماز میں جس قدر رضائے الٰہی کی نیت کی جائے گی اسی قدر ثواب اور اجر زیادہ ملے گا خیرات ہے اس میں جس قدر زیادہ خلوص اور رضائے الٰہی کو دخل ہوگا اسی قدر زیادہ اس خیرات کا درجہ بڑھ جائے گا۔ حسن نیت حسن عمل کے لئے ضروری ہے۔ اس لئے ایمان اور اعمال صالحہ میں مٹھاس پیدا کرنے کے لئے ان کو عنداللہ مقبولیّت کا درجہ دلانے کے لئے ضروری ہے کہ ان میں حسن نیت پیدا کی جائے یعنی خدا اور اس کے رضا کو اس کی روح قرار دیا جائے۔ اگر آپ کی عبادات اور حقوق العباد کے نقشے حسن نیت کے رنگ سے خالی ہوئے تو سمجھ لیں کہ محنت اکارت گئی۔ بس یہ ایک گُر یاد رکھیئے کہ حسن نیت ہر عمل کو حسن عطا کرے گی! اور پھر سنت مصطفےٰ اس میں نورانیت لائے گی! خوب یاد رکھیئے عمل میں حُسن، حُسنِ نیّت سے آئے گا اور حسن نیت رسول کی سنّت کی نسبت سے نکھرے گی۔ نیت اسی قدر زیادہ پاکیزہ ہوگی جس قدر اسے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے نسبت ہوگی اسی کو قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے کہ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔ (قرآن)

تمہارے لئے رسولؐ اللہ کے عمل میں بہترین نمونہ موجود ہے۔ گویا کہ بتایا گیا ہے کہ تمہارے اعمال کی میل کچیل اسوہ رسولؐ پر عمل کرنے سے اترے گی! جس طرح انسان اپنے میلے کچیلے کپڑوں کو صابن سے دھوتا ہے کہ ان میں نکھار پیدا ہو جاتا ہے۔ اسی طرح عمل کو اسوہ حسنہ سے دھویا جائے تو اعمال کی میل اتر جائے گی! اعمال میں نکھار پیدا ہوگا تو اسوۂ رسولؐ سے! اور معاملات میں نکھار پیدا ہوگا تو اسوۂ رسولؐ سے! اور اخلاق میں حسن پیدا ہوگا تو اسوۂ رسولؐ سے! اور انسان کی روحانی زندگی میں نکھار پیدا ہوگا تو اسوہ رسولؐ سے! جس رسولؐ نے قرآن دیا اور

Marfat.com

عمل صالح کی ہدایات عطا فرمائیں۔ اسی رسولؐ نے اپنے اسوۂ حسنہ سے عمل صالح کی عملی تفسیر بھی امت کو عطا فرمادی جو قیامت تک کے لئے امت کے لئے روشنی کا مینار ہے۔ اس لئے ارشاد فرمایا گیا کہ

وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ!

تمام انسان گھاٹے اور خسارے میں سوائے ان کے جنہوں نے ایمان اور اعمال صالح کی دولت سے اپنے آپ کو محفوظ کر لیا۔

حضرات گرامی! قرآن مجید کی ان آیات سے آپ پر اعمال صالحہ کی اہمیت واضح ہوگئی اور یہ بھی معلوم ہوگیا کہ اعمال صالحہ صرف نوافل اور مستحبات کا نام نہیں ہے، بلکہ اعمال صالحہ ان تمام احکامات کا نام ہے جو سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ضابطہ حیات کی شکل میں امت کے لئے لائے اور جسے حالی نے اس طرح بیان فرمایا ہے کہ

اتر کر حرا سے سوئے قوم آیا
اور اک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا
یہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوت ہادی
عرب کی زمیں جس نے ساری ہلادی!

اقبال مرحومؒ نے بھی اسی فلسفہ کو ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے کہ

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

اقبالؒ کے ذہن میں بھی عمل کا وہ وسیع مفہوم تھا جو میں نے آپ کے سامنے بیان کیا ہے اسی کو اقبالؒ نے ایک اور مقام پر اس طرح بیان فرمایا ہے کہ

یقین محکم، عمل پیہم، محبت فاتح عالم
یہی ہے رختِ سفر میر کارواں کے لئے

اور مولانا جامی رحمۃ اللہ نے اسے اپنے انداز سے یوں بیان فرمایا ہے کہ

بندہ عشق شدی ترک نسب کن جامی
کہ اندریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

Marfat.com

میری دلی دعا ہے کہ مولیٰ کریم ہمیں اعمال صالح کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ !

اعمال صالحہ پیدا کرنے کے مراکز

حضرات گرامی ! اس گئے گزرے دور میں بھی جن مقامات پر اعمال صالحہ کا درس دیا جاتا ہے وہ تین مرکز ہیں۔ مسجد، مدرسہ، اہل اللہ کی مجالس۔

مساجد میں قرآن وحدیث کا درس دینے والے علماء کا وجود اللہ تعالیٰ کی نعمت غیر مترقبہ ہیں ان کی خدمت میں حاضر ہوکر درس قرآن وحدیث سنا جائے تاکہ آپ کے ایمان کو تازگی اور حلاوت نصیب ہو اور آپ کے عقائد واعمال کو قرآن وحدیث کا آب شیریں ملتا رہے اور عقائد واعمال کے شجر بار آور اور ثمر آور ہوسکیں اسی طرح دینی مدرسہ بھی ایک ایسا مرکز ہے جہاں سے ایسے رجال کار بنتے ہیں جو لوگوں میں ایمان اور اعمال صالحہ کا بیج بوتے ہیں۔ اپنی تقریروں، تحریروں اور دینی محنت سے عوام وخواص کے قلوب میں دینی عظمت پیدا کرکے انہیں دین اور دینی افکار ونظریات کا مبلغ اور امین بناتے ہیں جو پوری دنیا میں دینی محنت کا کام کرتے ہیں۔ یہ صرف اور صرف دینی مدارس کا سرمایہ ہیں اور دینی مدرسے اور ادارے اس میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔ آج دنیا بھر میں جہاں کہیں بھی دینی محنت اور دین کا کام ہو رہا ہے۔ یہ علمائے کرام اور دینی مدارس کی جد وجہد اور عظیم قربانیوں کا نتیجہ ہے۔ اس لئے اعمال صالحہ کی روشنی میں عمل کرنے کے لئے اپنا تعلق دینی مدارس سے بھی قائم رکھئے۔

اہل اللہ کی مجالس بھی فکر صالحہ اور عمل صالح پیدا کرنے میں ایک بہت بڑا کردار ادا کر رہی ہیں۔ شاہ ولی اللہ سے لے کر حضرت نانوتوی وگنگوہی قدس سرہما اور حضرت مدنیؒ اور حضرت لاہوری تک اہل اللہ کا ایک خاص کردار رہا ہے جن کے دم قدم سے لاکھوں قلوب ذکر اللہ میں لگ گئے۔ اسی طرح صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے لے کر متقدمین میں سے تمام اولیاء کرام حضرت شیخ جیلانیؒ۔ حضرت علی ہجویریؒ، حضرت اجمیری، حضرت زکریا ملتانی ان اکابر کے دم قدم سے لاکھوں انسانوں کو اعمال صالحہ کی دولت میسر آئی۔ اس لیئے اہل اللہ کی صحبت بھی اعمال صالحہ کے لئے اکسیر ہے۔ اللہ تعالیٰ سے میری دعا ہے کہ مولیٰ کریم ہم سب کو ایمان اور عمل صالح کی دولت سے مالا مال فرمائے۔ دو آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

Marfat.com

پہلا خطبہ جمعہ
ذالحجہ

قربانی کی اہمیّت

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ امابعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قُلْ اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ۔ (سورۃ انعام)

اے نبی کہو کہ میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا سب کچھ رب العلمین کے لئے ہیں جس کا کوئی شریک نہیں اسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور سب سے پہلے سر اطاعت خم کرنے والا میں ہوں!

حضرات گرامی! یہ ذالحجہ کا مہینہ ہے اس مہینہ میں پورا عالم اسلام قربانی کرتا ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانی کی سنت کو زندہ کرتا ہے! جس شخص کو بھی اللہ تعالیٰ نے ہمت اور توفیق عطا فرمائی ہے وہ قربانی کرنا ایک فریضہ سمجھتا ہے اور اس مہینہ میں قربانی نہ کرنا بہت بڑی بدنصیبی اور بدبختی سمجھی جاتی ہے۔ کچھ عرصہ سے متجرین حدیث نے جس طرح اسلام کے اور بہت سے عظیم الشان احکامات اور شعائر کا مذاق اڑانا شروع کر دیا ہے، اسی طرح انہیں قربانی جیسے عظیم اسلامی نشان کو ہدف تنقید بنا کر رکھا ہے۔ ان کی نظر میں قربانی کا جانور ذبح کر کے مال اور وقت کو ضائع کیا جاتا ہے اور ستم بر ستم یہ کہ وہ اپنے ان خیالات فاسدہ کو اسلامی فلسفہ بھی قرار دیتے ہیں اور قرآن مجید پر بھی بہتان باندھتے ہیں کہ قرآن بھی ان کے اس خیال فاسد کی تائید کرتا ہے (العیاذ باللہ)

آج کے خطبہ میں آپ حضرات کے سامنے قرآن وحدیث کے ان دلائل کو بیان کروں گا۔

Marfat.com

جن میں قربانی کے مسئلہ کو وضاحت سے بیان فرمایا گیا ہے اور پوری اُمت اس پر ۱۴ سو سال سے عمل پیرا ہے۔ آیئے سب سے پہلے قرآن مجید میں تلاش کریں کہ کیا قرآن مجید میں بھی قربانی کا حکم اور ذکر ملتا ہے یا نہیں ؟

چنانچہ جب قرآن مجید کا مطالعہ کیا گیا تو قرآن مجید نے ہی فصیح اور بلیغ انداز سے مسئلہ قربانی کو بیان فرمایا !

قرآن اور قربانی

چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے کہ

اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

(سورۃ انعام)

کہ میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا سب کچھ اللہ رب العلمین کے لئے ہے۔

یہ آیت کریمہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی تھی اس وقت حج بھی فرض نہیں ہوا تھا۔ جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ اس آیت کے جس لفظ "نُسُکِیْ" سے قربانی کا حکم دیا گیا ہے یہ قربانی حج کی قربانی کے علاوہ ہے اور وہ قربانی دسویں ذالحجہ کی ہے جسے پورا عالم اسلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت سمجھ کر ادا کرتا ہے۔ لفظ نُسُک کے معنی قربانی کے ہیں اور اس آیت میں اسی قربانی کا ذکر ہے جس کو ہر مسلمان عبادت سمجھ کر کرتا ہے۔ قرآن مجید نے ایک اور مقام پر "نُسُک" کو قربانی کے معنی میں بیان فرمایا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ

فَمَنْ کَانَ مِنْکُمْ مَرِیْضًا اَوْ بِہٖ اَذًی مِّنْ رَّاْسِہٖ فَفِدْیَۃٌ مِّنْ صِیَامٍ اَوْ صَدَقَۃٍ اَوْ نُسُکٍ۔

(البقرۃ)

تم میں سے جو شخص سفر حج میں بیمار ہو جائے یا اس کے سر میں تکلیف ہو اور وہ سر منڈالے تو فدیہ میں روزے رکھے! یا صدقہ دے یا قربانی کرے۔

اس نظیر سے معلوم ہوا کہ سورۃ انعام کی مذکورہ بالا آیت میں بھی "نُسُک" کے معنی قربانی کے ہیں۔ تاہم اگر اس لفظ کو عام عبادت کے معنی میں بھی لیا جائے، تو قربانی کا مفہوم اس میں ضرور شامل مانا جائے گا! اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ قربانی کا حکم علماء کی ایجاد نہیں ہے بلکہ

Marfat.com

یہ خداوند قدوس کا حکم ہے اور پوری امت نے اسے حکم خداوندی سمجھ کر ہی اطاعت کی ہے اور فرمانبرداری سے اس کو قبول کیا ہے!

آیت ثانی

قرآن حکیم کی سورۃ کوثر میں ارشاد ہوتا ہے کہ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ بس اپنے رب کے لئے نماز پڑھ اور قربانی کر۔

یہ آیت کریمہ بھی مکی ہے اس میں قربانی کا حکم ہے۔ "نحر" کے معنی اہل لغت نے اگرچہ اور بھی کہے ہیں۔ مگر نحر کا حقیقی معنی قربانی کرنے کا ہی ہے۔ چنانچہ احکام القرآن میں علامہ جصاص فرماتے ہیں کہ جن لوگوں نے اس کے معنی اونٹ ذبح کرنے کے بیان کئے ہیں انہی کی بات صحیح ہے کیونکہ اس لفظ کا حقیقی مفہوم یہی ہے اور مطلق لفظ نحر سن کر ایک عرب اس مفہوم کے سوا اور کوئی مفہوم نہیں سمجھے گا کہ اگر کہا جائے کہ فلاں شخص نے آج "نحر" کیا ہے تو ہر شخص یہی سمجھے گا کہ اس نے آج اونٹ ذبح کیا ہے نہ یہ کہ اس نے آج بائیں ہاتھ پر سیدھا ہاتھ باندھا ہے۔ (احکام القرآن ج ۳)

یہی وجہ ہے کہ قرآن کے تمام مترجمین شاہ ولی اللہؒ، شاہ عبدالقادرؒ، شاہ رفیع الدینؒ مولانا محمود الحسنؒ، مولانا تھانویؒ قدس سرہم نے اس کا ترجمہ بالاتفاق قربانی ہی کہا ہے۔

قرآن حکیم کی اس دوسری آیت سے بھی معلوم ہوا کہ دسویں ذالحجہ کو قربانی کرنا علماء کی ایجاد نہیں ہے بلکہ قربانی کا حکم قرآن مجید میں موجود ہے۔ (سبحان اللہ)

عمل رسول اور قربانی

حضرات گرامی! قرآن حکیم کی ان دو آیتوں میں قربانی کا جو حکم ہے وہ از خود متعین نہیں کیا گیا، بلکہ قرآن کے ایک ایک لفظ اور ایک ایک حرف کا معنی زبان ثبوت اور عمل نبوت سے متعین ہوا ہے۔ قرآن مجید کا وہی مفہوم اور وہی معنی امت کے لئے قابل قبول ہوگا جو زبان نبوت سے متعین فرما دیا گیا ہو یا عمل نبوت سے اس کی صحیح تفسیر ہو گئی ہو! قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ۝

اب ہمیں اس بات کا جائزہ لینا ہوگا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید کی ان آیتوں کا منشاء کیا سمجھا اور اس پر کیا عمل فرمایا! کیا آپ نے صرف حج پر ہی قربانی کی

Marfat.com

ہے یا مدینہ منورہ میں بھی آپ قربانی کرتے رہے ؟ کیا آپ نے بقرعید پر قربانی کبھی کبھار کی ہے یا اس پر بھی آپ بالالتزام قربانی کرتے رہے ! کیا اس پر آپ نے بذاتِ خود ہی عمل کیا یا مسلمانوں کو بھی اس کا حکم دیتے رہے !

ان تمام باتوں کا جواب آپ کو سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے ملتا ہے اور عمل رسولؐ تمام امت کے لئے مشعل راہ ہے اور روشنی کا مینار ہے جب ہم بنظر غائر عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مطالعہ کرتے ہیں تو قربانی کے تمام پہلوؤں پر روشنی پڑتی ہے اور وہ تمام امت کے لئے ایک جامع ضابطہ حیات ہے جو رہتی دنیا تک واجب التعظیم اور واجب الاتباع رہے گا !

حدیث اوّل

عَنْ بَرَاءٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ اَوَّلَ مَا نَبْتَدِأُ بِہٖ فِیْ یَوْمِنَا ھٰذَا اَنْ نُصَلِّیَ ثُمَّ نَرْجِعَ فَنَنْحَرَ مَنْ فَعَلَہٗ فَقَدْ اَصَابَ سُنَّتَنَا فَمَنْ ذَبَحَ قَبْلُ فَاِنَّمَا ھُوَ لَحْمٌ قَدَّمَہٗ لِاَھْلِہٖ لَیْسَ مِنَ النُّسُکِ فِیْ شَیْءٍ۔

براء ابن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے پہلا کام جس سے ہم آج کے روز ابتدا کرتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ ہم نماز پڑھتے ہیں۔ پھر واپس جاکر قربانی کرتے ہیں جس نے اس پر عمل کیا اس نے ہمارے طریقے کے مطابق کیا اور جس نے نماز سے پہلے ذبح کر لیا تو اس کا شمار قربانی میں نہیں بلکہ وہ ایک گوشت ہے جو اس نے اپنے گھر والوں کے لئے مہیا ہے !

اس حدیث پاک میں بقرعید کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولات کی تفصیل بیان فرمائی گئی ہے !

دس ذالحجہ کو آپ کے معمولات کے چند نکات اس طرح ہیں :

- عید کی نماز پڑھنا
- عید کے بعد قربانی کرنا
- قربانی کو سنت محمدی قرار دینا

Marfat.com

○ نماز سے پہلے قربانی کرنے والے کو تادیب فرمانا۔

معلوم ہوا کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم بذات خود قربانی کرتے تھے اور اس کو مسلمانوں کے لئے سنت محمدی قرار دیتے تھے۔ اس سے زیادہ اور کیا وضاحت ہو سکتی ہے کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے عمل سے قربانی کی سنت کو مسلمانوں کے لئے خیر و ثواب اور برکات وانوارات کا مجموعہ قرار دے دیا۔

دوسری حدیث بخاری شریف میں آتا ہے کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ مَنْ ذَبَحَ بَعْدَ الصَّلٰوۃِ تَمَّ نُسُکُہٗ وَ اَصَابَ سُنَّۃَ الْمُسْلِمِیْنَ۔ (بخاری)

جس نے نماز کے بعد ذبح کیا اس کی قربانی پوری ہوئی اور اس نے مسلمانوں کا طریقہ پالیا.....

گویا کہ اصحاب رسول سے لے کر تمام امت کے اہل حل وعقد اور مسلمان اس سنت مصطفوی کے پیروکار رہے اور اسے ہی سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ارشاد گرامی میں قابل تحسین فرما رہے ہیں کہ اس سنتِ نبوی کو پوری امت نے اپنایا ہے اور یہی سنتِ نبوی ہے جسے عمل پیغمبر نے متعین فرما کر تمام امت کو سنت نبوی اور حکم ربانی پر عمل کرنے کا ارشاد فرمایا ہے!

تیسری حدیث قَالَ یَحْیَی ابْنُ سَعِیْدٍ سَمِعْتُ اَبَا اُمَامَۃَ بْنِ سَھْلٍ قَالَ کُنَّا نُسَمِّنُ الْاُضْحِیَۃَ بِالْمَدِیْنَۃِ وَکَانَ الْمُسْلِمُوْنَ یُسَمِّنُوْنَ۔ (بخاری کتاب الاضاحی)

یحییٰ بن سعید کہتے ہیں میں نے ابو امامہ ابن سہل انصاری سے سنا وہ کہتے تھے کہ ہم لوگ مدینہ میں قربانی کے جانور کو کھلا پلا کر خوب موٹا کرتے تھے! اور عام مسلمانوں کا یہی طریقہ تھا!

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عمل بھی قربانی کے سلسلہ میں وہی تھا جو انہیں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور عمل مبارک سے معلوم ہوا تھا!

Marfat.com

خطیب کہتا ہے

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قربانی کے جانور کی خوب خوب خدمت کی جائے !
اس کو خوب کھلایا پلایا جائے ۔
اس سے شفقت و محبت کی جائے
اس کی دیکھ بھال کی جائے !
اور اس کی صحت و صفائی کا خاص خیال رکھا جائے ۔
یہ سنّتِ صحابہؓ ہے
یہ معمول صحابہؓ ہے
صحابہ کا معمول خدا کو پسند
صحابہ کا معمول مصطفٰےؐ کو پسند

حضرت انس بن مالک کی قربانی

سیدنا انسؓ بن مالک رضی اللہ عنہ جو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم خاص تھے وہ اپنا اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول بقرعید کے دن کا بیان فرماتے ہیں کہ

قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم یُضَحِّیْ بِکَبْشَیْنِ وَاَنَا اُضَحِّیْ بِکَبْشَیْنِ ۔ (بخاری کتاب الاضاحی)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دو مینڈھوں کی قربانی کیا کرتے تھے اور میں بھی دو مینڈھوں کی قربانی کرتا ہوں !

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بقرعید کے دن سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول مبارک قربانی کرنا تھا حضرت انس کا معمول بھی سنت نبوی کے مطابق قربانی کرنا تھا، بلکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے تو محبت نبوی میں ڈوبی ہوئی ایک اور بات بھی فرما دی کہ چونکہ میرے آقا اور محبوب کا معمول بھی دو مینڈھے قربان کرنا تھا میں نے بھی ادائے رسولؐ کی پیروی اپنا معمول بنا لیا تھا ۔

Marfat.com

خطیب کہتا ہے

یہ ہے عشق رسول
محبوب کی اداؤں کو اپنانا
محبوب کی اداؤں پر مرمٹنا
محبوب کی اداؤں کو سرمایہ حیات سمجھنا
جو محبوب پسند کرے اس کو پسند کرنا
جن سے محبوب دوستی کرے ان سے دوستی لگانا
جن کو محبوب ناپسند کرے ان سے گریز کرنا
یہ ہے صحابہ تو فنا فی الرسول تھے !
اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ
لَا تَتَّخِذُوْهُمْ مِنْ بَعْدِیْ غَرَضًا
میرے بعد میرے صحابہ کو نشانہ تنقید و تنقیص نہ بنانا ۔

سیدہ عائشہؓ کا معمول

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ الْاُضْحِيَةُ كُنَّا نُمْلِحُ مِنْهُ فَنُقَدِّمُ بِهٖ اِلَى النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم بِالْمَدِيْنَةِ ۔ (بخاری)

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ ہم مدینہ میں قربانی کے گوشت کو نمک لگا کر رکھ دیا کرتے تھے اور پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتے تھے !

سیدہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کے معمول سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ عید کے دن سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم قربانی دیا کرتے تھے ! قربانی ایجاد بندہ نہیں ہے، بلکہ قربانی خدا کا حکم اور اس کے رسول کی سنت ہے !

سیدنا فاروق اعظمؓ کا خطبہ

عَنْ اَبِیْ عُبَيْدٍ مَوْلَى ابْنِ اَزْهَرَ اَنَّهٗ شَهِدَ الْعِيْدَ يَوْمَ الْاَضْحٰى مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَصَلّٰى قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ خَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم قَدْ نَهَاكُمْ عَنْ صِيَامِ هٰذَيْنِ الْعِيدَيْنِ اَحَدُهُمَا فَيَوْمُ فِطْرِكُمْ مِنْ صِيَامِكُمْ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَيَوْمٌ تَاْكُلُوْنَ مِنْ نُسُكِكُمْ۔ (بخاری کتاب الاضاحی)

ابو عبید مولیٰ ابن زبیر کہتے ہیں کہ انہوں نے بقرعید کے روز حضرت عمرؓ کے ساتھ نماز پڑھی۔ آپ نے پہلے نماز پڑھائی اور پھر خطبہ دینے کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ لوگو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو ان دونوں عیدوں میں روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ ان میں سے ایک عید تو تمہارے لئے افطار کا دن ہے رہی یہ دوسری عید تو اس میں تم اپنی قربانی کا گوشت کھاتے ہو!

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ایک معروف و متواتر عمل رسول کا اس انداز سے تذکرہ فرمایا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قربانی کا عمل تمام اکابر صحابہ میں جاری و ساری تھا اور اصحاب رسول اس کو دل و جان سے ادا کرتے تھے!

ساتویں حدیث

قَالَ اَبُو الزُّبَيْرِ اَنَّهٗ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ صَلّٰى بِنَا النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم يَوْمَ النَّحْرِ بِالْمَدِيْنَةِ فَتَقَدَّمَ رِجَالٌ فَنَحَرُوْا وَظَنُّوْا اَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَدْ نَحَرَ فَاَمَرَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ كَانَ نَحَرَ قَبْلَهٗ اَنْ يُّعِيْدَ بِنَحْرٍ اٰخَرَ وَلَا يَنْحَرُوْا حَتّٰى يَنْحَرَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم۔ (مسلم)

ابی زبیر کہتے ہیں کہ میں نے جابر بن عبداللہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یوم النحر کو مدینہ میں نماز پڑھائی۔ پھر بعض لوگوں نے یہ سمجھ کر حضورؐ قربانی کر چکے ہیں آگے بڑھ کر اپنے جانور قربان کر دیئے! اس پر حضورؐ نے حکم دیا کہ جس نے مجھ سے پہلے قربانی کر لی ہے اسے پھر دوسری قربانی کرنی چاہیئے! اور آئندہ کوئی شخص اس وقت تک قربانی نہ کرے جب تک کہ میں قربانی نہ کر لوں۔

Marfat.com

خطیب کہتا ہے

اس سے معلوم ہوا کہ عبادت وہی قابل قبول ہوگی جو سنتِ رسول کے مطابق ہو!

جو نماز

جو روزہ

جو انفاق

جو نوافل

جو ذکر و فکر

جو قیام و قعود

جو خیرات و صدقات

سنت رسول کے مطابق ہوں گے

وہ خدا اور رسول کے ہاں محبوب ہوں گے

اور جو عبادت و ریاضت سنت رسول کے مطابق نہیں ہوگی وہ منہ پر ماردی جائے گی۔

مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَیْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ۔

غریبوں کی طرف سے قربانی

حضرت جابر رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ

صَلَّیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عِیْدَ الْاُضْحٰی فَلَمَّا انْصَرَفَ اُتِیَ بِکَبْشٍ فَذَبَحَهُ فَقَالَ بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ اَللّٰهُمَّ هٰذَا عَنِّیْ وَعَمَّنْ لَمْ یُضَحِّ مِنْ اُمَّتِیْ۔

(ابو داؤد۔ ترمذی)

جابر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بقرعید کی نماز پڑھی پھر جب آپ واپس تشریف لائے تو آپ کی خدمت میں ایک مینڈھا پیش کیا گیا اور آپ نے اسے ذبح کرتے ہوئے فرمایا "اللہ کے نام پر اور اللہ سب سے بڑا ہے" خدایا یہ میری طرف سے اور میری امت کے ان سب لوگوں کی طرف سے ہے جنہوں نے قربانی نہ کی ہو!

Marfat.com

خطیب کہتا ہے

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو امت کے غریبوں کا اس قدر فکر تھا کہ جو گھرانے قربانی کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے تھے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ثواب میں ان کو بھی شریک کر لیا!

خوش قسمت ہیں وہ غریب جو حضور کی یادوں میں شامل تھے۔
خوش قسمت ہیں وہ لوگ جن کی قربانی پیغمبر اعظم نے ادا کی۔
امتی کا بھی فرض ہے کہ رسولؐ رحمت کی اطاعت کرے۔
امتی کا بھی فرض ہے کہ رسولؐ رحمت سے محبت کرے۔
امتی کا بھی فرض ہے کہ اس رسولؐ رحمت کی سنت کو زندہ کرے
امتی کا بھی فرض ہے کہ اس رسولؐ رحمت کے مشن کو زندہ کرے
یاران رسول سے محبت کرے دین رسول کو حرز جاں بنائے

یارب صل وسلم دائما ابدا
علیٰ حبیبک خیر الخلق کلّھم

حضورؐ نے اپنے دست مبارک سے قربانی کی

قربانی اس قدر عظیم الشان عبادت ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے دست مبارک سے قربانی کے جانور کو ذبح فرمایا۔

عَنْ عَلِی ابْنِ الْحُسَیْنِ عَنْ اَبِیْ رَافِعٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم کَانَ اذا ضَحّٰی اِشْتَرٰی کَبْشَیْنِ سَمِیْنَیْنِ اَقْرَنَیْنِ اَمْلَحَیْنِ فَاِذَا صَلّٰی وَخَطَبَ النَّاسَ اُتِیَ بِاَحَدِھِمَا وَقَائِمٌ فِیْ مُصَلّٰاہُ فَذَبَحَہٗ بِنَفْسِہٖ بِالْمَدِیْنَۃِ

(مسند احمد)

علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابو رافع سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقرعید کے دن دو مینڈھے خریدتے تھے، خوب موٹے تازے بڑے سینگوں اور چت کبرے پھر جب آپ نماز پڑھ چکتے اور خطبے سے فارغ ہو لیتے تو ان میں سے ایک مینڈھا پیش

Marfat.com

کیا جاتا اور آپ اپنے مصلے پر ہی کھڑے کھڑے اس کو ذبح فرما دیتے !

حضورؐ نے مدینہ میں دس سال قربانی کی

حضرات گرامی ! جو لوگ یہ راگ الاپتے ہیں کہ قربانی ملاؤں کی ایجاد ہے انہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ یہ ملاؤں کی ایجاد نہیں ہے، بلکہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول مبارک تھا۔ اس لئے میں آپ کے سامنے ایک ایسی حدیث پیش کرتا ہوں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری مدنی زندگی میں متواتر اور مسلسل قربانی کی ہے۔ چنانچہ ایک حدیث میں آتا ہے کہ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم بِالْمَدِیْنَۃِ عَشْرَ سِنِیْنَ یُضَحِّیْ (ترمذی)

حضرت ابن عمر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دس سال مدینہ میں رہے اور ہمیشہ قربانی کرتے رہے !

قربانی نہ دینے والے کا عیدگاہ میں داخلہ بند

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو قربانی کی اہمیت کا اس قدر شدت سے احساس تھا کہ آپ نے ایک دن ارشاد فرمایا کہ

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ وَجَدَ سَعَۃً فَلَمْ یُضَحِّ فَلَا یَقْرَبَنَّ مُصَلَّانَا ۔ (مسند احمد ابن ماجہ)

ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص استطاعت رکھتا ہو اور قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ میں نہ آئے !

خطیب کہتا ہے

فَلَا یَقْرَبَنَّ مُصَلَّانَا

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی منکرین قربانی کے لئے زبردست طمانچہ ہے!

جو قربانی کی سنت کا استہزا کرتا ہے

جو قربانی کی سنت کا مذاق اڑاتا ہے

جو قربانی کی سنت کو فضول قرار دیتا ہے

Marfat.com

جو قربانی کی سنت کو غیر ضروری سمجھتا ہو۔

وہ اس قابل نہیں کہ مسلمانوں کی عیدگاہ میں جائے۔ اسے مسلمانوں سے الگ تھلگ اپنا راستہ بنانا چاہیے۔ مسجدیں اور عیدگاہیں ایسے لوگوں کی ہیں جو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بتلائے ہوئے راستوں پر چلتے ہیں! اور اپنی زندگی کا سرمایہ سبیل رسول کو سمجھتے ہوئے اطاعت خدا و رسول کو اپنی زندگی کا ماحصل سمجھتے ہوں!

آخری گذارش

حضرات گرامی! میں نے اس وقت تک آپ حضرات کے سامنے قرآن مجید کی دو آیتیں اور گیارہ احادیث پیش کی ہیں جن سے قربانی کا ضروری ہونا اور سنت رسول ہونا ثابت ہو گیا۔ قرآن و حدیث کے اس ذخیرے کے ہوتے ہوئے کسی کو اس بات کا اختیار نہیں دیا جا سکتا کہ وہ دین کی وہ تعبیر کرتا پھرے جو اس کے ذہن کی پیداکردہ ہو! دین خدا کا ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسے امت کے لئے لائے ہیں۔ آپ نے اپنے عمل مبارک سے دین اسلام کی تعبیرات امت کو سمجھائی ہیں قربانی کرنا اور قربانی کا جانور ذبح کرنا یہ مسائل علماء اور فقہا نے خود بخود نہیں گڑھ لئے بلکہ عمل رسولؐ سے قربانی کا اہم مسئلہ امت کے سامنے آیا ہے۔ دراصل منکرین قربانی لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے صرف قرآن مجید تک اپنی تحقیقات کو محدود رکھنا چاہتا ہے! حالانکہ قرآن مجید بھی اس کا ساتھ نہیں دیتا، کیونکہ قرآن مجید کی چلتی پھرتی تفسیر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود اقدس ہے اس لئے قرآن حکیم کا جو معنی اور جو مفہوم پیغمبر کی زبان اور عمل سے متعین ہوگا۔ وہی مفہوم اور معنی قرآن حکیم کی حقیقی تفسیر اور مفہوم سمجھا جائے گا!

مثال کے طور پر قرآن مجید میں آتا ہے کہ

اقیموا الصلوٰۃ — نماز قائم کرو!

اب نماز قائم کرو ——— ایک حکم ہے! اس کی تفصیل قرآن مجید میں نہیں ہے کہ نماز میں کتنی قرأت پڑھو اس کی رکعتیں کتنی ہوں گی اور اس کے سجدے کس قدر ہوں گے اس میں التحیات کس وقت بیٹھنا ہے اور سلام کس وقت پھیرنا ہے۔ یہ سب کچھ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل سے دکھایا اور سمجھایا ہے کیونکہ قرآن حکیم ہی نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ ان

Marfat.com

باتوں کو جاننے کے لئے پیغمبر کے اسوہ حسنہ کی طرف رجوع کرو۔ یہ باتیں تمہیں عمل رسول اور زبان رسول سے معلوم ہوں گی لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ ——— رسولؐ تمہیں بتائیں گے !

ظہر کس وقت ہوگی اور اس کی رکعتیں کس قدر ہوں گی اور عصر کب ہوگی اور اس کی تفصیلا کیا ہوں گی ؟ عشاء کب ہوگی اور اس کو کس ترتیب سے ادا کرنا ہے۔ اسی عمل رسول اور قول رسول کا نام حدیث ہے۔ منکرین حدیث "رسول" کو درمیان سے نکال کر دین کو اپنانا چاہتے ہیں ہم کہتے ہیں کہ رسول کے بغیر نہ قرآن سمجھ آسکتا ہے۔ اور نہ ہی دین ——— ! اور سچی بات پوچھو تو رسول کے بغیر تو خدا کا عرفان بھی نہیں ہو سکتا۔ اس لئے جس طرح قرآن ہماری رہنمائی کے لئے ضروری ہے اس طرح سنت رسول اور فرمان رسول ہماری رہنمائی کے لئے ضروری ہے جس طرح قرآن کے بغیر دین سمجھ نہیں آسکتا۔ اسی طرح فرمان رسول کے بغیر بھی دین سمجھ میں نہیں آسکتا۔

مصطفٰے برساں خویش را کہ دیں ہمہ است
گر باد نہ رسی تمام بولہبی است

اسی طرح قربانی کا مسئلہ ہے اور بقر عید کے دن جانور ذبح کرنے کا مسئلہ ہے ! قرآن مجید نے قربانی کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ——— اپنے رب کی نماز پڑھ اور قربانی کر۔

اس حکم ربانی کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل مبارک سے سمجھایا کہ قربانی اس پر واجب ہوگی جو صاحب نصاب ہوگا اور اسی طرح قربانی کے جانوروں کے اوصاف بیان فرما دیئے اور پھر صحابہ کرام کو قربانی کرنے کا حکم دیا اور پھر خود اپنے دست مبارک سے قربانی کے جانور کو ذبح کیا اور پھر اپنی طرف سے اور امت کے غریبوں کی طرف سے قربانی کی۔ اور پھر جو لوگ قربانی نہیں کرتے ان کو تہدید فرمائی۔ آپ کے فعل اور زبان مبارک سے قربانی کی جو تفصیلات سامنے آئیں۔ یہ تمام تر تفسیر ہے۔ وَانْحَرْ کے قرآنی ارشاد کی۔ اس لئے اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر کا عمل اور پیغمبر کا ارشاد اسی طرح حجت ہے جس طرح قرآن حکیم کے ارشادات

Marfat.com

مسئلہ قربانی سے انکار کرنے والے اس بات پر خوب غور کرلیں کہ کیا وہ اپنے وضع کردہ فلسفہ سے خود دامن رسول سے جدا ہو کر جہنم کا راستہ تو نہیں اختیار کر رہے۔

کیا یہ قرآن پر ظلم نہیں ہے کہ قرآن لانے والے کو درمیان سے نکال کر خود اس منصب پر بیٹھنے کی کوشش کی جائے۔ (العیاذ باللہ)

مگر یاد رکھیئے کہ مسلمان بیدار ہے کوئی ایسی کوشش کامیاب نہیں ہو سکتی جو مسلمانوں کو دامن رسول سے جدا کر دے تم مٹتے ہو تو مٹ جاؤ۔ قربانی حکم ربانی ہے اور قربانی سنت رسول ہے اس کو نہ تو مٹایا جا سکتا ہے اور نہ ہی مسلمانوں کو اس سنت کی ادائیگی سے ہٹایا جا سکتا ہے۔ اقبال مرحومؒ نے اسی لئے فرمایا ہے کہ ؎

نماز و روزہ و قربانی و حج
یہ سب باقی ہیں تو باقی نہیں ہے

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

Marfat.com

دوسرا خطبہ جمعہ

ذالحجہ

حج بیت اللہ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ الیہ سبیلا ط وَمَنْ کفر فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ ۔

(اٰلِ عمران)

اللہ کے واسطے بیت اللہ کا حج کرنا فرض ہے۔ ان لوگوں پر جو اس کی استطاعت رکھتے ہوں اور جو نہ مانے تو اللہ کو پرواہ نہیں ہے دنیا بھر کی۔

حضرات گرامی! آج میں آپ حضرات کے سامنے حج کے عنوان پر چند گزارشات چاہتا ہوں، کیونکہ ذالحجہ کے مہینہ میں پوری دنیا سے لوگ والہانہ اندا بیت اللہ شریف کی زیارت اور مناسک حج ادا کرنے کے لئے مکہ مکرمہ پہنچتے ہیں لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ آپ حضرات کو حج اور اس کے فضائل سے روشناس کرایا جائے اور آپ کو یہ بتایا جائے کہ حج کرنے سے آدمی کن بلندیوں سے سرفراز ہوتا ہے اور استطاعت کے باوجود حج نہ کرنے سے انسان کن سعادتوں سے محروم ہوجاتا ہے! حج اسلام کا پانچواں رکن ہونے کی حیثیت سے بے پناہ انوارات اور محاسن کا مجموعہ ہے۔ حج کو اگر اجتماعی رنگ میں دیکھا جائے تو حج مظاہر قدرت کا ایک عظیم سنگم نظر آئے گا اور قدرت کے رنگا رنگ نظارے اس قدر سامنے آئیں گے کہ انسان بے اختیار پکار اٹھے گا۔ سبحانک ماخلقت ھٰذا باطلا۔ کہیں کالے ہوں گے تو کہیں گورے کہیں بلند قامت اور لمبے دھڑنگے انسانوں کا قافلہ ہوگا، تو کہیں چٹے گورے پست قد انسانوں کا سیلاب بہتا نظر آئے گا۔ کالوں میں بھی

Marfat.com

مختلف ڈیزائن ہوں گے اور ہر ڈیزائن کا اپنا ہی انداز ہوگا۔ اسی طرح ملائشیا، انڈونیشیا، شام، الجزائر، فلسطین، جاپان، امریکہ، برطانیہ، چین، پاکستان، ہندوستان، عرب و عجم کے لاکھوں انسانوں کا سمندر اور اس میں رنگ برنگے موتی ہیرے اور خوبصورت مگر ایک دوسرے سے الگ الگ چہرے مہرے نظر آئیں گے جو قدرت خداوندی کا عظیم شاہکار ہوں گے جنہیں دیکھ کر بے ساختہ زبان پر آتا ہے کہ تبارک اللہ احسن الخالقین۔

اس ذات باری تعالیٰ کے قربان جاؤں جس نے طرح طرح کے نقشے بنا دیئے اور مجال ہے کہ ایک نقشہ دوسرے سے ملتا ہو، نقشہ الگ، رنگ الگ، زبان الگ، انداز الگ، بولی الگ، مگر لگن ایک، درد ایک، فکر ایک، اور سوز و ساز ایک، در ایک اور سر ایک، لوگ حج کے اجتماع کے فلسفے بیان کرتے ہیں۔ حج کو ایک بین الاقوامی کانفرنس کا نام دیتے ہیں اور پھر اس پر طرح طرح کے حاشیے چڑھاتے ہیں، لیکن یہ سب تعبیرات انسانی تعبیرات ہیں جو درد اور سوز کا رنگ نہیں رکھتی، بلکہ اگر حج پر ایک مسلمان توحید پرست اور کیف مستی میں ڈوب کر دیکھا جائے تو۔

حج کیا ہے

حج کیا ہے؟ حج نام ہے ابراہیم علیہ السلام کی چند اداؤں کا اور حج نام ہے اسماعیل علیہ السلام کی وفاؤں کا۔ اور حج نام ہے ابراہیم علیہ السلام اور ان کے چہیتے بیٹے کی چند دعاؤں کا۔

خطیب کہتا ہے

چند ادائیں
چند وفائیں
چند دعائیں
کس کی ——— ابراہیم علیہ السلام کی
کس کی؟ اسماعیل علیہ السلام کی
کس کی؟ سیدہ ہاجرہ کی
یہی ادائیں حج بن گئیں

Marfat.com

یہی دعائیں حج بن گئیں
یہی دعائیں حج بن گئیں

سبحان اللہ ۔ ماشاءاللہ

احرام اور تلبیہ

اچھا بھلا لباس پہنے ہوتے ایک حاجی گھر سے روانہ ہوتا ہے ۔ حکم ہوتا ہے گھر کا لباس اتار دو، قیمتی لباس اتار دو، شاہانہ لباس اتار دو، امیری چھوڑ دو، فقیری اختیار کر لو۔ یہ ہزاروں روپے کی قیمتی پگڑی اتار دو۔ یہ کوٹ پتلون ۔ یہ اعلیٰ اور قیمتی لباس جو زیب تن کر رکھا ہے اسے بدن سے الگ کر دیا جائے ۔ یہ کلاہ فخر اتار دو! اور دیکھو! ذرا یہ بھی اتار دو ـــــ ایسا جوتا پہنو ـــــ جس کی ہیئت ترکیبی سے پاؤں ننگا نظر آئے اور ذرا سر سے عمامہ بھی اتار دو!

ادہو! میں تو مفسر ہوں
فرمایا تم بھی کلا اتارو
میں تو محدث ہوں۔ فرمایا تم بھی لباس اتار دو
محدث ہو تو
مفسر ہو تو
مجاہد ہو تو
عالم ہو تو
قطب ہو تو
ابدال ہو تو
ولی ہو تو
صدیقؓ ہو تو
فاروقؓ ہو تو
عثمانؓ ہو تو
مرتضیٰؓ ہو تو

Marfat.com

مصطفٰے ہو تو
گھر والا لباس اتار دیا جائے

اور

قبر والا لباس پہن لیا جائے
لباس اتار دیا گیا ۔ ایک تہہ بند ۔ ایک چادر
ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز
سب کا ایک ہی لباس ۔ وطن مختلف مگر لباس ایک
زبان مختلف مگر لباس ایک
رنگ مختلف مگر لباس ایک

غریب ہو یا امیر
سرمایہ دار ہو یا فقیر
عالم ہو یا ان پڑھ
بڑا ہو یا چھوٹا
سب ایک ہی لباس میں ـــــ وہی کفن والی چادریں شروع میں ہی احساس پیدا کر دیا کہ کس بات پر اکڑے ہوئے ہو ۔ تمہارا انجام کار یہی لباس ہوگا ۔
اسی لباس کو پہن کر امتحان کے لئے جاؤ گے
اسی لباس کے ساتھ قبر میں پرچے حل کرو گے

اب بھی تمہیں اعتماد ہے کہ سیم و زر تمہارا ساتھ دے گا ۔ بتلایئے کہاں ہے تمہارا سرمایہ دارانہ لباس کہاں ہیں تمہارے کرّ و فرّ ۔
کہاں ہیں تمہارے شاہانہ ٹھاٹھ باٹھ ۔ یہ سب کچھ اس لئے تمہیں کرایا گیا ہے تاکہ تم سب فکر آخرت کرو !
دنیا کی بے ثباتی پر یقین کر لو

Marfat.com

اور درویش خدا پرست بن جاؤ

فقیر الست ہو جاؤ !

کُوْنُوْا رَبَّانِیّٖنَ ——— اور لگاؤ نعرہ اور تلبیہ بلند کرو اس ذات کا جس نے سدا رہنا ہے جس پر کوئی اور کبھی تغیر نہیں آئے گا۔ جس پر کبھی بے بسی اور عاجزی نہیں آئے گی۔ جو کبھی دریوزہ گر نہیں ہوگا۔ جو کبھی سائل اور منگتا نہیں ہوگا۔ جو کبھی کسی کا محتاج نہیں ہو گا جو ہمیشہ رہے گا جس کا حکم ہمیشہ چلے گا حَیٌّ وَّقَیُّوْمٌ ہے اور جس کی حکومت سب پر ہے اور تمام کائنات اسی کی محتاج ہے۔ وہی اوّل، وہی آخر، وہی حی و قیوم اور تمام کائنات کا رب۔ داتا۔ اور الٰہ ہے۔ لا الٰہ الا ھو۔

نعرہ لگاؤ اور زور سے پکارو۔

تلبیہ اور اس کی وحدانیت کا ڈنکا بجا دو ——— رہے نام اللہ کا

ایک ترانہ

سب کی زبان پر ایک ہی ترانہ سب کے دل پر ایک ہی ذات کی وحدت و ربوبیت کا نقش ——— اور سب ہی ایک ترانہ کے کیف و سرور سے مست الست ہیں اور سب کی ایک ہی پکار ہے اور ایک ہی آواز ہے۔

لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ۔ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ ؎

حاضر ہوں۔ اے اللہ! حاضر ہوں۔

حاضر ہونے والا صدا لگاتا ہے کہ میں حاضر ہوں میں حاضر ہوں! مگر حاضر ہونے والے کو کیا معلوم کہ تیری حاضری کیسے قبول ہوگی۔

آواز آتی ہے ——— حاضر ہونے والے۔ تیری حاضری مجھے معلوم ہے! لیکن پہلے یہ بتا کہ تیرا میرے متعلق عقیدہ کیا ہے؟

پہلے عقیدے کی صفائی کر۔ پھر اگلی منزل پر روانہ ہونا کیونکہ حج کی برکات اسی کو حاصل ہوں گی جس کا عقیدہ میری مرضی کے مطابق ہوگا۔ چنانچہ حاجی کی آواز بلند ہوتی ہے اور وہ پکار پکار کر کہتا ہے کہ

Marfat.com

لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ

اے خدا تیرا کوئی شریک نہیں ہے میں حاضر ہوں۔

خطیب کہتا ہے

پہلے عقیدے کا اعلان کرایا

پہلے شرک سے بیزاری کا اعلان کرایا !

کیونکہ اگر عقیدے میں شرک ہوگا۔

تو

نہ ہی احرام قبول

نہ ہی تلبیہ قبول

نہ ہی طواف قبول

نہ ہی صفا مروہ کی سعی قبول

نہ ہی منیٰ اور عرفات کی حاضری قبول

نہ دعائیں قبول

نہ ادائیں قبول

اس لئے عقیدہ مقدم۔ عقیدہ صحیح ہوگا

تو عبادات بھی قبول ہوں گی۔

عقیدہ صحیح نہیں تو عبادات بھی قبول نہیں ہوں گی !

شرک اس قدر جرم عظیم ہے کہ سب سے پہلے اس سے برأت کا اظہار کرایا گیا۔

کیونکہ حج اس پیغمبر کی ادا ؤں کا نام ہے۔

جس نے توحید کا ڈنکا بجایا

اور شرک کو عالم سے بھگایا

سبحان اللہ

اس لئے لَبَّیْکَ۔ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ۔ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ

Marfat.com

وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ۔

ان کلمات حقہ کو حاجی کا عالمی ترانہ بنادیا ـــــ زبان مختلف ہو، رنگ نسل مختلف ہو، اطوار و عادات مختلف ہوں تو کوئی فکر نہیں ؟ ترانہ ایک ہی ہو! اور عقیدہ سب کا ایک ہی ہو! سب توحید کا اقرار کریں اور شرک سے انکار کریں!

وَمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ

یہ عالمی ترانہ کہتے ہوئے حاجی آگے بڑھتے ہیں. حاجیو ؟

یہ تو بتاؤ یہ ترانہ کیا ہے ؟

یہ سب کی زبان پر کیوں جاری ہے ؟

حاجی آواز دیتا ہے ـــــ یہ ترانہ اور ہے جب حضرت اسماعیل علیہ السلام کو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قربانی کے لئے آواز دی تو آپ لبیک لبیک کہتے ہوئے حاضر ہوگئے. اللہ تعالیٰ کو اپنے پیغمبر کی یہ ادا اس قدر پسند آئی کہ تمام کائنات کے حاجیوں کو حکم ہو گیا کہ ہر ملک سے آنے والا حاجی لبیک اَللّٰھُمَّ لبیک کا ترانہ گاتے ہوئے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی طرح اپنے رب کے حضور حاضر ہو جائے۔

حج کیا ہے خدا کے محبوبوں کی اداؤں کا نام !

سبحان اللہ

اکڑ کے چلو طواف شروع ہوگیا. حاجی کو حکم ہوتا ہے کہ اکڑ کے چلو. پہلوانوں کی طرح کندھے ہلاتے ہوئے چلو ـــــ کیوں ؟

اس لئے کہ کفار نے مسلمانوں کو کمزور سمجھ کر طعنے دینے شروع کر دیئے تھے، تو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب سے فرمایا کہ اپنے یاروں سے فرما دو کہ ذرا اکڑ کے چلیں اور کندھے ہلاتے ہوئے چلیں تاکہ دنیائے کفر پر رعب قائم ہو جائے اور کفر و شرک کے ایوانوں میں زلزلہ برپا ہو جائے کہ یہ نحیف اگرچہ جسم و جان سے ضعیف ہیں. مگر عقیدے اور ایمان سے ضعیف نہیں ہیں۔

خطیب کہتا ہے

مولیٰ اب تو وہ سماں نہیں رہا

Marfat.com

مولی اب تو وہ دشمن نہیں رہے
کیا اب رمل موقوف کر دیا جائے
کیا اب اکڑ کے چلنا بند کر دیا جائے
تصورات کی دنیا میں آواز آتی ہے کہ نہیں اور ہرگز نہیں۔
اسی طرح اکڑ کے چلو کیونکہ یہ محبوب اور ان کے پیاروں کی ادا ہے اسے قیامت تک جاری رہنا چاہیئے! کیونکہ حج کیا ہے؟
اللہ کے محبوبوں کی اداؤں کا نام ہے۔
اور اللہ کے محبوب کے پیاروں کی اداؤں کا نام ہے۔

سبحان اللہ

معلوم ہوا کہ کبھی اکڑ کے چلنا عبادت ہے
اور کبھی اکڑی ہوئی گردن کو جھکانا عبادت ہے
کبھی اکڑنا عبادت ہے
کبھی جھکنا عبادت ہے
کبھی اکڑ کے اپنے معبود کو مناؤ
اور کبھی جھک کے اپنے معبود کو مناؤ
کبھی رکوع میں مناؤ، کبھی سجود میں مناؤ

داتا کا دروازہ

حاجیو ——— داتائے کائنات کا دروازہ آگیا۔ دروازے کی دہلیز پر سر رکھ دو۔ دیوانے ہو جاؤ۔ جھولی پھیلاؤ۔ آنکھوں سے آنسوؤں کے سیلاب بہا دو۔ دل کھول کر رکھ دو، اپنی پوری مرادیں پیش کر دو! یہ داتا کا در ہے۔ یہ سخی کا گھر ہے جو مانگو گے پاؤ گے۔ جو چاہو گے دیا جائے گا۔ گناہوں سے بخشش مانگو۔ رحمت کے خزانے مانگو بیماریوں سے شفا مانگو۔ دنیا و آخرت کی نعمتیں مانگو۔ عذاب قبر سے پناہ مانگو۔ ایمان و عمل کی دولت مانگو۔ دین و دنیا کی دولت مانگو۔ اپنے لئے مانگو۔ اپنے والدین کے لئے مانگو۔ اپنی اولاد کے لئے مانگو۔ اپنے دوستوں کے لئے۔ اساتذہ کے لئے۔ رشتہ داروں کے لئے۔ پوری امت کے لئے مانگو

Marfat.com

سب کچھ مانگو عاجزی سے مانگو اخلاص سے مانگو۔ اس یقین سے مانگو کہ جو مانگو گے وہی
وگے، کیونکہ یہی سخی کا در ہے۔ یہ داتا کا گھر ہے۔ یہ غنی کا گھر ہے۔ یہ رب العلمین کا گھر
ہے۔ یہ غفور الرحیم کا گھر ہے۔ یہ رحمٰن کا گھر ہے۔ یہ رحیم کا گھر ہے۔ اس کے پاس سب کچھ ہے
س کے پاس وسیع سے وسیع خزانے ہیں۔ اس کے پاس نہ ختم ہونے والی نعمتیں ہیں۔ مانگتے
او۔ یہ سخی ہے خالی واپس نہیں بھیجے گا۔ دنیا کے سخی خالی نہیں بھیجتے یہ کیسے خالی بھیجے گا۔ اس
ے خوب مانگو اور جی بھر کر مانگو، وہ دیکھو اس کا رحمت کا دروازہ کھل چکا ہے۔ وہ دیکھو اس
ی عطا کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ وہ دیکھو اس کی رحمت تمہارے گناہوں کو دھونے کے لئے آ رہی
ہے وہ دیکھو اس کی رحمت اس کے غضب سے سبقت لے گئی ہے۔ وہ دیکھو تمہاری بخشش
کا فیصلہ ہو گیا ہے۔ یہی وہ در ہے جہاں خلیل اللہ نے حبیب اللہ کو مانگا تھا۔ یہی وہ در ہے
جہاں حبیب اللہ نے فاروقِ اعظمؓ کو مانگا تھا۔ تمہیں بھی عطا کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ وہ دیکھو
آواز آ رہی ہے کہ

اِذَا سَأَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ
فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ !

؎ تیرے کرم سے اے کریم کون سی شے ملی نہیں
آواز آتی ہے
جھولی ہی تیری تنگ ہے میرے یہاں کمی نہیں

اور دیکھو! شرمانا نہیں۔ عربی اگر نہیں آتی تو کوئی فکر نہیں۔ عربی کی دعائیں اگر نہیں آتیں تو کوئی فکر نہیں!

اردو میں مانگو
فارسی میں مانگو
انگریزی میں مانگو
پشتو میں مانگو
سندھی میں مانگو

Marfat.com

بلوچی میں مانگو
پنجابی میں مانگو
عربی میں مانگو

وہ ہر ایک کی سنے گا
وہ ہر ایک کو جواب دے گا
وہ ہر ایک کا مولیٰ ہے
وہ ہر ایک کا داتا ہے
وہ سب کی سنتا ہے
اور سب کی سن کر ان کی دعا کو قبول کرتا ہے
اس کی عطا بھی بے مثال
اس کی وفا بھی بے مثال
سبحان اللہ

آگے بڑھئے۔ طواف کیجئے۔ ہر چکر میں دعائیں کیجئے۔ یہ انبیاء کی سنت ہے ہمارے محبوب محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے صحابہ کی سنت ہے۔ ذرا اور آگے بڑھیں وہ دیکھیں کہ حجر اسود آگیا۔

حجر اسود کا بوسہ

وہ دیکھو حجر اسود آگیا اس پر منہ رکھ دو اس پر لب رکھ دو۔ اسے محبت سے چوم لو۔ کیوں چومیں کیوں لب رکھ دیں۔ اس لئے کہ حج کیا ہے!

اللہ کے پیاروں کی چند اداؤں کا نام ہے
یا
اللہ کے پیاروں کی چند وفاؤں کا نام ہے

حجر اسود کو جوں ہی بوسہ دیا جائے گا۔ وہ تمہارے تمام گناہ چوس لے گا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ حجر اسود کو بوسہ دینے سے گناہ جھڑ جاتے ہیں۔

Marfat.com

فاروق اعظمؓ کا نعرۂ توحید

حجر اسود کو مصطفےٰؐ نے چوما صدیقؓ نے چوما عمرؓ نے چوما اور مرتضیٰؓ نے چوما صحابہ نے چوما اور اولیاء نے چوما لیکن آج یہ کیا ہو گیا

اچانک فاروق اعظمؓ کھڑے ہو کر حجر اسود کو خطاب فرما رہے ہیں۔

اِنَّکَ حَجَرٌ۔ لَا تَنْفَعُ وَلَا تَضُرُّ

اے حجر اسود تو ایک پتھر ہے نہ تو نفع کا مالک ہے اور نہ نقصان کا، تو ایک پتھر ہے تجھے اگر میرے مصطفےٰؐ نے نبوت کے لبوں سے نہ چوما ہوتا تو میں کبھی نہ چومتا۔ اس موحد اعظم نے بتا دیا کہ نفع نقصان کا مالک صرف اور صرف معبود حقیقی رب العلمین ہے۔ اس کے سوا نفع اور نقصان کا کوئی مالک نہیں ہے یہ ہے توحید کا عقیدہ جو حجر اسود کے بوسہ کے بعد پوری امت کو حضرت فاروق اعظمؓ نے عطا فرمایا۔

یہ ہے مصطفےٰؐ کی یونیورسٹی کا طالب علم

یہ ہے مصطفےٰؐ کی یونیورسٹی کا سند یافتہ

جس نے کلمہ توحید سے پوری امت کو سرشار کر دیا اور فلسفہ حج کی روح کو بیان کر دیا کہ ہم حجر اسود کو بوسہ کیوں دیتے ہیں اس لئے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بوسہ دیا ہے اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر نبوت والے رس بھرے ہونٹ رکھے ہیں یہی حج ہے۔ یہی حج کا فلسفہ یہی حج روحانیت ہے۔

خطیب کہتا ہے

اور حج نام ہے چند پیغمبروں کی اداؤں کا

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ

ان اداؤں کو پیغمبر کی سنت کہہ لیجئے اور ان وفاؤں کو پیغمبر کی اپنے رب سے والہانہ محبت اور اطاعت کہہ لیجئے۔ شرعی اور علمی الفاظ بولتے ہیں تو

سنت اور اطاعت کہہ لیجئے

عشق و محبت میں ڈوبے ہوئے لفظ بولنے ہوں تو ادائیں اور وفائیں کہہ لیجئے۔

Marfat.com

مقام ابراہیمؑ

طواف کرلیا۔ ملتزم سے لپٹ لئے حطیم میں سجدہ ریز ہو لئے۔ در
سے جھولیاں بھر لیں تو اب آیئے ذرا بیت اللہ شریف کے سامنے
ابراہیم ہے۔ وہاں پر دوگانہ نفل ادا کر لیجئے۔ کیوں اس لئے کہ یہاں پر دو نفل ادا کرنے
حکم ہے اور ارشاد ربانی ہے فَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ——— او
مقام ابراہیم کے قریب نماز ادا کرو ——— بھلا یہ بتایا جائے کہ اس مقام کو مقام ابراہ
کیوں کہا جاتا ہے اور یہاں پر دو نفل کیوں ادا کئے جائیں۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اس مقام کو
مقام ابراہیم اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس جگہ وہ پتھر نصب ہے جہاں کھڑے ہو کر ابراہیم علیہ السلا
نے بیت اللہ کی تعمیر کی تھی۔ آپ جس مقام پر کھڑے ہوئے تھے وہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام
کے قدموں کے نشان نقش ہو گئے جو آج تک موجود ہیں۔ یہ خدا کی قدرت کا نشان ہے اور
حضرت ابراہیم علیہ السلام کا معجزہ ہے اور پیغمبر کی وفا کا اس کو صلہ ملا ہے کہ جو پتھر پیغمبر کے
قدموں سے جڑ جاتے اس کا ڈنکا دو عالم میں بجا دیا جائے گا اور اسے پوری دنیا کی عقیدت
محبت کا مرکز بنا دیا جائے گا۔

خطیب کہتا ہے

جو پتھر نبی کے قدموں سے جڑ گیا۔
اس پتھر کا ڈنکا دنیا و جہاں میں بج گیا۔
اور جو صدیقؓ پیغمبر کے سینے اور مدینے سے جڑ گیا اس کی دھوم عرش و فرش پر مچ گئی۔
پتھر کا سینہ خلیل اللہ سے متاثر ہو گیا۔
صدیقؓ و فاروقؓ کا سینہ حبیب اللہ سے متاثر ہو گیا

پتھر بھی بازی لے گیا اور صدیقؓ بھی بازی لے گیا

ذالك فضل الله يوتيه من يشاء

Marfat.com

مقام ابراہیم پر نفل

مقام ابراہیم اور اس کے قرب وجوار میں نفل کیوں ادا کئے جائیں گے اس لئے کہ ایک دن حضرت فاروق اعظمؓ کے دل میں یوں آیا کہ طواف ختم کر کے مقام ابراہیم کے پاس دو نفل کیوں نہ ادا کئے جائیں، مگر خود کیسے کرتے۔ جب تک خدا اور رسولؐ کا حکم نہ ہوتا، ادھر فاروق اعظمؓ کے دل میں خواہش پیدا ہوئی اور ادھر عرش سے آواز آتی ہے کہ فاروق کیوں فکر کرتے ہو جو تمہارے دل کی آواز ہوگی میں اسے قرآن کے حروف بنا کر پیغمبر کے سینے پر نازل کر دوں گا۔ چنانچہ جبرائیل علیہ السلام تشریف لاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اے محبوب فاروق اعظمؓ کی آرزو اور خواہش کو خدا نے قرآن بنا کر عرش سے نازل کر دیا ہے۔ چنانچہ وحی ربانی نازل ہوتی ہے کہ

وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِيْمَ مُصَلًّى

عمرؓ کی خواہش قرآن بن گئی

عمرؓ کی آرزو وحی رحمان بن گئی

اور آج تک دنیا کوشش کر کے اس مقام پر نفل ادا کرنے کے لئے جاتی ہے۔

صدیقؓ جائیں تو وہاں

فاروقؓ جائیں تو وہاں

عثمانؓ جائیں تو وہاں

علیؓ جائیں تو وہاں

کون انہیں جانے سے روک سکتا ہے۔ روک سکتا ہے تو روکے۔ واعظ روکے۔ مقرر روکے۔ خطیب روکے۔ ذاکر روکے۔ ملنگ روکے۔ تبرائی روکے۔

جانے والے جا رہے ہیں۔ سنتِ فاروقؓ زندہ ہو رہی ہے۔

حسنؓ جا رہے ہیں

حسینؓ جا رہے ہیں

عباسؓ جا رہے ہیں

عقیلؓ جا رہے ہیں

Marfat.com

جعفرؓ طیار جا رہے ہیں

سب جا رہے ہیں کہاں جا رہے ہیں ہیں سنت عمرؓ ادا کرنے کے لئے

یہ خدا کی عطا ہے یہ عمر کی التجا ہے ـــــ سبحان اللہ

کوئی روک سکے دکھائے

خطیب کہتا ہے

جہاں حضورؐ جائیں گے

جہاں صدیقؓ جائیں گے

جہاں عثمانؓ جائیں گے

جہاں علیؓ جائیں گے

جہاں اہل بیت جائیں گے

اہل سنت بھی وہیں جائیں گے۔ جو وہاں جائے گا وہ محبوب خدا ہوگا۔ جو وہاں نہیں جائے گا وہ مردود خدا ہوگا۔ (العیاذ باللہ)

خطیب کو کہنے دو! کہ

حج نام ہے محبوب کے محبوبوں کی اداؤں کا

صفا مروہ

آیئے ذرا صفا مروہ بھی ہو آئیں۔ قرآن کہتا ہے کہ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ۔ صفا مروہ تو اللہ کی نشانیوں میں سے ہے۔

صفا مروہ کی سعی ہو رہی ہے۔ حاجی دیوانہ وار کبھی صفا سے مروہ کی طرف جا رہے ہیں اور کبھی مروہ سے صفا کی طرف آ رہے ہیں۔ ہاں ذرا دیکھئے کہ درمیان میں جہاں سبز بتی سے نشان لگا ہوا ہے یہاں پر یک دم حاجی کیوں بھاگتے ہوئے گزر رہے ہیں کیا ان کو کوئی جلدی ہے یا کسی کی ادا کی پیروی ہو رہی ہے یا کسی کی سنت ادا کی جا رہی ہے۔

ذرا علماء سے پوچھو؟ یہ دوڑنا کیسا ہے؟ علماء فرماتے ہیں کہ حضرت سیدہ ہاجرہ جب حضرت اسماعیل علیہ السلام کے لئے پانی لینے گئی تھیں تو تلاش بسیار کے باوجود پانی نہیں مل رہا تھا آپ کبھی صفا پر جاتی تھیں اور کبھی مروہ پر جاتی تھیں جب ایوس ہو کر وہاں آئی تھیں جہاں

Marfat.com

ایک پتھر کے سہارے میں حضرت اسماعیل علیہ السلام لیٹے ہوتے تھے اور پیاس سے ان کی زبان سوکھ چکی تھی تو فوراً بے تاب ہو کر سیدہ ہاجرہ دوڑ پڑتی تھیں تاکہ اپنے لخت جگر کے لئے پانی لاسکیں، مگر تقدیر کے سامنے کسے یارا۔ دوڑتی تھیں اور پانی نہیں ملتا تھا۔ اسی طرح جب سات چکر پورے ہوگئے تو رحمت خداوندی کو جوش آگیا اور جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور حضرت اسماعیلؑ کے پاؤں کے نیچے پانی کا چشمہ جاری ہو گیا۔ اسی کو سیدہ ہاجرہ نے آکر فرمایا کہ زم زم۔ یعنی رک جا۔ رک جا ——— سیدہ ہاجرہ کے دوڑنے کی یہ ادا خدا کو اس قدر پسند آئی کہ قیامت تک آنے والے حاجیوں کے لئے اس مقام پر دوڑنا ضروری قرار دے دیا گیا اور حکم ہوا کہ جہاں میری بندی مضطرب ہو کر بھاگتی رہی تم بھی وہیں مضطربانہ اور فقیرانہ حالت میں بھاگو جیسے ہاجرہ کے لئے میری رحمت جوش میں آکر اور میں نے رحمت کے دروازے کھول دیئے اسی طرح تمہارے لئے بھی میری رحمت کے دروازے کھول دیئے جائیں گے اور میری رحمت تمہیں اپنے دامن میں لے لے گی۔!

معلوم ہوا کہ صفا مروہ پر دوڑنا اور اضطرابی کیفیات کا پیدا ہونا سیدہ ہاجرہ کی سنت ہے اور یہ سنت قیامت تک جاری رہے گی!

پھر بات تو وہی بنی نا؟ کہ حج نام ہے چند اداؤں کا ——— اور چند وفاؤں کا۔ خدا جس کو اس وجدان سے بہرہ ور کر دے وہی دولت مند ہے۔ وہی خوش نصیب ہے اور وہی بخت بلند ہے۔ اور وہی خدا کی نعمتوں سے مالا مال ہے۔

ذالك فضل الله يؤتيه من يشاء

منیٰ عرفات کو روانگی

آج حاجی منیٰ کو روانہ ہو رہے ہیں وہاں آج کوئی کام نہیں ہے صرف رات کو ٹھہرنا ہے، کیوں ٹھہرنا ہے۔ بس یہ بھی کسی کی ادا کی تکمیل ہے۔ چلئے آج عرفات ہو کر آئیں۔ بس بیٹھ جاؤ اور شام تک بیٹھے رہو روتے رہو۔ مانگتے رہو۔ توبہ کرتے رہو۔ اپنے گناہوں پر نادم ہوتے رہو۔ کیوں بس میری مرضی — فرمایا یہ بھی میرے محبوب کی اداؤں کی تکمیل ہے۔ آؤ ذرا منیٰ میں جمرات کو کنکریں مار لو۔ سات سات کنکریں مارتے چلے جاؤ۔ یہ کنکریں کیوں ماریں۔ اس لئے کہ اس مقام پر

Marfat.com

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے شیطان کو کنکریں ماری تھی۔ شیطان نے آکر ابراہیم علیہ السلام سے کہا تھا کہ بھلا باپ بھی بیٹے کو ذبح کیا کرتا ہے۔ اس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ او مردود شیطان دور ہو جا اور اس کو سات کنکریں ماریں۔ وہ بھاگا اور پھر تھوڑی دور جا کر رک گیا اور پھر ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ اپنا ارادہ چھوڑ دیجئے۔ بھلا باپ بھی بیٹے کو ذبح کیا کرتا ہے۔ ابراہیم علیہ السلام نے پھر اس مردود کو کنکریں مار کر بھگا دیا۔ مگر شیطان آخر شیطان تھا اس نے پھر کوشش کی۔ آپ نے پھر تیسری مرتبہ اس کو دھتکار دیا اور اسی طرح شیطان کو کنکریں ماریں۔ اللہ تعالیٰ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ ادا اتنی پسند آئی کہ قیامت تک آنے والے حاجیوں کو حکم ہو گیا کہ تمہیں شیطان نظر آتے نہ آئے مگر خلیل اللہ کی سنت کو زندہ کرتے رہو!

اور کنکروں کا سلسلہ قیامت تک جاری و ساری رہے۔ کیوں اس لئے کہ

حج نام ہے ابراہیم علیہ السلام کی اداؤں کا
اور حج نام ہے ابراہیم علیہ السلام کی وفاؤں کا

قربان گاہ

یہ لوگ ہاتھ میں چھری لئے نہایت ولولے سے اور نہایت ہی جوش و خروش سے کہاں جا رہے ہیں۔ معلوم ہوا کہ یہ قربانی کرنے کے لئے قربان گاہ کی طرف جا رہے ہیں۔ بھلا حاجی صاحب سے پوچھو تو سہی کہ حاجی صاحب آپ کہاں جا رہے ہیں۔ حاجی صاحب فرماتے ہیں کہ میں قربانی کرنے کے لئے جا رہا ہوں۔ حاجی صاحب کیسی قربانی ـــــ اور کیوں! حاجی کہتا ہے کہ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے اور اس کی ادائیگی کے بغیر حج مکمل نہیں ہوتا ـــــ اس لئے مجھے اس سنت ابراہیمی کو ادا کرنے دو!

قطب ابدال۔ غوث۔ مجدد۔ صوفی۔ واعظ۔ زاہد۔ عالم۔ حاجی۔ غیر حاجی۔ مصری۔ سوڈانی چینی۔ فلسطینی۔ شامی۔ سعودی۔ پاکستانی۔ ہندوستانی۔ سب حاجی جا رہے ہیں۔ سبھی کیوں جا رہے ہیں۔ سب کی زبان پر جاری ہے کہ اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ ہم سب خلیل اللہ کے فدائی ہیں۔ ہم اپنے پیغمبر آخر الزمان پر درود بھیجتے وقت سیدنا خلیل اللہ علیہ السلام کا تذکرہ بھی کرتے ہیں۔ آج ہم ان ہی کی سنت کو زندہ کرنے کے لئے

Marfat.com

آپ کو اس بات پر غور کرنا ہوگا کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے کی قربانی کا خواب دیکھا اور لبیک کہا تھا اور جس کی تعمیل کے لئے وہ اس دور دراز مقام میں آتے تھے اور عین اس وقت جب چھری لے کر بیٹے کو خدا کی راہ میں قربان کرنا چاہا تھا اور بیٹے نے بھی خدا کا حکم سن کر گردن جھکا دی تھی اور آواز آئی تھی۔

اَنْ یَّا اِبْرٰهِیْمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْیَا اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ

هُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِیْنُ وَفَدَیْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ (صفت)

یہ کہ اے ابراہیم علیہ السلام تو نے اپنا خواب سچ کر دکھایا ہم ایسا ہی نیکوکاروں کو بدلہ دیتے ہیں ایک بڑی دے کر ہم نے اس کے بیٹے کو بچا لیا۔

اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کو معلوم ہوا کہ اس خواب کی تعبیر بیٹے کو خدا کے گھر کی خدمت اور توحید کی دعوت کے لئے مخصوص کر دیتا ہے اور اس کے ذریعہ سے اس گھر کو دائرہ ارضی میں خدا پرستی کا مرکز بنانا ہے۔

چنانچہ ارشاد ربانی ہے کہ

وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَیْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا ط وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِیْمَ مُصَلًّی۔ وَعَهِدْنَآ اِلٰٓی اِبْرٰهِیْمَ وَاِسْمٰعِیْلَ اَنْ طَهِّرَا بَیْتِیَ لِلطَّآئِفِیْنَ وَالْعٰكِفِیْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ۔ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِیْلًا ثُمَّ اَضْطَرُّهٗٓ اِلٰی عَذَابِ النَّارِ وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ۔ وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰهِیْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَاِسْمٰعِیْلُ ط رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ص وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ (بقرہ)

اور یاد کرو جب ہم نے اس گھر کو لوگوں کا مرجع اور امن بنایا اور کہا کہ ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کی جگہ بناؤ! اور ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ سے عہد لیا کہ تم دونوں میرے گھر کو

Marfat.com

جارہے ہیں۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے جب دریافت کیا گیا کہ یا رسول اللہ

مَاهٰذِهِ الْاَضَاحِيُّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ هِيَ سُنَّةُ اَبِيْكُمْ اِبْرَاهِيْمَ

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ قربانی کیا ہے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ تمہارے والد روحانی ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے!

تو معلوم ہوا کہ سنۃ ابیکم ابراہیم فرما کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمادیا کہ حج نام ہے ابراہیم علیہ السلام کی اداؤں کو زندہ کرنے کا اور آپ کی وفاؤں کی تکمیل کرنے کا۔

سبحان اللہ

خطیب کہتا ہے

احرام ہو یا تلبیہ

طواف ہو یا حجر اسود کا بوسہ

رَمل ہو یا مقام ابراہیمؑ کے نوافل

صفا مروہ کی سعی ہو یا دوڑنا

منیٰ کی روانگی ہو یا عرفات کا قیام

جمرات کو کنکریں مارنا ہو یا قربانی

یہ سب ارکان افعال۔ کردار۔ عبادات۔ ریاضتیں۔ رونا۔ دھونا۔ مضطربانہ دوڑنا یا بے تابانہ التجائیں کرنا۔ یہ سب کا سب حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام اور سیدہ ہاجرہ اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اداؤں اور وفاؤں کا نام ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس محبت اور محبت بھرے گلشن سے بہرہ ور ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور ہماری جھولیاں حج کے ثمرات اور برکات سے بھر دے۔ آمین یارب العلمین

قرآن اور حج

حضرات گرامی! اب میں مختصر طور پر ان آیات بینات کا خلاصہ بیان کروں گا جن میں اللہ تعالیٰ نے حج کا حکم دیا ہے یا حج کے انوار و برکات کو بیان فرمایا ہے یا حج کی ان یادگار اور لائق احترام تاریخی واقعات و مقامات کا تذکرہ فرمایا ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ادائیں اور وفائیں اور دعائیں تقرار دی جا سکتی ہیں۔ چنانچہ

Marfat.com

طواف اور قیام اور رکوع اور سجدہ کرنے والوں کے لئے پاک کرو! اور یاد کرو جب ابراہیم نے کہا کہ میرے پروردگار اس کو امن والا شہر بنا اور اس کے بسنے والے کو کچھ پھلوں کی روزی دے۔ جو ان میں سے خدا اور پچھلے دن پر ایمان لائے۔ خدا نے کہا! اور جس نے انکار کیا اس کو تھوڑا فائدہ پہنچاؤں گا۔ پھر اس کو دوزخ کے عذاب کے حوالے کروں گا اور وہ کتنی بری بازگشت ہے اور یاد کرو جب ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ اس گھر کی بنیادیں اٹھا رہے تھے اور یہ دعا مانگ رہے تھے کہ اے ہمارے پروردگار (ہماری اس تعمیر کو) ہم سے قبول فرما، بے شک تو ہی سننے والا اور جاننے والا ہے!

ایک اور مقام پر قرآن مجید بیان کرتا ہے کہ

وَاِذْ بَوَّأْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْئًا وَّطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْقَآئِمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ۝ وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ ۝ لِّيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ۝ وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ۔ (سورۃ حج)

اور یاد کرو جب ہم نے ابراہیمؑ کے لئے اس گھر کی جگہ ٹھکانا بنایا کہ کسی کو میرا ساجھی نہ بنانا۔ اور میرے گھر کو طواف قیام اور رکوع اور سجدہ کرنے والوں کے لئے پاک کر۔ لوگوں میں حج کا اعلان کر دے وہ تیرے پاس پیادہ اور دور کے سفر سے تھکی ماندی دبلی سواریوں پر آئیں گے! ہر دور دراز راستے سے آئیں گے! تاکہ وہ اپنے نفع کی جگہ پر حاضر ہوں اور ہم نے ان کو جو چوپائے جانور روزی کے لئے دیئے ہیں۔ ان کی (قربانی) پر چند جانے ہوئے دنوں میں خدا کا نام لیں تو ان میں سے کچھ تم کھاؤ اور بدحال فقیر کو کھلاؤ۔ اس کے بعد اپنا میل کچیل دور کریں اور اپنی منتیں پوری کریں اور اس قدیم گھر کا چکر لگائیں۔ یہ سن چکے اور جو کوئی اللہ کے آداب کی بڑائی

Marfat.com

رکھے تو وہ اس کے لئے اس کے رب کے پاس بہتر ہے!

ایک اور مقام پر قرآن مجید ارشاد فرماتا ہے کہ

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ وَمَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ رَبَّنَا اِنِّيْ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْ اِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ ۝

(سورۃ ابراھیم)

اور یاد کرو جب ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعا کی اے میرے پروردگار اس شہر کو امن والا بنا اور مجھ کو اور میری اولاد کو بتوں کی پرستش سے بچا میرے پروردگار ان بتوں نے بہتوں کو گمراہ کیا ہے ——— تو جو میری پیروی کرے گا وہ مجھ سے ہوگا اور جو میری نافرمانی کرے گا تو تو بخشنے والا مہربان ہے۔ اے ہمارے پروردگار ہم نے اپنی کچھ اولاد کو اس بن کھیتی کی زمین میں تیرے مقدس گھر کے پاس لبسایا ہے۔ اے ہمارے پروردگار یہ اس لئے تاکہ یہ تیری نماز کھڑی کریں۔ تو کچھ لوگوں کے دلوں کو ایسا بنا کہ وہ ان کی طرف مائل ہوں اور ان کو کچھ پھلوں کی روزی دے تاکہ یہ تیرے شکر گزار رہیں۔

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ

قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۔

آپ فرما دیجئے کہ خدا نے سچ فرمایا تو ابراہیمؑ کے دین کی پیروی کرو جو شرک سے بیزار تھے کہ

Marfat.com

اور ابراہیمؑ مشرکوں میں سے نہ تھا۔ بے شک وہ پہلا گھر جو لوگوں کے لئے بنایا گیا۔ وہی ہے جو مکہ میں ہے بابرکت اور دنیا کے لئے راہنما۔ اس میں کچھ کھلی ہوئی نشانیاں ہیں۔ ابراہیمؑ کے کھڑے ہونے کی جگہ اور جو اس میں داخل ہوا وہ امن پا جائے اور خدا کے اس گھر کا لوگوں پر قصد کرنا فرض ہے جس کو اس راستہ کی طاقت ہو! اور (جو اس قدرت کے باوجود) اس سے باز رہے تو خدا دنیا والوں سے بے نیاز ہے

حضرات گرامی! یہ وہ آیتیں ہیں جن کا تعلق حج کے موضوع سے ہے۔ ان میں نہایت وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو ان بت پرستوں کی سازشوں سے بچا کر ایسے مقام پر پہنچایا جس کی وہ تلاش کر رہے تھے۔ تاکہ وہ خدائے واحد کی پرستش کے لئے ایک گھر بنائیں اس لئے ان کو مکہ اور بیت اللہ شریف جیسا مرکزی مقام عطا فرمایا جو ازل سے اس کام کے لئے منتخب تھا تاکہ وہ یہاں خدا کے گھر کی چار دیواری کو کھڑی کریں اور پھر اس کو توحید کا مرکز اور عبادت گزاروں کا مسکن بنائیں۔ یہ مقام ویران تھا اور پیداوار سے خالی تھا اس لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا مانگی کہ خداوندا یہاں تیرے مقدّس گھر کے پڑوس میں اپنی اولاد بساتا ہوں۔ ان کو روزی پہنچانا اور لوگوں کے دلوں کو مائل کرنا تاکہ وہ ادھر آتے رہیں اور ان کو اس لئے بساتا ہوں تاکہ وہ آس پاس کے بت پرست قوموں کی بت پرستی سے بچے رہیں۔ اور تیری ہی خالص عبادت بجا لائیں۔

قرآن کا دعویٰ ہے کہ اس مقام اور اس گھر میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بہت سی یادگار نشانیاں ہیں اور ان کے کھڑے ہونے اور نماز پڑھنے کی جگہ اور قربانی کا مقام ہے۔ اس لئے لوگوں کو چاہیئے کہ دور دور سے یہاں آئیں اور اپنے دینی اور دنیاوی فائدوں کو حاصل کریں اور اس قدیم خانہ خدا کا طواف کریں اور یہاں اسماعیل علیہ السلام کی یادگار میں قربانی کر کے غریبوں کو کھلائیں۔ اپنی نذر پوری کریں اور اس حالت میں وہ امن سلامتی کے مجسم پیکر ہوں نہ وہ کسی پر ہتھیار اٹھا سکتے ہوں۔ نہ ایک چیونٹی تک کو مار سکتے ہوں اور وہ اس حالت میں ظاہری زیبائش و آرائش اور عیش و آرام اور پُرتکلف مصنوعی زندگی سے بھی پاک ہوں اور چند روز یہاں رہ کر ابراہیمی یادگاروں پر ٹھہر ٹھہر کر ابراہیمی زندگی بسر کر کے ابراہیمی طریقہ پر خدا

Marfat.com

کو یاد کریں ——— یہی حج ہے، یہی حج کا فلسفہ ہے اور یہی حج کی روح ہے اور اور یہی ابراہیمی یادگاریں ہیں جن کو میں نے ابراہیم علیہ السلام کی اداؤں، وفاؤں اور دعاؤں سے تعبیر کیا تھا۔

عقیدہ عمل، ایثار، قربانی، اخلاص، جذبہ، ولولہ، جوش و خروش، راہ خدا میں مرمٹنے اپنے آپ کو مٹا دینا یہ سب کچھ حج کی روحانی تفسیریں اور کیفیات ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان کی حلاوت سے سرفراز فرمائے!

آؤ مدینے چلیں

حضرات گرامی! ارکان حج سے فارغ ہو کر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے شیدائی اور دیوانے پروانہ وار مدینہ طیبہ کی حاضری کے لئے روانہ ہوتے ہیں۔ حج میں گناہ دھل گئے اور سیاہی جاتی رہی۔ آنکھوں نے مسلسل آنسوؤں کو جھڑی سے وضو کر لیا۔ دل کا ایک بوجھ تھا جو رحمت خداوندی سے اتر گیا اب حاجی نہایت ہی وجد و کیف سے مدینہ منورہ روانہ ہوتا ہے۔ مدینہ طیبہ مرکز نبوی ہے۔ مدینہ طیبہ انوارات ربانی کا مرکز و محور ہے۔ رات دن یہاں برکات کی بارش ہوتی ہے۔ مکہ مکرمہ میں رحمت خداوندی سے دامن بھر لیا اور مدینہ طیبہ میں شفاعت نبوی کی آرزو لئے جا رہے ہیں۔ درود و سلام لب پر جاری ہے۔ وہ ابھی مدینہ بارہ کلومیٹر دور ہے مگر روضہ انور کی پہلے ہی زیارت ہو رہی ہے۔ مسجد نبوی کے مینار پورے مدینہ کی بلند و بالا عمارات سے بھی بلند تر نظر آ رہے ہیں کیوں اس لئے کہ خداوند قدوس اپنے محبوب سے وعدہ فرما چکے ہیں کہ ورفعنا لك ذكرك آج یہ معجزہ بھی اپنی آنکھوں سے دیکھئے کہ مسجد نبوی کے مینار پورے شہر کی عمارتوں سے اونچے نظر آ رہے ہیں۔ سبحان اللہ

آپ مدینہ میں داخل ہو گئے ہیں تو درود و سلام کو ورد زبان بنا لیجئے۔ اپنا وظیفہ درود بنا لیجئے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ

ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین اٰمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ (الاحزاب)

بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو تم بھی درود

Marfat.com

بھیجو جو اس کا حق ہے۔

مسجد نبوی کی نمازیں نہایت قیمتی ہیں ایک نماز جماعت کے ساتھ ادا ہوگی تو پچاس ہزار نماز کا ثواب ملے گا۔ مواجہہ شریف میں حاضر ہوکر درود وسلام عرض کیجئے! شفاعت کی درخواست کیجئے۔ اس یقین سے مواجہہ شریف میں درود بھیجیں کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم خود سماعت فرما رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے نہایت خشوع وخضوع سے دعا کریں۔ ریاض الجنتہ دعاؤں کے مقبول ہونے کا مرکز ہے وہاں نوافل ادا کیجئے۔ جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے کا اہتمام کیا جائے کیونکہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ارشاد فرمایا ہے کہ

عن عبد اللہ بن الزبیر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃٌ فِیْ مَسْجِدِیْ ھٰذَا اَفْضَلُ مِنْ اَلْفِ صَلٰوۃٍ فِیْمَا سِوَاہُ مِنَ الْمَسَاجِدِ اِلَّا الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَصَلٰوۃٌ فِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَفْضَلُ مِنْ مِائَۃِ صَلٰوۃٍ فِیْ ھٰذَا (رواہ احمد)

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اس مسجد میں ایک نماز دوسری مسجدوں کو ہزار نمازوں سے افضل ہے۔ سوائے مسجد حرام کے اور مسجد حرام کی ایک نماز میری اس مسجد کی سو نمازوں سے افضل ہے۔

اس حدیث سے یہ بات واضح ہوگئی کہ دنیا کی عام مسجدوں کے مقابلے میں مسجد نبوی میں نماز کا ثواب ہزار گنا بلکہ اس سے بھی کچھ زیادہ ہے اور مسجد حرام کی نماز مسجد نبوی کی نماز سے بھی سو درجہ افضل ہے یعنی عام مساجد کے مقابلہ میں مسجد حرام میں نماز کا ثواب ایک لاکھ گنا بلکہ اس سے بھی کچھ زیادہ ہے۔

مسجد نبوی کی چالیس نمازیں

سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کا مرتبہ اور مقام اللہ تعالیٰ کے ہاں کس قدر بلند ہے اور اس میں نماز پڑھنے والوں کو کن درجات اور برکات سے نوازا جاتا ہے اس کا اندازہ آپ اس حدیث مبارک سے لگا سکتے ہیں جس میں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ صَلّٰی فِیْ مَسْجِدِیْ

Marfat.com

اَرْبَعِیْنَ صَلٰوۃً لَا تَفُوْتُہٗ صَلٰوۃٌ کُتِبَ لَہٗ بَرَاءَۃٌ مِنَ النَّارِ وَبَرَاءَۃٌ مِنَ الْعَذَابِ وَبَرَاءَۃٌ مِنَ النِّفَاقِ۔

(رواہ احمد طبرانی فی الاوسط)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میری اس مسجد میں مسلسل چالیس نمازیں پڑھیں ایک نماز بھی فوت نہیں ہوئی اس کے لئے لکھ دی جائے گی نجات اور برات دوزخ سے اور ہر عذاب سے اور اسی طرح برات نفاق سے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض اعمال اللہ تعالیٰ کے ہاں اپنی خاص مقبولیت و محبوبیت کی وجہ سے بڑے بڑے فیصلوں کا باعث بن جاتے ہیں۔ اس حدیث میں مسجد نبوی میں مسلسل ۴۰ نمازیں ادا کرنے پر بشارت سنائی گئی ہے کہ ایسے شخص کے بارے میں فرمان باری ہو جائے گا کہ یہ بندہ نفاق کی نجات سے بالکل پاک ہے اور دوزخ اور ہر قسم کے عذاب سے نجات اور چھٹی ہے۔

خطیب کہتا ہے

جو لوگ مسجد نبوی میں امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے۔ اس کا فلسفہ یہی ہے کہ وہ اپنے ناپاک عقائد کی وجہ سے بخشش اور شفاعت کے مستحق نہیں ہوتے۔ اس سے اللہ تعالیٰ ان کو مسجد نبوی میں جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے کی توفیق ہی نہیں عطا فرماتے!

مدینہ کی برکات سے بھی اس خوش نصیب کو بہرہ ور کیا جاتا ہے جس کا عقیدہ درست ہو!

ریاض الجنۃ

حضرات گرامی! ریاض الجنۃ مسجد نبوی میں ایک مقام ہے جو جنت کا ٹکڑا ہے اس میں وہی خوش نصیب جاتا ہے جس کو خداوند قدوس جنت کی نعمتوں سے مالا مال کرنا چاہتے ہیں۔ اس لئے آپ حضرات کو جب مسجد نبوی کی زیارت سے مشرف ہونے کا موقع ملے تو ریاض الجنۃ میں نوافل ادا کر کے دارین کی سعادتوں سے سرور دامن بھرنا۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ مَا بَیْنَ بَیْتِیْ وَمِنْبَرِیْ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِّیَاضِ الْجَنَّۃِ وَمِنْبَرِیْ عَلٰی حَوْضِیْ۔ (بخاری)

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان کی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغیچہ ہے اور میرا منبر میرے حوض کوثر پر ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا مسجد نبوی میں جس جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منبر تھا جس پر رونق افروز ہو کر آپ خطبات دیتے تھے اور وہ اپنی جگہ اب بھی معلوم اور متعین ہے وہ آپ نے فرمایا کہ منبر کی اس جگہ آپ کے حجرہ شریفہ کے درمیان جو قطعہ زمین ہے وہ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور عنایتوں کا خاص مورد اور محل ہے اور اس کی وجہ سے گویا کہ وہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغیچہ ہے اور اس لئے اس کا مستحق ہے کہ اللہ کی رحمت اور طالبوں کو اس کے ساتھ جنت کی سی دلچسپی ہو اور کہا جا سکتا ہے کہ اللہ کا جو بندہ ایمان اور اخلاص کے ساتھ اللہ کی رحمت اور جنت کا طالب بن کر اس قطعہ زمین میں آیا وہ گویا جنت کے ایک باغیچہ میں آگیا اور آخرت میں وہ اپنے کو جنت کے ایک باغیچہ ہی میں پائے گا۔ حدیث کے آخر میں آپ نے فرمایا ہے کہ "میرا منبر میرے حوض پر ہے" اس کا مطلب بظاہر یہ ہے کہ آخرت میں حوض کوثر پر میرا منبر ہوگا اور جس طرح اس دنیا میں اس منبر سے میں اللہ کے بندوں کو اس کی ہدایات پہنچاتا ہوں اور پیغام سناتا ہوں اسی طرح آخرت میں اس منبر سے جو حوض کوثر پر میرا نصب ہوگا۔ اس خداوندی ہدایت کے قبول کرنے والوں کو رحمت کے جام پلاؤں گا۔ پس جو کوئی قیامت کے دن میرے لئے آبِ کوثر کا طالب ہو، وہ آگے بڑھ کر اس منبر سے دیئے جانے والے پیغام ہدایت کو قبول کرے اور اس دنیا میں اس کو اپنی روحانی غذا بنائے۔

زیارت روضہ مطہرہ | سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ انور کی زیارت ایمان کو جلا بخشتی ہے اور روحانی دنیا میں ایک کیف و مستی کا سرور عطا کرتی ہے۔ دین کی سربلندیوں کے لئے ایک خاص جذبہ اور کیف پیدا کرتی ہے۔ اس لئے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ

عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ قَالَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ حَجَّ فَزَارَ قَبْرِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ کَانَ کَمَنْ زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ۔

(رواہ البیہقی)

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
نے ارشاد فرمایا جس نے حج کیا اور اس کے بعد میری قبر کی زیارت کی میری وفات کے
وہ زیارت کی سعادت حاصل کرنے میں اپنی لوگوں کی طرح ہے جنہوں نے میری حیات
زیارت کی۔

اس حدیث کا مفہوم اہل علم نے اس طرح بیان فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کا اپنی قبر مبارک میں بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام کا اپنی قبور مبارکہ میں زندہ ہونا جمہور امت
مسلمات میں سے ہے۔ اگرچہ حیات کی نوعیت میں اختلاف ہے اور روایات اور خواص
امت کے تجربات سے یہ بھی ثابت ہے کہ جو امتی قبر مبارک پر حاضر ہو کر سلام عرض کرتے
ہیں۔ آپ ان کا سلام سنتے ہیں اور جواب دیتے ہیں۔ ایسی صورت میں بعد وفات آپ کی
قبر مبارک پر حاضر ہونا اور سلام عرض کرنا ایک طرح سے آپ کی خدمت میں حاضر ہونے اور
بالمشافہ سلام کا شرف حاصل کرنے کی ایک صورت ہے! اور بلاشبہ ایسی سعادت ہے
کہ اہل ایمان ہر قیمت پر اس کو حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

(معارف الحدیث)

ایک دوسری حدیث میں آتا ہے کہ

عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم
مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ۔

(رواہ ابن خزیمہ والدارقطنی والبیہقی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ——— جس نے میری قبر کی زیارت کی۔ اس کے لئے میری شفاعت واجب ہو گئی

حضرات گرامی! مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ ہمارے ایمان وعقیدت کے مرکز و محور ہیں
ہر مسلمان کو ان مراکز سے عقیدت و محبت ہے۔ مکہ مکرمہ حج اور اس کے مناسک کی دولت
سے مالا مال ہے اور مدینہ منورہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود مقدس اور
شفاعت کی دولت سے مالا مال ہے۔ خوش نصیب ہیں وہ بندے جو ان نعمتوں سے

Marfat.com

مال ہوکر سعادت حج اور زیارت روضہ اقدس سے بہرہ ور ہوکر آتے۔ میری دعا ہے
ولیٰ کریم ہم سب کو حرمین شریفین کی زیارت سے بہرہ ور فرماتے اور وہاں کے انوارات
جھولیاں بھرنے کی توفیق نصیب فرماتے۔ اگر اللہ تعالیٰ آپ کو اس دولت سے سرفراز
تے تو اپنے اس خادم کو بھی یاد رکھنا !

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

Marfat.com

تیسرا خطبہ جمعہ
ذالحجہ

حضرت اسماعیلؑ کی عظیم الشان قربانی

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ باللہ
من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔
وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ
اور بدلہ دیا ہم نے اس کو بڑے ذبح (مینڈھے) کے ساتھ

حضرات گرامی! یہ ذالحجہ کا مہینہ ہے اس مہینہ میں جہاں اور بہت سے تاریخی واقعات نظر آتے ہیں۔ وہیں پر حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کا تاریخ ساز واقعہ اپنی مثال آپ ہے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی یہ فقید المثال قربانی عظمت وعزیمت کا ایک ایسا نادر اور محیر العقول واقعہ ہے جس سے انسانی عقل حیرت زدہ ہو کر رہ جاتی ہے جوں ہی ذالحجہ کا مہینہ شروع ہوتا ہے۔ پورا عالم اسلام حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اس یادگار قربانی کے تذکرہ سے اپنے ایمان اور یقین کی دنیا کو آباد کرتے ہیں اس پر تقریریں ہوتی ہیں۔ مضامین آتے ہیں۔ کانفرنسیں ہوتی ہیں۔ اور جمعہ کے خطبات میں اس واقعہ کی یاد سے دلوں کو منور کیا جاتا ہے۔ اس لئے آج کے خطبہ میں آپ حضرات کے سامنے میں بھی حضرت اسماعیل علیہ السلام کی حیات طیبہ اور قربانی جیسے اہم موضوع پر گزارشات پیش کروں گا۔ اللہ تعالیٰ مجھے شرح صدر سے بیان کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔!

ابراہیم علیہ السلام کی دعا

حضرات گرامی! ذرا خدا کی بے نیازی پر غور فرمائیں کہ دینے پر آئے تو اپنے دشمنوں کو اور اپنے نافرمانوں کو درجنوں کی

Marfat.com

رجنیں بیٹے عطا فرمادے اور نہ دے تو اپنے پیارے اور لاڈلے پیغمبر کو جوانی میں اولاد
ہ عطا فرمائے ! یہی فرق ہے نیاز مند اور بے نیاز میں !

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی جوانی گزر گئی ابھی تک ایک بیٹا بھی نہیں دیا ! کس کو بیٹا
نہیں دیا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ؟ ـــــ اور کس کی گود اولاد کی نعمت سے محروم ہے
سیدہ ہاجرہ کی ؟ اور کون ابھی تک اولاد کے لئے تڑپ رہے ہیں۔ اللہ کے محبوب پیغمبر
حضرت ابراہیم علیہ السلام ؟ اور ان کے لاڈلے پیغمبر کی عابدہ۔ زاہدہ اور ساجدہ بیوی سیدہ
ہاجرہ سلام اللہ علیہا ـــ ؟

خدا کی اپنی مرضی ہے وہ بے نیاز ہے اور اس پر کسی کا زور نہیں چلتا وہ فعال
لما یرید ہے۔ ایک دن ابراہیم علیہ السلام موج میں آگئے اور اللہ تعالیٰ کے حضور نہایت
عاجزی اور انکساری سے سوال کر دیا اور درخواست کر دی کہ

رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصَّالِحِيْنَ ○

اے پروردگار مجھے نیکوکار بیٹا عطا فرما ـــ !

خطیب کہتا ہے

بیٹے بیٹیاں دینے کا خزانہ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے
خدا کے پیغمبر بھی اولاد اللہ تعالیٰ سے مانگتے ہیں
حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیٹا کس سے مانگا

صرف اور صرف اللہ تعالیٰ سے

کسی نبی سے نہیں مانگا
کسی فرشتہ سے نہیں مانگا
کسی قبر سے نہیں مانگا
کسی شجر سے نہیں مانگا
کسی حجر سے نہیں مانگا
کسی پیر سے نہیں مانگا

Marfat.com

کسی فقیر سے نہیں مانگا

ابراہیم علیہ السلام نے بیٹا کس سے مانگا ؟

زور سے بتاؤ ! بلند آواز سے بتاؤ ؟

ابراہیم علیہ السلام نے بیٹا صرف اور صرف اللہ رب العالمین ہی سے مانگا !

معلوم ہوا کہ بیٹے دینے کا ڈپو۔ اولاد دینے کا ڈپو میرے خدا کے پاس ہے اس لئے اولاد اسی سے مانگنی چاہیے۔

سبحان اللہ

جو لوگ اللہ کا دروازہ چھوڑ کر غیروں سے اولاد مانگتے ہیں وہ مشرک ہیں اور شرک جلی کا ارتکاب کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بھی موج میں تھے جوں ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حضور بیٹے کے لئے درخواست دی۔ فوراً خدا کے حضور آواز آتی ہے کہ

فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ ۝

بس بشارت دی ہم نے ان کو بردبار لڑکے کی۔

خطیب کہتا ہے

مانگا کیا تھا ؟ ——— اور ملا کیا ؟ مانگا تھا صالح بیٹا ——— اور عطا کیا تھا حلیم بیٹا ——— اس لئے کہ خدا کو معلوم تھا کہ صالح کے ساتھ اس کو صفت حلیمی سے بھی نوازا جائے گا، کیونکہ اس کو عشق اور امتحان کی ان وادیوں سے گزرنا تھا جو صالح ہونے کے ساتھ ساتھ حلیم ہی برداشت کر سکتا ہے !

والد سے جدا ہونا

بے آب و گیاہ جنگل میں رہنا

سخت محنت اور مشقت کرنا

اور پھر بھی چھری تلے گردن رکھنا

یہ سب کام ایسے بیٹے کے ہو سکتے ہیں۔ جو صالح ہونے کے ساتھ ساتھ حلیم بھی ہو !

خدا کی شان ہے کسی کو حلیم دیا ——— اور کسی کو حلیمہ دیا !

Marfat.com

ابراہیم علیہ السلام نے دو دعائیں ایسی مانگیں کہ خدا کے خزانے کی روح لوٹ لی۔
ایک اسماعیل علیہ السلام کو مانگا۔
دوسرے محمد رسول اللہ صلی اللہ وسلم کو مانگا
پہلے کو مانگا جو زم زم والا ہے۔
دوسرے کو مانگا جو کوثر والا ہے۔

زم زم والا بھی دعائے خلیل ہے
کوثر والا بھی دعائے خلیل ہے

زم زم کی تاثیر بھی دیکھو۔ نہ رنگ بدلے نہ ذائقہ بدلے۔ نہ خوشبو بدلے!
کوثر کی تاثیر بھی دیکھو نہ رنگ بدلے نہ ذائقہ بدلے نہ خوشبو بدلے۔
جو اسماعیل علیہ السلام کی ایڑیوں سے جڑ گیا۔ نہ اس کا رنگ بدلا نہ ذائقہ بدلا اور نہ ہی خوشبو بدلی۔
جو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی سے جڑ گیا نہ اس کا رنگ بدلے نہ ذائقہ بدلے اور نہ خوشبو بدلے۔
ہائے صدیقؓ و فاروقؓ اور اصحاب رسول آپ کے قربان جاؤں آپ میرے آقا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے جڑ گئے کہ آپ کا آخر دم تک نہ رنگ بدلا نہ ذائقہ بدلا نہ خوشبو بدلی۔
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا۔

بیٹا دیا اور ساتھ امتحان کا پرچہ دے دیا

حضرات گرامی! خدا کی شان دیکھئے ادھر چاند سا بیٹا عطا فرما دیا اور بڑھاپے میں محبت بھرا لختِ جگر دیا اور ساتھ ہی امتحان کا پرچہ بھی دے دیا کہ اسے حل کرو! کیا پرچہ ہے؟ کیا بتاؤں بہت ہی مشکل پرچہ ہے۔ یہ کوئی پیغمبر ہی حل کر سکتا ہے۔
ارشاد ہوتا ہے ابراہیمؑ؟
جی رب جلیل؟

Marfat.com

فرمایا جاؤ ـــــ اور اس ماں بیٹے کو کسی ایسے مقام پر چھوڑ آؤ جہاں نہ چرند ہو نہ پرند نہ مکان نہ آبادی۔ نہ آب ہو نہ دانہ۔ بس ایک سنسان بے آب وگیاہ وادی ہو!
ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا حکم سنتے ہی حضرت ہاجرہ اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کو اونٹنی پر سوار کرتے ہیں اور اپنی منزل کی طرف روانہ ہو جاتے ہیں۔ چلتے چلتے جب وہ وادی آتی ہے جس کو قرآن نے وادی غیر ذی زرع کے نام سے موسوم کیا ہے وہاں حضرت ہاجرہ کو اتارتے ہیں اور ان کی گود میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کو دے دیتے ہیں۔ پانی کا ایک مشکیزہ اور کھجوروں کی ایک تھیلی ان کے حوالے کر کے نہایت خاموشی سے اونٹنی کی نکیل پکڑ کر واپس روانہ ہونے لگتے ہیں۔ حضرت ہاجرہ نے جب اس بے آب وگیاہ جنگل میں جہاں دور دور تک کوئی انسان تو کیا کوئی چرند پرند بھی نظر نہیں آتا تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یوں چھوڑ کر جاتے ہوئے دیکھا تو سیدہ ہاجرہ نے دامن خلیل پیچھے سے تھام کر سوال کیا ؟

کہاں چھوڑے جا رہے ہیں آپ ؟

یہاں نہ دانہ ہے نہ پانی !

یہاں تنہا کیسے رہوں گی۔ بچے کا کیا بنے گا۔

چلو میرا نہیں تو اس معصوم کا سوچا ہوتا جو بڑھاپے میں رو رو کر خدا سے مانگا تھا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام پر پیغمبرانہ صبر اور حوصلے کا ضبط غالب تھا !

بیوی کی اس بے بسی اور فریاد کو سن کر فرمایا !

ہاجرہ میں تمہیں اور اسماعیلؑ کو خدا کے حوالے کرتا ہوں ! اللہ کا نام آنا تھا کہ حضرت سیدہ ہاجرہ نے دامن خلیل کو چھوڑ دیا اور در جلیل کو پکڑ لیا۔

سیدہ ہاجرہ نے عرض کیا ؟

کہ اے خلیل اگر آپ آتش نمرود میں رب جلیل کو نہیں بھول سکتے ! تو میں اس سنسان وادی میں اس ذات باری کو نہیں بھلا سکتی !

جو خدا آتش نمرود میں آپ کا کفیل ہو سکتا ہے۔

وہ خدا وادی غیر ذی زرع میں بھی میرا کفیل ہو سکتا ہے۔

حسبنا اللہ ونعم الوکیل نعم المولیٰ ونعم النصیر

Marfat.com

خطیب کہتا ہے

یہی وہ درس توحید جو سیدہ ہاجرہ نے پوری امت کی ماؤں اور بہنوں کو دیا۔
حفیظ نے اس وادی کا بہت ہی پیارا نقشہ کھینچا ہے۔

یہ وادی جو بظاہر ساری دنیا سے نرالی تھی
یہی اک روز دین حق کا مرکز بننے والی تھی
یہ وادی جس میں سبزہ تھا نہ پانی تھا نہ سایہ تھا
اسے آباد کر دینے کو ابراہیمؑ آیا تھا !
یہیں ننھے سے اسماعیلؑ کو لا کر بسانا تھا
یہیں اپنی جبینوں سے خدا کا گھر بنانا تھا

عجیب سماں تھا۔ عجیب سناٹا تھا۔ عجیب امتحان تھا۔ پیغمبر اپنے اکلوتے بیٹے کو اور اپنی عفت مآب بیوی کو تنہا جنگل میں چھوڑ کر خدا کے حوالے کر کے روانہ ہو گئے۔ دور جا کر پیچھے مڑ کر دیکھا تو ہاجرہؑ اور اسماعیلؑ آنکھوں سے اوجھل ہو گئے تو پیغمبر نے اس وادی میں ایک ایسی رقت انگیز درد و سوز میں ڈوبی ہوئی دعا مانگی کہ کروبیاں کے جگر پھٹ گئے۔ عرش و فرش پر اس کی اثر انگیزی کے اثرات پھیل گئے۔ آپ خدا کے حضور نہایت گریہ و زاری سے دست بدعا ہوتے ہیں اور عرض کرتے ہیں۔

رَبَّنَآ اِنِّیْٓ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِکَ الْمُحَرَّمِ
رَبَّنَا لِیُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَۃً مِّنَ النَّاسِ تَھْوِیْٓ اِلَیْھِمْ
وَارْزُقْھُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّھُمْ یَشْکُرُوْنَ ۝

اے اللہ ہم سب کے پروردگار تو دیکھ رہا ہے کہ ایسے میدان میں جہاں کھیتی کا نام و نشان نہیں ہے میں نے اپنی بعض اولاد تیرے محترم گھر کے پاس لا کر بسائی ہے کہ نماز قائم رکھیں۔ (تاکہ یہ محترم گھر عبادت گزاران توحید سے خالی نہ رہے) پس تو (اپنے فضل و کرم سے) ایسا کر لوگوں کے دل ان کی طرف مائل ہو جائیں۔ اور ان کے لئے زمین کی پیداوار سے سامان رزق مہیا کر دے تاکہ تیرے شکر گزار ہوں !

Marfat.com

دعائے ابراہیمی حفیظ کی زبان میں

سحر کے وقت ابراہیمؑ نے اٹھ کر دعا مانگی
سکون قلب مانگا خوئے تسلیم و رضا مانگی
کہ اے مالک عمل کو تابع ارشاد کرتا ہوں
میں بیوی اور بچے کو یہاں آباد کرتا ہوں
اسی سنسان وادی میں انہیں روزی کا ساماں دے
اسی بے برگ و سامانی کو شان صد بہاراں دے
الٰہی نسل اسماعیل بڑھ کر قوم ہو جائے
یہ قوم اک روز پابند صلوٰۃ و صوم ہو جائے
بشارت تیری سچی ہے تیرا وعدہ بھی سچا ہے
بس اب تو ہی محافظ ہے یہ بیوی ہے یہ بچہ ہے

سیدہ ہاجرہ اور سیدنا اسماعیلؑ

حضرت ابراہیم علیہ السلام بیوی اور بچے کو اللہ تعالیٰ کے حضور اس کی پناہ میں چھوڑ کر روانہ ہو گئے۔ باوجود چند روز تک مشکیزہ سے پانی اور خرجی سے کھجوریں کھاتی رہیں اور اسماعیل علیہ السلام کو دودھ پلاتی رہیں، لیکن وہ وقت بھی آگیا کہ پانی اور کھجوریں ختم ہو گئیں۔ تب وہ سخت پریشان ہوئیں اور اسماعیل علیہ السلام کو چھوڑ کر پانی کی تلاش میں نکلیں، بے چینی کے عالم میں کبھی صفا پر جاتی تھیں اور کبھی مروہ پر اور جب اسماعیلؑ سامنے تڑپتے اور بلکتے ہوئے نظر آتے تھے تو دوڑ پڑتی تھیں اسی عالم اضطراب میں چکر لگاتی رہیں آخر اسماعیل علیہ السلام کی شدت پیاس ایڑیاں رگڑنا اور سوکھی ہوئی زبان جب سامنے آئی تو بے اختیار ہو گئیں اور رو کر عرض کیا کہ بار الٰہا ——— میرا تیرے سوا کوئی نہیں، میری مشکل حل فرما ——— اور اسماعیل علیہ السلام کے لئے اس کی سوکھی ہوئی زبان کے لئے پانی کا انتظام فرما دے۔ رحمت حق کو اپنی پاک بندی کے اس والہانہ دوڑنے اور بے کسی اور بے بسی کے عالم میں خدا کے

Marfat.com

ہاں دست سوال کرنے پر جوش آگیا اور فرمایا ـــــ جاؤ ـــــ اور جلدی پَر مار کر اسماعیل علیہ السلام کی ایڑیوں سے پانی کا چشمہ جاری کر دو ! جبرائیلؑ آتے ہیں۔ پَر مارتے ہیں اور اسماعیل علیہ السلام کے پاؤں تلے ایک آب شیریں چشمہ جاری ہو جاتا ہے۔

سبحان اللہ العظیم

زم زم کا چشمہ وہی ہے جو حضرت اسماعیلؑ کی برکت سے تمام کائنات کو سیراب کر رہا ہے۔ ہر سال حاجی لاکھوں کی تعداد میں وہاں بھی سیراب ہوتے ہیں اور لاکھوں ٹن پوری دنیا کے حجاج ساتھ لاتے ہیں۔ خدا کی دین ہے۔ سیدہ ہاجرہ نے صبر کیا تو بیٹے کے پاؤں سے چشمہ نکل آیا۔ سیدہ مریم نے صبر کیا تو خشک زمین سے پانی نکل آیا اور خشک کھجور سے تر و تازہ کھجوریں کھانے کے لئے مہیا کر دی گئیں۔

تبارک الّذی بیدہ الملک وھو علیٰ کل شیئٍ قدیر

حفیظ جالندھری مرحوم نے اس کا نقشہ نہایت ہی پیارے انداز میں کچھ اس طرح سے کھینچا ہے کہ ایمان تازہ ہو جاتا ہے۔

یہاں صحرا ہی صحرا تھا چٹانیں ہی چٹانیں تھیں
جناب ہاجرہ یا ایک بچہ دو ہی جانیں تھیں
نہ دانہ تھا نہ پانی تھا بھروسہ تھا فقط رب پر
بڑھی جب دھوپ کی گرمی تو جان آنے لگی لب پر
کبھی اس سمت جاتی تھیں کبھی اس سمت جاتی تھیں
خیال آتا تھا بچے کا تو فوراً لوٹ آتی تھیں
بہت ڈھونڈا نہ کچھ آثار پانی کے نظر آئے
جدھر اٹھتی نظر جھلسے ہوئے ٹیلے نظر آئے

سنی آواز ننھے کے بلکنے اور رونے کی
تڑپ اٹھیں کہ ساعت آگئی ہے جان کھونے کی

Marfat.com

پلٹ آئیں تو دیکھا دور سے ننھا تڑپتا ہے
کہ جس پتھر کے سائے میں لٹایا تھا وہ تپتا ہے
رگڑتے ایڑیاں دیکھا زمین پر اپنے بچے کو
پکارا ہاجرہ نے کانپ کر اللہ سچے کو
قریب آئیں تو پر کھولے ہوئے جبریلؑ کو پایا
انگوٹھا چوستے سائے میں اسماعیلؑ کو پایا
جہاں پر ایڑیاں بچے نے رگڑی تھیں بہ ناچاری
ہوا تھا چشمہ آب سرد و شیریں کا وہاں جاری

حضرات گرامی! اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے اس مقام پر اپنی رحمتوں کے دروازے کھول دیئے ایک دن بنی جرہم کا ایک قبیلہ اس وادی کے قریب سے گزر رہا تھا کہ انہوں نے دیکھا کہ تھوڑے فاصلے پر کچھ پرندے اڑ رہے ہیں۔ جرہم نے کہا کہ یہ پانی کی علامت ہے اس پر جرہم نے قریب آکر دیکھا کہ ایک نیک خاتون ایک بچے کو لئے بیٹھی ہیں تو اس قبیلے کے قافلہ سردار نے سیدہ ہاجرہ سے اس چشمہ کے قریب ٹھہرنے کی درخواست کی جس کو سیدہ ہاجرہ نے منظور فرمالیا اس طرح وہاں آبادی ہوگئی اور قبیلہ کے سردار نے اپنے دوسرے رفقاء اور احباب کو بھی وہاں بلالیا جس سے اچھی خاصی آبادی ہوگئی اور آہستہ آہستہ یہ وادی ایک قریہ کی شکل اختیار کرتی گئی اور آج اسی جنگل میں منگل کا سماں ہے۔ نہ قریہ ہے نہ بستی آج اس مقام پر وہ شہر آباد ہے جسے مکہ مکرمہ کہا جاتا ہے جہاں صرف اس سال بیس لاکھ انسانوں کا سمندر حج کرنے گیا ہوا تھا اور تھوی الیھم افئدۃ الناس کی عجیب تفسیر سامنے آتی تھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی درد و سوز میں ڈوبی ہوئی دعا وہ کام کر گئی کہ آج پوری کائنات کے مسلمانوں کے دل مکہ مکرمہ کی حاضری کے لئے نہ صرف تڑپتے ہیں، بلکہ سر کے بل بھی جانا پڑے تو اس کے لئے بھی دیوانہ وار تیار ہیں۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام اس مدت میں ایک مرتبہ تشریف لائے، مگر اسماعیل علیہ السلام کی غیر حاضری میں واپس تشریف لے گئے۔

Marfat.com

آخر ایک دن پھر ایسا آیا کہ سیدنا خلیل علیہ السلام پھر اپنے فرزند ارجمند کو دیکھنے کے لئے تشریف لائے ایکہ ملنے کی تو اجازت تھی اور پیار کرنے پر بھی کوئی قدغن نہیں تھی، البتہ ایک اور سخت امتحان کا پرچہ ڈال دیا گیا جسے قرآن حکیم حضرت اسماعیل علیہ السلام کے قربانی کے تاریخ ساز عنوان سے یاد کرتا ہے۔ چنانچہ خلیل اللہ علیہ السلام تشریف لے گئے اور اپنے لخت جگر اور فرزند ارجمند کو دیکھ کر اپنا سینہ ٹھنڈا کیا مگر قدرت کو اب کچھ اور ہی مقصود تھا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس امتحان میں سرخرو فرما کر سرفراز فرمانا مقصود تھا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خواب

قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے کہ ایک دن حضرت ابراہیم علیہ السلام آرام فرما رہے تھے کہ خواب میں امر الٰہی ہوتا ہے قرآن مجید کے الفاظ میں ہی سماعت فرمائیں تاکہ ایمان کو تازگی نصیب ہو!

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْٓ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى ط قَالَ يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ۝

پھر جب وہ پہنچا اس سن کو کہ باپ کے ساتھ دوڑے تو باپ نے کہا میرے بیٹے میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تم کو ذبح کر رہا ہوں۔ دیکھو تم کیا سمجھتے ہو بیٹے نے کہا میرے باپ جو حکم کیا گیا ہے کر گزرو مجھے صابر پاؤ گے!

خطیب کہتا ہے

ابراہیم علیہ السلام کو بیٹے کی قربانی کا حکم خواب میں دیا گیا۔

والد نے خواب بیان کیا

اور بیٹے نے خواب سن کر سمجھ لیا

والد بھی نبی

بیٹا بھی نبی

اسماعیل علیہ السلام سمجھ گئے کہ میرے والد کی یہ اپنی بات نہیں ہے۔ بلکہ یہ امر الٰہی ہے!

Marfat.com

نبی کا خواب بھی وہی ہوتا ہے

سَتَجِدُنِیْ اِنْشَاءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ ۝

اپنے ارادہ کا مشیت خداوندی کے ساتھ وابستہ کرنا یہ سنّتِ انبیاء ہے۔

اسی لئے ہر کام کا عہد کرتے وقت اور بات کا وعدہ کرتے وقت ہر مسلمان کو انشاءاللہ کہہ لینا چاہیئے!

کیونکہ یہ انبیاء علیہم السلام کا عقیدہ ہے کہ وہی ہوگا جو اللہ تعالیٰ چاہیں گے!

ابراہیم علیہ السلام کا ارادہ ہوگا ذبح کرنے کا

اور اسماعیل علیہ السلام کا ارادہ ہوگا ذبح ہونے کا

مگر ہوگا وہی جو اللہ چاہے گا۔

خدا کی مشیت کے ہاں سب کی مشیتیں مغلوب

اس لئے حضرت اسماعیل علیہ السلام نے انشاء اللہ کا جملہ بولا جو انبیاء علیہم السلام کے قلب کی ترجمانی ہے!

صابرین ـــــ سے معلوم ہوا کہ پیغمبر امتحان کے وقت صابر ہوا کرتا ہے!

دامن صبر سے وابستہ رہنا انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے۔

نہ واویلا ہوگا۔ نہ دامن پھاڑا جائے گا۔ نہ ماتم ہوگا۔ نہ چیخ و پکار ہوگی، بلکہ نہایت ہی صبر سے اپنے مولیٰ کے حضور جان کا نذرانہ پیش کر دیا جائے گا۔

؎ جان دی دی ہوئی اسی کی تھی

حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

باپ بیٹا دونوں روانہ ہوگئے

حضرات گرامی! حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے جان جگر اور نور چشم کو ساتھ لے کر صحرا کی طرف روانہ ہوگئے۔ شیطان کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ ادا پسند نہ آئی وہ فوراً عقاب میں نکل پڑا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قریب پہنچ کر کہتا ہے کہ ابراہیم فوراً سوچ لو بھلا کبھی والد بھی بیٹے کو چھری سے ذبح کیا کرتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام سمجھ گئے کہ یہ شیطان مجھے

Marfat.com

ناصح بن کر اپنے عشق کے امتحان سے روکنا چاہتا ہے! مگر آپ نے فوراً اس کے وار کو اس طرح روک لیا کہ سات کنکریں اٹھا کر اس کو مار بھگایا۔ آپ پھر آگے روانہ ہو گئے مگر شیطان نے پھر ہمت کر کے وہی تقریر کی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے پھر شیطان کو سات کنکریں ماریں اور وہ پھر دور ہو گیا، لیکن یہ شیطان تھا بھلا اپنے ارادے سے کس طرح باز آسکتا تھا! اس لئے اس نے پھر ہمت کر کے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے رحم کی اپیل کی اور پھر وہی تقریر کی۔ مگر سیدنا خلیل اللہ علیہ السلام نے اس زور سے کنکریں ماریں کہ شیطان کی تمام تدبیریں دھری کی دھری رہ گئیں اور وہ ناکام خائب و خاسر ہو کر واپس ہو گیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو لٹا لیا اور اِذْ بَحُکَ کی عملی تفسیر کا نقشہ جما دیا۔

خطیب کہتا ہے

خلیل چھری چلاتے ہیں۔
ذبیح گلہ پیش کرتے ہیں۔
خلیل زور لگاتے ہیں مگر چھری نہیں چلتی
خلیل اللہ کا اپنا زور اور نبوت کا زور
مگر جلیل کے سامنے کسی کا زور نہیں چلتا

جب دیر ہو گئی تو اسماعیلؑ نے عرض کیا کہ
اباجی جلدی کرو کہیں پرچے کا ٹائم نہ ختم ہو جائے!
فرمایا بیٹا میں نے تو بہت زور لگایا ہے مگر چھری چلتی نہیں۔
اسماعیل علیہ السلام نے عرض کیا نہیں چلتی تو تیز کر لو!
اقبال یہاں تڑپ کر بولتا ہے کہ

؎ یہ فیضان نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسماعیلؑ کو آداب فرزندی

میں اقبال کے پاس ہوتا تو انہیں بتاتا کہ

Marfat.com

کہ یہ فیضان نظر بھی ہے اور مکتب کی کرامت بھی ہے
مکتب ہاجرہ کی گود تھا
اور نظر خلیل اللہ کی تھی
سبحان اللہ
ماں کی گود ہی تو پہلا مکتب ہوا کرتی ہے
ماں بھی سیدہ ہاجرہ جیسی۔

؎ یہی مائیں تھیں جن کی گود میں اسلام پلتا تھا
انہی گودوں میں انسان نور کے سانچے میں ڈھلتا تھا

اسماعیل علیہ السلام کو سیدہ ہاجرہ کی گود ملی تھی
کون سیدہ ہاجرہ سلام اللہ علیہا!

؎ یہ وہ عورت ہے قربان عورتیں جس کی شرافت پر
یہ ایسی ماں ہے مائیں رشک کھائیں جس کی قسمت پر
یہ ام المسلمین ہے اور شہزادی ہے صحرا کی
اسی کے نازنین قدموں سے آبادی ہے صحرا کی
یہ عورت اور اس کی گود میں بچہ جو لیٹا ہے
یہ پیغمبر کی بیوی ہے وہ پیغمبر کا بیٹا ہے

ماں کی گود اور والد کی نظر کرم تھی
جس نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو کیمیا بنا دیا۔ (سبحان اللہ)
جب چھری نہ چلی تو سیدنا خلیل اللہ علیہ السلام کو غصہ آگیا اور فرمایا اے چھری اگر میں تجھ سے کسی درخت کو کاٹتا تو اس کا ریزہ ریزہ کر دیتی۔
اگر کسی جانور پر چلاتا تو اس کی بوٹی بوٹی کر دیتی۔
مگر اپنے معصوم بیٹے کے گلے پر چلایا تو اس کا بال تک بیکا نہیں کیا۔
چھری کو قوت گویائی ملی۔

Marfat.com

اس نے کہا
خلیل مجھ سے کیوں ناراض ہوتا ہے
خلیل چلاتا ہے اور جلیل روکتا ہے
اب تو ہی بتا کہ میں خلیل اللہ کی مانوں
یا جلیل کی ؟

آواز آتی ہے۔ فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ ۝ وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰٓاِبْرٰهِيْمُ ۝ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ ۝ وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ ۝ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ۝ سَلٰمٌ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ۔ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ وَبٰرَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلٰٓى اِسْحٰقَ ۝ (الصافات)

پس جب ان دونوں نے رضا و تسلیم کو اختیار کر لیا اور پیشانی کے بل اس بیٹے کو پچھاڑ دیا ہم نے اس کو آواز دی کہ اے ابراہیم علیہ السلام تو نے خواب سچ کر دکھایا بے شک ہم اسی طرح نیکو کاروں کو بدلہ دیا کرتے ہیں۔ بلاشبہ کھلی ہوئی آزمائش ہے اور بدلہ دیا ہم نے اس کو بڑے ذبح (مینڈھے) کے ساتھ اور ہم آنے والی نسلوں میں اس کے متعلق یہ باقی چھوڑا کہ ابراہیمؑ پر سلام ہو۔ اس طرح ہم نیکو کاروں کو بدلہ دیا کرتے ہیں۔ بے شک وہ ہمارے مومن بندوں میں سے ہے! اور بشارت دی ہم نے اس کو اسحاق کی جو نبی ہوگا اور نیکو کاروں میں سے ہوگا اور برکت دی ہم نے اس پر اور اسحاق پر۔

خطیب کہتا ہے
ایک وہ پرچہ ہوتا ہے جسے طالب علم مشکل کہتے ہیں۔
ایک یہ پرچہ ہے جسے خود ممتحن نے مشکل ترین قرار دیا
اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ
یہ بہت بڑا پرچہ تھا۔!

Marfat.com

اس سے زیادہ اور کیا مشکل پرچہ ہوگا کہ
گلہ بیٹے کا اور چھری والد کی !
بیٹا بھی اکلوتا اور بڑھاپے میں مانگا ہوا
اور پھر وہ بیٹا جس کے چہرے پر نبوّت کے آثار نمایاں !
اس کے گلے پر چھری رکھ دینا کوئی آسان کام نہیں تھا
اور پھر اپنے ہاتھوں سے اس کو ذبح کرنا

عرش و فرش پر اسماعیل علیہ السلام و ابراہیم علیہ السلام کی دھوم مچ گئی۔ دونوں کا ڈنکا بج گیا۔ خود خالق کائنات نے ابراہیم علیہ السلام پر انعامات کی بارش کر دی۔

- اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِيْنَ ۔
- وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ
- وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِی الْاٰخِرِيْنَ
- سَلَامٌ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ
- اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ
- وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ
- وَبَارَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلٰٓى اِسْحٰقَ

یہ سات اعزاز۔ یہ سات تمغے۔ یہ سات انعامات فوری دیئے۔
جدّ الانبیاء بنا دیا۔
اِنی جاعلك للناس اماما
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے درود و سلام میں داخل کر دیا۔
نماز میں آپ پر رحمتوں کی دعا داخل کر دی۔
گویا جب تک دنیا باقی رہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اور اسماعیل علیہ السلام کا ڈنکا بجتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عشق خلیل اور جذبہ اسماعیلؑ سے سرشار کرے !

Marfat.com

قربانی کا یہی سبق ہے اور یہی فلسفہ ہے۔

نماز و روزہ و قربانی و حج
یہ سب باقی ہیں تو باقی نہیں ہے

وما علینا الا البلاغ

Marfat.com

چوتھا خطبہ جمعہ

ذالحجہ

سیدنا ابراہیم علیہ السلام

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَآ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهٖ عٰلِمِيْنَ ۝

حضرات گرامی! آپ حضرات نے ذالحجہ کے مہینہ میں قربانی اور دیگر اہم عنوانات پر جو خطبات سماعت فرمائے ہیں۔ ان میں مرکزی کردار حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا ہے۔ آپ نے بار بار حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر سنا اور آپ کی بے شمار قربانیوں اور امتحانات کا تذکرہ بھی سنا اب میں مناسب سمجھتا ہوں کہ جس پیغمبر کا آپ نے اس کثرت سے بار بار تذکرہ سنا ہے ان کی مختصر سیرت اور ایک مختصر تقریر آپ کو سناؤں جو قرآن مجید میں اب تک ریکارڈ ہے۔

اللہ تعالیٰ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وہ تقریر اس قدر پسند اور محبوب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو ہمارے لئے قرآن حکیم میں محفوظ کر دیا تاکہ پوری کائنات اس تقریر اور عقیدہ ابراہیمی سے محفوظ ہو سکے!

چنانچہ قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے کہ

وَلَقَدْ اٰتَيْنَآ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهٖ عٰلِمِيْنَ ۝

اور بلاشبہ ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو اول ہی سے رشد و ہدایت عطا کی تھی اور ہم اس کے معاملہ کو جاننے والے تھے۔

Marfat.com

رُشد کیا ہے

رُشد ـــــ اس کسوٹی کا نام ہے جو حق و باطل سچ اور جھوٹ توحید اور شرک کے درمیان فرق کو واضح کر دے اور یہ بتا دے کہ یہ بات سچ ہے اور یہ جھوٹ ہے اور یہ بات حق ہے اور یہ بات باطل ہے ـــــ اَلْفَارِقُ بَیْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِل ۔ نبوت کی بصیرت اور خداداد وجدانی کیفیات کو بھی رشد کہا جاتا ہے جن میں پیغمبر کے سامنے حق اور باطل کی کیفیات آجاتی ہیں۔ وَکُنَّا بِہٖ عٰلِمِیْنَ۔ اور ہم اس کو جانتے تھے۔ قرآن مجید کے اس جملے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو رشد کی یہ خداداد کسوٹی اس لئے عطا کی گئی تھی تاکہ حق و باطل سے پیش آنے والے معرکوں میں ابراہیم علیہ السلام کو حق و صداقت کی تائید اور باطل کی پہچان میں دیر نہ لگنے پائے، دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی نکھر کر سامنے آجائے! اللہ تعالیٰ اس بات کو جانتے تھے کہ ان کے معرکے ہوں گے۔ ان کے امتحان ہوں گے۔ انہیں اپنوں بیگانوں سے ٹکرانا ہوگا۔ اس لئے ان کو رُشد کی دولت سے مالا مال فرما دیا۔ اس لئے اس موحد اعظم اور خدا کے لاڈلے پیغمبر سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو رشد کی دولت عطا کر کے مبعوث فرمایا گیا۔ ابھی آپ جوانی کی سرحدوں تک بھی نہیں پہنچے تھے کہ بچپن میں ہی باطل سے کئی معرکے ہو گئے مثلاً ماں کی آغوش میں ذاتِ باری تعالیٰ سے متعلق سوال کر دیا کہ میرا رب کون ہے! اسی طرح بچپن میں قوم کے سامنے طرح طرح سے توحید خداوندی کے لئے گفتگو فرماتے رہے اور کوئی موقعہ مقام ایسا نہیں جانے دیا جس میں اظہار حق اور ابطال باطل نہ کیا ہو! آخر وہ وقت بھی آپہنچا کہ ابراہیم علیہ السلام نے ڈنکے کی چوٹ خدا کی توحید و عظمت کا ڈنکا بجانے کا فیصلہ کر لیا۔ چنانچہ ایک مجلس میں جہاں عمائدین سلطنت اور ان کا سربراہ وزراء اور قوم کے رہنما اور عوام بھی شامل تھے اس میں ایک ایسی مدلل ایمان افروز تقریر کرنے کا فیصلہ کر لیا جس سے دنیائے کفر میں زلزلہ برپا ہوگا ـــــ چنانچہ قرآن مجید اس مجلس کی تقریر اور کارروائی کا خود اپنے الفاظ میں نقشہ کھینچتا ہے کہ اِذْ قَالَ لِاَبِیْہِ وَقَوْمِہٖ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِیْلُ الَّتِیْٓ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ ۝ قَالُوْا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا لَهَا عٰبِدِیْنَ ۝

جب اس نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا یہ مجسمے کیا ہیں جن کو تم لئے بیٹھے ہو۔

Marfat.com

کہنے لگے ہم نے اپنے باپ دادا کو ان ہی کی پوجا کرتے ہوئے پایا!۔

خطیب کہتا ہے

پیغمبر کا خطاب پہلے اپنے گھر سے شروع ہوا

- پہلے خویشاں پھر درویشاں!
- حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پہلا مخاطب اپنے والد کو بنایا۔
- سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہوتا ہے کہ

وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ

اور اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرایئے

- گویا کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنی دعوت کا آغاز پہلے اپنے قریبی رشتہ داروں سے فرمایا۔

- اس سے معلوم ہوا کہ دعوت و تبلیغ میں پہلا فریضہ اپنے قریبی رشتہ دار دوست احباب کے سامنے ادا کیا جائے گا۔

- والد ایک ایسی قابل احترام شخصیت ہوا کرتا ہے کہ اس کے سامنے تو بیٹے کو دوسری بات کرتے ہوئے بھی حجاب ہوتا ہے مگر دعوت توحید کو پیش کرنا اور ان حالات میں جبکہ والد کے خیالات عقیدہ توحید کے بالکل منافی ہوں تو اور بھی مشکل ہو جاتا ہے۔ مگر قربان جاؤں حضرت ابراہیم علیہ السلام پر کہ انہوں نے نہایت جرأت و بہادری سے اس پیغمبرانہ منصب اور فریضہ کو ادا کرتے ہوئے سب سے پہلے اپنے خطاب کا آغاز اپنے والد سے کیا تاکہ مشکل سے مشکل حالات میں بھی توحید کے چراغ کو روشن رکھا جائے۔ قرآن مجید نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اپنے والد سے خطاب کو مختلف مقامات پر بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے جن کی چند جھلکیاں پیش خدمت ہیں۔

ابراہیم علیہ السلام کا والد سے خطاب

- اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ (انبیاء)

جب فرمایا آپ نے اپنے والد سے!

سورہ مریم میں بیان فرمایا گیا ہے کہ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ

Marfat.com

اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ۝ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ ۔
۵ يٰٓاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِيْ عَنْكَ شَيْئًا

(مریم)

اور اسے پیغمبر الکتاب میں ابراہیمؑ کا ذکر کر کہ یقیناً وہ مجسم سچائی تھا اور اللہ کا نبی تھا۔ اس وقت کا ذکر جب اس نے اپنے باپ سے کہا اے میرے باپ تو کیوں ایک ایسی چیز کی پوجا کرتا ہے جو نہ تو سنتی ہے نہ دیکھتی ہے نہ تیرے کسی کام آسکتی ہے۔

۵ يٰٓاَبَتِ اِنِّيْ قَدْ جَآءَنِيْ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَاْتِكَ فَاتَّبِعْنِيْٓ اَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا ۝

اے میرے باپ میں سچ کہتا ہوں علم کی روشنی مجھے مل گئی ہے جو تجھے نہیں ملی۔ پس میرے پیچھے چل میں تجھے سیدھی راہ دکھاؤں گا۔

۵ يٰٓاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطٰنَ ۔ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا ۝

اے میرے باپ شیطان کی بندگی نہ کر شیطان تو خدائے واحد سے نافرمان ہو چکا ہے۔

۵ يٰٓاَبَتِ اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يَّمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَتَكُوْنَ لِلشَّيْطٰنِ وَلِيًّا ۝

اے میرے باپ میں ڈرتا ہوں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ خدائے رحمان کی طرف سے کوئی عذاب تجھ

رِ وَاِبْرٰهِيْمَ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً اِنِّيْٓ اَرٰىكَ وَقَوْمَكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ (انعام)

اور جب کہا ابراہیمؑ نے اپنے باپ آزر سے کیا ٹھہراتا ہے تو بتوں کو خدا میں تجھ کو اس تیری قوم کو کھلی ہوئی گمراہی میں دیکھتا ہوں۔

حضرات گرامی! اس وقت میں نے قرآن مجید کے چھ مقامات سے چھ آیتیں آپ حضرات کے سامنے تلاوت کی ہیں جن میں پانچ مقامات پر تو لفظ اَبِیْہِ سے خطاب فرمایا ہے اور چھٹی آیت میں تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد آزر کا نام لے کر خطاب فرمایا

Marfat.com

ہے نہ صرف نام لیا ہے بلکہ ایک زبردست کھلم کھلا فتویٰ بھی صادر فرمادیا ہے کہ

اِنِّیْ اَرٰاکَ وَقَوْمَکَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ

ان آیات بیّنات سے جو نکات اور مسائل ثابت ہوتے ہیں۔ ان کا ذکر مناسب ہوگا۔

خطیب کہتا ہے

تبلیغ کرنے والا عبدِ رب تھا

مخاطب اَبُ تھا

توفیق عطا کرنے والا رَبّ تھا

سبحان اللہ

○ معبود کا ہر بات ہر زبان میں ہر کسی کی ہر وقت سننا ضروری ہے

○ جو ہر وقت ہر زبان میں ہر کسی کی ہر بات نہیں سنتا وہ معبود نہیں ہو سکتا!

○ اللہ جو معبود حقیقی ہے اس کے سوا کوئی نفع نقصان کا مالک نہیں ہے!

○ صراطِ مستقیم کے حصول کے لئے پیغمبر کی اتباع نہایت ضروری ہے۔ اگر والد کا اتباع پیغمبر کرنا ضروری ٹھہرا تو دوسرے کون ہوتے ہیں جو اتباع رسول کے بغیر روحانی ترقی کر سکیں!

○ جو پیغمبر کی اتباع چھوڑ کر اپنی مرضی اور خواہشات کے مطابق مسائل گھڑے گا۔ وہ ولی الرحمٰن نہیں ہوگا، بلکہ وہ ولی الشیطن ہوگا۔

کسی کا نام لے کر وعظ میں اس کو خطاب کرنا یہ سنت ابراہیمی ہے! جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نام لے کر اپنے والد کو خطاب کیا اور نہ صرف خطاب بلکہ اس پر اور اس کی قوم پر کھلی گمراہی اور ضلالت کا فتویٰ صادر فرمایا!

○ بعض لوگ جو آداب تبلیغ سے ناواقف ہیں اور ہر وقت مثبت مثبت کی رٹ لگاتے ہیں وہ آداب تبلیغ اور اصول تبلیغ سے ناواقف ہیں۔ انہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ تبلیغ میں دونوں انداز اختیار کئے جاتے ہیں۔ بعض اوقات مثبت انداز زیادہ مؤثر ہوتا ہے اور بعض اوقات منفی انداز زیادہ مؤثر ہوتا ہے۔

Marfat.com

یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ مثبت کا مطلب بھی وہ نہیں ہے جو بعض جاہلوں نے بنا رکھا ہے کہ مسئلہ اور اس کی حقیقت کو بیان ہی نہ کیا جائے بلکہ بات کو گول مول کر دیا جائے یا ضرورت سے ہٹ کر اور مسئلہ بیان کیا جائے!

مثال کے طور پر ایک بستی میں قبر پرستی کا زور ہے لوگ قبروں کو سجدہ کرتے ہیں۔ ان سے مرادیں مانگتے ہیں ان پر نذرانے اور چڑھاوے چڑھاتے ہیں وہاں اس بستی میں اس بات کی ضرورت ہو گی کہ قرآن و حدیث کی ان آیات و احادیث کا بیان کیا جائے جن میں قبر پرستی اور غیر اللہ کو سجدہ کرنے کی حرمت بیان کی گئی ہو!

لیکن ایک مفاد پرست واعظ وہاں پر صرف علماء کے فضائل بیان کرتا رہے اور سمجھے کہ میں نے دین بیان کرنے کا حق ادا کر دیا ہے یا ایک جاہل آدمی یہ سمجھے کہ اس نے مثبت تقریر کی ہے یہ سب روح توحید اور روح تبلیغ کے خلاف ہوگا وہاں پر مثبت تقریر کا معنی یہ ہوگا کہ اچھے انداز سے اچھے الفاظ سے قرآن و حدیث کے ان دلائل کا بیان کیا جائے جو قبر پرستی اور سجدہ غیر اللہ کی تردید کرتے ہوں اور اس معبود حقیقی کو سجدہ کرنے کی دعوت دیتے ہوں۔ اس کو مثبت تقریر کہا جائے گا اور جو جانتے بوجھتے اس مسئلہ کو بیان کرنے سے پہلو تہی کرے اور صرف اپنا حلوہ مانڈا سیدھا کرے اسے مداہن فی دین اللہ اور کتمان حق کا مجرم قرار دیا جائے گا۔ آپ نے دیکھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جب یٰاَبَتِ یٰاَبَتِ ـــــ بار بار خطاب کر کے والد کو سمجھایا مگر اس کی سمجھ میں پیغمبر کی بات نہ آئی اور وہ مسلسل ضد اور ہٹ دھرمی سے کام لیتا رہا تو اللہ کے پیغمبر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کھل کر اس کا نام لے کر اِذْ قَالَ اَبِیْہِ لِاٰزَرَ مسئلہ کو بیان فرمایا۔

اور اس کی ہٹ دھرمی کو ہدف تنقید بنایا اور بالآخر اس پر ضلالت و گمراہی کا فتویٰ لگایا!

○ بعض ناعاقبت اندیش جاہل کہتے ہیں کہ کسی پر فتویٰ بازی نہیں کرنی چاہیئے۔ کسی کو برا نہیں کہنا چاہیئے۔ وہ جاہل ذرا بتائیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اِنِّیْ اَرٰىكَ وَ قَوْمَكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ـــــ کی ضرب کاری لگا کر اپنے والد اور اپنی قوم کی

Marfat.com

تعریف کی ہے یا مذمت ؟ ـــــ فاتوا بوھانکم اِنْ کنتم صادقین۔

○ شرک شرک ہے۔ کفر کفر ہے۔ اسلام اسلام ہے۔ دین دین ہے۔ دین کے بارے میں مسلمان کو باغیرت ہونا چاہیئے۔ یہی جذبہ ہے جسے ایمان۔ اطاعت۔ اور احسان کی روح قرار دیا جائے گا اور اسی پر آخرت میں نمبر ملیں گے۔ انشاءاللہ۔

○ لِاَبِیْہِ ؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہاں پر اَبِیْہِ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد مراد نہیں ہیں بلکہ ان کے چچا مراد ہیں۔ ان کو معلوم ہونا چاہیے کہ علم معانی اور فصاحت و بلاغت کے مطابق جہاں کسی لفظ کا حقیقی معنی متعذر ہو۔ وہاں مجازی معنی لیا جاتا ہے اس مقام پر حقیقی معنیٰ مراد لینا کوئی متعذر نہیں ہے۔ اس لئے خواہ مخواہ کی لن ترانیاں نہ کی جائیں۔

قرآن کے ان مقامات سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حقیقی والد ہی مراد ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ نے ان کو دولت توحید نصیب نہیں فرمائی تو اس کا جھگڑا خدا سے کرو ـــــ قرآن اور اسلام کی تعبیرات میں تحریف نہ کرو !

○ آزر کے بھتیجو ! اگر آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا والد نہیں ہے، بلکہ چچا ہے۔ اس سے تمہارا مسئلہ بھلا کیسے سیدھا ہو جائے گا۔ خواہ کوئی بھی ہو جو شرک کرے گا اس سے خدا کی جنگ ہے اور خدا کے رسول کی بھی جنگ ہے !

○ اگر تم شرک سے باز نہیں آتے تو تمہارا حشر بھی وہی ہوگا جو آزر کا ہوگا اور ابولہب و ابوجہل کا ہوگا۔ کیونکہ اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عظیم۔

مشرکین کا جواب اور دلیل

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب اپنے والد اور قوم سے خطاب فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ

مَاھٰذِہِ التَّمَاثِیْلُ الَّتِیْ اَنْتُمْ لَھَا عٰکِفُوْنَ ○

یہ مجسمے کیا ہیں جنہیں تم لئے بیٹھے ہو۔ کہنے لگے ہم نے اپنے باپ دادا کو انہی کی پوجا کرتے ہوئے پایا ہے ! گویا کہ ان کے پاس سوائے باپ دادا کے کوئی دلیل نہیں تھی !

قَالُوْا وَجَدْنَا اٰبَآءَنَا لَھَا عٰبِدِیْنَ ○

Marfat.com

خطیب کہتا ہے

اہل باطل کی تین قسمیں ہوگئیں۔

- ——— آبائی
- ——— رضائی
- ——— تبرائی

آبائی صدر ہوگا

رضائی اور تبرائی اس کے وزیر ہوں گے!

ان تینوں سے پوچھا جائے، تمہارے پاس اپنے نظریات کی کوئی دلیل ہے تو جواب میں کہا جائے گا کہ ہاں ہے؟

بھئی وہ کیا ہے!

تو جواب ہوگا۔ ہمارے باپ دادا بھی ایسا کرتے تھے اور ہم بھی ایسا ہی کریں گے!

تو معلوم ہوا کہ ان کا مذہب اور عقیدہ مصطفائی نہیں، بلکہ آبائی ہے۔

مپندار سعدی کہ راہ صفا
تواں رفت جز بر پئے مصطفےٰ

مثال کے طور پر اگر مجھ سے کوئی پوچھے گا کہ تم فجر کی سنتیں دو کیوں پڑھتے ہو۔ میں جواب میں کہوں گا ——— چونکہ میرے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو ہی پڑھی تھیں اور دو ہی کا ارشاد فرمایا تھا اس لئے میں دو ہی سنتیں فجر کی پڑھتا ہوں!

اور اگر آبائی سے پوچھا جائے کہ تم جنازے کے بعد ستر قدموں پر کیوں کھڑے ہوتے ہو۔ تم میت کے تیسرے روز۔ دانے۔ گنڈیریاں۔ مالٹے۔ کنوں ملا کر جمع ہو کر میت کے گھر کا کھانا کیوں کھاتے ہو اور یتیم کا مال کیوں کھاتے ہو!

تو جواب ملے گا کہ ——— صاحب! ہمارے باپ دادا بھی اسی طرح کیا کرتے تھے اور ہم نے بھی ایسا ہی کرنا شروع کر دیا۔ اس قسم کا عقیدہ رکھنے والا یا تو آبائی ہوگا۔ یا

Marfat.com

رضائی ہوگا یا تبرائی ہوگا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کا جواب سن کر فوراً ارشاد فرمایا کہ

قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَاٰبَاۗؤُكُمْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۔

ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ بے شک تم اور تمہارے باپ دادا کھلی گمراہی میں ہیں۔

خطیب کہتا ہے

پیغمبر کی تقریر میں فتویٰ کے الفاظ قابل غور ہیں۔

ل۔ قد۔ كُنْتُمْ ۔ اَنْتُمْ

یہ سب الفاظ بات کو موکد اور پختہ کرنے کے لئے لائے گئے۔ تاکہ رواداری کا کوئی پہلو بھی ان میں شامل نہ ہو۔

وَاٰبَاۗؤُكُمْ کے جملہ سے اور بھی ضرب کاری لگادی تاکہ دنیائے کفر و شرک کے تمام محلات کو پیوند زمین کر دیا جائے!

اور ان کے تمام شرک و بت پرستی کے ایوان خاکستر ہو کر رہ جائیں۔!

○ فی ضلالٍ مبین۔ کھلی گمراہی — سے مراد کفر و طغیان کی وہ سرکشی ہے، جو عناد اور ضلالت کا نقطہ عروج ہوا کرتی ہے!

معلوم ہوا کہ پیغمبر کے قول و عمل کے سامنے اپنے آباؤ اجداد کی خود ساختہ باتوں کو لانا کوئی نیا فارمولا نہیں ہے، بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام کے مقابل آباؤ اجداد کی رسومات کا سہارا لے کر ان کی دعوت کا مذاق اڑایا گیا اور یہی آبائی مذہب ہے، جو ہمیشہ انبیاء علیہم السلام کی دعوت سے متصادم ہوا۔

○ جس طرح اس دور میں کتاب و سنت کا جب بھی کوئی مسئلہ پیش کیا جائے، تو اس کے مقابلہ میں آباؤ اجداد کی رسومات کو لا کھڑا کیا جاتا ہے!

○ جیسے۔ تیجہ۔ ساتا۔ چالیسواں۔ ختم۔ گیارھویں۔ اذان کے ساتھ اضافی کلمات اردو والا مروجہ صلوٰۃ و سلام قیام اور جلوس یہ سب آبائی اور رضائی رسومات ہیں جن کا کتاب و سنت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔

Marfat.com

کافر کھسیانے ہوگئے

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس موحدانہ للکار سے دنیائے کفر و شرک لرزہ براندام ہوگئی اور نہایت ہی کھسیانے ہو کر کہنے لگے۔

قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ اَمْ اَنْتَ مِنَ اللّٰعِبِیْنَ ۝ قَالَ بَلْ رَّبُّکُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الَّذِیْ فَطَرَهُنَّ وَاَنَا عَلٰی ذٰلِکُمْ مِنَ الشّٰهِدِیْنَ ۝

(الانبیاء)

انہوں نے جواب دیا کہ کیا تو ہمارے لئے حق لایا ہے یا یوں ہی مذاق کرنے والوں کی طرح کہتا ہے۔ ابراہیم علیہ السلام نے کہا۔ (یہ بہت تمہارے رب نہیں ہیں) بلکہ تمہارا رب زمینوں اور آسمانوں کا پروردگار ہے جس نے ان سب کو پیدا کیا ہے اور میں اسی بات کا قائل ہوں!

قوم اور عمائدین سلطنت اور سربراہ سلطنت اس ابراہیمی دعوت اور بے باکانہ للکار سے جہاں حیرت زدہ ہوئے وہیں پر انہیں خفت بھی اٹھانی پڑی کہ ابراہیم علیہ السلام نے تو ہمارے منہ پر ہمارے سامنے ہی سب کچھ کہہ ڈالا اور ہم سے کسی کا بھی لحاظ نہیں کیا ——— اس لئے اپنی خفت مٹانے کے لئے بولے کہ

قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ اَمْ اَنْتَ مِنَ اللّٰعِبِیْنَ ۝

کیا تم سنجیدگی سے ہمارے سامنے بات کر رہے ہیں یا ہمارے ساتھ دل لگی کر رہے ہو!

گویا کہ انہوں نے اپنی خفت مٹانے کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعوت کو دل لگی قرار دیا اور نہایت ہی شرمندگی سے کہا کہ اَمْ اَنْتَ مِنَ اللّٰعِبِیْنَ۔

۵ پیغمبر نے ان کے سامنے خداوند قدوس کی توحید کا ڈنکا بجا دیا کہ رَبُّکُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ——— آسمان اور زمین! اللہ تعالیٰ کی توحید کی دو اس قدر مضبوط دلیلیں ہیں جن کا وجود ہر پڑھے لکھے اور ان پڑھ کے لئے برہان قاطع کی حیثیت رکھتا ہے۔

۵ ان لوگوں کے لئے یہ بہت بڑا چیلنج ہے جو اپنے آپ میں "رب" بنے پھرتے ہیں۔ کیا کوئی ایک سائبان بھی بغیر سہارے کے کھڑا کر سکتا ہے۔ کیا کوئی ایک دری بھی پانی پر بچھا

Marfat.com

سکتا ہے ؟

یہ صرف اور صرف اس ذات باری تعالیٰ کی قدرت و عظمت ہے جس نے آسمانوں بغیر ستون کے کھڑا کر دیا اور زمین کو پانی پر بچھا دیا۔

اَنَا اُحْیٖ وَاُمِیْتُ

خطیب کہتا ہے

تیرے استغاثے کا گواہ نمبردار

تیرے استغاثے کا گواہ ذیلدار

تیرے استغاثے کا گواہ تحصیلدار

تیرے استغاثے کا گواہ ٹھیکیدار

لیکن خدا کی توحید کا گواہ ابراہیم خلیل اللہ

مقدمہ بھی اعلیٰ گواہ بھی اعلیٰ

سبحان اللہ

نمرود بول اٹھا ابراہیم علیہ السلام نے ہماری توہین کی ہے اس کو سخت سے سخت سزا دی جائے گی، لیکن میں چاہتا ہوں کہ اس کو سزا دینے سے پہلے سوچنے کا ایک موقعہ دیا جائے، تاکہ وہ اپنے مستقبل کے بارے میں سوچ سمجھ سکے! اور اپنے انجام سے پہلے اس پر ٹھنڈے دل سے غور کر سکے۔ اس لئے نمرود نہایت تمرد اور تکبر سے بولا کہ اے ابراہیم اگر آپ اپنے اس رویہ اور دعوت پر غور کر لیں تو ہمیں خوشی ہو گی اور آپ کی بھی جان بچ جائے گی، لیکن اگر آپ نے اپنے رویہ اور دعوت میں کوئی تبدیلی پیدا نہ کی تو یاد رکھئے کہ آپ کو وہ عبرت ناک سزا دی جائے گی کہ

صنم بھی پکاریں - ہری - ہری

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نمرود کی یہ بات سن کر فرمایا کہ موت و حیات کا مالک میرا خدا ہے۔ دنیا کی کوئی طاقت مجھے اپنے عقیدے کے اظہار اور بیان سے نہیں روک سکتی۔ اس لئے آپ سے جو ہو سکتا ہے کر گزریں۔ میں اپنے عقیدے پر قائم ہوں اور قائم رہوں گا!

Marfat.com

اقبال نے غالباً کسی ایسے موقع کے لئے ہی کہا ہے کہ

اگرچہ بت ہیں جماعت کی آستینوں میں
مجھے ہے حکم اذاں لا الہ الا اللہ

آذر بیٹے کی یہ بات سن کر بہت ہی آزردہ خاطر ہوتا ہے الگ جاکر ابراہیم علیہ السلام سے کہتا ہے کہ بیٹا ؟ یہ میرا رب ہے مجھے اس کے سامنے شرمندہ نہ کر ـــــ آپ نے بزبان حال فرمایا !

کہ اباجی ـــــ تجھے نمرود سے حیا آتی ہے
مجھے اپنے معبود سے حیا آتی ہے

تیری خواہش ہے کہ میں تجھے اس کے سامنے شرمندہ نہ کروں۔
میری خواہش ہے کہ تو مجھے رب کے سامنے شرمندہ نہ کر۔

سبحان اللہ

یہ تھی ابراہیم علیہ السلام کی اپنے عقیدہ توحید پر دلجمعی اور استقامت جس کے صلے میں ابراہیم علیہ السلام کو عظمتوں اور نعمتوں سے مالامال کیا گیا !

یہ کہہ کر نمرود نے مجلس برخواست کر دی اور اعلان کر دیا کہ سب لوگ میلے کو چلیں اور تفریح کر کے اپنے دل و دماغ سے اس بوجھ اور اضطراب کو دور کر لیں۔ تمام لوگ جب میلے (یا عرس) کو جا رہے تھے تو ایک نمرودی نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ آپ بھی ہمارے ساتھ چلیں، ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ

تَاللّٰهِ لَاَكِيْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِيْنَ ۝

اور اللہ کی قسم میں تمہاری عدم موجودگی میں ضرور تمہارے بتوں کے ساتھ خفیہ چال چلوں گا۔ اس معاملہ میں اصل صورتِ حال یہ ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام نے آذر اور قوم کے جمہور کو بت پرستی کے عیب ظاہر کر کے اس سے باز رکھنے کی کوشش کر لی اور ہر قسم کے پند و نصائح کے ذریعے ان کو یہ باور کرانے میں قوت صرف کر دی کہ یہ بت نہ نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ

Marfat.com

نقصان اور یہ کہ تمہارے کاہنوں اور پیشواؤں نے ان کے متعلق تمہارے دلوں میں خ
خوف بٹھا دیا ہے! کہ اگر ان سے منکر ہو جاؤ گے! تو یہ غضب ناک ہو کر تم کو تباہ کر ڈالیں
گے! یہ تو اپنی آئی ہوئی مصیبت کو بھی نہیں ٹال سکتے۔ مگر آزر اور قوم کے دلوں پر مطلق اثر نہ
اور وہ اپنے دیوتاؤں کی خدائی قوت کے عقیدے سے کسی طرح باز نہ آتے، بلکہ کاہنوں اور
سرداروں نے ان کو اور زیادہ پختہ کر دیا اور ابراہیم علیہ السلام کی نصیحت پر کان دھرنے سے
سختی سے روک دیا۔ تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سوچا کہ اب مجھ کو رشد و ہدایت کا ایسا
پہلو اختیار کرنا چاہیے۔ جس سے جمہور کو یہ مشاہدہ ہو جائے کہ واقعی ہمارے دیوتا صرف لکڑیوں اور
پتھروں کی مورتیاں ہیں۔ جو گونگی بھی ہیں اور بہری بھی اور اندھی بھی اور دلوں میں یہ یقین
راسخ ہو جائے کہ اب تک ان کے متعلق ہمارے کاہنوں اور سرداروں نے جو کچھ کہا تھا۔ وہ
بالکل غلط اور بے سر و پا بات تھی اور ابراہیم علیہ السلام ہی کی بات سچی ہے۔ اگر کوئی ایسی صورت
بن آئی تو میرے لئے تبلیغ حق کے لئے آسان راہ نکل آئے گی! یہ سوچ کر انہوں نے ایک نظام
عمل تیار کیا جس کو کسی پر ظاہر نہیں ہونے دیا اور اس کی ابتدا اس طرح کی کہ باتوں باتوں میں اپنے
قوم کے افراد سے یہ کہہ گزرے کہ میں تمہارے بتوں کے ساتھ ایک خفیہ چال چلوں گا۔ گویا اس طرح
ان کو متنبہ کرنا تھا کہ اگر تمہارے دیوتاؤں میں کچھ قدرت ہے جیسا کہ تم دعویٰ کرتے ہو، تو وہ میری
چال کو ختم اور مجھ کو مجبور کر دیں کہ میں ایسا نہ کر سکوں! حسن اتفاق کہ قریب ہی زمانہ میں قوم کا ایک
مذہبی میلہ آگیا۔ جب ساری قوم اس کے لئے چلنے لگی تو کچھ لوگوں نے ابراہیم علیہ السلام سے بھی
اصرار کیا کہ وہ بھی ساتھ چلیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسی مقام پر فرمایا تھا۔ اِنِّی سَقِیم۔
اب جب کہ ساری قوم بادشاہ کاہن اور مذہبی پیشوا میلہ میں مصروف اور شراب و کباب
میں مشغول تھے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سوچا کہ اب وقت آگیا ہے کہ اپنے نظام عمل کی
تکمیل کروں! اور مشاہدہ کی شکل میں ظاہر کر دوں کہ ان کے دیوتاؤں کی حقیقت کیا ہے وہ
اٹھے اور سب سے بڑے مندر میں پہنچے۔ وہاں دیکھا تو دیوتاؤں کے سامنے قسم قسم کے حلووں
پھلوں، میووں اور مٹھائیوں کے چڑھاوے رکھے ہوتے تھے! ابراہیم علیہ السلام نے طنزیہ لہجہ
میں چپکے چپکے ان مورتیوں سے خطاب کر کے کہا کہ یہ سب کچھ موجود ہے۔ ان کو کھاتے

Marfat.com

کیوں نہیں ! اور پھر فرمایا کہ میں ثابت کر رہا ہوں کیا بات ہے کہ تم جواب کیوں نہیں دیتے ؟ اور پھر ان سب کو توڑ پھوڑ ڈالا اور سب سے بڑے بت کے کاندھے پر تبر" رکھ کر واپس چلے آتے۔

قرآن میں ارشاد ہوتا ہے کہ

فَرَاغَ اِلٰی اٰلِهَتِهِمْ فَقَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ مَا لَكُمْ لَا تَنْطِقُوْنَ ۝ فَرَاغَ عَلَيْهِمْ ضَرْبًا بِالْيَمِيْنِ ۝ فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا اِلَّا كَبِيْرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ اِلَيْهِ يَرْجِعُوْنَ ۝

بس چپکے سے جا گھسا ان کے بتوں میں اور کہنے لگا (ابراہیمؑ) — اب ان کے دیوتاؤں سے کیوں نہیں کھاتے تم کو کیا ہو گیا، کیوں نہیں بولتے ؟

پھر اپنے دائیں ہاتھ سے ان سب کو توڑ ڈالا۔

پس کر دیا ان کو ٹکڑے ٹکڑے مگر ان میں سے بڑے دیوتا کو چھوڑ دیا تاکہ (اپنے عقیدہ کے مطابق) وہ اس کی طرف رجوع کریں (کہ یہ کیا ہو گیا)

خطیب کہتا ہے

- مشرکین کے دیوتاؤں کو ابراہیم علیہ السلام نے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔
- معلوم ہوا کہ جو خدا ٹکڑے ہو جائے وہ نمرود کا رب تو ہو سکتا ہے۔ ابراہیم علیہ السلام کا رب نہیں ہو سکتا !
- جو لوگ چراغ سے چراغ لگاتے پھر رہے ہیں۔ ان سیاہ چراغوں سے پوچھا جائے کہ خدا کے ٹکڑے ماننے والو !

بتاؤ تو سہی کہ خدا کے نور سے کیسے الگ الگ نور کے ٹکڑے بنتے گئے۔ تم جو کہتے ہو کہ

وہی جو مستوی عرش پر تھا خدا ہو کر
اتر پڑا مدینہ میں مصطفےٰ ہو کر

خدا کس طرح مصطفےٰ بن کر مدینے میں اتر آیا۔ کیا یہ خدا کی توہین نہیں۔ کیا یہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین نہیں۔ ؟

Marfat.com

کیا تمہیں خدا کا خوف نہیں ہے۔ کیا تم مشرکین عرب کا کردار تو نہیں ادا کر رہے۔
(اعاذنا اللہ تعالیٰ)

کسی رب کے کان توڑے
کسی کا ناک توڑا
کسی کے گھٹنے پھوڑے
کسی کے بازو توڑے

غرض کہ سب کو توڑ پھوڑ کر کلہاڑا سب سے بڑے (اعلیٰ حضرت) کے کندھوں پر رکھ کر رب باڑے سے باہر تشریف لے آئے۔

قوم کی واپسی اور حیرانگی

قوم جب میلے سے واپس ہوئی تو نمرود نے اعلان کیا کہ سب لوگ سیدھے "رب باڑے" چلیں تاکہ اپنے دیوتاؤں کو سلامی دی جائے۔ تمام قوم نمرود کے حکم کے مطابق واپس "رب باڑے" آتی ہے۔ یہ دیکھ کر ان کی حیرانگی کی انتہا نہ رہی کہ پورے دیوتا خود سلامی میں پڑے ہوئے ہیں۔ کسی دیوتا کا سر نہیں ہے، کسی کی آنکھ نہیں ہے۔ کسی کی گردن نہیں ہے اور کسی کے ٹخنے نہیں ہیں۔

اس منظر کو دیکھ کر نمرود اور پوری قوم غصے سے بھڑک اٹھی اور پکار اٹھے کہ

قَالُوْا مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝

وہ کہنے لگے۔ یہ معاملہ ہمارے خداؤں کے ساتھ کس نے کیا ہے۔ بلاشبہ وہ ضرور ظالم ہے نمرود کے غصے میں نتھنے پھول رہے تھے، منہ سے رال بہہ رہی تھی۔ آنکھیں سرخ تھیں، بھلا اس کو کون بتائے کہ ان دیوتاؤں کا بیڑہ غرق کس نے کیا ہے، کیونکہ جب استاد غصے میں ہوتا ہے۔ شاگرد کو یاد کیا ہوا سبق بھی بھول جاتا ہے اور پیر غصے میں ہو تو بھلا اس کا بنا سپتی بندہ کیسے بولے اور کیونکر بولے۔ ہر طرف سناٹا تھا اور چپ کا سماں تھا۔ آخر جب اس کا غصہ ذرا ٹھنڈا ہوا تو چند آدمیوں نے کہا!

جناب اگر جان کی امان دی جائے تو ہم کچھ عرض کریں ——— اس نے کہا؟
کہو کیا کہتے ہو!

Marfat.com

اس پر چند نمرودی بولے ! کہ جناب

سَمِعْنَا فَتًى يَذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهُ اِبْرٰهِيْمُ ۝ (الانبیاء)

ان میں بعض کہنے لگے کہ ہم نے ایک جوان کی زبان سے ان بتوں کی (برائی کے ساتھ) ذکر سنا ہے۔ اس کو ابراہیم کہا جاتا ہے۔ (یہ اسی کا کام ہے)

بادشاہ اور کاہنوں اور سرداروں نے جب یہ سنا تو کہنے لگے اس کو مجمع کے سامنے پکڑ کر لاؤ، تاکہ سب دیکھیں کہ مجرم شخص کون ہے ؟

قَالُوْا فَأْتُوْا بِهٖ عَلٰى اَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُوْنَ ۝ (الانبیاء)

انہوں نے کہا کہ ابراہیم کو لوگوں کے سامنے لاؤ تاکہ وہ دیکھیں۔

ابراہیم علیہ السلام کو گرفتار کر کے نمرود اور اس کی کابینہ کے سامنے کھلی کچہری میں پیش کیا گیا تاکہ لوگ پوری کارروائی کو خود دیکھ سکیں۔

قَالُوْا اَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا يَا اِبْرٰهِيْمُ ۝

وہ کہنے لگے کہ اے ابراہیمؑ ہمارے دیوتاؤں کے ساتھ یہ سلوک تو نے کیا ہے ؟

خطیب کہتا ہے

اگر ابراہیم علیہ السلام اقرار کرتے ہیں تو جان گئی

اور اگر ابراہیم علیہ السلام انکار کرتے ہیں تو نبوت گئی

یہ امتحان دو شخصیتوں کا ہوا ہے

ایک ابراہیمؑ صدیق کا

اور ایک ابوبکر صدیقؓ کا

○ لیکن میں قربان جاؤں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کہ یہ دونوں اس امتحان میں سو بٹہ سو نمبر لے کر پاس ہوئے !

ابراہیم علیہ السلام بھی سو نمبر لے گئے

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی سو نمبر لے گئے

○ صدیق اکبرؓ جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر مدینہ جا رہے تھے تو راستے

Marfat.com

میں تعاقب کرنے والوں نے پوچھ لیا کہ

من ھٰذا ـــــ ؟ یہ کون ہے ؟

اگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بتا دیتے ہیں کہ یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے تو پھر محبوب گیا !

اور اگر کہتے ہیں کہ مجھے معلوم نہیں ہے کہ یہ کون ہے تو پھر صدیق صدیق نہ رہا ـــ ؟

آواز آتی ہے ! دیکھنا صدیق تمہیں اس لئے ساتھ نہیں بھیجا کہ میرے محبوب کو آنچ نہ آئے جان بھی رکھنی ہے ـــــ اور میرے محبوب کو دشمن کے ہاتھوں تکلیف نہ ہونے پائے صدیق اکبرؓ نے پوچھنے والے کو وہ جواب دیا کہ قیامت تک کے لئے صدیق اکبرؓ کی صداقت کا ڈنکا بج گیا !

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ھٰذا رجل یَھْدِیْنِیْ ـــــ یہ شخص مجھے راہ بتلانے والا ہے ـــــ سبحان اللہ

کافروں نے سمجھا کہ اس کو راستہ نہیں آتا ۔ کسی کو راستے سے راہ بتلانے کے لئے بٹھا لیا چلو چھوڑو ۔ یہ وہ نہیں ہے جس کی ہمیں تلاش ہے ۔ صدیق اکبرؓ نے فرمایا کہ تم کسی شہر کا راستہ سمجھ لو ۔ میں اپنے مالک کا راستہ سمجھ لیتا ہوں ۔

تیری جدا پسند ہے میری جدا پسند
تجھ کو خودی پسند ہے مجھ کو خدا پسند

اسی طرح اگر ابراہیم علیہ السلام نمرودیوں کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے تمہارے دیوتاؤں کو توڑا ہے تو جان گئی !

اور اگر فرماتے ہیں کہ میں نے نہیں توڑا تو بنوت گئی ۔ آپ نے ایک ایسا جملہ ارشاد فرمایا کہ جان بھی بچ گئی اور شرک اور معبودان باطلہ کی دھجیاں بھی فضائے آسمانی میں بکھر گئیں !

آپ نے فرمایا

بَلْ فَعَلَهٗ ۔ بلکہ اس نے کیا ہے ؟

اب اس جملہ کو الگ پڑھئے کہ اس نے کیا ہے ـــــ بَلْ فَعَلَهٗ

Marfat.com

اس نے کیا ہے ۔
نمرود حیران ہو کر پوچھنے لگا ۔ اس نے کس نے ؟
فرمایا فَعَلَهٗ ——— اس نے کیا ہے !
بھئی سیدھی بات کرو کس نے کیا ہے ؟
فرمایا كَبِيْرُهُمْ هٰذَا فَسْئَلُوْهُمْ ۔
یہ تمہارا بڑا ہے اس سے پوچھ لو کس نے کیا ہے !
پوچھ لو اپنے بڑے سے پوچھ لو ۔ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ ——— اگر یہ بول سکتے
ہیں تو بتائیں کہ ان کا بیڑا غرق کس نے کیا ہے !
فَرَجَعُوْٓا اِلٰٓى اَنْفُسِهِمْ فَقَالُوْٓا اِنَّكُمْ اَنْتُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ ثُمَّ
نُكِسُوْا عَلٰى رُءُوْسِهِمْ ۚ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰٓؤُلَآءِ يَنْطِقُوْنَ ۝
پس انہوں نے اپنے جی میں سوچا پھر کہنے لگے کہ اے ابراہیم تو خوب جانتا ہے
کہ یہ بولنے والے نہیں ہیں ۔ ۔ ۔ !
جان بھی بچ گئی اور کلمہ حق بھی بلند ہو گیا اور دشمنوں کے سر بھی سرنگوں ہو گئے ۔ بھلا وہ
ان سے کیا پوچھیں ۔ وہ تو بول ہی نہیں سکتے تھے ——— فرمایا کہ بولو نا ؟ ان سے
پوچھو نا ؟ کہنے لگے یہ تو بولتے نہیں ہیں ۔
فرمایا میرے ساتھ سودا کر لو !
یا آج تم ان کو بلوا لو !
یا میرے ساتھ آؤ میں اپنے خالق کو بلاتا ہوں ۔
بس لبیک کہنا تمہارا کام ہو گا
جواب دینا میرے مولیٰ کا کام ہو گا

کفر شرمندہ ہو گیا

جب کافر اور نمرود ابراہیم علیہ السلام کے اس دندان شکن سوال کا جواب
نہ دے سکے ! تو انتہائی سوچ بچار کے بعد ———
منہ لٹکائے ——— اور گردنیں جھکا لیں ۔ پھر نہایت شرمندگی سے کہنے لگے ———

Marfat.com

لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰٓؤُلَآءِ يَنْطِقُوْنَ ۝

اے ابراہیمؑ تو خوب جانتا ہے کہ یہ بولنے والے نہیں ہیں۔

معلوم ہوا کبھی کبھار بڑے سے بڑا کافر معاند۔ حاسد بھی صداقت کا لوہا مان کر اعتراف کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ صداقت ادھر ہی ہے اور سچائی بھی ان کے ساتھ ہے جو حق کا بول بالا کرنا چاہتے ہیں مگر ہٹ دھرمی۔ انانیت۔ چودھراہٹ۔ جھوٹا وقار اس کو صداقت کا اظہار نہیں کرنے دیتا۔ یَا اَسَفٰی ——؟

ابراہیم علیہ السلام کا نعرہ توحید

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس جواب سے جان بھی بچ گئی اور نبوت کی صداقت بھی روز روشن کی طرح آشکارا ہو گئی اور دنیائے کفر و شرک بھی عاجز و درماندہ ہو کر سوچنے پر مجبور ہو گئے اور انہوں نے اپنے آپ کو یہ کہہ کر کوسنا شروع کر دیا کہ اِنَّكُمْ اَنْتُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝

ابراہیم علیہ السلام نے اس وقت پھر پیغمبرانہ منصب کو نبھایا اور نہایت وجد آفریں اور پیغمبرانہ انداز سے خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ

قَالَ اَفَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْئًا وَّلَا يَضُرُّكُمْ ۝ اُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۔ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۔

(ابراہیم علیہ السلام نے کہا) تو کیا تم اللہ کے سوا ایسوں کو پوجتے ہو جو نہ تمہیں نفع پہنچا سکیں اور نہ تمہیں نقصان ہی پہنچا سکیں۔ تف ہے تم پر بھی اور ان پر بھی جنہیں تم اللہ کے سوا پوجتے ہو!

تو کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھتے!

خطیب کہتا ہے

حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بعض اہل اللہ جو مبغوضین فی اللہ سے سختی کے ساتھ پیش آتے ہیں۔ ان کا ماخذ یہی آیت ہے!

اُفٍّ لَّكُمْ ۔
وَلَا تَقُلْ لَّهُمَا اُفٍّ ۔

Marfat.com

والدین کو اف نہ کہو !

معلوم ہوا کہ اف کوئی ایسا جملہ ہے جس سے سننے والے کو تکلیف ہوتی ہے۔ مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس مقام پہ تمام مشرکوں کو اف کہا اور اس سے ان کے دلوں کو تکلیف پہنچائی۔ ثابت ہوا کہ بعض اوقات مشرکین کو ایسے جملے کہنا جن سے ان کو تکلیف ہو۔ یہ سنتِ ابراہیمی ہے !

حکم ہے فَاتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرَاهِيْمَ ـــــ ملت ابراہیمی کی پیروی کر ـــــ نجات اسی میں ہوگی اور رحمت خداوندی کے خزانے اسی میں ملیں گے ـــــ محبت بھی اللہ کے لئے اور بغض بھی اللہ کے لئے۔

ابراہیم علیہ السلام کو سزا دینے کا فیصلہ

حضرات گرامی ! جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد اپنی قوم اور تمام عمائدین سلطنت اور نمرود کو دلائل کی دنیا میں شکست فاش دے دی اور ان پہ حجت تمام کرنے کا کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا تو پھر نمرود اور اس کی کابینہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق فیصلہ کیا کہ انہیں سخت ترین سزا دی جائے۔ باطل پرستوں کا اور شرک و بت پرستی میں مبتلا قوموں کا ہمیشہ سے یہ وطیرہ رہا ہے کہ جب وہ اپنے مؤقف کو دلائل و براہین سے ثابت نہیں کر سکتے تو پھر تشدد کی راہ پر اتر آتے ہیں۔ پھر وہ اس جارحیت اور ظلم پر اتر آتے ہیں جو غنڈہ اور اوباش مشرکوں کا شعار ہوا کرتی ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید میں ان کی اس ظالمانہ روش اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق ان کے جارحانہ فیصلہ کا اس طرح بیان ہوا ہے کہ ہر انسان اسے پڑھ کر حیران اور ششدر رہ جاتا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں بیان ہوتا ہے کہ مشرکین نمرودیوں نے ابراہیم علیہ السلام کی موحدانہ یلغار اور ایک خدا کی وحدانیت پر مشتمل تقریروں سے تنگ ہو کر یہ اعلان کر دیا کہ

قَالُوْا حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْٓا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ۝ (الانبیاء)

وہ سب کہنے لگے (ابراہیمؑ) کو جلا ڈالو اور اپنے دیوتاؤں کی مدد کرو۔ اگر تم کرنا چاہتے ہو!

اب دلائل و براہین کی قوت کے مقابلہ میں مادی طاقت و سطوت نے مظاہرہ شروع

Marfat.com

کر دیا۔ باپ اس کا دشمن جمہور اس کے مخالف اور بادشاہ وقت اس کے درپے آزار ایک ہستی اور چار جانب سے مخالفت کی آواز دشمنی کے نعرے اور نفرت و حقارت کے ساتھ انتقام اور خوفناک سزا کے ارادے ایسے وقت میں اس کی مدد کون کرے اور اس کی حمایت کا سامان کس طرح مہیا ہو!

مگر ابراہیم علیہ السلام کو نہ اس کی پرواہ تھی اور نہ اس کا خوف وہ اسی طرح بے خوف و خطر اور ملامت کرنے والوں کی ملامت سے بے نیاز۔ اعلان حق میں سرشار اور دعوت رشد و ہدایت میں مشغول تھے۔ البتہ ایسے نازک وقت میں جب تمام مادی سہارے ختم دنیوی اسباب ناپید اور حمایت و نفرت کے تمام ظاہری اسباب مفقود ہو چکے تھے۔ ابراہیم علیہ السلام کو اس وقت بھی ایک ایسا بڑا سہارا حاصل تھا جو تمام سہاروں کا سہارا اور تمام نصرتوں کا ناصر کہا جاتا ہے اور وہ خدائے واحد کا سہارا تھا۔ اس لئے اپنے جلیل القدر پیغمبر قوم کے عظیم المرتبت ہادی اور رہنما کو بے یار و مددگار رہنے دیا اور دشمنوں کے تمام منصوبوں کو خاک میں ملا دیا۔

خطیب کہتا ہے

وَانْصُرُوْا اٰلِهَتَكُمْ ——— کا جملہ قابل غور ہے!

مشکل کشاؤں کی مدد کرو!

یعنی بیمار ہو جاؤ تو دوا لا کر دو!

سردی محسوس کریں تو ہیٹر جلا کر دو!

گرمی محسوس کریں تو ایئر کنڈیشنڈ لگا کر دو!

پیاس محسوس کریں تو شربت بنا کر دو!

بھوک محسوس کریں تو کھانا پکا کر دو!

غرض کہ ان کی کوئی حاجت ہو تو ان کی پوری خدمت کرو ——— اور اس کی نصرت کرو!

اور تمہیں کوئی مشکل ہو تو (معاذ اللہ) انہیں پکارو؟

اُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ———؟

جن کو مشکل کشا کہتے ہو۔ یہ تو تمہارے گھروں سے مردہ ٹیکس، سالانہ ٹیکس، گیارھویں کا

Marfat.com

ٹیکس وصول کرتے پھرتے ہیں۔ یہ مشکل کشا کیسے ہو سکتے ہیں، کچھ تو خوفِ خدا کرو!
سچ ہے۔ شرک آئے تو عقل جائے۔

جہاں شرک کی شاہی ہو گی
وہاں عقل کی تباہی ہو گی

آتشِ نمرود

حضرات گرامی! ان لوگوں نے اعلان کر دیا کہ اپنے دیوتاؤں کی مدد کرو! اور اس مدد کا یہ طریقہ ایجاد کیا کہ ایک زبردست آگ جلائی گئی۔ آگ جلانے میں تمام قوم نے حصہ لیا۔ کوئی لکڑیاں اٹھائے چلا آ رہا ہے تو کوئی پرانے کپڑے ڈال رہا ہے کسی کے ہاتھ میں تیل کا ڈبہ ہے تو کوئی ایندھن لئے آ رہا ہے۔ غرضیکہ جس سے جو بن پڑا اس آگ جلانے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتا رہا۔ جب آگ آسمان سے باتیں کرنے لگ گئی اور آس پاس کے درخت اور کھیتیاں بھی بھسم ہونے لگیں تو اچانک دیکھا گیا کہ

ایک چڑیا اور چھپکلی کا کردار

ایک چڑیا۔ چونچ میں پانی لالا کر آتش نمرود میں ڈال رہی ہے اور ایک (گوہڑ کرلا) پھونکوں سے آگ کو تیز کرنے کی جد وجہد میں مصروف ہے! کسی اہل دل نے چڑیا سے پوچھ لیا کہ اے چڑیا تیرے اس پانی سے بھلا اتنی بڑی آگ بجھ سکتی ہے!

تو یہ کیا دیوانہ پن کر رہی ہے۔؟

چڑیا نے جواب دیا کہ وہ جو آگ میں پھونکیں لگا رہا ہے بھلا اس سے آگ تیز ہو سکتی ہے

اس نے کہا نہیں!

تو چڑیا نے جواب دیا ——— نہ اس کی پھونکوں سے آگ بڑھے گی ——— اور نہ ہی میرے پانی سے آگ بجھے گی!

یاری نبھانا میرا کام ہے
آگ بجھانا میرے مولیٰ کا کام ہے

قیامت کے روز جب مجھ سے پوچھا جائے گا کہ کیا تو نے میرے پیغمبر کا حق رفاقت ادا کیا تھا تو میں عرض کر دوں گی کہ مولیٰ میں نے اپنی ہمت کے مطابق جو مجھ سے ہو سکتا تھا۔ وہ

Marfat.com

کر دیا تھا اور تیرے پیغمبر کے سامنے یاری نبھائی تھی نہ اس کے پانی سے آگ بجھی ـــــ نہ (کرلے) کی پھونکوں سے آگ بڑھی۔ مگر ایک حصے میں رحمت آگئی اور دوسرے کے حصے میں لعنت آگئی۔

جو پیغمبر سے تعاون کرے گا وہ رحمتوں کا مستحق ہوگا۔
اور جو پیغمبر سے عداوت کرے گا وہ لعنت کا مستحق ہوگا

آگ کیا تھی۔ ایک دہکتا ہوا سمندر تھا۔ ایک آتش کدہ تھا جس کے قریب کوئی نہیں جاسکتا تھا۔ دشمن خوش تھے، آج ابراہیم علیہ السلام کی توحید پرستی کا پتہ چل جائے گا۔ نمرود خوش تھا کہ آج میرا دشمن ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گا۔ شیطان خوش تھا آج توحید کا غلغلہ بلند کرنے والا پیغمبر نیست و نابود ہو جائے گا۔ دنیائے شرک میں آج عید کا سا جشن تھا۔ آج ان کے ہاں خوشی اور مسرت کے گیت گائے جا رہے تھے ـــــ ادھر فرشتوں میں اضطراب تھا۔ الٰہی آج کیا ہوگا۔ ابراہیم علیہ السلام پر کیا بیتے گی۔ اللہ کا جلیل القدر پیغمبر آج آتش نمرود میں ڈالا جائے گا تو یہ کتنا بھیانک منظر ہوگا۔ جبریلؑ عرض کرتے ہیں مجھے اجازت دیں۔ میں ابراہیم علیہ السلام کی خدمت کرنا چاہتا ہوں!

حکم ہوتا ہے کہ تم بھی اپنا شوق پورا کر لو!

جبریلؑ بارگاہِ ابراہیمی میں حاضر ہوتے ہیں اور نہایت ادب سے گزارش کرتے ہیں۔
حضورؑ؟ اگر اجازت ہو تو پَر مار کر یہ تمام آگ بجھا کر ٹھنڈا کر دوں؟
اسرافیل حاضر ہوتے۔ حضور! اگر اجازت ہو تو ابھی صور اسرافیل سے اس آگ کو درہم برہم کر دوں؟
میکائیل حاضر ہوئے ـــ حضور؟ اگر حکم ہو تو ابھی بارش برسا کر اس تمام آگ کو پانی کے سیلاب کی نذر کر دوں!
عزرائیل حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضور! اگر حکم ہو تو ابھی ان کے گلے دبا کر ان کے تمام پروگرام تہس نہس کر کے رکھ دوں؟

Marfat.com

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان سب کو فرمایا کہ !
خود آئے ہو یا کسی کے بھیجے ہوئے ؟
سب نے جواب دیا کہ ـــــ خود بھی آئے ہیں اور کسی کی اجازت بھی لے کر آئے ہیں !
ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ جس کی اجازت لے کر آئے ہو کیا وہ مجھے دیکھ رہا ہے یا نہیں ؟
سب نے جواب دیا کہ وہ آپ کو دیکھ رہا ہے ۔
پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا !
اے جبرائیل نہ مجھے تیری ضرورت ہے
اے اسرافیل نہ مجھے تیری ضرورت ہے
اے میکائیل نہ مجھے تیری ضرورت ہے
اے عزرائیل نہ مجھے تیری ضرورت ہے
تم سب چلے جاؤ !
آج خلیل جانے یا اس کا جلیل جانے

خدا کی رحمت جوش میں آگئی

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب نصرت خداوندی پر اعتماد کی انتہا کر دی اور توکل علی اللہ کا فقید المثال مظاہرہ کیا تو اللہ تعالیٰ کی نصرت جوش میں آگئی ۔
اور فوراً ـــــ فرمایا ـــــ

يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ ۔

(ہم نے حکم دیا کہ) اے آگ تو ٹھنڈی اور بے گزند ہو جا ! ابراہیم علیہ السلام کے حق میں۔

خطیب کہتا ہے

يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا ـــــــــــ

نار کو براہ راست حکم دے دیا کسی ضابطے کو محبت کے آڑے نہیں آنے دیا !

Marfat.com

غیرت توحید کا یہ زبردست انعام تھا جو اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو عطا فرمایا!

بَرْدًا ——— ٹھنڈی ہوجا ———

ٹھنڈ کے بھی کئی مدارج ہوتے ہیں۔ ہلکی۔ درمیانی اور شدید ——— اس لئے فرمایا

بردًا وسلامًا ——— سلامتی والی ٹھنڈک ——— گویا کہ ایئر کنڈیشنڈ ہوجا تاکہ میرے خلیل کو سردی کی شدت سے تکلیف نہ ہو!

کیونکہ ——— مَنْ کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہ لہ ———

نار کو یار نے گلزار بنا دیا۔

وَاَرَادُوْا بِہٖ کَیْدًا فَجَعَلْنٰھُمُ الْاَخْسَرِیْنَ۔ (انبیاء)

اور لوگوں نے ان کے ساتھ برائی کرنا چاہی تھی سو ہم نے (انہی) لوگوں کو ناکام کر دیا۔

مشرکین کی تدبیر ایک طرف

مولیٰ کی تقدیر ایک طرف

مشرکین کی تدبیر پر

مولیٰ کی تقدیر غالب آگئی

——— سبحان اللہ

اَللّٰہُ اَکْبَرُ ——— وَاللّٰہُ غَالِبٌ عَلٰی اَمْرِہٖ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝

حضرات گرامی! آپ حضرات کے سامنے نہایت تفصیل سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سیرت طیبہ اور آپ کی تاریخی تقریر کا بیان ہو چکا ہے۔ اس کے ثمرات اور نتائج کا تذکرہ بھی ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ نے عقیدہ توحید پر ثابت قدمی اور اس کے اظہار پر جن انعامات کی بارش فرمائی ہے۔ اس کا ذکر بھی ہو چکا ہے۔ اب میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو انبیائے کرام اور اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور عقیدہ توحید و سنت پر ثابت قدمی کی توفیق مرحمت فرمائے۔

بے خطر آتش نمرود میں کود پڑا عشق
اور عقل تھی محو تماشائے لب بام ابھی

واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

Marfat.com

پانچواں خطبہ جمعہ

ذالحجہ

شہادت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم۔ لِکُلِّ نَبِیٍ رَفِیقٌ وَرَفِیْقِیْ فِی الْجَنَّۃِ عُثْمَان ۝

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہر نبی کا جنت میں ایک رفیق ہوگا اور میرا رفیق جنت میں عثمان ہوگا!

حضرات گرامی! ذالحجہ اور محرم دو مہینے اسلام کی تاریخ میں ایک یادگار حیثیت رکھتے ہیں۔ ان دو مہینوں میں قربانی کی ایسی عدیم المثال یادیں پائی جاتی ہیں جو تاریخ اسلام کا تاریخی سرمایہ ہیں۔

اقبال نے اپنے رنگ میں کہا تھا کہ ؎

غریب و سادہ و رنگین ہے داستان حرم
نہایت اس کی حسین اور ابتدا ہے اسماعیل

تاریخ اسلام میں جس طرح سیدنا حسین رضؓ ابن علی رضؓ اور سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی قربانی ایک بے مثال اور ناقابل فراموش داستان ہے۔ اسی طرح ذالحجہ کے مہینہ میں داماد رسول وفادجیا کے بادشاہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی قربانی بھی ایک نادر اور مظلومانہ شہادت کا بے مثال واقعہ ہے! یوں تو ہر شہید پر ظلم وستم کے پہاڑ ٹوٹے اور ہر شہید اپنے خون میں نہا کر اپنی زندگی کو زندہ وجاوید بنا گیا۔ مگر سید الشہداء حضرت سیدنا امیر حمزہ رضؓ اور سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہما کی شہادت ایک خاص رنگ لئے ہوئے ہے۔ اس لئے آج

Marfat.com

کی مجلس میں آپ حضرات کے سامنے سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی مظلومانہ شہادت کے ان منتخب واقعات کا تذکرہ کروں گا جو آپ کی حیاتِ طیبہ کے انوکھے اور مظلومانہ شہادت کے عجیب وغریب مناظر ہیں۔

حضرات گرامی!

جب باغیوں نے مدینہ منورہ میں اپنی چھاؤنی قائم کرلی اور ہر قیمت پر سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کا فیصلہ کر لیا تو انہوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر مظالم کا آغاز آپ پر خطبہ جمعہ میں حملہ کر کے کیا۔ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ خطبہ جمعہ کے لئے کھڑے ہوئے تو ایک باغی نے گستاخی کر کے آپ کو ٹوک دیا اور بلند آواز سے کہا کہ آپ خطبہ نہیں دے سکتے اسی طرح مسجد کے تمام کونوں سے بیک وقت آواز بلند ہوئی کہ منبر سے نیچے اتر آئیں اور جمعہ خطبہ آپ نہ دیں، آپ کو قطعاً اس کی اجازت نہیں دی جائے گی! اسی شور وہنگامہ میں ایک باغی آگے بڑھتا ہے اور عثمان غنیؓ سے وہ عصا چھین کر توڑ دیتا ہے۔ جو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک یادگار تھی۔ جو حضرت صدیق اکبرؓ اور فاروق اعظمؓ بھی خطبہ جمعہ میں استعمال فرمایا کرتے تھے۔!

ایک عصائے کلیم تھا۔ یہ عصائے حبیب تھا اس کو اس بے دردی سے یوں توڑ دینا ایک قیامت تھا۔ جو مسلمانوں اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دلوں پہ بجلی بن کر ٹوٹا نہ صرف اس عصا کو دو ٹکڑے کیا گیا، بلکہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر سنگ باری شروع کر دی گئی۔ گویا کہ آغاز ہی حملے کا سنگ باری سے ہوتا ہے۔

مسجد نبوی کی توہین اور امام مظلوم پر حملہ

امام ابن جریر رحمہ اللہ اور امام ابن کثیر رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں کہ

اس دوران میں نماز حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پڑھانے آتے۔ لوگوں کو نماز پڑھائی پھر منبر پر کھڑے ہو کر باغیوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ اے باہر سے آنے والو! خدا سے ڈرو۔ خدا کی قسم اہل مدینہ (اصحابِ رسولؐ) جانتے ہیں کہ بارشاد رسول تم ملعون ہو۔ پس تم اپنی خطا سے نیکی کو مٹاؤ۔ اللہ عزوجل برائیوں کو نیکیوں سے مٹاتے ہیں حضرت محمد بن مسلمہ

Marfat.com

کھڑے ہوتے اور فرمایا کہ میں اس کی گواہی دیتا ہوں (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تم لوگوں کو ملعون فرمایا ہے)۔

حکیم بن جبلہ نے ان کا ہاتھ پکڑ کر بٹھا دیا حضرت زید بن ثابت کھڑے ہوتے۔ ان کو بھی بٹھا دیا گیا۔ پھر تمام باغی اہل مسجد پر پل پڑے۔ لوگوں پر سنگ باری شروع کر دی! یہاں تک کہ انہیں مسجد سے نکال دیا اور عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر اس قدر شدید پتھر برسائے کہ آپ بے ہوش ہو کر منبر سے گر پڑے۔

وَحَصِبُوْا عُثْمَانَ حَتّٰی صَرَعَ عَنِ الْمِنْبَرِ مُغْشِیًا عَلَیْہِ (طبری۔ البدایہ والنہایہ)

خطیب کہتا ہے

- باغیوں نے مسجد نبوی میں داخل ہو کر سب سے پہلے عصائے نبوی کو توڑا!
- اس عصا کو نبیؐ نے ہاتھ لگائے تھے
- اس عصا کو صدیقؓ نے ہاتھ لگائے تھے
- اس عصا کو فاروقؓ نے ہاتھ لگائے تھے!

اس مبارک عصا کو وہی توڑ سکتا تھا۔
جو عظمت و محبت مصطفےٰ سے خالی ہو!
اس عصا کو وہی توڑ سکتا تھا جو عظمت صدیقی سے ناواقف ہو!
اس عصا کو وہی توڑ سکتا تھا جو رفعت فاروقی سے بے خبر ہو!
ہمارا عقیدہ ہے کہ عصا خواہ کلیم کا ہو۔
اور عصا خواہ حبیب کا ہو دونوں انوارات و برکات کے حامل تھے!
توڑ پھوڑ ——— سبائیوں کا پرانا مشغلہ ہے!

مسجد نبوی کی توہین ——— مسجد نبوی وہ قابل احترام مقام ہے جہاں پر بلند آواز سے بولنا بھی جائز نہیں ہے۔ لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ۔ اے لوگو نبی کی آواز پر اپنی آواز کو بلند نہ کرو! گویا کہ آواز میں اس قدر پستی اور آہستگی پیدا کرو کہ تمہارے بولنے میں آواز بلند نہ ہونے پائے۔ یہ مقام ادب ہے! مگر باغیوں نے اس

Marfat.com

ضابطے کو بھی توڑ دیا ! معلوم ہوا جس طرح عثمانؓ کے باغی محبت و ادب رسول سے خالی ہیں اسی طرح عثمانؓ کی محبت و ادب سے بھی ان کے دل خالی ہیں !

باغیوں کو نہ عصائے نبوی کا احترام
باغیوں کو نہ مسجد نبوی کا احترام
باغیوں کو نہ داماد مصطفےٰ کا احترام
بیسح ہے بے حیا باش وہر چہ خواہی کن

مسجد میں نماز پڑھنے سے ممانعت

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو غشی کے عالم میں قصر خلافت پہنچایا گیا۔ آپ جب ہوش میں آتے ہیں تو سب سے پہلا سوال کیا کہ ؟ اہل مدینہ کو تو کوئی تکلیف نہیں پہنچی ؟

اللہ، اللہ ——— مدینہ اور اہل مدینہ کی آپ کو کس قدر فکر تھی ! اپنی جان اور اپنے زخموں کی تو فکر نہیں ہے۔ فکر ہے تو اہلِ مدینہ کا ! فکر ہے تو دیار رسول کے مکینوں کا !

ابھی آپ قصر خلافت میں زخمی حالت میں تھے کہ مدینہ کی گلیوں میں باغیوں کی آواز گونجتی ہے کہ خبردار ! آج کے بعد ——— عثمانؓ مسجد نبوی میں نہ تو جماعت کرا سکتے ہیں اور نہ ہی خود نماز پڑھنے کے لئے مسجد نبوی میں آسکتے ہیں۔ گویا کہ اب مسجد نبوی میں خطبہ جمعہ تو کیا دیں گے بلکہ جماعت اور نماز ادا کرنے سے بھی روک دیا گیا ! اس سے بڑھ کر اور کیا ظلم ہو گا کہ جس مسجد نبوی کو ہزاروں بلکہ لاکھوں روپے خرچ کر کے آپ نے وسیع اور تعمیر کیا تھا آج باغیوں نے اس میں نماز اور جماعت سے روک دیا !

خطیب کہتا ہے

خلیفۃ المسلمین ——— ہی نماز پڑھاتا ہے
خلیفۃ المسلمین ——— ہی خطبہ جمعہ دیتا ہے
اسلامی مملکت کا ——— خطیب بھی خلیفۃ المسلمین
اسلامی مملکت کا ——— امام بھی خلیفۃ المسلمین
اسلامی مملکت کا ——— سربراہ وہی ہو سکتا ہے

Marfat.com

جو فرائض امامت سے بھی باخبر ہو !
اور فرائض عدالت سے بھی باخبر ہو !

قصرِ خلافت کا محاصرہ

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر جو سورج طلوع ہوتا تھا ! پہلے کی نسبت زیادہ تشدد اور مظالم کا پیغام لاتا تھا۔ پہلے زخمی ہوتے۔ پھر خطبہ جمعہ سے روک دیے گئے۔ پھر نماز باجماعت ادا کرنے سے منع کر دیا گیا۔ پھر مسجد نبوی میں داخلہ بند کر دیا گیا۔ پھر اس پر اکتفا نہیں ہوتی بلکہ آپ کو قصرِ خلافت میں محصور کر کے باہر نکلنے سے منع کر دیا گیا۔ گویا کہ باغیوں نے آپ کو گھر ہی میں نظر بند کر دیا گیا تو مختلف اصحاب رسول نے آپ کو مشورہ دیا کہ یا تو ہمیں باغیوں کے ساتھ لڑنے کی اجازت دے تاکہ ہم ان کی اکڑی ہوئی گردنوں کو سرنگوں کر سکیں یا پھر آپ مدینہ منورہ سے سفر کر کے مکہ مکرمہ یا شام تشریف لے جائیں مگر حضرت عثمان غنیؓ نے دونوں باتوں کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ میں نہ تو مدینہ طیبہ میں کسی کو خون ریزی کی اجازت دے سکتا ہوں ! اور نہ ہی مدینہ طیبہ کو چھوڑ سکتا ہوں ! چنانچہ حضرت مغیرہؓ بن شعبہ سے روایت ہے کہ وہ ایام محاصرہ میں حضرت عثمانؓ کے پاس گئے اور کہا ——— آپ عوام کے امام ہیں اور اس مصیبت میں مبتلا ہیں۔ میں آپ کے سامنے تین باتیں پیش کرتا ہوں ! آپ ان میں سے ایک کو اختیار فرمائیں۔

- یا تو نکل کر محاصرہ کرنے والوں سے جنگ کیجئے۔

فَاِنَّ مَعَكَ عَدَدًا۔ وَقُوَّةً وَاَنْتَ عَلَى الْحَقِّ ——— بلاشبہ آپ کے ساتھ لوگ ہیں۔ قوت ہے اور آپ حق پر ہیں اور وہ باطل پر

- یا جس دروازہ پر محاصرین نہیں ہیں اس کے علاوہ ایک اور دروازہ مکان کے عقب میں بنایا جائے۔ آپ ادھر سے اپنی سواری پر بیٹھ کر مکہ معظمہ چلے جائیں۔ یہ لوگ وہاں آپ کا قتل جائز نہیں سمجھیں گے۔ !
- یا آپ شام تشریف لے جائیں۔ وہاں حضرت معاویہؓ موجود ہیں۔ وہ آپ کی پوری پوری حمایت کریں گے !

Marfat.com

میں مدینہ نہیں چھوڑ سکتا

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت مغیرہؓ بن شعبہ کی تمام تجاویز سن کر ارشاد فرمایا کہ میں باہر نکل کر باغیوں سے جنگ نہیں کرنا چاہتا، کیونکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر میں قتل وخون ریزی کا مرتکب نہیں ہونا چاہتا۔ میں حرم رسول کے احترام کو پامال نہیں کروں گا اور میں مکہ کی طرف نکل کر چلا جاؤں میں یہ بھی نہیں کر سکتا! کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے کہ ایک قریشی مکہ میں ظلم کرے گا اس پر آدھی دنیا کا عذاب ہوگا۔ میں ایسا بھی نہیں کر سکتا؟

اور نہ ہی میں مدینہ چھوڑ کر شام یا کہیں اور جاؤں گا۔ کیونکہ فَلَنْ اُفَارِقَ دَارَ هِجْرَتِیْ وَمُجَاوَرَةَ رَسُوْلِ صلی اللہ علیہ وسلم۔

میں اپنے دار ہجرت (مدینہ طیبہ) اور رسول خدا کا قرب اور ہمسائیگی نہیں چھوڑ سکتا!

سبحان اللہ مدینہ طیبہ اور جوار رسول سے اس قدر شدید پیار ہے کہ جان تو دے دی مگر جوار رسول سے دوری کو برداشت نہیں فرمایا! پھر امت رسول کی خیر خواہی کا کیا ٹھکانا ہے کہ جان شیریں سے ہاتھ دھونا تو منظور کر لیتے ہیں مگر امت میں خون ریزی کا دروازہ کھولنے کے روادار نہیں۔ اسی طرح حرم محترم کا احترام ملاحظہ ہو کہ شہادت منظور ہے۔ مگر حرم مدینہ میں قتال منظور نہیں ہے۔

خطیب کہتا ہے

مدینہ رحمتوں کا خزینہ ہے
مدینہ برکتوں کا خزینہ ہے
مدینہ نبوت کا دفینہ ہے
مدینہ مایوسوں کے لئے سکینہ ہے

اس سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی محبت وعقیدت کا نگینہ ہے۔
مدینہ سے مومن کو محبت ہے اور دشمن رسالت کو کینہ ہے۔
سبحان اللہ ——— حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اپنے محبوب کے شہر سے

Marfat.com

اس قدر والہانہ لگاؤ ہے کہ ہر بات ہر مصیبت اور ہر دکھ گوارا کر لیا مگر شہر سے محبوب سے دوری گوارا نہیں فرمائی!

کیونکہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی نظر میں یہ ارشاد رسول تھا کہ

مَنِ اسْتَطَاعَ اَنْ یَمُوْتَ فِی الْمَدِیْنَةِ فَلْیَمُتْ بِهَا فَاِنِّیْ اَشْفَعُ لِمَنْ یَمُوْتُ بِهَا۔ ( )

جو آدمی مدینہ میں دفن ہونے کی کوشش کرے گا اور وہ یہاں وفات پائے گا میں اس کی شفاعت کروں گا۔

عثمان غنی رضی اللہ شہید مدینہ
عثمان غنی رضی اللہ مدفون مدینہ
عثمانؓ غنی کو مدینہ والے کی شفاعت بھی ملی

اسی لئے ہمیشہ عشق رسالت سے سرشار مستانوں کی ہمیشہ خواہش اور کوشش رہی ہے کہ ان کی موت مدینہ میں آئے اور انہیں دیار رسول کے انوارات اور شفاعت رسول کی سرفرازیوں سے نوازا جائے۔ چنانچہ حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ اسی کیف و سرور کو حاصل کرنے کے لئے نہایت درد و محبت رسول میں ڈوب کر نغمہ سرا ہوتے ہیں

امیدیں لاکھوں ہیں لیکن بڑی امید یہ ہے
کہ ہو سگان مدینہ میں میرا نام شمار

جیوں تو ساتھ سگان حرم کے تیرے پھروں
مروں تو کہائیں مجھے مدینہ کے مور و مار

سبحان اللہ ـــــ حضرت نانوتویؒ بھی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی پیروی میں اسی ادا کو اپنائے ہوئے ہیں کہ میرا مدفن بھی مدینہ بن جائے۔ رہے نصیب ـــــ یہی محبت رسول ہے۔

Marfat.com

یہی عقیدت رسول ہے
جو نانوتویؒ اور ان کے خدام کو حاصل ہے
صحابہ کرام نے جس خوشبو کو پوری دنیا میں پھیلایا تھا اس کا ایک حصہ علمائے حق کو بھی نصیب ہوا۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ان کے دامن کو مشکبار ہی رکھے !

مدینہ نہیں چھوڑوں گا اور نہ ہی چھوڑ سکتا ہوں۔ کیونکہ میرے محبوب کا دارالہجرت ہے اور مجھے آپ کی ہمسائیگی کا شرف حاصل ہے یہ تھے وہ الفاظ جو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے دوستوں سے فرمائے !

دانا پانی بند

حضرات گرامی ! امام مظلوم سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر باغیوں کے مظالم دن بدن بڑھتے چلے جا رہے تھے !

پہلے مسجد میں خطبہ بند کیا
پھر نماز باجماعت بند کر دی
پھر آپ کو مکان میں بند کر دیا
اب پھر مدینہ کی گلیوں میں آواز بلند ہوتی ہے !
عثمانؓ پر آج سے کھانا بند کیا جاتا ہے !
خبردار کوئی شخص آج کے بعد عثمانؓ کو روٹی کا نوالہ تک نہ دینے پائے !

اس سے بڑا ظلم کیا ہو سکتا ہے جس عثمان رضی اللہ عنہ کے خزانوں سے غریب و نادار مسلمانوں کے فاقے ختم ہوتے۔ جس عثمانؓ کے ہاتھوں ہزاروں اجڑے ہوئے گھر آباد ہوتے۔ جس عثمان کے ہاتھوں ہزاروں سوہاگ مسرتوں سے مالا مال ہوتے۔ جس عثمانؓ کے ہاتھوں علیؓ کے گھر رونق آئی اور جس عثمانؓ کے ہاتھوں خاوند نے عزت حاصل کی ——— آج وہی عثمانؓ ——— کھانے سے محروم ہے۔ اسے کھانا کھلانے والے کو سزا دی جا رہی ہے اور اس کے کھانا پہنچانے والے کو سزا کی دھمکیاں دی جا رہی ہیں۔ تلک الدنیا وقد اراد بہا الناس ———

اسی پر بس نہیں ہے، بلکہ پھر باغیوں کی ریشہ دوانیوں کا یہ دور شروع ہوتا ہے کہ خبردار آج کے بعد کسی کو عثمانؓ کے گھر پانی پہنچانے کی اجازت نہیں ہے

Marfat.com

گویا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا کھانا پانی بند کر دیا گیا ؎

خونے نہ کردہ ایم وکسے را نہ کشتہ ایم
جرم ہمیں است کہ عاشق روئے تو گشتہ ایم

امام ابن جریر طبریؒ اپنی سند سے روایت کرتے ہیں کہ محاصرین عوام اور حضرت عثمان غنی رضؓ کے درمیان حائل ہو گئے اور ہر چیز یہاں تک کہ پانی اندر بھیجنے سے منع کر دیا۔ حضرت عثمان غنی رضؓ نے حضرت علیؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت عائشہؓ کے پاس پیغام بھجوایا کہ ——

بِاَنَّهُمْ قَدْ مَنَعُوْنَا الْمَاءَ فَاِنْ قَدَرْتُمْ اَنْ تُرْسِلُوْا اِلَيْنَا شَيْئًا مِنَ الْمَاءِ فَافْعَلُوْا۔

کہ باغیوں نے ہمارا پانی بند کر دیا۔ اگر تم تھوڑا پانی بھیج سکتے ہو تو بھیجو —— !

حضرت علیؓ پانی لے گئے

حضرات گرامی! حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جس وقت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا پیغام سنا تو فوراً پانی کا مشکیزہ بھر کر حضرت عثمانؓ کے آستانہ عالیہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ باغیوں نے جب حضرت علیؓ کو پانی لے جاتے ہوئے دیکھا تو وہ آپ پر ٹوٹ پڑے اور نہایت دیدہ دلیری سے اس مشکیزے کو چھین کر پانی گرا دیا اور حضرت علیؓ کو واپس جانے پر مجبور کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے غصے کے عالم میں فرمایا کہ اے لوگو! جو کچھ تم کر رہے ہو۔ یہ نہ تو مسلمانوں کا دستور ہے اور نہ ہی کافروں کا! تم آپ سے کھانے پینے کی چیزیں کیوں روکتے ہو۔ کیونکہ کھانے پینے سے تو روم و فارس کے کافر بھی کسی کو نہیں روکتے تھے!

وہ قیدیوں کو کھانے پینے کی پوری سہولتیں دیتے تھے!

تمہیں شرم آنی چاہیئے —— وَاَنْتُمْ تَسْتَحِلُّوْنَ حَصْرَهٗ وَقَتْلَهٗ —— کس بنا پر تم حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے محاصرہ اور قتل کو روا رکھے ہوئے ہو!

حضرت علیؓ کے ارشادات کا ان باغیوں پر کوئی اثر نہیں ہوا اور انہوں نے سختی سے حضرت علیؓ کو پانی دینے سے روک دیا تو حیدر کرار علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنا عمامہ اتار کر دیوار سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دار خلافت میں پھینک دیا۔ تاکہ حضرت عثمانؓ

Marfat.com

کو معلوم ہو جائے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تو انتہائی کوشش کی کہ پانی آپ تک پہنچ جائے مگر باغی آڑے آگئے اور حضرت علیؓ بطور یقین دہانی اپنا عمامہ چھوڑ کر چلے گئے تاکہ محبت عثمانؓ کا حق ادا ہو جائے! اور اعتماد علیؓ اور محبت عثمانؓ کی جیتی جاگتی تصویر سامنے آجائے!

خطیب کہتا ہے

واہ عثمانؓ تیری شان کے قربان ——— !

کربلا میں حسینؓ پر پانی بند ہوا تو ——— !

ساقی عباسؓ بنا ——— !

اور مدینے میں عثمانؓ پر پانی بند ہوا تو

ساقی علیؓ بنا ——— !

جس کو عباسؓ پانی پہنچائے وہ بھی شان والا

اور

جس کو علیؓ پانی پہنچائے وہ بھی شان والا

حسینؓ کا ساقی عباسؓ

عثمانؓ کا ساقی علیؓ

امت کا ساقی یا تو محمد مصطفیٰؐ ہوگا

یا

مصطفیٰؐ کا ساتھی ابوبکر صدیقؓ ہوگا

اَنْتَ صَاحِبُہٗ

چالیس دن پانی بند رہا

ہوگا کہ حضرت حسین ابن

پانی بند رہا ——— یا تین

دن پانی بند رہا۔ مجھے ان روایات

سیدنا حسین ابن علیؓ پر دس دن پانی بند رہا ———

تمہیں ایک ایسا مظلوم دکھاؤں۔

Marfat.com

مظلوم عثمانؓ پر
دس دن نہیں
بیس دن نہیں
تیس دن نہیں ——— پورے چالیس دن پانی بند رہا ——— جب
آپ سے پوچھا گیا کہ عثمانؓ اتنے دنوں سے پانی بند ہے آخر جب شدت پیاس سے بے چین
ہو جاتے ہو تو کیا کرتے ہو۔ فرمایا مجھے جب پیاس کی شدت بے چین کر دیتی ہے تو میں قرآن
کی تلاوت شروع کر دیتا ہوں۔ قرآن پڑھتا جاتا ہوں اور پیاس بجھتی رہتی ہے۔

سبحان اللہ

خطیب کہتا ہے

خطیبو۔ مقررو! واعظو۔ ذاکرو! حکمرانوں۔ مدیرو۔ اخبار نویسو! کیا بات ہے؟
جن کا پانی تین دن بند رہا ——— ان کے لئے ٹی وی وقف۔ ان کے لئے ریڈیو
وقف۔ ان کے منبر و محراب وقف۔ ان کے لئے محافل و مجالس وقف ———
اور جن کا چالیس دن سے پانی بند ہے۔ ان کے ذکر سے خطیب کی زبان گنگ مقرر کا گلہ
بند۔ واعظ کی رگِ پند ——— بند ——— حکمران کی رگ حمیت بند ——— مدیرو
ادیب کی فصاحت و بلاغت بند ———

کیا حسین ابن علیؓ کی طرح عثمان غنیؓ کا کوئی حق نہیں ہے۔
کیا اگر حسینؓ نواسہ رسول ہے تو ———
عثمانؓ داماد رسول نہیں ہے؟
اگر نواسہ رسول کا امت پر حق ہے تو داماد رسول کا بھی امت پر حق ہے۔ اگر حسین ابن علیؓ
ہمارے ایمان اور ایقان کی علامت ہیں [illegible] اہلبیت ہونے سے ایمان کا حصہ ہے تو پھر
محبت عثمانؓ کو بھی حق ادا [illegible] ذکر بھی ٹی وی۔ ریڈیو۔ محافل و مجالس اور
تقریبات میں کیجئے۔ حضرت عثمانؓ کی مظلومیت بھی آپ کو آواز دے کر دعوتِ انصاف
دے رہی ہے۔

Marfat.com

آیئے ـــــ اس مظلوم کی شہادت کا بھی ذکر کریں۔
آیئے ـــــ اس کے لئے بھی ریڈیو، ٹی وی کو مجبور کریں۔
آیئے ـــــ اس کے لئے بھی مدیروں وادیبوں کو لکھنے کا درس دیں۔
آیئے ـــــ اس کے لئے بھی اپنی تقریر اور وعظ میں فصاحت وبلاغت کے دریا بہائیں۔
آیئے ـــــ اس محسن اعظم شہید وفا مظلوم مدینہ کے ذکر شہادت سے ایمان کو جلا بخشیں
پانی کس کا ـــــ جس نے اپنی جیب خاص سے بیر روحہ خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف فرمایا!
گویا کہ تمام اہل مدینہ کو میٹھا پانی پلانے والا آج خود پانی کی بوند بوند کو ترس رہا ہے۔
مجھے کہنے دیجئے ـــــ حسینؓ پیاسوں کا امام تھا۔
مگر عثمانؓ پیاسے اماموں کا امام ہے!

یاحی یاقیوم برحمتک استغیث

سبحان اللہ

انؓ پیاسا ہے ـــــ مگر نماز پڑھ رہا ہے
عثمان پیاسا ہے ـــــ مگر تہجد پڑھ رہا ہے
عثمانؓ پیاسا ہے ـــــ مگر قرآن پڑھ رہا ہے
عثمانؓ پیاسا ہے ـــــ مگر عبادت کر رہا ہے
عثمانؓ پیاسا ہے ـــــ مگر سجدے کر رہا ہے

حسینؓ کا عثمانیؓ یونیورسٹی میں داخلہ

حضرات گرامی ـــــ ان حالات میں جب کہ باغیوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر عرصہ حیات تنگ کر دیا تھا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے فرزندان گرامی حضرت حسن مجتبیٰ اور حضرت حسینؓ کو سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دروازے پر پہرہ دینے کا حکم دے کر بھیجا اور ساتھ ہی ارشاد فرمایا کہ تم دونوں عثمانؓ کے دروازے پر پہرہ دو اور کسی باغی کو!

Marfat.com

نہ دینا ـــــــ حضرات حسنینؓ کریمین اپنے والد گرامی قدر سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ارشاد گرامی سن کر فوراً روانہ ہو جاتے ہیں اور حضرت عثمانؓ کے دروازہ اقدس پر پہرہ دینے کی ڈیوٹی ادا کرتے ہیں۔

چنانچہ امام ابن کثیر قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں کہ محاصرین نے قصر خلافت کو احاطہ میں لے لیا تو ـــــــ

سَارَ اِلَيْهِ جَمَاعَةٌ مِنَ اَبْنَاءِ الصَّحَابَةِ مِنْ اَمْرِ اٰبَائِهِمْ عَنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ. وَكَانَ اَمِيْرَ الدَّارِ وَعبداللہ بن عمر

(البدایہ والنہایہ)

اور اصحاب رسول کے صاحبزادوں کی ایک جماعت اپنے آباء کے حکم سے آپ کے پاس پہنچی ـــــــ مثلاً ـــــــ حضرات حسنینؓ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ (آپ قصر خلافت میں موجود مجاہدین کے امیر تھے) اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ۔ یہ سب حضرات باغیوں کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قریب جانے سے روکتے تھے اور ان پر تیر اندازی کرتے تھے!

استیعاب میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم دونوں جاؤ اور تَقُوْمَا بَابَ عُثْمَانَ۔ (استیعاب)

اور حضرت عثمان غنیؓ کے دروازے پر کھڑے ہو جاؤ اور کسی کو ان کے قریب نہ جانے دو! باغیوں نے جب حملہ کر کے اس دروازہ سے داخل ہونے کی کوشش کی تو حضرت حسنؓ اور حسینؓ نے پوری قوت سے مدافعت کر کے باغیوں کو اندر جانے سے روک دیا اور اسی کشمکش میں دونوں شہزادے زخمی اور خون آلود ہو گئے!

خطیب کہتا ہے

حضرت علیؓ نے حسنؓ حسینؓ سے کہا کہ تم دونوں عثمانؓ کے دروازہ پر کھڑے رہو!

ما باب عثمان

خطیب کی نظر میں ان شہزادوں کو حضرت علیؓ کا تربیت دینا مقصود تھا!

گویا کہ حضرت علیؓ زبان حال سے ان کو بتا گئے ـــــــ کہ ان کے دروازے پر

Marfat.com

کھڑے ہو کر تربیت حاصل کرو بابا

قید کس طرح کاٹی جاتی ہے

بھوکے پیاسے رہ کر قرآن کس طرح پڑھا جاتا ہے

بھوکے پیاسے رہ کر تلاوت کس طرح کی جاتی ہے

بھوکے پیاسے رہ کر عبادت کس طرح کی جاتی ہے

بھوکے پیاسے رہ کر سجدے کس طرح کئے جاتے ہیں

شاید تمہیں بھی

پیاسا رہ کر قرآن پڑھنا پڑے

پیاسا رہ کر سجدہ کرنا پڑے

پیاسا رہ کر نماز پڑھنی پڑے

پیاسا رہ کر جام شہادت نوش کرنا پڑے

تربیت لے لو ——— سیکھ لو ۔ ادائیں سیکھ لو ۔ وفائیں سیکھ لو ۔

یہ عثمانی یونیورسٹی ہے ۔ یہ درس گاہ ہے ۔ یہ دارالتربیت ہے !

یہاں درس توحید دیا جاتا ہے

یہاں درس سخاوت دیا جاتا ہے

یہاں درس شہادت دیا جاتا ہے

یہاں درس عبادت دیا جاتا ہے

یہاں پیاسوں کو تلاوت کا طریقہ سکھایا جاتا ہے

یہاں پیاسوں کو سجدہ کے انداز سکھائے جاتے ہیں

یہاں پیاسوں کو معبود حقیقی کے در پر [illegible]

یہاں پیاسوں کو صبر و رضا کی تعلیم [illegible]

یہاں پیاسوں کو جفا و وفا کی حقیقی تصویر [illegible]

صلائے عام ہے یاران [illegible]

Marfat.com

مجھے کہنے دیجئے ——— حسینؓ ابن علیؓ نے پیاسا رہ کر قرآن پڑھنا یہیں سے سیکھا۔
سجدے میں سر کٹانا یہیں سے سیکھا۔
عبادت میں سر دینا یہیں سے سیکھا۔
اور ظالموں کے سامنے نہ جھکنا یہیں سے سیکھا۔

عثمانؓ پرنسپل تھے عثمانی یونیورسٹی مدینہ کے
حسینؓ طالب علم تھے عثمانی یونیورسٹی مدینہ کے

اس لئے خطیب کہتا ہے کہ کربلا میں جو کچھ اندازِ شہادت اور وفا وسخا کے مناظر آتے ہیں۔ ان میں جھلکیاں ہیں اس شہادت عثمانؓ کی جن کے دروازے پر حسینؓ نے کھڑے ہو کر پہرہ دیا تھا اور سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا!

علیؓ اور حسینؓ

علیؓ باب مدینہ بنا
حسینؓ باب عثمانؓ کا پہرے دار بنا

نبی کے دروازے پر علیؓ کا پہرہ ——— اس لئے نبی کے گھر میں جو داخل ہوگا۔ وہ علیؓ کو پوچھ کر جائے گا کیونکہ مدینۃ العلم کا دروازہ جو ہوا ——— صدیقؓ جائے گا تو علیؓ سے پوچھ کر۔
عمرؓ جائے گا تو علیؓ کو پوچھ کر!
صدیقؓ کے حجرہ رسول میں جانے کا ذمہ دار علیؓ ہوگا
فاروقؓ کے حجرہ رسول میں جانے کا ذمہ دار بھی علیؓ ہوگا
حسینؓ عثمانؓ کا پہرے دار۔
علیؓ نبیؐ و صدیقؓ و فاروقؓ کا پہرے دار۔

حق ادا کر دیا حضرت علی رضی اللہ عنہ اور آپ کے فرزندان گرامی نے محبت عثمانؓ اور داماد رسول کی عظمت کا سبحان اللہ۔

بس رحماء بینھم کی تفسیر کا نقشہ جما دیا۔!
یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ

Marfat.com

حضرت عثمانؓ کا تاریخی خطبہ

حضرات گرامی! جب محاصرہ روز بروز تنگ ہوتا چلا گیا اور باغیوں نے کسی قسم کی رواداری اور نرمی کا رویہ اختیار نہ کیا تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کاشانہ اقدس کی چھت پر کھڑے ہو کر ایک خطبہ دیا جو مظلوموں کی آواز بن کر آج تک تاریخ کے اوراق میں ثبت ہے اور رہتی دنیا تک آپ کی عظمتوں کا آفتاب بن کر آسمان انصاف و عدل پر چمکتا رہے گا اور اس کا درد اور ٹیسیں پوری دنیا کو دردمند اور غم زدہ کر دیں گی۔ مسند امام احمد اور سیر کی دوسری کتابوں میں حضرت عثمان غنیؓ کے اس تاریخی خطبہ کو اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ!

حضرت عثمانؓ نے چھت کے اوپر سے مجمع کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کیا تمہیں معلوم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ آئے تو مسجد نبوی تنگ تھی ——— آپ نے ارشاد فرمایا کہ کون اس زمین کو خرید کر وقف کرے گا؟ اس کے صلہ میں اس کو جنت میں اس سے بہتر جگہ ملے گی! تو میں نے اس حکم کی تعمیل کی تھی ——— کیا تم مجھے اس مسجد میں نماز پڑھنے سے روکتے ہو؟

تم خدا کی قسم کھا کر بتاؤ کہ جب حضورؐ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو آپ نے فرمایا تھا کہ ہے کوئی بیر رومہ کو خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کر دے کیونکہ یہی ایک میٹھے پانی کا کنواں تھا تو میں نے اس کنوئیں کو خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کیا تھا تو اس پر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے زبان نبوت سے مجھے جنت کی بشارت دی تھی! کیا تم آج مجھے اسی کنوئیں کے پانی پینے سے روکتے ہو!

کیا تم جانتے ہو کہ عسرت کے لشکر کو میں نے ہی ساز و سامان سے آراستہ کیا تھا! سب نے جواب میں کہا کہ سب باتیں صحیح ہیں!

اس کو تسلیم کرنے کے باوجود کہ آپ کے تمام ارشادات صحیح ہیں اور درست ہیں۔ مگر سنگ دلوں نے پھر بھی کوئی اثر قبول نہ کیا، بلکہ اس مطالبہ کو اور بھی شدید کر دیا۔ پھر آپ نے بیان جاری رکھتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ میں تم کو قسم دیتا ہوں کہ تم میں سے کسی کو یاد ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہاڑ پر چڑھے تو پہاڑ ہلنے لگا آپ نے پہاڑ کو پاؤں سے ٹھوکر مار کر فرمایا۔ اے پہاڑ ٹھہر جا تیری پیٹھ پر اس وقت ایک نبی ایک صدیق اور

Marfat.com

ایک صدیق رضؓ ہے اور اس بشارت کے وقت میں آپ کے ساتھ تھا۔ لوگوں نے کہا کہ یاد ہے!
پھر فرمایا کہ مکہ میں آپ نے مجھے حدیبیہ سے سفیر بنا کر بھیجا تھا۔ تو کیا اپنے دستِ مبارک کو میرا ہاتھ قرار نہیں دیا تھا! اور میری طرف سے خود ہی بیعت نہیں فرمائی تھی! سب نے کہا کہ سچ ہے۔ (مسند امام احمد)

خطیب کہتا ہے

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے پانچ نعمتوں کا اس تقریر میں ذکر کیا ہے جو خصوصی طور پر آپ کو عطا کی گئی تھیں! یوں تو بے شمار فضائل و محاسن ہیں جو حضرت عثمان غنیؓ کے مراتب اور بلندی درجات پر مشتمل ہیں، مگر اس مقام پر پانچ محاسن کا تذکرہ فرمایا!

- مسجد نبوی کی توسیع و تعمیر میں عثمان غنیؓ کا زیادہ حصّہ ہے!
- مدینہ منورہ کو میٹھا پانی حضرت عثمان غنیؓ کی سخاوت سے میسّر آیا۔
- جنگ تبوک کے لئے ہزاروں سامان سے لدے ہوئے اونٹوں کا چندہ حضرت عثمان غنیؓ نے دیا!
- حدیبیہ میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ کو عثمانؓ کا ہاتھ قرار دیا۔
- پہاڑ پر آپ کو شہید کا خطاب زبان نبوت نے دیا۔

معلوم ہوا!

- جو حضرت عثمانؓ کا دشمن ہے اسے مسجد نبوی میں نماز پڑھنا چھوڑ دینا چاہیئے ——— سجدے اسی کے قیمتی بنیں گے جو دل حضرت عثمانؓ غنی کی محبت سے سرشار ہوگا!

مسجد نبیؐ کی
عثمانؓ نبیؐ کا ——— جو عثمانؓ کا نہیں وہ رحمان کا نہیں۔
اور جو رحمان کا نہیں وہ قرآن کا نہیں؟
یہی وجہ ہے کہ آج عثمان کے دشمن قرآن کریم سے بھی محروم ہیں اور مسجد سے بھی محروم!

- مدینے کا پانی بھی اسے میسّر آئے گا جو محبت عثمانؓ کی حلاوت سے بہرہ ور ہوگا!
- جنگ تبوک میں سخاوت کی انتہا۔ اور جنگ مدینہ میں شہادت کی انتہاء۔

Marfat.com

○ نبی کا ہاتھ ـــــ عثمانؓ کا ہاتھ ـــــ یہ تعبیر ہے ـــــ اعتماد نبی کا اعتماد عثمانؓ پر ـــــ

شہید ـــ زبان نبوت جس کو شہید قرار دے دے۔ اس کی شہادت کے اور ہی مزے ـــــ قیامت کا دن ہوگا ـــــ تو اللہ کے نبی خود فرمادیں گے کہ میرے مولیٰ عثمانؓ کو تو میں خود شہید قرار دے چکا ہوں گویا کہ زبان حال سے نبوت عثمانؓ غنی کی شہادت کی گواہ ہوگی ـــــ سبحان اللہ

یہ وہ فضائل ہیں جو اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول نے خود اپنی زبان نبوت سے عثمانؓ غنی کو عطا فرمائے ہیں۔ گویا کہ یوں سمجھ لیا جائے!

تقریر نبی کی اور شان عثمانؓ کی

لسان نبوت نے فضائل عثمانؓ کا دلوں پر سکہ بٹھادیا۔

ذالك فضل الله يوتيه من يشاء

حضرات گرامی! حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی دلوں کو ہلا دینے والی تقریر سے بھی ان باغیوں کے قلوب پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ سچ کہا ہے اقبال مرحوم نے

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر
مرد ناداں پر کلام نرم و نازک بے اثر

وہ دل جو حق و صداقت کی چاشنی سے کورے ہو چکے ہوں، وہ کان جو صداقت کی آواز سننے سے بہرے ہو چکے ہوں۔ وہ دماغ جو انصاف کے تقاضوں پر سوچنا چھوڑ چکے ہوں۔ وہ ضمیر جو مردہ ہو چکے ہوں اور وہ انسان جو صرف گوشت پوست کا صرف لوتھڑا لئے پھرتے ہوں۔ ان کے اندر کا انسان مر چکا ہو۔ ان پر ایسی حق و صداقت کی تقریروں کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔!

بھلا ان باغیوں پر اس کا اثر کیا ہوتا جو اندھے بھی تھے، بہرے بھی تھے اور گونگے بھی تھے! وہ انسان کی شکل میں بھیڑیئے اور درندے تھے۔ حضرت عثمانؓ کے خون کے پیاسے تھے وہ خون اسلام کی شکل میں اسلام سے انتقام لینا چاہتے تھے۔ وہ اپنے درندہ صفت آباؤ اجداد

Marfat.com

کی رسم و رواج کے پابند تھے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کے نور دل کے سرور جنت کے رفیق۔ وفا و حیا کے پتلے۔ سخاوت و شجاعت کے پیکر حضرت عثمانؓ کو آج اپنی تلواروں، برچھیوں، لاٹھیوں، تیروں، نیزوں سے چھلنی کر دینا چاہتے تھے۔ ان کے نزدیک یہ زرین موقعہ تھا اور وہ اسے آج کسی قیمت پر بھی گنوانا نہیں چاہتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے نمازیں بند کیں۔ مسجد جانے سے روکا۔ خطبہ دینے سے روکا اور دانا پانی بند کر دیا۔ جب اس پر بھی ان کا سینہ پر کینہ ٹھنڈا نہ ہوا تو انہوں نے حضرت عثمانؓ کے کاشانہ مبارک پر حملہ کر کے آپ کو شہید کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ ادھر ان کے منصوبے شہید کرنے کے تھے اور ادھر حضرت عثمانؓ کا پروگرام شہید ہونے کا تھا۔ پروگرام ساتھ ساتھ چلتے گئے۔

شہادت کی تیاری

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جب چار سو سے باغیوں کو محاصرہ کئے ہوئے دیکھا تو آپ نے بلند آواز سے قصر خلافت سے اہل مدینہ کو فرمایا کہ

یَا اَھْلَ الْمَدِیْنَۃِ اِنِّیْ اَسْتَوْدِعُکُمُ اللّٰہَ وَاَسْئَلُہٗ یُحْسِنَ عَلَیْکُمُ الْخِلَافَۃَ مِنْ بَعْدِیْ۔

اے اہل مدینہ میں تمہیں اللہ کے حوالے کرتا ہوں اور خدا سے دعا کرتا ہوں کہ میرے بعد تمہیں اچھا خلیفہ عطا فرمائے!

پھر آپ نے اہل مدینہ کو فرمایا کہ میری طرف سے کسی کو جنگ کرنے کی اجازت نہیں ہے بلکہ سب اپنے اپنے گھروں میں لوٹ جائیں۔

وَاقسم علیھم فَرَجَعُوْا اِلَّا الْحَسَنَ وَمحمد وابن الزبیر وارشباھًا لھم۔

فَجَلَسُوْا بِاَبْوَابِ مَنْ اَمَرَ اٰبَاءَھُمْ

اور انہیں قسم دی کہ اپنے گھروں کو واپس ہو جائیں۔ مگر حضرت حسنؓ ابن علیؓ، حضرت محمد بن طلحہ، حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم اور ان جیسے حضرات واپس نہ گئے بلکہ اپنے آباء کے حکم سے دروازہ پر بیٹھ گئے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن

Marfat.com

عباس رضی اللہ عنہ کو بلا کر فرمایا کہ آپ حج پر چلے جائیں اور حج کر آئیں، مگر عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے جواب میں عرض کیا کہ وَاللّٰہِ یَا اَمِیْرَالْمُومِنِیْنَ لَجِھَادُ ھٰؤُلَاءِ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنَ الْحَجِّ۔ (طبری)

خدا کی قسم اے امیرالمومنین یہ آپ کی حفاظت کا جہاد مجھے حج سے زیادہ محبوب ہے!

اپنوں اور بیگانوں سے خطاب کے بعد آپ نے شہادت کی تیاری شروع فرمادی۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی کے مطابق یہ یقین تھا کہ ان کی شہادت مقدر ہو چکی ہے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو کئی مرتبہ اس سانحہ سے باذن الٰہی باخبر کیا تھا اور صبر و استقامت کی تاکید فرمائی تھی۔!

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اس وصیت پر پوری طرح قائم اور ہر لمحہ ہونے والے واقعہ کے منتظر تھے! جس دن شہادت ہونے والی تھی۔ آپ روزہ سے تھے۔ جمعہ کا دن تھا خواب میں دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ عمرؓ تشریف فرما ہیں اور ان سے کہہ رہے ہیں کہ عثمانؓ جلدی کرو ـــــ تمہارے افطار کے ہم منتظر ہیں۔ حضرت عثمانؓ بیدار ہوئے کہ حاضرین سے اس خواب کا تذکرہ کیا۔ اہلیہ محترمہ سے فرمایا کہ میری شہادت کا وقت آگیا۔ باغی مجھے قتل کر ڈالیں گے! انہوں نے کہا کہ امیرالمومنین ایسا نہیں ہو سکتا! ـــــ پھر آپ نے اپنی اہلیہ سے فرمایا کہ میرا وہ پائجامہ دے دو جو میں نے کبھی نہیں پہنا۔ انہوں نے پائجامہ لا دیا اور آپ نے اسے نہیں لیا اور پھر اپنے بیس غلاموں کو بلا کر آزاد کر دیا ـــــ اور آپ تلاوت قرآن مجید میں مصروف ہو گئے! اور اپنے آپ کو قضائے الٰہی کے سپرد کر دیا اگر آپ لوگوں کو لڑائی سے نہ روکتے اور قسمیں نہ دیتے تو تاریخ کا بیان کچھ اور ہی ہوتا مگر۔

کَانَ اَمْرُاللّٰہِ قَدَرًا مَّقْدُوْرًا ـــــ لیکن حکم الٰہی مقدر ہو چکا تھا اور وہ ہو کر رہا۔

جوں جوں وقت گزرتا گیا آپ کو شوق شہادت بڑھتا چلا گیا اور وصل محبوب کے لئے دل کی دھڑکنیں تیز ہوتی چلی گئیں۔

Marfat.com

وعدہ وصل چوں شود نزدیک
آتش عشق تیز تر گردد

امام مظلوم نے شہادت کی تیاری مکمل کرلی اب صرف اور صرف شہادت کا انتظار تھا۔ شدید انتظار تھا! حکم دیا کہ دروازہ کھول دیا جائے!

ثُمَّ اَنَّهُ فَتَحَ الْبَابَ وَوَضَعَ الْمُصْحَفَ بَيْنَ يَدَيْهِ وَذَاكَ اَنَّهُ رَاَىَ مِنَ الَّيْلِ اَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ اَفْطِرْ عِنْدَنَا الَّيْلَةَ

پھر آپ نے باغیوں کے لئے اپنا دروازہ کھول دیا اور اپنے سامنے قرآن حکیم رکھا یہ اس لئے کہ آپ نے رات کو خواب دیکھا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں آج شام تم ہمارے ساتھ افطار کرو!

المناک شہادت

حضرات گرامی! آخر وہ وقت آ ہی گیا جس کا آپ کو انتظار تھا اور اسلام کے اس عظیم سپوت کو ان المناک واقعات سے دوچار ہونا پڑا جن سے تاریخ اسلام آج تک شرمندہ ہے۔ باغیوں نے دیواریں پھاند کر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر حملہ کر دیا۔ آپ اس وقت تلاوت قرآن میں مصروف تھے۔ ایک درندہ صفت باغی نے آپ کے سر مبارک پر لوہے کی ایک لاٹ اس زور سے ماری کہ آپ پہلو کے بل گر پڑے۔ آپ کی زبان مبارک سے اس وقت یہ کلمہ نکلا کہ

بسم اللہ توکلت علی اللہ

سودان بن حمران نے دوسری ضرب لگائی جس سے خون کا فوارہ جاری ہو گیا، ایک اور سنگ دل آپ کے سینہ پر چڑھ بیٹھا اور جسم اطہر کے مختلف حصوں پر پے در پے نیزوں کے نو زخم لگائے کسی شقی اور بدبخت نے بڑھ کر تلوار کا وار کیا۔ آپ کی وفادار بیوی حضرت نائلہ نے اس وار کو روکنا چاہا جس سے آپ کی تین انگلیاں کٹ گئیں۔ باغیوں نے یہ حملہ اس قدر شدید کیا تھا جس سے آپ جانبر نہ ہو سکے اور آپ کی روح مبارک قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ——— شہادت کے وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تلاوت فرما رہے تھے! آپ اس وقت جس آیت کریمہ کی تلاوت فرما رہے

Marfat.com

تھے وہ تھی ——— فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ (بقرہ)
خدا تمہارے لئے کافی ہے اور سننے والا اور جاننے والا ہے!

امام ابن جریرؒ ارشاد فرماتے ہیں کہ قاتل بدبخت نے جب آپ پر حملہ کیا تو آپ کے اگلے دانت ٹوٹ گئے اور خون کا فوارہ جو آپ کے منہ مبارک سے نکلا تو اس سے قرآن حکیم کی یہ آیت کریمہ رنگین ہو گئی ——— فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ ———

مصحف ناطق کا خون مصحف ساکت پر

امام ابن کثیر رحمہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں کہ متعدد روایات سے ثابت ہے کہ آپ کے خون کا پہلا قطرہ آیت کریمہ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ - پر پڑا۔ آپ کی شہادت مبارکہ تلاوت قرآن کرتے ہوئے ہوئی ——— اور جب آپ نے خون بہتے ہوئے دیکھا تو بلا اختیار زبانِ مبارک سے یہ جملہ نکلا۔

سبحان اللہ العظیم

وہ امیر المومنین جو آغاز اسلام سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیق تھے جنہوں نے اس زمانے میں اسلام کا کلمہ پڑھا تھا جب ان کا تمام خاندان کفر پر نہایت شدت سے قائم تھا جو اسلام کی دو مقدس ہجرتوں میں شریک ہوئے! جو اپنی مقبولیت عامہ کی وجہ سے صلح حدیبیہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے سفیر بن کر گئے تھے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ کے نہایت مخلص اور وفادار دوست تھے! جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دامادی کے شرف سے مشرف تھے! جو صحابہؓ کے نزدیک حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کے بعد سب سے افضل تھے! جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنتی ہونے کی تین بار بشارت دی تھی۔ جنہوں نے بیررومہ مسلمانوں کے لئے وقف کیا تھا۔ جنہوں نے غزوہ عسرت کثیر ساز و سامان دیا تھا۔ جو قرآن مجید کے ناشر تھے۔ جنہوں نے بہت سے سرحدی ممالک کفار کے قبضہ سے نکال کر خلافت اسلامیہ میں داخل کئے تھے! وہ رحمت مجسم وہ خیر مجسم وہ اسوہ حسن۔ وہ امام برحق وہ سردار کل۔ آج باغیوں کی شمشیر آبدار کی نذر ہوتا ہے! ایسی شمشیر جو خدا کے احکام باغی باغی ہو کر مصحف ناطق کا خون مصحف ساکت کے اوراق پر گراتی تھی۔ انا للہ

Marfat.com

امام مظلوم نے ایسے مصائب برداشت کئے جو اگر پہاڑ پر ڈالے جاتے تو وہ یقیناً ریزہ ریزہ ہو جاتا۔ لیکن امام نہایت خندہ پیشانی کے ساتھ اس ابتلا سے گزر گئے۔ اور آخر شہید ہونے کا شرف حاصل فرمایا۔ امام شہید ہو گئے اور حدیث نبوی نے جنت کی بشارت دے کر ان کی بے گناہی اور مظلومیت کا اعلان فرما دیا۔

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

خطیب کہتا ہے

- عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے آخری لمحات ذکر خدا اور تلاوت قرآن میں گزرے!
- خون بہتے ہوئے دیکھا تو خدا کی تسبیح بیان کرتے ہوئے فرمایا ——

سبحان اللہ العظیم

سب سے پاک اور سب سے بڑا وہی ہے جسے اللہ کہتے ہیں۔

بسم اللہ توکلت علی اللہ

یہ جملہ آخری وقت میں زبان پر جاری ہو گیا۔ محمدی یونیورسٹی کا یہ طالب علم عثمان غنی رضی اللہ عنہ آخری وقت بھی توحید خداوندی، اعتماد علی اللہ کا درس دے گیا۔

بازی جیت گیا —— مظلوم کائنات شہید مدینہ بازی جیت گیا اور اس کے دشمن ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ملعون قرار پا گئے!

شہادت کا خون قرآن کی اس آیت پر گرا کہ

فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ

تیرے لئے اللہ کافی

اللہ تعالیٰ عثمانؓ کا کفیل ہو گیا

اللہ تعالیٰ عثمانؓ کا وکیل ہو گیا

گویا کہ خداوند قدوس کی طرف سے عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو کفایت کا سرٹیفکیٹ دے دیا گیا! اے عثمانؓ فکر نہ کر تیرے لئے اللہ کافی ہے۔

Marfat.com

جس کا اللہ ہو ـــــ اسے اور کسی سہارے کی ضرورت نہیں !
شہادت عثمانؓ کا گواہ قرآن ہو گا !
کسی کی شہادت کی گواہی مکہ کی گلیاں دیں گی ۔
کسی کی شہادت کی گواہی مدینہ کی گلیاں دیں گی
کسی کی شہادت کی گواہی میدان بدر دے گا
کسی کی شہادت کی گواہی میدان احد دے گا
کسی کی شہادت کی گواہی حجاز کے صحرا دیں گے
کسی کی شہادت کی گواہی میدان کربلا دے گا
لیکن قربان جاؤں تیرے اے عثمانؓ ـــــ !
تیری شہادت کی گواہی اللہ کا قرآن دے گا ؟

ایک اور انداز ـــــ !

روضہ کھلے گا تو اندر سے صدیقؓ و فاروقؓ نکلیں گے ۔
قرآن کھلے گا تو اندر سے شہید عثمانؓ نکلیں گے ۔ !
روضہ انور کی چابی بھی رحمٰن کے پاس
قرآن حکیم کی چابی بھی رحمٰن کے پاس
صدیقؓ و فاروقؓ کے دشمنوں کو روضہ انور نصیب نہیں ہو گا
عثمانؓ کے دشمنوں کو قرآن نصیب نہیں ہو گا

○ جو سینہ عشقِ عثمانؓ سے خالی
وہ سینہ حفظ قرآن سے خالی
یا حی یا قیوم برحمتک استغیث

○ عثمانؓ کے دشمن ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حفظ قرآن اور خدمتِ قرآن سے محروم ہو گئے !
○ مسجدیں قرآن سے آباد اور قرآن اہل سنت کے پاس !
○ مدارس قرآن سے آباد اور قرآن اہلِ سنت کے پاس !

Marfat.com

○ سینے قرآن سے آباد اور حافظ اہلِ سنت کے پاس !
مکہ مدینہ قرآن سے آباد اور قرآن اہل سنت کے پاس !

قرآن اہل سنت کے سینے میں
قرآن اہل سنت کے مدینے میں
قرآن کی تشہیر اہل سنت نے کی
قرآن کی تفسیر اہل سنت نے کی
قرآن، رمضان، عثمان۔ تینوں اہل سنت کا سرمایہ ہیں۔

سبحان اللہ العظیم

کتاب اللہ کی توہین

قرآن حکیم جس کی تلاوت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرما رہے تھے اس کو ایک بدبخت ملعون خافقی نے پاؤں کی ٹھوکر مار کر پارا پارا کر دیا

چنانچہ امام ابن جریر طبری فرماتے ہیں کہ

وَضَرَبَ الْمُصْحَفَ بِرِجْلِهٖ فَاسْتَدَارَ الْمُصْحَفُ فَاسْتَقَرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ وَسَالَتْ عَلَيْهِ دِمَاءٌ (طبری)

اور قرآن حکیم کو معاذ اللہ اپنا پاؤں مارا قرآن کریم پھر آپ کے آگے آگیا اور اس پر خون بہہ گیا۔

خطیب کہتا ہے

قرآن کی توہین کرنے والا چور پکڑا گیا !
جو عثمانؓ کا دشمن ہوگا وہ قرآن کا دشمن ہوگا !

آج قرآن کو جلایا جا رہا ہے۔ اس کو جلانے والے کو پہچاننا مشکل نہیں ہے۔ جو عثمان غنیؓ کو نہیں مانتا وہی اس فعل شنیع کا مرتکب ہو سکتا ہے۔ آپ انکوائری کریں نہ کریں ہمیں علم ہے کہ قرآن کے دشمن قرآن کو جلانے والے وہی لوگ ہیں جو نسلاً بعد نسلٍ عثمان غنیؓ کے قاتلوں کی اولاد میں سے چلے آرہے ہیں۔ ان کی نگرانی کیجیے جس طرح قاتلان عثمان کا پتہ چل گیا ہے اسی طرح قرآن جلانے والوں کا بھی سراغ مل گیا ـــــ ہے !

Marfat.com

شہادت عثمانؓ سے صحابہؓ کے ہوش اڑ گئے

حضرت امام مظلوم سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خبر شہادت سے مدینہ میں کہرام برپا ہوگیا اور ہر طرف اداسی چھا گئی۔ لوگوں میں ہیجان پیدا ہوگیا۔ سیدہ نائلہؓ نے جب قصر خلافت کی چھت سے اعلان کیا کہ اے لوگو! تاجدار وفا و حیاء عثمانؓ داماد رسول شہید کر دیئے گئے ہیں تو پورے مدینہ میں سوگوار فضا پیدا ہوگئی اور لوگ بے قرار ہو کر قصر خلافت کی طرف بھاگتے ہوئے آنے لگے، تو آپ کے گھر میں داخل ہوتے تو آپ کی مظلومانہ شہادت اور کیفیت کو دیکھ کر بے تاب اور بے قرار ہو رہے تھے!

علیؓ کی آمد اور حسینؓ پر غصہ

سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو جب حضرت عثمانؓ غنی کی شہادت کی خبر ملتی ہے تو آپ قصر خلافت میں آتے ہیں اور اپنے دونوں صاحبزادوں سے فرمایا کہ

كَيْفَ قُتِلَ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْتُمَا عَلَى الْبَابِ وَرَفَعَ يَدَهٗ فَلَطَمَ الْحَسَنَ وَضَرَبَ صَدْرَ الْحُسَيْنِؓ۔

جب تم دروازوں پر متعین تھے تو امیر المومنین کس طرح قتل کر دیئے گئے۔ آپ نے حضرت حسنؓ کو طمانچہ مارا اور حضرت حسینؓ کے سینہ پر مارا۔

معلوم ہوتا ہے کہ سب سے زیادہ صدمہ حضرت سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو ہوا اور صدمہ ہوتا بھی کیوں نا؟ آخر عثمانؓ غنی وہ شخصیت تھے جنہوں نے آڑے وقت میں حضرت علیؓ کا ہاتھ بٹایا تھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شادی کے لئے ایک خطیر رقم دے کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ممنون کر دیا تھا۔ یہ آپس میں شیر و شکر تھے اور جگری دوست تھے اس لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آپ کی شہادت سے اس قدر صدمہ ہوا کہ اپنے شہزادوں کو بھی اس وقت غصے میں مارا، اور دوسرے پہرے داروں پر بھی سخت ناراض ہوئے۔

شہید مظلومؓ کی لاش پر مظالم

حضرات گرامی! اکثر ایسا دیکھنے میں آیا ہے کہ انسان کی زندگی تک اس سے دنیا آزاد رہتے ہیں مگر یوں ہی آدمی کی زندگی اور حیات کی شمع گل ہو جاتی ہے۔ دشمنوں کے مصائب بند ہو جاتے ہیں اور

Marfat.com

جور وستم کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے۔ حضرت عثمان غنیؓ رضی اللہ عنہ ایسے مظلوم شہید ہیں کہ آپ کو شہید کرنے کے بعد بھی دشمنوں کے مظالم جاری رہتے ہیں اور انہوں نے ظلم وستم کا کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا بلکہ جی بھر کر آپ کے جسم اطہر اور لاش مبارک کی بے حرمتی کرتے رہے چنانچہ روایات میں آتا ہے کہ پہلے تو باغیوں نے یہ اعلان کر دیا کہ عثمانؓ کا جنازہ پڑھنے کی اور جنازہ اٹھانے کی کسی کو اجازت نہیں ہے اسی طرح آپ کا جسم اطہر تین دن تین راتیں یا دو دن اور دو راتیں بے گور وکفن پڑا رہا۔ یہ ظلم کی انتہا نہیں تو اور کیا ہے کہ جس کی دولت نے ہزاروں غریبوں کو جہیز اور کفن دیئے آج اس کا جسم اطہر دو گز زمین اور کفن سے محروم ہے اور باغی اس بات پر مسرور ہیں کہ انہوں نے عثمانؓ کو بے گور وکفن کر دیا ہے!

نعش کی بیحرمتی

حضرت علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ شہادت کے بعد ایک مصری ننگی تلوار لے کر آیا اور کہنے لگا۔ خدا کی قسم میں عثمانؓ کی ناک کاٹ لوں گا۔ اس پر آپ کی زوجہ محترمہ نے آستینیں چڑھالیں اور اس کی تلوار پکڑ لی جس سے آپ کا انگوٹھا کٹ گیا۔ پھر آپ نے حضرت عثمانؓ کے ایک غلام سے فرمایا کہ اس کو فی النار کر دو اس کے پاس حضرت عثمانؓ کی تلوار تھی اس نے اس باغی کو جہنم رسید کر دیا۔

اس کے بعد باغیوں نے آپ کا سر مبارک جسد اطہر سے کاٹنا چاہا، مگر آپ کی ازواج مطہرات نے دشمن کے ارادوں کو خاک میں ملا دیا ——— لیکن ان کی آتش حسد ٹھنڈی نہ ہوئی۔

پسلی توڑ دی

ایک کمینہ باغی عمر بن ضابی آیا اس نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی زیارت کے بہانے اور آپ کی پسلی مبارک پر وار کر کے آپ کی پسلی توڑ دی!

منہ پر طمانچہ

امام ابن کثیر رحمہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے تاریخ میں محمد بن سیرین سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں کعبہ میں طواف کر رہا تھا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص ہے جو کہتا ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَمَا اَظُنُّ اَنْ تَغْفِرَلِیْ ——— الٰہی تو مجھے بخش دے اور میرا گمان نہیں کہ تو مجھے بخشے گا۔

میں نے اس سے کہا اے اللہ کے بندے جو کچھ تو کہتا ہے، میں نے یہ کسی سے بھی سنتے

Marfat.com

نہیں سنا۔ اس نے کہا کہ میں نے اللہ سے عہد و پیمان باندھا تھا کہ اگر میں عثمانؓ کے منہ پر طمانچہ مار سکا تو ضرور ماروں گا۔ پس جب وہ قتل کیئے گئے اور ان کا جنازہ اپنے گھر میں چارپائی پر رکھا ہوا تھا تو میں وہاں داخل ہوا۔ گویا کہ میں بھی ان کی زیارت کے لیئے آیا ہوں۔ مجھے ذرا سی تنہائی کا موقع مل گیا تو میں آپ کے چہرہ اقدس سے کپڑا اٹھایا اور آپ کے چہرہ مبارک پر تھپڑ مارا جس کی وجہ سے میرا دایاں ہاتھ سوکھ گیا۔ حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کا دایاں ہاتھ دیکھا تو یَابِسَۃٌ کَاَنَّمَا عُوْدٌ وہ اس طرح سوکھا ہوا تھا جیسے وہ لکڑی ہے۔

(البدایہ والنہایہ)

پسلی کا توڑنا۔ منہ پر طمانچہ مارنا، نعش مبارک کو بے گور و کفن رکھنا یہ وہ مظالم ہیں جو شہید مظلوم کے ساتھ شہادت کے بعد بھی جاری رکھے گئے۔ اسی پر بس نہیں بلکہ باغیوں نے اعلان کر دیا کہ خبردار کوئی عثمانؓ کا نہ تو جنازہ اٹھائے اور نہ ہی آپ کو دفن کرنے کے لیئے لے جائے۔ یَمْنَعُوْنَهُمُ الصَّلٰوۃَ عَلَیْهِ وَمَنَعُوْهُمْ اَنْ یُّدْفَنَ بِالْبَقِیْعِ۔

(طبری)

انہوں نے نماز جنازہ پڑھنے اور بقیع میں دفن کرنے سے روک دیا۔

ایک روایت میں ہے لا واللہ لا یدفن فی مقابر المسلمین (طبری)

نہیں خدا کی قسم یہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہیں ہوں گے!

گویا کہ یہ بار بار اعلان کیا جاتا رہا کہ عثمانؓ کا جنازہ بھی نہ پڑھا جائے اور انہیں مسلمانوں کے قبرستان میں بھی دفن نہیں کیا جا سکتا۔ ان دردناک واقعات سے حضرت عثمان غنی رضؓ کی شہادت کا ایک نہایت ہی دردناک اور المناک پہلو سامنے آتا ہے جو آپ کی شہادت کو ایک امتیازی اور منفرد مقام پر لا کھڑا کرتا ہے اور آپ کی شہادت شہدائے اسلام میں ایک انفرادی حیثیت کی حامل ہو گئی۔

سیدہ ام حبیبہؓ کا شدید احتجاج

حضرات گرامی! جب باغیوں نے حضرت عثمان غنیؓ کو شہید کرنے کے بعد بھی ظلم و ستم کا بازار گرم

Marfat.com

کئے رکھا اور شرافت و اخلاق کی تمام حدود کو پامال کر دیا اور امام مظلوم کے جسم اطہر پر بھی پے در پے وار کرتے رہے اور آپ کو مسلمانوں کے قبرستان میں بھی دفن کرنے سے روک دیا، تو تو سیدہ طاہرہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا جو مسلمانوں کی ماں تھی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ تھیں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ محترمہ تھیں ان کو جلال آگیا آپ کاشانہ مبارکہ سے تشریف لائیں اور مسجد نبوی کے دروازہ پر کھڑی ہو کر اعلان فرمایا کہ

اے باغیو ——— میں حبیبہ زوجہ رسول ہوں!

میں تمہیں وارننگ دیتی ہوں کہ یا تو حضرت عثمانؓ کا جنازہ اٹھا کر دفن کرنے کی اجازت دی جائے ورنہ میں بے حجابانہ تمہارے مقابلے میں آکر خود تجہیز و تکفین کا انتظام کروں گی۔

خطیب کہتا ہے

اللہ اللہ ——— کون ام حبیبہؓ ؟

ام المومنین

زوجہ رسول

ہمشیرہ معاویہؓ

جن کے حق میں قرآن نازل ہوا۔

جن کی عفت و پاکیزگی پر خدا گواہ۔

جو پل صراط سے گزریں گی تو تمام انبیاء۔ و اولیاء۔ کو حکم ہوگا نظریں جھکا لو محمدؐ کے گھرانے والے گزر رہے ہیں۔

عظمت عثمانؓ کے لئے خود میدان میں آگئی۔

واہ عثمانؓ تیری شان ———!

اللہ تیری عظمت کا محافظ

پیغمبر تیری عظمت کا علمبردار

سیدہؓ تیری عظمت کے وارے نیارے۔

سبحان اللہ

Marfat.com

باغیوں نے جب حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے اس نعرہ جہاد کو سنا تو ان کے پاؤں تلے سے مٹی نکل گئی اور ان کی تمام تدبیریں دھری کی دھری رہ گئیں اور انہوں نے بادل نخواستہ حضرت عثمانؓ کے جنازہ کو اٹھانے کی اجازت دے دی۔

علیؓ و حسنؓ نے کندھا دیا

حضرات گرامی! جب مظلوم مدینہ حضرت عثمان غنیؓ کا جنازہ اٹھانے کی اجازت دی گئی تو رات کا وقت تھا سب سے پہلے کندھا دینے والوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے صاحبزادے حضرت حسنؓ شامل تھے۔ جنازہ رات کی تاریکی میں جا رہا تھا اور مدینہ کی گلیوں میں گھوم رہا تھا۔

؎ عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے
محبوب کی گلی میں ذرا گھوم کے نکلے

جنازہ پر سنگ باری

حضرات گرامی! آپ نے ایسے جنازے تو ہزاروں دیکھے ہوں گے جن پر خوشبو چھڑکی گئی اور کافور چھڑکی گئی ہو اور ایسے جنازے بھی ہزاروں دیکھے ہوں گے جن پر پھول کی پتیاں نچھاور کی گئی ہوں۔ مگر آیئے آج ایک مظلوم شہید کا جنازہ بھی جاتا ہوا دیکھ لیں۔ اس پر پھول نہیں اور اس پر خوشبو نہیں بلکہ اس پر پتھروں کی بارش کی جا رہی ہے کسی کے جنازہ پر پھولوں کے ڈھیر ہوتے ہیں عثمانؓ تیری مظلومیت کا کیا کہنا کہ تیرے جنازے پر پتھروں کے ڈھیر ہیں۔ امام ابن جریرؒ فرماتے ہیں کہ تین دن حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی نعش پڑی رہی اور دفن نہ کرنے دی گئی۔ پھر جب باغیوں نے مجبور ہو کر آپ کو دفن کرنے کی اجازت دی تو باغیوں نے سنگ دلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے فیصلہ کیا کہ جنازہ گلی سے گزرے گا، تو راستہ میں چھتوں پر سنگ باری کی جائے گی چنانچہ راستہ میں مختلف چھتوں پر باغی چڑھ گئے اور مظلوم مدینہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے جنازہ پر سنگ باری کی۔ چنانچہ روایت میں آتا ہے کہ

فَقَعَدُوْا لَهٗ فِي الطَّرِيْقِ بِالْحِجَارَةِ فَلَمَّا خَرَجَ عَلَى النَّاسِ رَجَمُوْا سَرِيْرَهٗ۔ (طبری)

راستے میں پتھر لے کر بیٹھ گئے جب جنازہ ظاہر ہوا تو جنازہ کی چارپائی پر پتھر برسانے

استغفر اللہ ــــ سبحان اللہ

Marfat.com

حضرت نائلہ رضی اللہ عنہا کٹی ہوئی انگلیوں والے ہاتھ سے چراغ لے کر ساتھ ساتھ جا رہی تھیں ——— جب روضہ رسول قریب آیا ——— تو ضبط کے تمام بندھن ٹوٹ گئے! ——— آہ و بکا کی اجازت نہ تھی۔ نوحہ و ماتم روا نہیں تھا۔ چیخ و پکار جائز نہیں تھا۔ مگر دل کی دنیا میں جی کی بستی میں۔ دل ہی دل میں سب کچھ کہہ لیا گیا ——— اے روضہ رسول کے مکین ——— آپ کا داماد ——— مظلوم عثمانؓ ——— اس کا جنازہ ——— رات کے اندھیرے میں چند کندھوں پر جا رہا ہے ——— سینے پر بتاؤں کیا ہے۔ جنازے پر بتاؤں کیا ہے ——— جسم عثمانؓ پر معلوم ہے کیا ہے ——— پھول، خوشبو، نہیں نہیں۔ پتھر ہی پتھر ——— دانت ٹوٹ چکے ہیں۔ جسم چور چور ہے۔ منہ پر شہادت کے بعد طمانچے مارے گئے ہیں۔ پسلی توڑ دی گئی ہے۔ تین دن نعش بے گور و کفن پڑی رہی ہے ؟

یہ خیالات تھے۔ یہ تصورات تھے۔ یہ دل ہی دل میں درد و کرب کے اتھاہ سمندر تھے جن کو نائلہ لبوں پہ نہ لا سکی۔ دل کی باتیں زبان سے نہ کہہ سکی۔ روضہ رسول کے پاس سے گزرتے ہوئے نائلہ کی آنکھوں سے برسات کی جھڑی برس پڑی۔ سسکیوں اور آہوں نے عرش اعظم کو ہلا دیا مگر ——— بشر الصابرین ——— کی آیت نے دلاسہ دیا ——— رحمتِ خداوندی نے پیار کیا ——— اور جنت کی بہاروں نے آغوش سکینت میں لے لیا اور یوں دل کی دنیا میں ہی نقشے بنے رہ گئے۔ لب اظہار نہ کر سکے! اور حضرت عثمانؓ کا جنازہ آہستہ آہستہ فرشتوں کی سلامی میں روضہ رسول کے قریب سے گزر گیا۔

جنت البقیع

جنت البقیع جو واقعتاً جنت ہے جس میں دس ہزار جنتی آرام فرما رہے ہیں جس پر جنت بھی رشک کرتی ہے۔ اس میں جنازہ داخل ہو گیا، تو باغیوں نے اس کے کونے میں دفنانے کی اجازت دی جو ان کی نظر میں جنت نہیں تھا۔ مگر عثمانؓ شہید کا جسم اطہر جس سرزمین پر پہنچ گیا وہ خود رشک جنت بن گئی اور جنت کی بہاروں نے جنت کی فضاؤں نے خود بڑھ کر درخواست کی کہ اے جنت کو جنت بنانے والے انسان ادھر بھی نظر کرم کی ایک جھلکی فرما دیجئے تاکہ میں بھی جنت ہونے کا شرف حاصل کر سکوں۔ اس طرح

Marfat.com

حضرت عثمانؓ کو جنت البقیع کے ایک کونے میں دفنا دیا گیا ——— اور حبیب مٹی ڈال دی گئی اور کسی نے ایک نظر سے جائزہ لیا تو یوں معلوم ہوا کہ دس ہزار جنتیوں کے قبرستان میں حضرت عثمانؓ کی قبر کی حیثیت ایسے ہی ہے جیسے پورے قبرستان کا صدر محترم سردار اہل ورمظلوم مدینہ ——— شہید وفا ——— اور سب کا امام ——— اور ذرا آپ کے پہلو میں ایک قبر کو دیکھا گیا تو بتانے والے نے بتایا کہ یہ سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کی قبر مبارک ہے جو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دایہ مبارکہ تھیں جس سے یہ نیک فال نکلی کہ قیامت کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلی پکڑ کر سیدنا صدیق اکبرؓ اور سیدنا فاروق اعظمؓ اٹھیں گے اور سیدہ حلیمہ طاہرہؓ کی انگلی پکڑ کر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ جنت کی طرف رواں دواں ہوں گے!

دشمن کا منہ یہاں بھی کالا
دشمن کا منہ وہاں بھی کالا
رہے نام اللہ کا

ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون

وما علینا الا البلاغ

Marfat.com

مولانا محمد ضیاء القاسمی کی تصانیف

خطباتِ قاسمی (حصہ اوّل)

خطباء، علماء، مقررین کے لئے نادر تحفہ۔
سال بھر کے خطبات جمعہ۔ ۲۶ تقریریں
قیمت : ۶۰ روپے

التحقیق النادر فی مسئلۃ الحاضر و ناظر

مسئلہ حاضر ناظر پر بے مثال کتاب
قیمت : ۵ روپے

اربعین

چالیس حدیثوں کا بے مثال مجموعہ۔ جس میں توحید۔ علمِ غیب، حاضر ناظر، مختارِ کُل پر احادیثِ رسولؐ کا خوبصورت گلدستہ ہے۔
قیمت : ۳ روپے

سراجًا منیرا

سیرتِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر جامع تقریر
قیمت : ایک روپیہ

معراج النبیؐ

مسئلہ معراج پر ایک جامع تقریر
قیمت : ایک روپیہ

سیدنا امیر معاویہؓ

حضرت امیر معاویہؓ کے فضائل پر عجیب رسالہ
قیمت : ایک روپیہ

تیجا شریف

اہلِ بدعت کی مروّجہ رسم پر لاجواب رسالہ
قیمت : ایک روپیہ

موافقات عمرؓ

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے فضائل پر عظیم دستاویز۔ خدا اور فاروقؓ کی کئی مقامات پر رائے ایک ہو گئی۔ قیمت : ۲ روپے

Marfat.com

Marfat.com

زیر طبع

عظیم پاسبان ناموس صحابہؓ

مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ

ایک شخصیت، ایک تحریک، ایک طوفان

مولانا حق نواز کی زندگی اور سوانح حیات پر ایک تاریخ ساز

دستاویزی سوانحی خاکہ

بہت جلد چھپ کر مارکیٹ میں آ رہی ہے آج ہی مطلوبہ تعداد سے مطلع کریں۔ تاجروں کیلئے معقول کمیشن

مصنف:- مولانا محمد ضیاء القاسمی فیصل آباد

ناشر: مکتبہ قاسمیہ غلام محمد آباد کالونی ۵ فیصل آباد

Marfat.com

مولانا محمد ضیاء القاسمی کی تصانیف

خطبات قاسمی (حصہ اول)
خطباء۔ علماء۔ مقررین کے لئے نادر تحفہ
سال بھر کے خطبات جمعہ۔ ۲۶ تقریریں
قیمت ۔ ۱۰ روپے

التحقیق النادر فی مسئلۃ الحاضر و ناظر
مسئلہ حاضر و ناظر پر بے مثال کتاب
۵ روپے

اربعین
چالیس حدیثوں کا بے مثال مجموعہ۔ جس میں توحید۔ علم غیب۔ حاضر ناظر مختار کل پر احادیث رسول کا خوبصورت گلدستہ ہے۔ ۳ روپے

سراجاً منیر
سیرت رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر جامع تقریر
ایک روپیہ

معراج النبیؐ
مسئلہ معراج پر ایک جامع تقریر
ایک روپیہ

سیدنا امیر معاویہؓ
حضرت امیر معاویہؓ کے فضائل پر عجیب رسالہ
ایک روپیہ

تیجا شریف
اہل بدعت کی مروجہ رسم پر لاجواب رسالہ
ایک روپیہ

موافقات عمرؓ
سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے فضائل پر عظیم دستاویز۔ خدا اور فاروق کی کئی مقامات پر رائے ایک ہوگئی۔ ۲ روپے

میرے شیخ القرآن
قیمت ۱۵/۰۰ روپے

Marfat.com

مختلف موضوعات پر اردو زبان میں اسلامی تقاریر پر مشتمل قابل قدر مجموعہ جو پورے علم اسلام کا بیمثال خزینہ ہے

مولانا محمد ضیاء القاسمی کے معلوماتی خطبات • انمول تحفہ • منفرد ذخیرہ • لازوال مجموعہ اور اسلامی دنیا کا شاہکار کارنامہ ہیں

خطبات قاسمی کے بارے میں آراء

توحید و سنت کا ترجمان ہے۔

[illegible] قاسمی نے [illegible] خطبات کیلئے مرتب کئے [illegible] خطبات کہنے کی [illegible] قاسمی کا انداز [illegible] اسلام کی ترجمانی خطباء انداز سے کی ہے

(حضرت مولانا عبید اللہ سندھی)

[illegible]	[illegible]	[illegible]

[illegible] تاریخی عنوانات حقائق و افکار

خطبات قاسمی — اسلام کی حقانیت اور توحید و سنت کے اجمالی تعارف پر مشتمل ایک بہترین خطبہ

خطبات قاسمی — اسلام کے مختلف موضوعات پر لکھا گیا اردو زبان میں منفرد انداز

خطبات قاسمی — ایک ماہر خطیب کا منفرد انداز خطابت کا منہ بولتا ثبوت ہے

خطبات قاسمی — خطیبوں واعظوں مقرروں اور مبلغوں کیلئے قندیل راہ داں ہے

خطبات قاسمی — ایک عالم کی [illegible] کا نچوڑ ہے

خطبات قاسمی — ایسا لگتا ہے ہر مسلمان قوم اور ہر اسلامی مسئل کیلئے نشان منزل ہے

خطبات قاسمی — ایک شاہراہ حق ہے۔ ایک مرد مسلم ہے ایک جام عمل ہے ایک [illegible] رہنمائی ہے۔

خطبات قاسمی — اسکی حقانیت پر [illegible] ہے۔ [illegible] قرآنی کا آئینہ ہے

خطبات قاسمی — سنگ [illegible] کی قیمتی متاع ہے [illegible] چاہتا ہے

خطبات قاسمی — سر بلند [illegible] کیلئے [illegible] کی سب سے بڑی ضرورت ہے

خطبات قاسمی — شباب کیلئے علم و کردار کا نادر روزگار مجموعہ [illegible] خطبات کا شہ پارہ ہے۔

خطبات قاسمی — ایسا شیرازہ عنوان ہے جو [illegible] کی صورت ہے

خطبات قاسمی کے بارے میں آراء

- مولانا ضیاء القاسمی کے خطبات توحید و سنت کی [illegible] قصہ کہانی [illegible]
- خطبات قاسمی کے ایک ایک خطبہ سے متعدد [illegible] ہو سکتی ہے [illegible]
- اس کی پہلے سے [illegible] خطبات کا [illegible] سامنے آیا ہے [illegible]
- [illegible] کی دوسری کتاب میں ایسا [illegible]
- خطبات قاسمی مولانا محمد ضیاء القاسمی کی [illegible] کا شاہکار ہے [illegible]
- [illegible] خطباء [illegible]

بے مثال تقریروں کا حسین امتزاج

[illegible] خطبات قاسمی [illegible]

[illegible] خطبات قاسمی [illegible]

خصوصیات

ہر موضوع

ہر تقریر

ہر عنوان

ہر مسئلہ

ہر نکتہ

واقعات

مضامین

لطائف

اشعار

موتی

استدلال

اشعار جامی

مناظرات

ردود

ترغیب

خطبات قاسمی

معرفت حقیقت کا شاہکار

خرد و حکمت و تقویٰ کا [illegible] ہزاروں کتابوں کا نچوڑ

۱۰۰ آیات بینات ۱۰۰ اشعار

۱۰۰ احادیث ۱۰۰ مجموعے

۱۰۰ حکایات ۱۰۰ جواہر پارے

مکمل چار جلد

[illegible] نے انداز سے شائع ہوئی ہے

آسان کے طیب کے ۳۰ سال عالمانہ

پہلی جلد

[illegible]

دوسری جلد

[illegible]

تیسری جلد

[illegible]

چوتھی جلد

[illegible]

[illegible] محمد ضیاء القاسمی [illegible]

مکتبہ قاسمیہ ۱۴ اے غلام محمد آباد فیصل آباد

فون ۳۴۷۸۹

Marfat.com

مدارس عربیہ کے طلباء

شعبان و رمضان

مفت تربیتی ورکشاپ

قیام و طعام کے علاوہ وظیفہ بھی دیا جائیگا

ختم نبوۃ اکیڈمی فیصل آباد صرف اسلئے قائم کی گئی ہے تاکہ علماء طلباء خطباء کو مرزائیت اور سبائیت رضاخانیت کے محاذ پر علمی اور مناظرانہ تربیت دی جائے

علماء خطباء اور فن تقریر کا ذوق رکھنے والے طلباء سے خصوصی گذارش ہے کہ وہ ۱۵ شعبان سے ۲۵ رمضان تک ختم نبوۃ اکیڈمی فیصل آباد میں تشریف لاکر ۴۰ روزہ تربیتی کورس میں شرکت فرمائیں۔

مولانا محمد صدیق قاسمی

مسئلہ الوہیت۔ تفسیر آیات۔ مسئلہ خلافت
مسئلہ اہل بیت۔ آیت تطہیر
مناقب اصحاب رسول

پڑھانے والے باکمال اساتذہ اور عنوانات

مولانا سید عبدالقادر آزاد صاحب ——— اسلام اور عیسائیت
مولانا منظور راحد چنیوٹی صاحب ——— اسلام اور قادیانیت
مولانا محمد یوسف رحمانی صاحب ——— اسلام اور اہل بدعت
مولانا فضل امین صاحب ——— مذاہب الطبعہ کا تعارف
سید خالد محمود صاحب ——— تاریخ سبائیت
سید عبدالغنی صاحب ——— مناقب اصحاب رسول
سید محمود احمد ظفر صاحب

قراءت کے بعد اکیڈمی کی سند دی جائیگی اور قابل طلباء کو آئندہ ملک اور بیرون ملک خطابت کے مواقع مہیا کئے جائیں گے۔

=== آج ہی سے داخلہ کے لئے لکھئے ===

منجانب: ناظم ختم نبوۃ اکیڈمی، اے بلاک غلام محمد آباد کالونی جامعہ تعلیم فیصل آباد

Marfat.com